الہام ... الیس اللّٰہ بکاف عبدہ - فبرّاہ اللّٰہ مما قالوا وکان عند اللّٰہ ...
... الی المومنون - فاھذا الاحمدیہ ...
... الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد
... وں گا - (اسمیں یہ اشارہ ہے کہ آخر عبد الحمید اور پادری گ...
... اٹھارہ برس پہلے دیا گیا تھا وہی وعدہ دوبارہ اس الہام میں لفظ ...
... قبول کرسکتا ہے کہ ایک جماعت بڑے بڑے معززوں کی جن میں تعلیم یافتہ ایم ...

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ

بماہ

جنوری سنہ ۱۸۹۸ء

کتاب البریہ

مع

آیات رب البریہ

مطبع ضیاء الاسلام قادیاں میں چھپی

تعداد جلد ۷۰۰

... الہام کے بٹالوی کی نسبت بہت سخت تھے ہم نے نرم الفاظ میں ان کا ترجمہ کردیا ہے پس کوئی شخص ہماری ...

ضمیمہ کتاب البریہ

(ذیل کی دو شہادتیں جو بروز فیصلہ مقدمہ شامل مثل ہوئیں وہ سہواً درج کتاب نہیں ہوئیں اب ذیل میں لکھی جاتی ہیں اسکو اخیر حکم سے پہلے شامل کتاب سمجھنا چاہیے)

نقل چٹھی مورخہ ۱۸ اگست ۱۸۹۷ء منجانب پادری ایچ - جی - گرے امرتسر بنام ڈبلیو لیمارچنڈ صاحب بہادر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور -

قیصرہ ہند بنام مرزا غلام احمد قادیان

بعدالت کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپورہ

"میں ڈرتا ہوں کہ میں اس معاملہ پر کوئی روشنی نہیں ڈال سکتا - عبدالحمید یا جو کچھ اس کا نام ہے میرے پاس آیا تھا اور اُسنے بیان کیا کہ وہ اصلی ہندو ہے اور کچھ دنوں مرزا قادیانی کا مرید رہا ہے لیکن اب وہ عیسائی ہونا چاہتا ہے - مجھے وہ کوئی سچا متلاشی نہ معلوم ہوا بلکہ مینے ایک معمولی سمجھا - مینے اُسے کہا کہ میں اُسے تعلیم دونگا اگر وہ روزانہ یا ہفتہ میں ایک دو دفعہ میرے پاس آنا چاہے - پھر اُسنے دریافت کیا کہ اُس کا گذارہ کیسے ہوگا - مینے جواب دیا کہ اس امر میں میں اُسے ایک پیسہ بھی گذارہ کے لئے ندونگا - جو کچھ میرے دل پر اسکی طرف سے خیال پیدا ہوا وہ یہہ ہے کہ وہ ایک نکما اور منتری آدمی ہے جو مجھسے روپیہ یا خوراک کا گذارہ چاہتا ہے - سو میں اس امر سے حیران نہ ہوا کہ وہ پھر کبھی میرے پاس نہیں آیا - مجھے یاد نہیں کہ آیا وہ میرے پاس کوئی چٹھی لایا یا نہیں - لیکن نوردین نے اتفاقیہ مجھسے ذکر کیا تھا کہ وہ نوجوان اُسکے پاس بھی گیا تھا۔" ✝

نقل بیان نورالدین عیسائی گواہ استغاثہ مشمولہ مثل عدالت فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور - واقعہ ۲۲ اگست ۱۸۹۷ء مرجوعہ ۹ اگست ۹۷ء فیصلہ ۲۳ اگست ۹۷ء

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک مستغیث بنام مرزا غلام احمد قادیانی

استغاثہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

بیان نورالدین عیسائی گواہ استغاثہ بہ حلف - ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء

[illegible] پادری ایچ - جی - گرے اور نوردین عیسائی کا بیان صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ عبدالحمید محض اپنے گذارہ کے لئے پادریوں کے دروازہ پر گیا تھا پادری صاحب کے بیان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر پادری گرے صاحب اسکو گذارہ دیتے تو وہ اُسی جگہ ٹھہر جاتا ڈاکٹر کلارک کے پاس نہ جاتا - منہ

[illegible] میں مشن کی طرف سے واعظ ہوں۔ اور ہال بازار میں میرا مقام صدر ہے عبد الحمید میرے پاس امرتسر آیا تھا۔ اپنا پہلا نام رلیارام تبلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اب میں مسلمان ہوں اور عبد الحمید یا عبد المجید نام ظاہر کیا تھا۔ کہتا تھا کہ پہلے میں ہندو تھا۔ میں نے پادری گرے صاحب کے پاس اُسکو بھیجدیا تھا۔ صاحب موصوف نے واپس بھیجدیا تھا کہ اُسکو تعلیم دو جب طیار ہوجاوے عیسائی کیا جاوے گا۔ مگر وہ لڑکا پھر چلا گیا اور میں نے اُسکو پھر کبھی نہیں دیکھا۔ شاید اس واسطے چلا گیا ہوگا کہ ہمارے ہاں روٹی کپڑہ اُسکو نہیں ملتا تھا۔ عبد الحمید نے اور مشنوں کی بابت بھی مجھ سے پوچھا تھا۔ شاید ڈاکٹر کلارک صاحب کے مشن کا بھی ذکر ہوا ہو۔ مگر ڈاکٹر کلارک صاحب کا صریح ذکر نہیں ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ مرزا صاحب کی طرف سے آیا ہوں۔ مکرر کہا کہ عبد الحمید نے کہا تھا کہ میں مرزا صاحب کا شاگرد ہوں۔

سنایا گیا درست ہے۔ العبد نور الدین

دستخط حاکم

متعلق صفحہ ۲۴۵ کتاب البریہ اخیر حکم سے پہلے

ذیل کا فقرہ فارسی مثل میں نہ تھا انگریزی چٹھے میں ہے کل شہادۃ کے ختم ہونے پر اخیر حکم سے پہلے یہ فقرہ درج ہے

Dr Clark states he wishes to resign the post of Prosecutor.

Adjourned to 23rd August.

Sd/ M. Douglas District Magistrate

ترجمہ ڈاکٹر کلارک بیان کرتا ہے کہ وہ مستغیث ہونیسے دست بردار ہوتا ہے۔

تیئیس ۲۳ اگست پر ملتوی کیا گیا

دستخط ایم ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

[illegible] اس نئے حکام کی واقفیت کیلئے یہ اشتہار ہر ایک ضلع مین بھیجا جائیگا

اشتہار واجب الاظہار

جو خاص اس غرض سے شایع کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ قیصرہ ہند توجہ سے اسکو ملاحظہ فرماوے۔ اور نیز اپنے مریدون کی آگاہی اور ہدایت کیلئے شایع کیا گیا ہے

مین اپنے دوستون اور عام لوگون کو اطلاع دیتا ہون کہ جو میرے پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ گویا مینے ایک شخص عبد الحمید نام کو ڈاکٹر کلارک کے قتل کرنے کے لئے بھیجا تھا وہ مقدمہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے بے اصل متصور ہو کر ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو عدالت کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپورہ سے خارج کیا گیا۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کو اس مقدمہ کی اصلیت ظاہر کرنی منظور تھی اسلئے اُسنے ایک ایسے حاکم بیدار مغز اور محنت کش اور منصف مزاج حق پسند خدا ترس یعنے جناب کپتان **ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر** ضلع گورداسپورہ کے ہاتھ میں یہ مقدمہ دیا۔ جس کا پاک کانشنس اس بات پر مطمئن نہ ہو سکا کہ جو اظہار یعنے پہلا بیان عبد الحمید نے امرتسر کے مجسٹریٹ کے سامنے اور نیز اس عدالت مین دیا تھا وہ صحیح ہے۔ سو صاحب موصوف نے مزید تفتیش کیلئے جناب **کپتان لیمارچنڈ ڈسٹرکٹ سوپرانٹنڈنٹ پولس** کو حکم دیا کہ بطور

خود عبد الحمید سے اصلیت مقدمہ دریافت کرین - پھر بعد اسکے جس احتیاط اور نیک نیتی اور فراست اور غور اور طریق عدل اور انصاف سے جناب کپتان لیمارچند صاحب نے اس مقدمہ کی تفتیش مین کام لیا وہ بھی بجز خاص منصف مزاج اور نیک نیت اور بیدارمغز حکام کے ہر ایک کا کام نہین - سو ان حکام کا نیک مزاج اور نیک نیت اور انصاف پسند ہونا اور قدیم سے عدالت اور انصاف پسندی کا عادی ہونا اور پوری تحقیق اور تفتیش سے کام لینا ہی وہ اسباب تھے جو خدا نے میری بریت کے لئے پیدا کئے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس کی نیک نیتی اور انصاف پسندی اور بھی زیادہ کھلتی ہے جبکہ اس بات پر غور کیجائے کہ یہ مقدمہ درحقیقت ایک عیسائی جماعت کی طرف سے تھا اور گو بظاہر انہین سے ایک ہی شخص پیروکار تھا - مگر مشورہ اور امداد مین کئی دیسی کرسچنون کو دخل تھا - درحقیقت پبلک کے دلونمین اس عدالت اور انصاف نے صاحبان موصوف کی بہت ہی خوبی اور عدل قابل تعریف جمادی ہے کہ ایسا مقدمہ جو مذہبی رنگ مین پیش کیا گیا تھا اسمیں کچھ بھی اپنی قوم اور مذہب کی رعایت نہیں کیگئی - اور نہایت منصفانہ روش سے وہ طریق اختیار کیا گیا جسکو عدالت چاہتی تھی میرے خیال مین یہ ایک ایسا عمدہ نمونہ ہے کہ جو صفحہ تاریخ مین ہمیشہ کے لئے یادگار رہیگا - صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی نیک نیتی اور حق پسندی پر ایک اور بھی بڑی بھاری دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ باوجودیکہ انھون نے عبد الحمید مخبر کا پہلا بیان تمام وکمال قلمبند کرلیا تھا اور اسکی تائید میں پانچ گواہ بھی گذر چکے تھے اور صاحب بہادر ہر طرح اختیار رکھتے تھے کہ ان بیانات پر اعتبار کرلیتے مگر محض انصاف اور عدالت کی کشش نے انکے دلکو پوری تسلی سے روکدیا اور ان کا حق پسند کانشنس بول اٹھا کہ ان بیانات مین سچائی کا نور نہین ہے لہذا انھون نے کپتان صاحب پولیس کو مزید تحقیقات کے لئے اشارہ فرمایا - ایسا ہی جب صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کو پولیس کے افسرون نے خبر دی کہ عبد الحمید مخبر اپنے پہلے بیان پر اصرار کر رہا ہے اسکو رخصت کیا جائے تو صاحب موصوف کی کانشنس نے یہی تقاضا کیا کہ وہ بذات خود بھی اس سے دریافت کرین - اگر حکام کی اس درجہ تک

نیک نیتی اور توجہ اور محنت کشی نہ ہوتی تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ اس مقدمہ کی اصلیت کھلتی۔
ہم تہ دلسے دُعا کرتے ہین کہ خدا تعالےٰ ایسے حکّام کو جو ہر ایک جگہ انصاف اور عدل
کو مد نظر رکھتے ہین اور پوری تحقیق سے کام لیتے ہیں اور احکام کے صادر کرنے میں جلدی
نہین کرتے ہمیشہ خوش رکھے اور ہر ایک بلا سے انکو محفوظ رکھکر اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔

یہ بات بھی اسجگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ ڈاکٹر کلارک صاحب نے
محض ظلم اور جھوٹ کی راہ سے اپنے بیان مین کئی جگہ میرے چال چلن پر نہایت شرمناک
حملہ کیا تھا۔ اگر ایسے منصف مزاج مجسٹریٹ کی عدالت میں اُن تمام حملوں کے بارے میں
میرا جواب لیا جاتا تو ڈاکٹر صاحب کے منصوبوں کی حقیقت کھُل جاتی۔ مگر چونکہ حاکم انصاف
پسند کے دلپر اُس مقدمہ کی مصنوعی بنیاد کی تمام حقیقت کھُل گئی تھی جسکی تائید مین یہ تمام
الزامات پیش کئے گئے تھے لہذا عدالت نے مقدمہ کو طول دینے کی ضرورت نہین سمجھی۔
اگرچہ ڈاکٹر صاحب کے اکثر کلمات جو نہایت دل آزار اور سراسر جھوٹھ اور افترا اور کم سے کم
ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک پہنچ گئے تھے مجھے یہ حق دیتے تھے کہ اُن بیجا اور باطل الزامون
کا عدالت کے ذریعہ سے تدارک کروں۔ مگر میں باوجود مظلوم ہونے کے کسی کو آزار
دینا نہین چاہتا اور ان تمام باتوں کو حوالہ بخدا کرتا ہوں۔

یہ بھی ذکر کے لائق ہے کہ ڈاکٹر کلارک صاحب نے اپنے بیان مین کہیں اشارةً
اور کہیں صراحتاً میری نسبت بیان کیا ہے کہ گویا میرا وجود گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے۔
مگر مین اس اشتہار کے ذریعہ سے حکّام کو اطلاع دیتا ہون کہ ایسا خیال میری نسبت
ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ
ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر مین ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی
تھا جنکو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب
مین ہے اور سنہ ۱۸۵۷ء مین انھون نے اپنی طاقت سے بڑھکر سرکار انگریزی کو
مدد دی تھی یعنے پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کیوقت سرکار
انگریزی کی امداد میں دئیے تھے۔ ان خدمات کیوجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکّام انکو

لی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی انمیں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں اُنکی نقلیں حاشیہ مین درج کی گئی ہیں ✤ - پھر میرے والد صاحب کی وفات

Translation of Certificate of J. M. Wilson.

To

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian.

I have perused your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects & that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the British Govt will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favorable opportunity offers itself.

نقل مُراسلہ

(ولسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضےٰ رئیس قادیان حفظہٗ

عریضہ شما مُشعر بر یاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب درآمد ما خوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار و وفا کیش ثابت قدم ماندہ اید - و حقوق شما در اصل قابل قدر اند - بہر نہج تسلی و تشفی دارید - سرکار انگریزی حقوق و خدمات خاندان شما را ہرگز فراموش نخواہد کرد - بموقعہ مناسب بر حقوق و خدمات شما غور و توجہ کردہ خواہد شد - باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار سرکار انگریزی بمانند کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است - فقط

المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور انارکلی

کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری مین مصروف رہا۔ اور جب تموں کے گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں

You must continue to be faith-
-ful and devoted subjects as in
it lies the satisfaction of the Govt.
and your welfare.

11-6-1849 Lahore.

Translation of Mr Robert Coots
Certificate.

To

Mirza Ghulam Murtaza
khán chief of Qadian.

As you rendered great help in
enlisting sowars & supplying
horses to Govt. in the muting
of 1857 and maintained loyal-
-ty since its beginning up to
date and thereby gained the
favor of Govt. a khilat worth
Rs 200/. is presented to you in
recognition of good services

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضےٰ
رئیس قادیان بعافیت باشند۔

از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ
۱۸۵۷ء از جانب آپکے رفاقت و خیرخواہی
و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ در باب
نگاہداشت سواران و بہم رسانی اسپان
بخوبی بمنصہ ظہور پہونچی اور شروع مفسدہ
سے آجتک آپ بدل ہوا خواہ سرکار
رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا
لہذا بجلدوی اس خیرخواہی اور خیرسگالی
کے خلعت مبلغ دوصد روپیہ کا سرکار سے
آپکو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی

شریک تھا - پھر مین اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا - تاہم
سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید مین اپنی قلم سے کام لیتا ہوں - اِس سترہ ۱۷

and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of chief Commissioner as conveyed in his no. 576 d/ 10th August 58 this parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and repute.

Translation of sir Robert Egerton Financial Commrs. Murasla d/ 29 June 1876

My dear friend Ghulam Qadir
I have perused your letter of the 2nd instant & deeply regret the death of your father Mirza Gulam Murtaza who was a great well wisher and faithful chief of Govt.

In consideration of your family services I will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration & welfare of your family when a favorable opportunity occurs.

صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶
مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا
باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و وفاداری
بنام آپکے لکھا جاتا ہے -
مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

نقل مراسلہ فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر
رئیس قادیان حفظہٗ -
آپکا خط ۲ - ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور
اینجانب مین گذرا مرزا غلام مرتضےٰ صاحب آپکے
والد کی وفات سے ہمکو بہت افسوس ہوا مرزا
غلام مرتضےٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیرخواہ اور وفادار
رئیس تھا ہم آپکی خاندانی لحاظ سے اُسیطرح عزت کرینگے
جسطرح تمہارے باپ وفادار کی کیجاتی تھی ہمکو کسی اچھے
موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری
اور پابحالی کا خیال رہیگا -

المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء
الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر
فنانشل کمشنر پنجاب

برس کی مدت میں جسقدر مینے کتابیں تالیف کیں اُن سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں - اور پھر مینے قرین مصلحت سمجھکر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزارہا روپیہ خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شایع کی گئیں - میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت اُن کا اثر ہوگا - کیا اسقدر بڑی کارروائی اور اسقدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ مینے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا - کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ اگر مینے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیرخواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شایع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں اُن کتابوں کے نام معہ اُنکے نمبر صفحوں کے یہ ہیں جنمیں سرکار انگریزی کی خیرخواہی اور اطاعت کا ذکر ہے -

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
۱	براہین احمدیہ حصّہ سوم	سنہ ۱۸۸۲ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
۲	براہین احمدیہ حصہ چہارم	سنہ ۱۸۸۴ء	الف سے د تک ایضاً
۳	آریہ دھرم (نوٹس) درباره توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۵	۵۷ سے ۶۴ تک آخر کتاب
۴	التماس شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء	۱ سے ۴ تک آخر کتاب
۵	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء	۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب
۶	خط درباره توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۱ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵	۱ سے ۸ تک
۷	آئینہ کمالات اسلام	فروری سنہ ۱۸۹۳	۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱۱ سے ۵۲۸ تک

نمبر	نام کتاب / اشتہار	تاریخ	صفحہ
۸	نور الحق حصہ اوّل (اعلان)	سنہ ۱۳۱۱ ھ	۲۳ سے ۴۵ تک
۹	شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق)	۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء	الف سے ع تک آخر کتاب
۱۰	نور الحق حصہ دوم	سنہ ۱۳۱۱ ھ	۴۹ سے ۵۰ تک
۱۱	سر الخلافہ	سنہ ۱۳۱۲ ھ	۱۷ سے ۳۷ تک
۱۲	اتمام الحجہ	سنہ ۱۳۱۱ ھ	۲۵ سے ۲۷ تک
۱۳	حمامۃ البشرٰے	سنہ ۱۳۱۱ ھ	۳۹ سے ۴۲ تک
۱۴	تحفہ قیصریہ	۲۵ مئی سنہ ۱۸۹۷ء	تمام کتاب
۱۵	ست بچن	نومبر سنہ ۱۸۹۵ء	۱۵۳ سے ۱۵۴ تک اور ٹائٹل پیج
۱۶	انجام آتھم	جنوری سنہ ۱۸۹۷ء	۲۸۳ سے ۲۸۴ تک آخر کتاب
۱۷	سراج منیر	مئی سنہ ۱۸۹۷ء	صفحہ ۴۷
۱۸	تکمیل تبلیغ معہ شرائط بیعت	۱۲ جنوری سنہ ۱۸۸۹ء	صفحہ ۴ حاشیہ اور صفحہ ۶ شرط چہارم
۱۹	اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کیلئے	۲۷ فروری سنہ ۱۸۹۵ء	تمام اشتہار یکطرفہ
۲۰	اشتہار دربارہ سفیر سلطان روم	۲۴ مئی سنہ ۱۸۹۷ء	۱ سے ۳ تک
۲۱	اشتہار جلسہ احباب بر جشن جوبلی بمقام قادیان	۲۳ جون سنہ ۱۸۹۷ء	۱ سے ۴ تک
۲۲	اشتہار جلسہ شکریہ جشن جوبلی حضرت قیصرہ دام ظلہا	۷ جون سنہ ۱۸۹۷ء	تمام اشتہار یک ورق
۲۳	اشتہار متعلق بزرگ	۲۵ جون سنہ ۱۸۹۷ء	صفحہ ۱۰
۲۴	اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ معہ ترجمہ انگریزی	۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء	تمام اشتہار ۱ سے ۷ تک

اور حال مین جب حسین کامی سفیر روم قادیان میں میری ملاقات کے لئے آیا اور اُسنے مجھے اپنی گورنمنٹ کے اغراض سے مخالف پاکر ایک سخت مخالفت ظاہر کی وہ تمام حال بھی مینے اپنے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۸۹۷ء میں شایع کردیا ہے وہی اشتہار تھا جسکی وجہ سے بعض مسلمان اڈیٹروں نے بڑی مخالفت ظاہر کی اور بڑے جوش مین آکر

مجھکو گالیان دین کہ یہ شخص سلطنت انگریزی کو سلطان روم پر ترجیح دیتا ہے اور رومی سلطنت کو قصور وار ٹھہراتا ہے - اب ظاہر ہے کہ جس شخص پر خود قوم اسکی ایسے ایسے خیالات رکھتی ہے اور نہ صرف اختلاف اعتقاد کی وجہ سے بلکہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے سبب سے بھی ملامتون کا نشانہ بن رہا ہے کیا اُس کی نسبت یہ ظن ہو سکتا ہے کہ وہ سرکار انگریزی کا بدخواہ ہے؟ یہ بات ایک ایسی واضح تھی کہ ایک بڑے سے بڑے دشمن کو بھی جو محمد حسین بٹالوی ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور مین اسی مقدمہ ڈاکٹر ہنری کلارک میں اپنی شہادت کے وقت میری نسبت بیان کرنا پڑا کہ یہ سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور سلطنت روم کے مخالف ہے - اب اس تمام تقریر سے جسکے ساتھ مینے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریرون سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل وجان خیر خواہ ہون - اور میں ایک شخص امن دوست ہون اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مُریدون کی شرائط بیعت میں داخل ہے - چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مُریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اُسکی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے - ہاں یہ سچ ہے کہ مینے بعض اشخاص کی موت وغیرہ کی نسبت پیش گوئی کی ہے لیکن نہ اپنی طرف سے بلکہ اُسوقت اور اس حالت میں کہ جبکہ اُن لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے ایسی پیشگوئی کے لئے مجھے تحریری اجازت دی - چنانچہ اُن کے ہاتھ کی تحریریں ابتک میرے پاس موجود ہین جن میں سے بعض ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں شامل مثل کی گئی ہین - مگر چونکہ باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلارک صاحب نے اُن پیشگوئیوں کا ذکر کیا اور اصل واقعات کو چھپایا اسلئے **آئندہ** میں پسند نہین کرتا کہ ایسی درخواستون پر کوئی انذاری پیشگوئی کیجائے بلکہ آیندہ ہماری طرفسے یہ اصول رہے گا کہ اگر کوئی ایسی انذاری پیشگوئیوں کے لئے درخواست کرے تو اسکی طرف ہرگز توجہ نہین کیجائیگی جبتک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کیطرفسے پیش نہ کرے - یہ ایک ایسا طریق ہے جس مین کسی مکر کی گنجائش نہین رہے گی -

* بعض ہمارے مخالف جنکو افترا اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے لوگوں کے پاس کہتے ہین کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے آیندہ پیشگوئیاں کرنے سے منع کر دیا ہے خاصکر ڈرانیوالی پیشگوئیون اور عذابکی پیشگوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے - سو واضح رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہین ہمکو کوئی ممانعت نہین ہوئی اور عذابی پیشگوئیوں مین جس طریق کو ہمنے اختیار کیا ہے یعنے رضامندی لینے کے بعد پیشگوئی کرنا اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہین - منہ

یہ بات بھی مین تسلیم کرتا ہوں کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات مین کسی قدر میرے الفاظ مین سختی استعمال مین آئی تھی۔ لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی نہیں ہے بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملون کے جواب میں لکھی گئی ہین۔ مخالفون کے الفاظ ایسے سخت اور دُشنام دہی کے رنگ مین تھے جن کے مقابل پر کسی قدر سختی مصلحت تھی۔ اِس کا ثبوت اُس مقابلہ سے ہوتا ہے جو مینے اپنی کتابوں اور مخالفوں کی کتابوں کے سخت الفاظ اکھٹے کرکے کتاب مُلحقہ مطبوعہ کے ساتھ شامل کئے ہین جس کا نام مینے **کتابُ البریّت** رکھا ہے اور با این ہمہ مینے ابھی بیان کیا ہے کہ میرے سخت الفاظ **جوابی** طور پر ہین **ابتدا** سختی کی مخالفوں کی طرف سے ہے۔

اور مین مخالفون کے سخت الفاظ پر بھی صبر کر سکتا تھا۔ لیکن دو مصلحت کے سبب سے مینے جواب دینا مناسب سمجھا تھا۔ **اوّل** یہ کہ تا مخالف لوگ اپنے سخت الفاظ کا سختی مین جواب پاکر اپنی روش بدلالیں اور آیندہ تہذیب سے گفتگو کرین۔ **دوم** یہ کہ تا مخالفون کی نہایت ہتک آمیز اور غصہ دلانے والی تحریرون سے عام مسلمان جوش مین نہ آوین اور سخت الفاظ کا جواب بھی کسیقدر سخت پاکر اپنی پُرجوش طبیعتوںکو اسطرح سمجھالیں کہ اگر اُس طرف سے سخت الفاظ استعمال ہوئے تو ہماری طرف سے بھی کسیقدر سختی کے ساتھ اُنکو جواب ملگیا اور اسطرح وہ وحشیانہ انتقاموں سے دستکش رہین۔ مین خوب جانتا ہوں کہ ایسی مذہبی تحریروں سے جیساکہ **لیکھرام** اور **اندرمن** اور **دیانند** اور پادری **عماد الدین** کی کتابیں اور پرچہ **نور افشان** لودیانہ کے اکثر مضمون ہین فتنہ اور اشتعال کا سخت احتمال تھا مگر چونکہ اُن کتابوں کے مقابل پر کتابیں تالیف ہوئیں اور سخت باتون کا جواب کسی قدر سخت باتوں کیساتھ ہوگیا اس لئے مسلمانون کے عوام کا جوش اندر ہی اندر دب گیا۔

یہ بات بالکل سچ ہے کہ اگر سخت الفاظ کے مقابل پر دوسری قوم کی طرف سے کچھہ سخت الفاظ استعمال نہ ہوں تو ممکن ہے کہ اُس قوم کے جاہلوں کا غیظ و غضب کوئی اور راہ اختیار کرے۔ مظلومون کے بخارات نکلنے کیلئے یہ ایک حکمت عملی ہے کہ وہ بھی مباحثات مین

سخت حملون کا سخت جواب دیں۔ لیکن یہ طرز پھر بھی کچھ بہت قابل تعریف نہین بلکہ اس سے تحریرات کا روحانی اثر گھٹ جاتا ہے اور کم سے کم نقصان یہ ہے کہ اس سے ملک میں بد اخلاقی پھیلتی ہے۔ یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ عام طور پر ایک سخت قانون جاری کر کے ہر ایک مذہبی گروہ کو سخت الفاظ کے استعمال سے ممانعت کر دے تا کہ کسی قوم کے پیشوا اور کتاب کی توہین نہ ہو۔ اور جبتک کسی قوم کی معتبر اور مسلم کتابوں سے واقعات صحیحہ معلوم نہ ہوں جن سے اعتراض پیدا ہو سکتا ہو کوئی اعتراض نہ کیا جائے۔ ایسے قانون سے ملک میں بہت امن پھیل جائے گا اور مفسد طبع فتنہ انگیز لوگوں کے مونھہ بند ہو جائینگے اور تمام مذہبی بحثیں علمی رنگ میں آجائینگی۔ اسی غرض سے مینے ایک درخواست گورنمنٹ میں پیش کرنے کے لئے طیار کی ہے اس کے ساتھ کئی ہزار مسلمانون کے دستخط بھی ہین مگر چونکہ ابتک کافی دستخط نہین ہوئے اسلئے ابھی تک توقف ہے۔ مگر درحقیقت یہ ایسا کام ہے کہ ضرور اس طرف گورنمنٹ کی توجہ چاہیے۔ حفظ امن کے لئے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہین کہ ہتک آمیز اور فتنہ انگیز الفاظ سے ہر ایک قوم پرہیز کرے۔ اور کسی مذہب پر وہ الزام نہ لگائے جسکو اس مذہب کے حامی قبول نہیں کرتے اور نہ انکی مُسلّم اور معتبر کتابون مین اس کا کوئی اصل صحیح پایا جاتا ہے۔ اور نہ ایسا الزام لگائے جو اُسکی مُسلّم کتابوں یا نبیوں پر بھی عائد ہوتا ہے۔ اور جو شخص اس ہدایت کی خلاف ورزی کرے اسکے لئے کوئی سزا مقرر ہو۔ بیشک بغیر اس تدبیر کے مذہبی فتنوں کا زہریلا بیج بکلی دور نہین ہو سکتا۔

میں افسوس سے لکھتا ہون کہ ڈاکٹر کلارک نے میری بعض مذہبی تحریریں پیش کر کے عدالت میں یہ خلاف واقعہ بیان کیا ہے کہ یہ سخت لفظ خود بخود انکی نسبت کہے گئے ہین۔ میں حکام کو یقین دلاتا ہون کہ ہرگز یہ میری عادت میں داخل نہیں کہ خود بخود کسیکو آزار دوں اور نہ ایسی عادت کو مین پسند کرتا ہوں۔ بلکہ جو کچھ سخت الفاظ مین لکھا گیا وہ سخت الفاظ کا جواب تھا۔ مگر مخالفوں کی سختی سے نہایت کم۔ تاہم یہ طریق بھی میری طبیعت اور عادت سے مخالف ہے۔ اور جیسا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر

نے مقدمہ کے فیصلہ پر مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ آیندہ اشتعال کو روکنے کے لئے
مباحثات میں نرم اور مناسب الفاظ کو استعمال کیا جائے میں اسی پر کاربند رہنا
چاہتا ہوں اور اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنے **تمام مریدوں** کو جو پنجاب اور
ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہوں **نہایت تاکید**
سے سمجھاتا ہون کہ وہ بھی اپنے مباحثات میں اس طرز کے کاربند رہیں۔
اور ہر ایک سخت اور فتنہ انگیز لفظ سے پرہیز کریں۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے اس سے
شرائط بیعت کی **دفعہ چہارم** میں سمجھایا ہے سرکار انگریزی کی سچی خیر خواہی اور
بنی نوع کی سچی ہمدردی کریں اور اشتعال دینے والے طریقوں سے اجتناب رکھیں
اور پرہیزگار اور صلح اور بے شر انسان بنکر پاک زندگی کا نمونہ دکھلائیں۔ اور اگر کوئی
انہیں سے ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو یا بیجا جوش اور وحشیانہ حرکت اور بدزبانی سے
کام لے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ان صورتوں میں ہماری جماعت کے سلسلہ سے
باہر متصور ہوگا اور مجھسے اسکا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا۔ دیکھو!
آج میں کھلے کھلے لفظوں سے آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہون کہ آپ لوگ ہر ایک مفسدہ
اور فتنہ کے طریق سے مجتنب رہیں اور صبر اور برداشت کی عادت کو اور بھی ترقی دیں
اور بدی کی تمام راہوں سے اپنے تئیں دور رکھیں اور ایسا نمونہ دکھلائیں جس سے آپ
لوگوں کی ہر ایک نیک خلق میں زیادت ثابت ہو۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ
جو اہل علم اور فاضل اور تربیت یافتہ اور نیک مزاج ہیں ایسا ہی کرینگے۔ مگر یاد رہے اور
خوب یاد رہے کہ جو شخص ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ✽

ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں **اوّل** یہ کہ خدا تعالے کے حقوق کو یاد
کر کے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہنا۔ اسکی عظمت کو دل میں بٹھانا۔ اور
اُس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا اور اُس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا اور اسکو
واحد لاشریک جاننا اور اسکے لئے پاک زندگی رکھنا اور کسی انسان یا دوسری مخلوق
کو اُس کا مرتبہ نہ دینا۔ اور درحقیقت اُسکو تمام روحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک

✽ میری جماعت میں بڑے بڑے معزز اہل اسلام داخل ہیں جیسے بعض تحصیلدار اور بعض اکسٹرا اسسٹنٹ اور ڈپٹی کلکٹر اور بعض
وکلا اور بعض تاجر اور بعض رئیس اور جاگیردار اور نواب اور بعض بڑے بڑے فاضل اور ڈاکٹر اور
بی اے اور ایم اے اور بعض سجادہ نشین ہیں۔ منہ

یقین کرنا۔ **دوم** یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا۔ اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔ **سوم** یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہمکو کردیا ہے یعنے گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہے اُسکی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اسکو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ثلثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیئے اور جنمیں اعلے سے اعلے نمونے دکھلانے چاہییں۔

اور یاد رہے کہ یہ اشتہار مخالفین کے لئے بھی بطور **نوٹس** ہے چونکہ ہمنے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عہد کرلیا ہے کہ آیندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لینگے اسلئے حفظ امن کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام مخالف بھی اس عہد کے کاربند ہوں۔ اور یہی وجہ تھی کہ ہمنے عدالت کے سامنے اس بحث کو طول دینا نہیں چاہا حالانکہ ہمارے تمام سخت الفاظ جوابی تھے اور نیز اُنکے مقابل پر نہایت کم۔ سو ہمنے **جوابی طور کے سخت الفاظ کو بھی چھوڑنا چاہا**۔ کیونکہ ہمارا مدت سے یہ ارادہ تھا کہ تمام قومیں مباحثات میں الفاظ کی سختی کو استعمال نہ کریں۔ اسی ارادہ کیوجہ سے ہمنے اُس درخواست پر دستخط مسلمانوں کے کرائے ہیں جسکو عنقریب بحضور جناب نواب گورنر جنرل بہادر بھیجنے کا ارادہ ہے۔ سو مخالفین مذہب کو بذریعہ اس نوٹس کے عام **اطلاع** دیجاتی ہے کہ اس فیصلہ کے بعد وہ بھی مباحثات میں اپنی روشیں بدلالیں۔ اور آیندہ سخت اور جوش پیدا کرنے والے الفاظ اور ہتک آمیز الفاظ اپنے اخباروں اور رسالوں میں ہرگز استعمال نکریں۔ **اور اگر اب بھی** اس نوٹس کے شایع ہونے کے بعد انھوں نے اپنے سابق طریق کو نہ چھوڑا تو انھیں یاد رہے کہ ہمیں یا ہم میں سے کسیکو حق حاصل ہوگا کہ **بذریعہ عدالت** چارہ جوئی کریں حفظ امن کے لئے ہر ایک قوم کا فرض ہے کہ فتنہ انگیز تحریروں سے اپنے تئیں بچائے پس جو شخص اس نوٹس کے شایع ہونے کے بعد بھی اپنے تئیں سخت الفاظ

اور بدزبانی اور توہین سے روک نہ سکے ایسا شخص درحقیقت گورنمنٹ کے مقاصد کا دشمن اور فتنہ پسند آدمی ہے - اور عدالت کا فرض ہوگا کہ امن کو قائم رکھنے کے لئے اسکی گوشمالی کرے

بحث کرنے والوں کے لئے یہ بہتر طریق ہوگا کہ کسی مذہب پر بیہودہ طور پر اعتراض نکریں بلکہ انکی مسلم اور معتبر کتابوں کی رو سے ادب کیساتھ اپنے شبہات پیش کریں اور ٹھٹھے اور ہنسی اور توہین سے اپنے تئیں بچاویں اور مباحثات میں حکیمانہ طرز اختیار کریں اور ایسے اعتراض بھی نہ کریں جو انکی کتابوں میں پائے جاتے ہیں **مثلاً** اگر ایک مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو اسکو چاہیے کہ اعتراض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور عظمت کا پاس رکھے اور انکی وجاہت اور مرتبہ کو نہ بھلا دے ہاں وہ نہایت نرمی اور ادب سے اسطرح اعتراض کر سکتا ہے کہ خدا نے جو بیٹے کو دنیا میں بھیجا تو کیا یہ کام اسنے اپنی قدیم عادت کیموافق کیا یا خلاف عادت ؟ اگر عادت کیموافق کیا تو پہلے بھی کئی بیٹے اسکے دنیا میں آئے ہونگے اور مصلوب بھی ہوئے ہونگے یا ایک ہی بیٹا بار بار آیا ہوگا - اور اگر یہ کام خلاف عادت ہے تو خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا - کیونکہ خدا اپنی ازلی ابدی عادتوں کو کبھی نہیں چھوڑتا - یا مثلاً یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے گناہوں کے سبب سے خدا کی نظر میں لعنتی ٹھہر گئے تھے کیونکہ لعنت کے معنے لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا اس شخص سے جس پر لعنت کیگئی ہے بیزار ہو جائے اور وہ شخص خدا سے بیزار ہو جائے اور دونوں میں باہم دشمنی واقع ہو جائے - اور شخص ملعون خدا کے قرب سے دور جا پڑے - اور یہ ذلیل حالت ایسے شخص کی کبھی نہیں ہو سکتی جو درحقیقت خدا کا پیارا ہے - اور جبکہ لعنت جائز نہ ہوئی تو کفارہ باطل ہوا - غرض ایسے اعتراض جنمیں معقول تقریر کے ساتھ کسی فرقہ کے عقائد کی غلطی کا اظہار ہو ہر ایک محقق کا حق ہے جو نرمی اور ادب کیساتھ پیش کرے اور حتی الوسع یہ کوشش ہو کہ وہ تمام اعتراضات علمی رنگ میں ہوں تا لوگوں کو انسے فائدہ پہنچ سکے اور کوئی مفسدہ اور اشتعال پیدا نہ ہو -

اور یہ خدا تعالیٰ کا شکر کرنے کا مقام ہے کہ ہم لوگ جو مسلمان ہیں ہمارے اصول میں یہ داخل ہے کہ گذشتہ نبیوں میں سے جنکے فرقے اور قومیں اور امتیں بکثرت

دنیا میں پھیل گئی ہیں کسی نبی کی تکذیب نہ کریں کیونکہ ہمارے اسلامی اصول کے موافق خُدا تعالے مفتری کو ہرگز یہ عزت نہیں بخشتا کہ وہ ایک سچے نبی کی طرح مقبول خلائق ہو کر ہزارہا فرقے اور قومیں اُسکو مان لیں اور اس کا دین زمین پر جم جاوے اور عمر پاوے لہذا ہمارا یہ فرض ہونا چاہیے کہ ہم تمام قوموں کے نبیوں کو جنھوں نے خُدا کے الہام کا دعویٰ کیا اور مقبول خلائق ہو گئے اور اُن کا دین زمین پر جم گیا خواہ وہ ہندی تھے یا فارسی۔ چینی تھے یا عبرانی خواہ کسی اور قوم میں سے تھے درحقیقت سچے رسول مان لیں۔ اور اگر اُن کی امتوں میں کوئی خلاف حق باتیں پھیل گئی ہوں تو اُن باتوں کو ایسی غلطیاں قرار دیں جو بعد میں داخل ہو گئیں۔ یہ اصول ایک ایسا دلکش اور پیارا ہے جس کی برکت سے انسان ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدتہذیبی سے بچ جاتا ہے اور درحقیقت واقعی امر بھی ہے کہ جھوٹے نبی کو خدا تعالےٰ اپنے کروڑہا بندوں میں ہرگز قبولیت نہیں بخشتا اور اُسکو وہ عزت نہیں دیتا جو سچّوں کو دیجاتی ہے اور صدیوں اور زمانوں میں اُسکی قبولیت ہرگز قائم نہیں رہ سکتی بلکہ بہت جلد اُسکی جماعت متفرق ہو جاتی اور اس کا سلسلہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔

سو اے دوستو اس اصول کو محکم پکڑو۔ ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ نرمی سے عقل بڑھتی ہے اور بردباری سے گہرے خیال پیدا ہوتے ہیں اور جو شخص یہ طریق اختیار نکرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اگر کوئی ہماری جماعت میں سے مخالفوں کی گالیوں اور سخت گوئی پر صبر نکر سکے تو اس کا اختیار ہے کہ عدالت کے رو سے چارہ جوئی کرے۔ مگر یہ مناسب نہیں ہے کہ سختی کے مقابل پر سختی کر کے کسی مُفسدہ کو پیدا کریں۔ یہ تو وہ وصیت ہے جو ہمنے اپنی جماعت کو کر دی۔ اور ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں اور اُسکو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں جو اسپر عمل نکرے۔

مگر ہم اپنی عادل گورنمنٹ سے یہ بھی امید رکھتے ہیں

کہ جو لوگ آیندہ مخالفانہ حملے توہین اور بدزبانی کے ساتھ ہمپر کریں یا ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قرآن شریف پر یا اسلام پر تو انکی بدزبانی کا تدارک بھی واجب طور پر کیا جائے۔ اور ہم لکھ چکے ہیں اور پھر دوبارہ لکھتے ہیں کہ ہماری یہ جماعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہ ہے اور ہمیشہ خیر خواہ رہیگی۔ اور میری تمام جماعت کے لوگ درحقیقت غریب مزاج اور امن پسند اور اول درجہ کے خیر خواہ سرکار انگریزی ہیں۔ اور بااین ہمہ معزز اور شریف ہیں۔

اور بعض نادانوں کا یہ خیال کہ گویا مینے افترا کے طور پر الہام کا دعویٰ کیا ہے غلط ہے بلکہ درحقیقت یہ کام اُس قادر خدا کا ہے جسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اس جہان کو بنایا ہے۔ جس زمانہ میں لوگوں کا ایمان خدا پر کم ہو جاتا ہے اُسوقت میرے جیسا ایک انسان پیدا کیا جاتا ہے اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اُس کے ذریعہ سے اپنے عجائب کام دکھلاتا ہے۔ یہانتک کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا ہے۔ میں عام اطلاع دیتا ہوں کہ کوئی انسان خواہ ایشیائی ہو خواہ یوروپین اگر میری صحبت میں رہے تو وہ ضرور کچھ عرصہ کے بعد میری ان باتوں کی سچائی معلوم کرلے گا۔

یاد رہے کہ یہ باتیں حفظ امن کے مخالف نہیں۔ ہم دنیا میں فروتنی کیساتھ زندگی بسر کرنے آئے ہیں اور بنی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی جسکے ہم ماتحت ہیں یعنے گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقض امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لئے طیار ہیں۔ اور خدا تعالے کا شکر کرتے ہیں جسنے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا ہے۔ فقط المرقوم ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء

المشتہر

میرزا غلام احمد از قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

مقدمہ

یہ کتاب جس کا نام **کتاب البریت** ہے اس غرض سے چھاپی جاتی ہے کہ تا اس مقدمہ میں غور کر کے ہر ایک شخص سوچے اور سمجھے کہ کیونکر خدا تعالےٰ اُن لوگوں کو جو اُسپر توکل کرتے ہیں دشمنوں کے بہتانوں اور افتراؤں سے بچا لیتا ہے اور کیونکر وہ اپنے مخلص بندوں کے لئے ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جنسے اُن تمام بہتانوں اور بناوٹوں کی حقیقت کھل جاتی ہے جو اُنکے ہلاک کرنے کیلئے بنائی جاتی ہیں۔

درحقیقت وہ خدا بڑا زبردست اور قوی ہے جسکی طرف محبت اور وفا کیساتھ جھکنے والے ہرگز ضائع نہیں کئے جاتے۔ دشمن کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے اُنکو ہلاک کر دوں اور بداندیش ارادہ کرتا ہے کہ میں انکو کچل ڈالوں۔ مگر خدا کہتا ہے کہ اے نادان کیا تو میرے ساتھ لڑے گا؟ اور میرے عزیز کو ذلیل کر سکے گا؟ درحقیقت زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا۔ اور کوئی زمین کا ہاتھ اُس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہو سکتا جسقدر کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے۔ پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے مکروہ اور قابل شرم منصوبوں کے وقت اُس برتر ہستی کو یاد نہیں رکھتے جسکے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ لہذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہتے ہیں اور اُنکی بدی سے راستبازوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا

بلکہ خدا کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے۔ وہ قوی اور قادر خدا اگرچہ ان آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا مگر اپنے عجیب نشانوں سے اپنے تئیں ظاہر کر دیتا ہے۔ اور بد اندیشوں کے حملے راستبازوں پر قدیم سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ مجھ سے پہلے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بھی یہی ارادہ کیا کہ ناحق مجرم ٹھہرا کر سولی دلادیں۔ مگر خدا کی قدرت دیکھو کہ کس طرح اُسنے اپنے اُس مقبول کو بچالیا۔ اُسنے پیلاطوس کے دل میں ڈالدیا کہ یہ شخص بیگناہ ہے اور فرشتہ نے خواب میں اُسکی بیوی کو ایک رُعبناک نظارہ میں ڈرایا کہ اس شخص کے مصلوب ہونے میں تمھاری تباہی ہے۔ پس وہ ڈر گئے اور اُسنے اپنے خاوند کو ابہاتپر مستعد کیا کہ کسی حیلہ سے مسیح کو یہودیوں کے بد ارادہ سے بچالے۔ پس اگرچہ وہ بظاہر یہودیوں کے آنسو پونچھنے کیلئے صلیب پر چڑھایا گیا لیکن وہ قدیم رسم کیموافق نہ تین دن صلیب پر رکھا گیا جو کسی کے مارنیکے لئے ضروری تھا اور نہ ہڈیاں توڑی گئیں بلکہ یہ کہکر بچالیا گیا کہ "اُسکی تو جان نکل گئی"۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا تا خدا کا مقبول اور راستباز نبی جرائم پیشہ کی موت سے مر کر یعنے صلیب کے ذریعہ سے جان دیکر اُس لعنت کا حصہ نہ لیوے جو روز ازل سے اُن شریروں کیلئے مقرر ہے جنکے تمام علاقے خدا سے ٹوٹ جاتے ہیں اور درحقیقت جیسا کہ لعنت کا مفہوم ہے وہ خدا کے دشمن اور خدا اُن کا دشمن ہوجاتا ہے۔ پس کیونکر وہ لعنت جس کا یہ ناپاک مفہوم ہے ایک برگزیدہ پر وارد ہوسکتی ہے؟ سو اسلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے گئے۔ اور جیسا کہ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے وہ کشمیر میں آکر فوت ہوئے اور ابتک نبی شہزادہ کے نامپر کشمیر میں اُنکی قبر موجود ہے۔ اور لوگ بہت تعظیم سے اُسکی زیارت کرتے ہیں اور عام خیال ہے کہ وہ ایک شہزادہ نبی تھا جو اسلامی ملکوں کی طرف سے اسلام سے پہلے کشمیر میں آیا تھا اور اس شہزادہ کا نام غلطی سے بجائے یسوع کے کشمیر میں یوز آسف کرکے مشہور ہے جسکے معنے ہیں کہ یسوع غمناک۔ اور جب پلاطوس کی بیوی کو فرشتہ نظر آیا اور اُسنے اُسکو

دھمکایا کہ اگر یسوع مارا گیا تو تمھاری تباہی ہوگی یہی اشارہ خدا تعالےٰ کیطرف سے بچانے کے لئے تھا۔ ایسا دُنیا میں کبھی نہیں ہوا کہ اسطرح پر کسی راستباز کی حمایت کیلئے فرشتہ ظاہر ہوا ہو اور پھر دنیا میں فرشتہ کا ظاہر ہونا عبث اور لاحاصل گیا ہو اور جس کی سفارش کے لئے آیا ہو وہ ہلاک ہو گیا ہو۔ غرض یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اُسوقت کے یہودی اپنے ارادہ میں نامراد رہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس کوٹھے میں رکھے گئے تھے جو قبر کے نام سے مشہور تھا اور دراصل ایک بڑا وسیع کوٹھا تھا وہ اُس سے تیسرے دن بخیر و عافیت باہر آگئے اور شاگردونکو ملے اور انکو مُبارکباد دی کہ میں خدا کے فضل سے دنیوی زندگی کیساتھ بدستور اب تک زندہ ہوں اور پھر اُنکے ہاتھ سے لیکر روٹی اور کباب کھائے اور اپنے زخم انکو دکھلائے اور چالیس دن تک اُنکے اُن زخموں کا اُس مرہم کیساتھ علاج ہوتا رہا جسکو قرابادینوں میں **مرہم عیسےٰ** یا **مرہم رُسل** یا **مرہم حوارئین** کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ مرہم چوٹ وغیرہ کے زخموں کیلئے بہت مفید ہے اور قریبًا طب کی ہزار کتاب میں اس مرہم کا ذکر ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی چوٹوں کیلئے اُسکو بنایا گیا تھا۔ وہ پورانی طب کی کتابیں عیسائیونکی جو آجسے چودہ سو برس پہلے رومی زبان میں تصنیف ہو چکی تھیں انمیں اس مرہم کا ذکر ہے۔ اور یہودیوں اور مجوسیوں کی طبابت کی کتابوں میں بھی یہ نسخہ مرہم عیسےٰ کا لکھا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرہم الہامی ہے اور اُسوقت جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر کسی قدر زخم پہنچے تھے انھیں دنوں میں خدا تعالےٰ نے بطور الہام یہ دوائیں اُنپر ظاہر کی تھیں۔

یہ مرہم پوشیدہ راز کا نہایت یقینی طور پر پتہ لگاتی ہے اور قطعی طور پر ظاہر کرتی ہے کہ درحقیقت حضرت عیسےٰ علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے گئے تھے کیونکہ اس مرہم کا تذکرہ صرف اہل اسلام کی ہی کتابوں میں نہیں کیا گیا بلکہ قدیم سے عیسائی یہودی مجوسی اور اطبّاء اسلام اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کرتے آئے ہیں۔ اور نیز یہ بھی لکھتے آئے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی چوٹوں کیلئے یہ مرہم طیار کیگئی تھی حُسن اتفاق سے

یہ سب کتابیں موجود ہیں اور اکثر چھپ چکی ہیں اگر کسی کو سچائی کا پتہ لگانا اور راستی کا سُراغ چلانا منظور ہو تو ضرور ان کتابوں کا ملاحظہ کرے شاید آسمانی روشنی اُسکے دل پر پڑکر ایک بھاری بلا سے نجات پاجائے اور حقیقت کُھل جائے۔ اس مرہم کو ادنےٰ ادنےٰ طبابت کا مذاق رکھنے والے بھی جانتے ہیں یہانتک کہ قرابادین قادری میں بھی جو ایک فارسی کی کتاب ہے تمام مرہموں کے ذکر کے باب میں اس مرہم کا نسخہ بھی لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہی مرہم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کیلئے بنائی گئی تھی۔ پس اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا کہ دُنیا کے تمام طبیبوں کے اتفاق سے جو ایک گروہ خواص ہے جنکو سب سے زیادہ تحقیق کرنے کی عادت ہوتی ہے اور مذہبی تعصبات سے پاک ہوتے ہیں یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ مرہم حواریوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے طیار کی تھی۔

ایک عجیب فائدہ اس مرہم کے واقعہ کا یہ ہے کہ اس سے حضرت عیسےٰ کے آسمان پر چڑھنے کی بھی ساری حقیقت کُھل گئی اور ثابت ہو گیا کہ یہ تمام باتیں بے اصل اور بیہودہ تصورات ہیں۔ اور نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ رفع جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے حقیقت میں وفات کے ٭ بعد تھا اور اُسی رفع مسیح سے خدا تعالےٰ نے یہودیوں اور عیسائیوں کے

٭ نوٹ۔ ہم پہلی کتابوں میں ذکر کر چکے ہیں کہ امام بخاری اور امام ابن حزم اور امام مالک رضی اللہ عنہم اور دوسرے ائمہ کبار کا یہی مذہب ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام درحقیقت فوت ہو گئے ہیں۔ اب واضح رہے کہ الشیخ محی الدین ابن العربی کا بھی یہی مذہب ہے۔ چنانچہ وہ نزول کی حقیقت اپنی تفسیر کے صفحہ ۲۶۲ میں یہ لکھتے ہیں ”وجب نزوله في آخر الزمان بتعلقه ببدن آخر“ یعنے عیسےٰ نازل تو ہو گا مگر ان معنوں سے کہ دوسرے بدن کیساتھ اُس کا تعلق ہو گا یعنے بطور بروز اُس کا نزول ہو گا جیسا کہ صوفیہ کرام کا مذہب ہے۔ پھر اُسی صفحہ میں لکھتے ہیں ”رفع عیسےٰ علیہ السلام اتصال روحه عند المفارقة عن العالم السفلي بالعالم العلوي“۔ یعنے عیسےٰ کے رفع کے یہ معنے ہیں کہ جب عالم سفلے سے اُسکی روح جدا ہوئی تو عالم بالا سے اس کا اتصال ہو گیا۔ پھر صفحہ ۱۸۰ میں لکھتے ہیں کہ رفع کے یہ معنے ہیں کہ عیسےٰ کی روح اُسکے قبض کرنیکے بعد روحوں کے آسمان میں پہنچائی گئی۔ فتدبر۔ منہ

اُس جھگڑے کا فیصلہ کیا جو صدہا برس سے اُنکے درمیان چلا آتا تھا یعنے یہ کہ حضرت عیسےٰ
مردودوں اور ملعونوں سے نہیں ہیں اور نہ کُفار میں سے جن کا رفع نہیں ہوتا بلکہ وہ سچے
نبی ہیں اور درحقیقت اُن کا رفع روحانی ہوا ہے جیسا کہ دوسرے نبیوں کا ہوا یہی جھگڑا تھا اور
رفع جسمانی کی نسبت کوئی جھگڑا نہ تھا بلکہ وہ غیر متعلق بات تھی جس پر کذب اور صدق کا مدار
نہ تھا۔ بات یہ ہے کہ یہود یہ چاہتے تھے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو صلیب کا الزام
دیکر ملعون ٹھہرادیں یعنے ایسا شخص جس کا مرنے کے بعد خدا کی طرف روحانی رفع نہیں
ہوتا اور نجات سے جو قرب الٰہی پر موقوف ہے بے نصیب رہتا ہے سو خدا نے اس جھگڑے
کو یوں فیصلہ کیا کہ یہ گواہی دی کہ وہ صلیبی موت جو روحانی رفع سے مانع ہے حضرت مسیح
پر ہرگز وارد نہیں ہوئی اور اُنکی وفات کے بعد رفع الی اللہ ہو گیا ہے۔ اور وہ قرب الٰہی پاکر
کامل نجات کو پہنچ گیا۔ کیونکہ جس کیفیت کا نام نجات ہے اسی کا دوسرے لفظوں میں نام رفع ہے
اسی کیطرف ان آیات میں اشارہ ہے کہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ
افسوس کہ ہمارے کج فہم علماء پر کہاں تک غباوت اور بلادت وارد ہو گئی ہے کہ وہ یہ
بھی نہیں سوچتے کہ قرآن نے اگر اس آیت میں کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ
رفع جسمانی کا ذکر کیا ہے تو اس ذکر کا کیا موقعہ تھا اور کونسا جھگڑا اسبارہ میں یہود اور نصارےٰ
کا تھا۔ تمام جھگڑا تو یہی تھا کہ صلیب کیوجہ سے یہود کو بہانہ ہاتھ آگیا تھا کہ نعوذ باللہ
یہ شخص یعنے حضرت عیسےٰ علیہ السلام ملعون ہے۔ یعنے اُس کا خدا کیطرف رفع نہیں
ہوا اور جب رفع نہ ہوا تو لعنتی ہونا لازم آیا کیونکہ رفع الی اللہ کی ضد لعنت ہے۔ اور یہ ایک
ایسا انکار تھا جس سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام اپنے نبوت کے دعوے میں جھوٹے ٹھہرتے
تھے کیونکہ توریت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جو شخص مصلوب ہو اُس کا رفع الی اللہ نہیں ہوتا
یعنے مرنے کے بعد راستبازوں کی طرح خدا تعالےٰ کیطرف اسکی روح اٹھائی نہیں جاتی یعنے
ایسا شخص ہرگز نجات نہیں پاتا۔ پس خدا تعالےٰ نے چاہا کہ اپنے سچے نبی کے دامن
کو اس تہمت سے پاک کرے اسلئے اُسنے قرآن میں یہ ذکر کیا وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ
اور یہ فرمایا یا عیسےٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ تا معلوم ہو کہ یہودی جھوٹے

ہیں۔ اور حضرت عیسے علیہ السلام کا اور سچے نبیوں کی طرح رفع الی اللہ ہو گیا اور یہی وجہ ہے
جو اس آیت میں یہ لفظ نہیں فرمائے گئے کہ رافعک الی السماء بلکہ یہ فرمایا گیا کہ
رافعک الیّ تا صریح طور پر ہر ایک کو معلوم ہو کہ یہ رفع روحانی ہے نہ جسمانی کیونکہ
خدا کی جناب جسکی طرف راستبازوں کا رفع ہوتا ہے روحانی ہے نہ جسمانی - اور خدا کیطرف
روح چڑھتے ہیں نہ کہ جسم -

اور خدا تعالے نے جو اس آیت میں توفّی کو پہلے رکھا اور رفع کو بعد تو
اسی واسطے یہ ترتیب اختیار کی کہ تا ہر ایک کو معلوم ہو کہ یہ وہ رفع ہے کہ جو راستبازوں
کیلئے موت کے بعد ہوا کرتا ہے - ہمیں نہیں چاہیے کہ یہودیوں کی طرح تحریف کر کے یہہ
کہیں کہ در اصل توفّی کا لفظ بعد میں ہے اور رفع کا لفظ پہلے کیونکہ بغیر کسی محکم اور قطعی
دلیل کے محض ظنون اور اوہام کی بنا پر قرآن کو الٹ پلٹ دینا اُن لوگوں کا کام ہے جنکی
روحیں یہودیوں کی روحوں سے مشابہت رکھتی ہیں - پھر جس حالتیں آیت فلمّا توفّیتنی
میں صاف طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ عیسائیوں کا تمام بگاڑ اور گمراہی حضرت عیسے کی
وفات کے بعد ہوئی ہے تو اب سوچنا چاہیے کہ حضرت عیسے کو ابتک زندہ ماننے میں
یہ اقرار بھی کرنا پڑتا ہے کہ ابتک عیسائی بھی گمراہ نہیں ہوئے - اور یہ ایک ایسا خیال ہے
جس سے ایمان جانے کا نہایت خطرہ ہے -

میں اسوقت محض قوم کی ہمدردی سے اصل باتسے دور جا پڑا اور اصل تذکرہ یہ
تھا کہ خدا تعالے نے شرّ اعدا سے حضرت عیسے علیہ السّلام کو بچا لیا تھا چنانچہ خود
حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ میری مثال یونس نبی کی طرح ہے اور یونس کیطرح میں بھی
تین دن قبر میں رہونگا - اب ظاہر ہے کہ مسیح جو نبی تھا اُس کا قول جھوٹا نہیں ہو سکتا
اُسنے اپنے قصہ کو یونس کے قصہ سے مشابہ قرار دیا ہے اور چونکہ یونس مچھلی کے
پیٹ میں نہیں مرا بلکہ زندہ رہا اور زندہ ہی داخل ہوا تھا اسلئے مشابہت کے تقاضا سے
ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے کہ مسیح بھی قبر میں نہیں مرا اور نہ مردہ داخل ہوا - ورنہ مردہ
کو زندہ سے کیا مشابہت ؟ غرض اسطرح پر اللہ تعالے نے حضرت عیسے علیہ السّلام کو

دشمنوں کے شر سے بچالیا۔ ایسا ہی موسیٰ علیہ السلام کو بھی اُسنے فرعون کے بد ارادہ سے بچایا۔ ہمارے سید و مولے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے دشمنوں کے ہاتھ سے بچایا۔ مکہ والوں سنے اتفاق کر کے باہم عہد کر لیا تھا کہ اس شخص کو جو ہر وقت خدا خدا کرتا اور ہمارے بتوں کی اہانت کرتا ہے گرفتار کر کے بُرے عذاب کے ساتھ اسکی زندگی کا خاتمہ کردیں۔ مگر خدا نے اپنی خدائی کا کرشمہ ایسا دکھلایا کہ اول اپنی وحی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دیدی کہ اسوقت اس شہر سے نکل جانا چاہیے کہ دشمن قتل کرنے پر متفق اللفظ ہوگئے ہیں۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک وفادار رفیق کیساتھ جو صدیق اکبر تھا شہر سے باہر جا کر ایک غار میں چھپ گئے جس کا نام ثور تھا جسکے معنے ہیں ثوران فتنہ (یہ نام پہلے سے پیشگوئی کے طور پر چلا آتا تھا اس واقعہ کیطرف اشارہ ہوا) غرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جا کر غار ثور میں چھپ گئے تب دشمنوں نے تعاقب کیا اور غار ثور تک سُراغ پہنچا دیا۔ اور سُراغ چلانے والے نے اسبات پر زور دیا کہ یقیناً وہ اسی غار کے اندر ہیں یا یوں کہو کہ اس سے آگے آسمان پر چلے گئے کیونکہ سُراغ آگے نہیں چلتا۔ مگر چند مکہ کے رئیسوں نے کہا کہ اس بڈھے کی عقل ماری گئی ہے غار پر تو کبوتری کا آشیانہ ہے اور ایک درخت ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدایش سے بھی پہلے کا ہے لہذا کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی غار کے اندر جاسکے اور آشیانہ سلامت رہے اور درخت کاٹا نہ جائے اور انہیں سے کوئی شخص درخت اور آشیانہ کو ہٹا کر اندر نہ جاسکا کیونکہ لوگوں نے بارہا دیکھا تھا کہ کئی دفعہ بہت سے سانپ غار کے اندر سے نکلتے اور اندر جاتے ہیں اسلئے وہ سانپوں کی غار مشہور تھی سو موت کے غم نے سبکو پکڑا اور کوئی جرات نہ کر سکا کہ اندر جائے یہ خدا کا فعل ہے کہ سانپ جو انسان کا دشمن ہے اپنے حبیب کی حفاظت کیلئے اس سے کام لیلیا اور جنگلی کبوتری کے آشیانہ سے لوگوں کو تسلی دی۔ یہ کبوتری نوح کی کبوتری سے مشابہ تھی جسنے آسمانی سلطنت کے مقدس خلیفہ اور تمام برکتوں کے سرچشمہ کی حمایت کی۔ پس یہ تمام باتیں غور کے لائق ہیں کہ کسطرح خدا تعالےٰ نے اپنے پیارے رسولوں کو دشمنوں کے بد ارادوں سے بچالیا۔ اُسکی حکمتوں اور قدرتوں پر قربان ہونا چاہیئے

کہ شریر انسان اُسکے راستباز بندوں کے ہلاک کرنے کیلئے کیا کچھ سوچتا ہے اور در پردہ کیسے کیسے منصوبے باندھے جاتے ہیں اور پھر انجام کار خدا تعالےٰ کچھ ایسا کرشمۂ قدرت دکھلاتا ہے کہ مکر کرنے والوں کا مکر انہی پر اُٹھا کر مارتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ایک راستباز بھی شریروں کے بد ارادہ سے بچ نہ سکتا۔ درحقیقت راستباز کا اُسوقت نشان ظاہر ہوتا ہی جبکہ اُسپر کوئی مصیبت آتی ہے۔ اور اُس کا مؤید ہونا اُسوقت لوگوں پر کھلتا ہے کہ جبکہ اُسکی آبرو یا جان لینے کیلئے منصوبے باندھے جاتے ہیں۔ راستباز پر خدا تعالےٰ اسلئے مصیبت نہیں بھیجتا کہ تا اُسکو ہلاک کرے بلکہ اسلئے بھیجتا ہے کہ تا اپنی قدرتیں اسکی تائید میں لوگوں کو دکھلاوے اور وہ غیبی تائیدیں ظاہر کرے کہ جو راستبازوں کے شامل حال ہوتی ہیں۔ نادان کہتا ہے کہ یہ سب بیہودہ باتیں ہیں کیونکہ احمق نہیں جانتا کہ خدا کن قوتوں کا مالک ہی اور نادان اس سے بیخبر ہے کہ اُس اعلیٰ طاقت میں کیا کیا عجیب قدرتیں ہیں اور اسباب پیدا کرنے کی کیا کیا عمیق راہیں ہیں۔ افسوس اُن لوگوں پر جو نشانوں کے بعد بھی اُسکو نہیں پہچانتے۔

یہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا تھا اسمیں **محمد حسین** بٹالوی بڑا حریص تھا کہ کسیطرح عیسائیوں کو کامیابی ہو۔ وہ خیال کرتا تھا کہ مجھے شکار مارنے کیلئے ایک موقعہ ملا ہے۔ اور اُسکو یقین تھا کہ یہ وار اُس کا ہرگز خالی نہ جائے گا۔ اسیوجہ سے وہ **کلارک** کا گواہ بنکر آیا تھا اور اس غلط خبر سے وہ بہت ہی خوش تھا کہ اس عاجز پر وارنٹ گرفتاری جاری ہو گیا ہے۔ مگر دراصل بات یہ تھی کہ امرتسر کے مجسٹریٹ نے درحقیقت یکم اگست ۹۷ء کو میری گرفتاری کیلئے وارنٹ جاری کر دیا تھا لیکن خدا تعالےٰ کا اس مقدمہ میں **اوّل کرشمۂ قدرت** یہی ہے کہ باوجود کئی دن گذر چکنے کے وہ وارنٹ گورداسپورہ میں پہنچ نہ سکا معلوم نہیں کہ کہاں غائب ہو گیا۔ بقول وارث دین جو اس مقدمہ کی سازش میں شریک ہی عیسائی اس باتکے ہر روز منتظر تھے کہ کب یہ شخص گرفتار ہو کر امرتسر میں آتا ہے اور بعض مخالف مولوی اور اُنکی جماعت کے لوگ ہر روز اسٹیشن امرتسر پر جاتے تھے کہ تا مجھے اُس حالتمیں دیکھیں کہ ہتکڑی ہاتھ میں

اور پولیس کی حراست میں ریل سے اُترا ہوں۔ آخر جب وارنٹ کی تعمیل میں دیر لگی تو یہہ
لوگ نہایت تعجب میں پڑے کہ یہ کیا بھید ہے کہ باوجود وارنٹ جاری ہو جانے کے
اور کئی دن اُسپر گذرنے کے یہ شخص ابتک گرفتار ہو کر امرتسر میں نہیں آیا اور درحقیقت
تعجب کی جگہ بھی کہ باوجودیکہ وارنٹ کا حکم یکم اگست کو جاری ہو گیا تھا پھر بھی ۷ اگست
تک اسکی تعمیل کا عوام کو کچھ پتہ نہ لگا۔ یہ ایسا امر ہے کہ سمجھ میں نہیں آسکتا۔ غرض بعد
اسکے صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع امرتسر کو معلوم ہوا کہ انھوں نے غیر ضلع میں وارنٹ
روانہ کرنےمیں غلطی کی اور وہ اس بات کے مجاز نہ تھے کہ ملزم کی گرفتاری کیلئے غیر ضلع میں
وارنٹ جاری کیا جائے۔ اسلئے انھوں نے ضلع گورداسپورہ میں تار دی کہ وارنٹ
کی تعمیل روک دیجائے۔ اور اسجگہ خدا کا کام یہ کہ ضلع گورداسپورہ کے افسر خود تعجب
میں تھے کہ کب وارنٹ آیا کہ تا اسکی تعمیل رد کیجائے۔ آخر وہ تار داخلدفتر کیگئی۔ اور پھر
بعد اسکے مثل مقدمہ منتقل ہو کر صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ کے پاس آگئی۔
پھر بعد اسکے مجھے اسبات پر اطلاع نہیں کہ کیونکر بجائے وارنٹ کے صاحب ڈپٹی کمشنر
ضلع گورداسپورہ کی عدالت سے سمن جاری ہوا۔ ہاں مینے سُنا ہے کہ کلارک نے
معہ اپنے وکیل کے اسپر بحث کی تھی کہ ضرور وارنٹ جاری ہو جیسا کہ امرتسر سے جاری
ہوا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے جو دلوں کا مالک ہے اُسنے مثل کے پہنچتے ہی صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر ضلع گورداسپورہ کے دل پر یہ بات جمادی کہ مقدمہ مشتبہ ہے اور وارنٹ کے لائق
نہیں اسلئے انھوں نے میرے نام سمن جاری کیا۔ مگر شیخ محمد حسین صاحب کو ان
باتوں کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔ وہ اس خیال پر کہ عنقریب یہ عاجز صاحب ضلع کی کچہری میں گرفتار
ہو کر آئے گا بڑے ناز سے کچہری میں تشریف لائے اور صیاد کی طرح ادھر اُدھر
دیکھتے تھے کہ تا میری گرفتاری اور ہتکڑی کا نظارہ دیکھیں اور اپنے یاروں کو دکھائیں
اتنے میں قریب نو بجے کے بٹالہ میں جہاں صاحب ڈپٹی کمشنر بہ تقریب دورہ
فروکش تھے پہنچ گیا۔ اور جب میں صاحب ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں گیا تو پہلے سے
میرے لئے کرسی بچھائی گئی تھی۔ جب میں حاضر ہوا تو صاحب ضلع نے بڑی لطف

اور مہربانی سے اشارہ کیا کہ تا میں کرسی پر بیٹھ جاؤں۔ تب محمد حسین بٹالوی اور کئی سو آدمی جو میری گرفتاری اور ذلت کے دیکھنے کیلئے آئے تھے ایک حیرت کی حالت میں رہ گئے کہ یہ دن تو اس شخص کی ذلت اور بے عزتی کا سمجھا گیا تھا مگر یہ تو بڑی شفقت اور مہربانی کے ساتھ کرسی پر بٹھایا گیا۔ میں اسوقت خیال کرتا تھا کہ میرے مخالفوں کو یہ عذاب کچھ تھوڑا نہیں کہ وہ اپنی امید و نکے مخالف عدالت میں میری عزت دیکھ رہے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ کا ارادہ تھا کہ اس سے بھی زیادہ انکو رسوا کرے۔ سو ایسا اتفاق ہوا کہ سرگروہ مخالفوں کا محمد حسین بٹالوی جسنے آجتک میری جان اور آبرو پر حملے کئے ہیں ڈاکٹر کلارک کی گواہی کے لئے آیا تا عدالت کو یقین دلائے کہ یہ شخص ضرور ایسا ہی ہے جس سے امید ہو سکتی ہے کہ کلارک کے قتل کیلئے عبد الحمید کو بھیجا ہو۔ اور قبل اسکے کہ وہ شہادت دینے کیلئے عدالت کے سامنے آوے ڈاکٹر کلارک نے بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر اسکے لئے بہت سفارش کی کہ یہ غیر مقلد مولویوں میں ایک نامی شخص ہے✤ اسکو کرسی ملنی چاہیے۔ مگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اس سفارش کو منظور نہ کیا۔ غالباً محمد حسین کو اس امر کی خبر نہ تھی کہ اسکی کرسی کے لئے پہلے تذکرہ ہو چکا ہے اور کرسی کی درخواست نامنظور ہو چکی ہے اسلئے جب وہ گواہی کیلئے اندر بلایا گیا تو جیسا کہ خشک ملا جاہ طلب اور خود نما ہوتے ہیں آتے ہی بڑی شوخی سے اسنے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی طلب کی۔ صاحب موصوف نے فرمایا کہ تجھے عدالت میں کرسی نہیں ملتی اسلئے ہم کرسی نہیں دے سکتے۔ پھر اسنے دوبارہ کرسی کی لالچ میں بیخود ہو کر عرض کی کہ مجھے کرسی ملتی ہے اور میرے باپ رحیم بخش کو بھی کرسی ملتی تھی۔ صاحب بہادر نے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے نہ تجھے کرسی ملتی ہے نہ تیرے باپ رحیم بخش کو ملتی تھی ہمارے پاس تمہاری کرسی کیلئے کوئی تحریر نہیں۔ تب محمد حسین نے کہا کہ میرے پاس چٹھیات ہیں لاٹ صاحب مجھے کرسی دیتے ہیں۔ یہ جھوٹی بات سنکر صاحب بہادر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ "بک بک مت کر پیچھے ہٹ اور سیدھا کھڑا ہو جا" اسوقت مجھے بھی محمد حسین پر رحم آیا کیونکہ اسکی موت کی سی حالت ہو گئی تھی۔ اگر

✤ یہ بات بالکل درست نہیں کہ غیر مقلد سب محمد حسین کے مقلد ہیں بلکہ بہت سے لوگ اسکے مخالف ہیں اور اسکے طریقوں سے بیزار۔ منہ

بدن کاٹو توشاید ایک قطرہ لہو کا نہ ہو۔ اور وہ ذلّت پہونچی کہ مجھے تمام عمر میں اسکی نظیر یاد نہیں۔ پس بیچارہ غریب اور خاموش اور ترسان اور لرزان ہو کر پیچھے ہٹ گیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا اور پہلے میز کیطرف جھکا ہوا تھا۔ تب فی الفور مجھے خدا تعالیٰ کا یہ الہام یاد آیا کہ **اِنّی مُھِینٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ** ۔ یعنے میں اسکو ذلیل کرونگا جو تیری ذلّت چاہتا ہے۔ یہ خدا کے موںھہ کی باتیں ہیں۔ مبارک وہ جو انپر غور کرتے ہیں۔

خیال کرنا چاہیے کہ محمد حسین اسوقت اس خوشی سے بھرا ہوا کچہری میں آیا تھا کہ میں اس شخص کو گرفتار اور ہاتھ میں ہتکڑی اور ذلیل جگہ جوتوں میں بیٹھا ہوا دیکھوں گا۔ تب میرا جی خوش ہوگا اور اپنے نفس کو کہوں گا کہ ای نفس تجھے مبارک ہو کہ تونے آج اپنے مخالف کو ایسی حالت میں دیکھا۔ لیکن اس بدقسمت کے ایسے طالع کہاں تھے کہ یہ خوشی کا دن دیکھے سو آخر اس بدنصیب نے دیکھا تو یہ دیکھا کہ کچہری کے اندر قدم ڈالتے ہی مجھے صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس عزت کیساتھ کرسی پر بیٹھا ہوا پایا۔ ایسے دلآزار مشاہدہ نے اُسکے نفس کو بےبس کر دیا اور اپنے حریف کو ایسی عزت کیساتھ دیکھکر اُس کا نفس امارہ حاسدانہ جوش میں آیا اور جاہ طلبی کا جوش بھڑکا اور بے اختیار ہو کر بول اُٹھا کہ مجھے کرسی ملنی چاہیے۔ تب جو حالت اسکی ہوئی سو ہوئی۔ یہ تمام سزا اُس بداندیشی کی تھی جو اُسنے میری نسبت کی۔

گندم از گندم بروید جو ز جو ۔ از مکافات عمل غافل مشو

نادان نے یہ خیال نکیا کہ اگر میں مظلوم ہو کر اُسکے خواہش کیموافق بذریعہ وارنٹ گرفتار کیا جاتا اور ہتکڑی ڈالی جاتی اور ذلیل جگہ میں بٹھایا جاتا اور جیسا کہ اُس کی تمنا تھی پھانسی دیا جاتا یا حبس دوام کی سزا پاتا تو میرا اسمیں کیا حرج تھا۔ خدا کی راہ میں ہر ایک ذلّت اور موت فخر کی جگہ ہے۔ اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس دُنیا کے جاہ و جلال کو نہیں چاہتا۔ لیکن اُسنے دشمنوں کے ارادوں اور خواہشوں پر نظر ڈالکر مجھے اُس ذلّت اور ذلّت کی موت سے بچا لیا۔ یہ اُس کا کام ہے اُس نے

جو کچھ کیا اپنی مرضی سے کیا۔ محمد حسین کو اگر بصیرت کی آنکھ دیجاتی تو اس سے وہ
بڑا دینی فائدہ حاصل کرسکتا تھا۔ بھلا ہم محمد حسین اور اُس کے ہمخیال لوگوں سے پوچھتے
ہیں کہ یہ تمام غیبی افعال جو میری تائید میں اور میری عزت کی حفاظت کیلئے اور
میرے اعدا کو شرمندہ کرنے کیلئے ظہور میں آئے یہ کس کے افعال تھے؟ آیا
خُدا کے یا انسان کے؟ اور تشریح اسکی یہ ہے کہ پہلے یہ غیبی فعل ظہور میں
آیا کہ میری گرفتاری میں توقف ڈالدیگئی اور امرتسر کا وہ وارنٹ جسکے ساتھ چالیس
ہزار روپیہ کی ضمانت کا حکم اور بیس ہزار کا مچلکہ تھا ایک حیرت افزا طریق سے
روکدیا گیا۔ یہ وارنٹ امرتسر کے مجسٹریٹ درجہ اوّل کی عدالت سے یکم اگست
۱۸۹۷ء کو جاری ہوا تھا مگر ۷ اگست ۱۸۹۷ء تک گورداسپورہ میں پہونچ نہ سکا
اور کچھ پتہ نہ لگا کہ کہاں گیا اور آخر حکم امتناعی پہونچا کہ وارنٹ کی تعمیل روکدیجائے
کیونکہ مجسٹریٹ کو معلوم ہوا کہ وہ غیر ضلع کے ملزم پر وارنٹ جاری کرنے کا
قانوناً مجاز نہیں ہے۔ یہ تو پہلا غیبی فعل تھا جو میری تائید کیلئے ظہور میں آیا۔

پھر **دوسرا غیبی فعل** یہ تھا کہ جب مثل منتقل ہوکر گورداسپورہ میں آئی تو باوجودیکہ
امرتسر کے مجسٹریٹ نے وارنٹ جاری کیا تھا مگر صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپورہ نے
باوجود ڈاکٹر کلارک اور اُسکے وکیل کے بہت اصرار اور ہاتھ پیر مارنیکے بجائے وارنٹ
سمن جاری کردیا اور وارنٹ سے انکار کیا۔

اور پھر **تیسرا غیبی فعل** یہ تھا کہ محمد حسین وغیرہ مخالفوں نے چاہا تھا کہ
میری ذلت کی حالت دیکھیں مگر انکو میری عزت کیحالت دکھائی گئی۔ میں نے اپنی جماعت
کے بعض لوگوں سے سُنا ہے کہ ایک شریر مخالف کچہری کے وقت ایک شخص سے
میرا نام لیکر باتیں کرتا تھا کہ آج وہ شخص پولیس کی حراست میں ہے اور ہتکڑی ہاتھ میں
پڑی ہوئی ہے اُسنے جھوٹا دعویٰ کیا تھا اسلئے یہ سزا ملی۔ تب دوسرے شخص نے جس سے
وہ باتیں کرتا تھا اُس کا ہاتھ پکڑکر اُسکو اُس موقعہ پر کھڑا کیا جہاں صاحب ڈپٹی کمشنر
گورداسپورہ عدالت کی کُرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آرہے تھے اور اُسکو کہا کہ ذرہ

نظر غور کرکے دیکھ کہ صاحب ڈپٹی کمشنر کے قریب دوسرا شخص کرسی پر بیٹھا ہوا کون
ہے تب وہ دیکھکر بہت شرمندہ ہوا اور کہا یہ تو وہی ہیں جنکی نسبت لوگوں نے اڑایا
ہے کہ وہ گرفتار اور حراست میں ہے۔

اور پھر **چوتھا غیبی فعل** یہ ہے کہ میری حاضری کا دن محمد حسین بٹالوی کے
لئے گویا عید کا دن تھا اور وہ اپنے دلمیں اُس روز میری ذلت اور بے عزتی کے
بہت سے تصورات باندھے ہوئے تھا اور گویا اُسوقت میری ذلت مشہور کرنے
کے بارہمیں اپنے دلمیں اشاعۃ السنہ کے کئی ورق لکھ رہا تھا کہ خدا نے وہ ذلت
اُٹھا کر اسی کے سر پر ماری اور میرے روبرو اور میرے دوستوں کے روبرو کرسی مانگنے
پر صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایسی سخت تین جھڑکیاں اُسکو دیں کہ اسکو مار گئیں۔ خدا کی قدرت
دیکھو کہ میری ذلت دیکھنے آیا تھا اور اپنی ذلت اسکو پیش آئی۔ اور پھر اندر سے جھڑکیاں
کھا کر باہر آیا جہاں اردلی کھڑے ہوتے ہیں اور اندر کے معاملہ کی پردہ پوشی کیلئے ایک
کرسی پر جو باہر کے کمرہ میں تھی بیٹھ گیا اور اردلیوں کو معلوم تھا کہ اس شخص کو کرسی نہیں
ملی بلکہ کرسی کی درخواست پر اُسنے جھڑکیاں کھائیں اسلئے انھوں نے کرسی پر سے اسکو
جھڑک کر اٹھا دیا پھر اُس طرف سے پولیس کے کمرہ کیطرف آیا اور اتفاقاً ایک اور کرسی باہر کے
کمرہ میں بچھی ہوئی تھی اسپر بیٹھ گیا۔ تب کپتان صاحب کی اُسپر نظر جا پڑی اور اُسیوقت
کنسٹبل کی معرفت جھڑکی کے ساتھ کرسی پر سے اٹھایا گیا۔ اُسوقت غالباً ہزار
آدمی کے قریب یا اس سے زیادہ اسکی اس ذلت کو دیکھتے ہونگے۔ لوگوں نے یقین
کرلیا کہ جھوٹے مقدمہ میں اسنے پادری کی گواہی دی اسلئے یہ سزا ملی۔

پانچواں غیبی فعل یہ ہے کہ باوجودیکہ یہ مقدمہ حسب اقرار ڈاکٹر کلارک
کے تین قوموں کے اتفاق سے قائم کیا گیا تھا اور اس مقدمہ کی پیروی میں پادریوں
نے پورا زور دیا تھا اور سرکاری مقدمہ سمجھا گیا تھا تب بھی خدا نے کپتان ڈگلس صاحب
کے ہاتھ سے اُسکو خارج کرایا اور **مجھے بری کیا**۔

اب یہ پانچ فعل جو ظہور میں آئے یہ دانشمندوں کے لئے سوچنے کے لائق

ہیں کہ یہ کس کا کام ہے؟ عقلمند لوگ سوچ لیں کہ جبکہ یہ مقدمہ میرے پر سرکار کی طرف سے
دائر ہوا تھا اور ایک خطرناک مقدمہ تھا اور میری ذلت کیلئے ہر طرف سے لوگ زور دے
رہے تھے تو ایسی حالت میں کس طاقت عُظمیٰ نے مجھے عزت دی اور محمد حسین کو سخت
ذلیل کیا اور کلارک کو بھی نہایت سُبکی اور ندامت پہنچائی کہ عدالت نے قوی شبہ کیا کہ یہ مقدمہ
عبدالرحیم عیسائی و وارث دین وغیرہ عیسائیوں اور اُنکے متعلقین کی بناوٹ ہے۔ کیا
یہ فعل خدا کا ہے یا انسان کا؟ کیا خدا کی تائید کے بجز اسکے کوئی اور بھی معنے ہیں کہ خُدا نے
مخالفوں میں پھوٹ ڈالدی اور حق کو ظاہر کر دیا اور جو میرے ذلیل کرنے کے درپئے تھا
اُسکو حاکم اور خلق اللہ کے ذریعہ سے ذلت پہنچائی۔ حاکم کے ذریعہ سے جو ذلت
ہوئی اُسکی حقیقت آپ لوگ سُن چکے ہیں کہ اُسنے کرسی مانگنے پر محمد حسین کو سخت جھڑکیاں
دیں اور یہ جھڑکیاں نہایت مناسب اور عین محل پر تھیں کیونکہ محمد حسین نے حلفی شہادت
کے مقام پر کھڑا ہو کر دو جھوٹ بولے۔ **اوّل** یہ کہ اسکو عدالت میں کرسی ملتی ہے
اور **دوسرے** یہ کہ اُسکے باپ رحیم بخش کو بھی کرسی ملتی تھی اور یہ دونوں جھوٹ نہایت
مکروہ اور قابل شرم تھے کیونکہ محمد حسین ایک خشک مُلّا بلکہ نیم مُلّا ہے جو چند حدیثیں
نذیر حسین سے پڑھکر مولوی کہلاتا ہے جسکے ہم جنس ہزاروں ملّا مسجدوں کے
حجروں میں مسلمانوں کی روٹیوں پر گذارہ کرتے ہیں اُسکو کسدن عدالت میں کرسی ملی اور
کن رئیسوں میں شمار کیا گیا۔ اور ایسا ہی رحیم بخش اُس کا باپ تھا جو بٹالہ کے بعض
رئیسوں کی نوکریاں کر کے گذارہ کرتا تھا۔ ہاں بٹالہ کے رئیس میاں صاحب نے ایکمرتبہ
اُسکو نوکر رکھا تھا۔ معلوم نہیں کہ تنخواہ پر یا صرف روٹی پر۔ پھر سُنا ہے کہ بٹالہ کے
بعض ہندو مہاجنوں کے پاس بھی نوکر رہا اور اسطرح پر گذارہ کرتا رہا۔ ایکدفعہ ہمارے
پاس بھی نوکر رہنے کیلئے آیا تھا لیکن بعض وجوہ کے رو سے اُسکو نوکر نہیں رکھا گیا
تھا اور یوں تو ہمیشہ نہایت اعتقاد اور ارادت کیساتھ آتا تھا۔ محمد حسین پر سخت
ناراض تھا اور وہ کلمات کہتا تھا جن کا ذکر کرنا اسجگہ مناسب نہیں۔ بعض خطوط بھی
اُسکے محمد حسین کے ناگفتنی حالات کی نسبت میرے پاس ابتک موجود ہونگے جنکو وہ

عدالت تک پہنچانا چاہتا تھا اور مینے اسکو بار بار منع کیا تھا اور کئی دفعہ محمد حسین کو اُسکے قدموں پر گرایا تھا تا اس طرح پر رحیم بخش اسکی پردہ دری سے باز رہے اور اس بات کا میں ہی سبب تھا کہ وہ ان خیالات سے کسی قدر باز رہا ورنہ مینے سُنا ہے کہ مولوی غلام علی امرتسری وغیرہ حاسد طبع ملا اُسکو محمد حسین کے خوار کرنے کیلئے برانگیختہ کرتے تھے۔ غرض نہ محمد حسین کبھی کرسی نشین رئیسوں میں داخل ہوا اور نہ اُس کا باپ اور نہ اُس کا دادا۔ اور اگر یہ لوگ کرسی نشین تھے تو سر لیپل گریفن صاحب نے بڑی ہی غلطی کی کہ جب پنجاب کے کرسی نشین رئیسوں کے حالات لکھنے میں ایک کتاب طیار کی تو اس کتاب میں ان دونوں بیچاروں کا کچھ بھی ذکر نہیں کیا اور نیز اس صورت میں حکام ضلع کی بڑی غفلت ہے کہ باوجودیکہ یہ دونوں باپ بیٹے قدیم سے کرسی نشین تھے مگر پھر بھی حکام نے اپنے ضلع کی فہرست میں اس باپ بیٹے کا ابتک کرسی نشینوں میں نام نہ لکھا۔

افسوس کہ ایسے مولویوں کے ہی جھوٹوں نے جو گواہی کے موقعہ پر بھی جھوٹ کو شیر مادر سمجھتے ہیں مخالفوں کو مسلمانوں پر اعتراض کرنے کا موقعہ دیا ہے جب یہ لوگ مولوی کہلا کر ایسے گندے جھوٹ بولیں اور عدالت کے سامنے گواہی کے موقعہ پر خلاف واقعہ بیان کریں تو انکے چیلوں کا کیا حال ہوگا۔ افسوس کہ اس بٹالہ کے ملا کو کرسی لینے کا شوق کیوں پیدا ہوا۔ اسکے خاندان میں کون کرسی نشین تھا۔ بہتر تھا کہ چپکے پادریوں کی گواہی دیکر چلا جاتا تا پردہ بنا رہتا۔ کسیکو معلوم ہی نہ تھا کہ آپکو کرسی نہیں ملتی۔ اختیار تھا کہ آپ دوستوں میں لاف مارتے کہ مجھے کرسی ملی تھی۔ مگر کرسی مانگ کر اپنے خاندان کا سارا پردہ پھاڑ دیا۔ اور پھر یہ بے وقوفی ہوئی کہ حضرت شیخصاحب عدالت کے سامنے یہ تمام ٹکی اٹھا کر پھر باہر آ کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ اور جب ایکطرف سے اٹھایا گیا تو دوسری طرف جا کر کرسی پر بیٹھ گئے پھر جب وہاں سے بھی بڑی ذلت کیساتھ اٹھائے گئے تو آپ ایک شخص کی چادر لیکر زمین پر بچھا کر بیٹھے مگر اُس شخص نے آپکو مورد قہر الہی سمجھکر نیچے سے چادر کھینچ لی اور کہا گیا تو ایک مذہبی مقدمہ میں جو بناوٹی ہے پادریوں کی گواہی دیتا ہے اور میری چادر پر بیٹھتا ہے۔ میں

اپنی چادر پلید کرانی نہیں چاہتا۔

پھر بعد اسکے جو صاحب ضلع نے جھڑکی دیکر اور کرسی سے محروم کرکے محمد حسین کو سیدھا کھڑا کیا اور عدالت کے چپراسیوں نے بھی بار بار اُسکو کرسی سے اٹھایا ایک اور ذلت محمد حسین کی یہ ہوئی کہ لوگ اسکی اس حرکت سے ناراض ہوئے کہ پادریوں کے ایک جھوٹے مقدمہ میں وہ گواہ بنکر آیا اور بہت زور لگایا کہ اس جھوٹ کو سچ کرے ہزاروں نیک طینت انسان اُسکے ان حالات پر نفرین کرتے تھے کہ اُسنے مولوی کہلا کر ایک جھوٹے مقدمہ میں عیسائیوں کی گواہی دی اور بار بار کہتے تھے کہ اس گواہی کا باعث صرف نفسانی کینہ اور بغض ہے۔ ایک پیر مرد نے اُس روز اسکے حالات دیکھکر آہ کھینچکر کہا کہ مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ مولوی لوگ مشکل سے ایمان سلامت لیجائینگے۔ پس افسوس اس شخص کی زندگی پر کہ اُسنے ایسی ناپاک حرکتوں سے تمام مولویوں کو بدنام کیا۔

اب اس شخص کا میری نسبت بغض انتہا تک پہنچ گیا ہے۔ اس شخص سے خدا کا مقابلہ نہیں ہو سکتا ورنہ یہ شخص میری جان اور آبرو کا سخت دشمن ہے اور اب بغض کے جوش میں وہ باتیں اسکے مونھہ سے نکلتی ہیں جو ایک صالح اور متقی کے مونھہ سے ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ اسکو یہ خیال نہیں کہ دشمنوں کا ہر ایک منصوبہ اہل حق کی صفائی کا زیادہ موجب ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک جتنے منصوبے میری نسبت کئے گئے انسے میرا کچھ نقصان نہیں بلکہ میری بریت ثابت ہوئی۔ اوّل لیکھرام کے مقدمہ میں میری تلاشی کرائی گئی تو میرا دامن پاک ثابت ہوا۔ پھر اب ارادہ قتل کا مقدمہ میرے پر بنایا گیا سو اسمیں بھی بہت تحقیق کے بعد میں بری کیا گیا۔ یہ دونوں مخالفوں کے حملے میرے لئے مضر نہیں ہوئے بلکہ حکام وقت نے دو دفعہ میری حالت کو آزما لیا اور دشمنوں کے منصوبے کی حقیقت کھل گئی۔ اور اگرچہ محمد حسین نے اپنی دانست میں پادریوں کا رفیق بنکر میرے پھانسی دلانے کیلئے بڑے زور شور سے اظہار دیا اور

جو کچھ اُس کی فطرت میں تھا اُس روز اُس نے پورا کر کے دکھا دیا۔ لیکن اس تمام بہتان کا اگر کچھ نتیجہ ہوا تو بس یہی کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اپنے چٹھہ انگریزی میں لکھدیا کہ یہ شخص یعنے محمد حسین مرزا صاحب کا سخت دشمن ہے اور اُسکے تمام بیان کو فضول سمجھکر فیصلہ میں اُسکے اظہار کا ایک ذرہ ذکر نہیں کیا اور اُسکے بیان کو نہایت ہی بے عزتی کی نگاہ سے دیکھا۔ پس اسجگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جبحالتیں محمد حسین کا بیان ایسا فضول اور ذلیل اور پایۂ اعتبار سے ساقط سمجھا گیا تو خدا تعالیٰ کیطرفسے کیا حکمت تھی کہ یہ پادریوں کی طرفسے عدالت میں گواہی دینے آیا تو اس کا جواب یہ ہو کہ بظاہر اسمیں دو حکمتیں معلوم ہوتی ہیں۔ **اوّل** یہ کہ تا لوگوں کو اس شخص کی تقوے اور دینداری اور اسلام کا حال معلوم ہو کہ ایسے جھوٹے اور قابل شرم مقدمہ میں جو عیسائیوں نے محض مذہبی جوش سے اُٹھایا تھا اُسنے اپنے تئیں گواہ بنایا اور عمداً محض شرارت سے میرے پھانسی دلانے کی تدبیر سوچی۔ **دوسری** یہ حکمت تھی کہ تا یہ شخص عدالت میں جائے اور کرسی ملنے کا سوال کرے اور عدالت سے اُسکو جھڑکیاں ملیں اور اسطرح صادق کی ذلّت ڈھونڈنے کی سزا میں اپنی ذلّت دیکھے۔

بار بار افسوس آتا ہے کہ اس شخص کو کرسی مانگنے کی کیوں خواہش پیدا ہوئی۔ اچھے آدمی اگر کسی مجلس میں جاتے ہیں تو بالطبع صدر نشینی کو مکروہ جانتے ہیں اور انکسار کے ساتھ ایک معمولی جگہ پر بیٹھ جاتے ہیں تب صاحب خانہ کی جب اُنپر نظر پڑتی ہے تو وہ شفقت سے اُٹھتا ہے اور اُن کا ہاتھ پکڑتا ہے اور تواضع سے انکو صدر کے مقام پر کھینچ لیتا ہے کہ آپکی جگہ یہ ہے مجھے شرمندہ نکیجئے۔ پس یہ جائے عبرت ہے کہ محمد حسین نے شیخی جتانے کیلئے اپنے موںھ سے کرسی مانگی اور پھر بجائے کرسی کے جھڑکیاں ملیں۔ کسینے سچ کہا ہے

بِن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیک

یعنے بغیر مانگنے کے موتی ملجاتے ہیں مگر مانگنے سے گدائی کا ٹکڑہ بھی نہیں ملتا۔ پھر تعجب ہے کہ اس شخص نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے روبرو وہی لیکھرام کے قتل کا قصہ

شروع کر دیا۔ اور صاحب موصوف کو میری نسبت کہا کہ مینے اپنے اشاعۃ السنّہ میں یہ لکھا ہے کہ اس شخص سے لیکھرام کے قاتل کا پتہ پوچھنا چاہیے کہ الہام سے بتا دے کہ کون قاتل ہے اور مدعا اِس متفنی بٹالوی کا یہ تھا کہ لیکھرام کا قاتل بھی یہی شخص ہے۔

اب ناظرین سوچیں! کہ اس شیخ بٹالوی کی کہاں تک نوبت پہونچ گئی ہے۔ میری عداوت کیلئے کیونکر دین اور دیانت کو چھوڑتا جاتا ہے۔ جب آریوں نے لیکھرام کے بارہمیں شور مچایا تو اُنکے ساتھ جا ملا اور اب جب پادریوں نے شور مچایا تو اُنکے ساتھ جا ملا۔ کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ اسلام کا مخالف کیا کرتا پھرتا ہے۔ لیکھرام کے قتل کو بار بار یاد دلانا یہ اُسکی شرارت ہے کہ تا یہ بہتان میرے پر لگا دے۔ اور اسطرح پر خدا کی پیشگوئی کو بے عزّت کر کے معدوم کر دیوے۔ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ لیکھرام کی نسبت میں نے از خود پیشگوئی نہیں کی بلکہ میرے خدا نے اُسکی نسبت اُسوقت مجھے خبر دی تھی جبکہ خود لیکھرام نے نہایت شوخی سے موتکی پیشگوئی کو مانگا تھا پھر جبکہ لیکھرام کو مارنا بطور عذاب کے تھا تو کیونکر خدا تعالےٰ **قاتل کا نام بتا دے** اور اپنے انتظام کو آپ خراب کرے۔ ہاں محمد حسین اگر ہندوؤں کا درحقیقت خیرخواہ ہے تو قاتل کا نام معلوم کرنیکے لئے ایک تدبیر کر سکتا ہے اور وہ یہ کہ لیکھرام کے قاتل کا اُن لوگوں کے ذریعہ سے پتہ دریافت کرے جو اُسکے گروہ میں ملہم کہلاتے اور مجھے کافر جانتے ہیں۔

ماسوا اسکے اگر محمد حسین کی دانست میں میرے الہامات میرے ہی افترا تھے تو اُسکو چاہیے تھا کہ بجائے ایسی بیہودہ باتونکے یہ مضمون لکھتا کہ گورنمنٹ کو یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ یہ شخص ملہم من اللہ ہونے کے دعوےمیں سچا ہے یا جھوٹا۔ اور طریق آزمایش یہ ہے کہ گورنمنٹ عام طور پر اس سے کوئی پیشگوئی مانگے پھر اگر وہ پیشگوئی اپنے وقت پر پوری نہ ہو تو گورنمنٹ یقین کر لے کہ یہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکال لے کہ لیکھرام کا قاتل بھی یہی ہوگا۔ کیونکہ ایک جھوٹا شخص جب کسی اپنی پیشگوئیمیں دیکھتا ہے کہ میرا جھوٹ کھل جائے گا تو بیشک وہ ناجائز طریقوں کی طرف توجہ کرتا ہے اور اُسکی

خبیث ذات سے کچھ بعید نہیں ہوتا کہ ایسی ایسی ناپاک حرکات اس سے صادر ہوں۔ اگر اس تقریر کیساتھ گورنمنٹ کو لیکھرام کے مقدمہ میں میری نسبت توجہ دلاتا تو کچھ تعجب تھا کہ یہ تقریر قبول کے لائق ٹھہرتی اور انصاف پسند لوگ بھی اسکو پسند کرتے اور مجھے بھی ایسے مواخذہ میں کچھ عذر نہیں ہوسکتا تھا۔ کیونکہ اگر میں خدا تعالےٰ کیطرف سے ہوں اور میری پیشگوئیاں میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا تعالےٰ کیطرف سے ہیں تو بیشک میری بریت کیلئے اسقدر خدا تعالےٰ کی مدد چاہیے کہ وہ کسی الہامی پیش خبری سے جو سچی نکلے گورنمنٹ کو اُسکے مطالبہ کیوقت مطمئن کردیوے اور وہ سمجھ جائے کہ درحقیقت یہ کاروبار خدا تعالےٰ کیطرف سے ہے نہ انسان کیطرف سے۔

لیکن اسبات پر زور دینا کہ میں لیکھرام کے قاتل کا نام بیان کروں صحیح نہیں ہے خدا تعالےٰ اپنے مصالح میں کسی کا محکوم نہیں ہوسکتا۔ اگر اُسنے ایک بات کو مخفی کرنا چاہا ہے تو ہم اُسپر زور نہیں ڈال سکتے کہ وہ ضرور اُس بات کو ظاہر کرے۔ جو شخص خدا تعالےٰ پر ایسی حکومت چلانا چاہتا ہے یا چلانے کیلئے درخواست کرتا ہے تو وہ عبودیت کے آداب سے بالکل بے نصیب ہے۔ خدا علم غیب اپنی مرضی سے ظاہر کرتا ہے انسان کی مرضی سے ظاہر نہیں کرتا دیکھو حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس پتہ کے لگانے کی کسقدر ضرورت تھی کہ اُن کا بیٹا مر گیا یا زندہ ہے۔ اور اس غم سے وہ چالیس برس تک روتے رہے لیکن جبتک خدا تعالےٰ کا ارادہ نہ ہوا اُنپر ہرگز نہ کھولا گیا کہ کیوں غم کرتا ہے تیرا بیٹا تو مصر میں خوش و خرم نائب سلطنت ہے۔ غرض خدا کے بندے ادب کیساتھ اُسکے حضور میں کھڑے ہوتے ہیں اُسجگہ ملائک کو بھی دم مارنیکی جگہ نہیں۔

ہماری لیکھرام سے کوئی ذاتی عداوت نہ تھی اور نہ دین اسلام ہمیں اجازت دیتا ہے کہ ہم ناحق خون کرتے پھریں پھر کونسا باعث تھا کہ ہم اس حرکت بیجا کے مرتکب ہوتے۔ اور ایک پیشگوئی جھوٹی بنانا اور پھر اسکی سچائی ظاہر کرنے کیلئے قتل کا ارادہ کرنا یہ ایک ایسا طریق ہے کہ بجز ایک شریر اور خبیث انسان کے کوئی اُس کا مرتکب نہیں ہوسکتا۔ سو محمد حسین اور اُسکی جماعت کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ یہ ایک

بڑا خدا تعالےٰ کا نشان تھا جو ظہور میں آیا بجز خدا کے۔ یہ کس کی طاقت تھی کہ لیکھرام کی موت کیطرف اشارہ کرے کہ وہ اتنی مدت میں فلاں دن اور فلاں تاریخ واقع ہوگی اور قتل کے ذریعہ سے ہوگی۔ افسوس کہ ان لوگوں نے محض تعصب سے خدا کے نشانوں کی تکذیب کی۔ یہ کس قدر حماقت ہے کہ ہمارے مخالف دلوں میں خیال کرتے ہیں کہ کسی مرید کو بھیجکر لیکھرام کو قتل کرا دیا ہوگا مجھے اس بیوقوفی کے تصور سے ہنسی آتی ہے کہ ایسی بیہودہ باتوں کو اُنکے دل کیونکر قبول کر لیتے ہیں۔ جس مرید کو پیشگوئی کی تصدیق کیلئے قتل کا حکم کیا جائے **کیا ایسا شخص پھر مرید رہ سکتا ہے؟** کیا فی الفور اُسکے دل میں نہیں گذریگا کہ یہ شخص جھوٹی پیشگوئیاں بناتا اور پھر انکو سچی پیشگوئیاں ٹھہرانے کیلئے ایسے منصوبے استعمال کرتا ہے۔ پس میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ محمد حسین نے نہایت ظلم کیا ہے کہ ایک سچی پیشگوئی کو جو خدا تعالےٰ کا ایک معجزہ تھا انسان کا منصوبہ ٹھہرایا۔ اگر اسکی نیت میں فساد نہ ہوتا تو وہ اپنی اشاعۃ السنہ میں یہ نہ لکھتا کہ اس شخص کو گورنمنٹ پکڑے تا الہام سے بتلاوے کہ لیکھرام کا قاتل کون ہے۔ گویا محمد حسین خدا تعالےٰ سے ٹھٹھا کرتا اور اُسکے فعل کو عبث ٹھہراتا ہے اور جبر کیساتھ اُس کا دامن پکڑنا چاہتا ہے کہ تو نے لیکھرام کو تو مارا اب کہاں جاتا ہے اُسکے قاتل کا پتہ تو بتلا!!! اور آپ قرآن میں پڑھتا ہے کہ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ۔*

اسقدر شوخی انسان کو نہیں چاہیے اور یہ بیباکی آدم زاد کیلئے مناسب نہیں کیا وہ اُس خدا کے وجود میں شک رکھتا ہے جسکی ہستی پر ذرہ ذرہ مہر لگا رہا ہے؟ اگر اُس کی نیت میں کجی نہ ہوتی تو عداوت اور بدظنی کے جوش سے ایسی بکواس نکرتا یہ اس کا حق تھا کہ میری نسبت بار بار گورنمنٹ کو توجہ دلاتا کہ لیکھرام کے قتل میں مجھے الہامی پیشگوئی کا ایک بہانہ معلوم ہوتا ہے اور در اصل لیکھرام کا قاتل یہی شخص ہے۔ اور اگر خدا سے اس شخص کو پیشگوئی ملتی ہے تو گورنمنٹ اس شخص کو پکڑے اور مواخذہ کرے کہ اگر تو اس دعوے میں سچا ہے تو تصدیق دعوے کیلئے ہمیں بھی کوئی پیشگوئی دکھلا تا تیری سچائی ہم پر ثابت ہو۔ پھر اگر گورنمنٹ کسی الہامی پیشگوئی کے دکھلانے کیلئے مجھے پکڑتی

* خدا اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا کہ کیوں ایسا کیا۔ لیکن بندے پوچھے جائیں گے۔

اور خدا مجھے مردودوں اور مخذولوں کی طرح چھوڑ دیتا اور کوئی پیشگوئی گورنمنٹ کی اطمینان کے
لئے ظاہر نکرتا تو میں خوشی سے قبول کرلیتا کہ میں جھوٹا ہوں تب گورنمنٹ کا اختیار تھا کہ
لیکھرام کا قاتل مجھکو ہی تصور کر کے مجھے پھانسی دیدے۔ لیکن محمد حسین نے ایسا نہیں کیا
اور یہ چاہا کہ کوئی ایسا طریق اختیار کرے جس سے سچائی ظاہر ہو۔ بلکہ میری تائید میں
نشان خدا تعالے کیطرف سے ظاہر ہوئے اور محض بخل کے رو سے اس شخص نے انکو قبول
نہیں کیا اور ہمیشہ گورنمنٹ کو دھوکہ دینے کیلئے جھوٹی باتیں لکھتا اور کہتا رہا۔ مگر ہماری
عادل گورنمنٹ محض باتونکو ایک خودغرض دشمن کے موبھہ سے سُن نہیں سکتی خدا کا
یہ فضل اور احسان ہے کہ **ایسی محسن گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا۔**
اگر ہم کسی اور سلطنت کی زیر سایہ ہوتے تو یہ ظالم طبع ملاکب ہماری جان اور آبرو کو
چھوڑنا چاہتے الا ماشاء اللہ ان ربی علی کل شیء قدیر۔

اور محمد حسین کا میری پیشگوئیوں پر یہ جرح کہ کوئی الہامی پیشگوئی اس صورت میں سچی ہوسکتی ہو کہ جبکہ اُسکے
ساتھ کی تمام اور پیشگوئیاں سچی ثابت ہوئی ہوں۔ یہ فی الواقع سچ ہے۔ مگر محمد حسین کا
یہ خیال کہ گویا بعض پیشگوئیاں میری جھوٹی نکلی ہیں یہ سراسر جھوٹھ ہے۔ میں کئی دفعہ بیان
کرچکا ہوں کہ میری کوئی پیشگوئی جھوٹی نہیں نکلی آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی اسمیں صاف
ایک شرط تھی۔ اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت بھی توبی توبی کے الہام کی شرط تھی اور
میں ثابت کرچکا ہوں کہ ان دونوں شرطوں کیموافق وہ دونوں پیشگوئیاں پوری ہوئیں
اور لیکھرام کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی اسلئے وہ بلا شرط پوری ہوئی۔ احمد بیگ کے سامنے
کوئی خوفناک نمونہ نہ تھا اسلئے وہ نہ ڈرا اور شرط سے فائدہ نہ اٹھایا اور پیشگوئی کے موافق
جلد فوت ہوگیا مگر اُسکے بعد اُسکے عزیزوں نے احمد بیگ کی موت کا نمونہ دیکھ لیا اور بہت
ڈرے لہذا شرط سے فائدہ اٹھا لیا۔ وَاللّٰہُ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۔ اور اگر کوئی شرط
بھی نہ ہوتی اور جسکی نسبت پیشگوئی کی گئی ہے رجوع کرتا اور ڈرتا یا اسکے عزیز جو اصل مخاطب پیشگوئی
کے تھے رجوع کرتے اور ڈرتے تب بھی خدا تعالی عذاب میں مہلت دیدیتا جسطرح یونس نبی کی
اُمت کو مہلت دی حالانکہ اُسکی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ خدا نے ابتدا سے وعید کیساتھ یہ شرط

لکار لکھی ہے کہ اگر چاہوں تو وعید کو موقوف کروں اسلئے قرآن میں یہ تو آیا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخلِفُ المیعاد اور یہ نہیں آیا کہ اِنَّ اللّٰہ لَا یُخلِفُ الوعید۔

ماسوا اسکے یہ کہنا کہ سچے نبیوں اور محدثوں کی تمام پیشگوئیاں عوام کی نظر میں صفائی سے پوری ہوتی رہی ہیں بالکل جھوٹ ہے بلکہ بعض وقت ایسا بھی ہوا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کو کوئی امتحان منظور ہوتا تھا تو کسی نبی کی پیشگوئی عوام پر مشتبہ بھی جاتی تھی اور وہ لوگ شور مچاتے رہتے تھے بلکہ ایک فتنہ کی صورت ہو کر بعض مُرتد ہوتے رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا۔ لیکن وہ بادشاہ کی صورت میں ظاہر نہ ہونے تب بہت سی کوتہ اندیش مُرتد ہوگئے۔ اور پہلی کتابوں میں تھا کہ جب تک ایلیا نہ آوے مسیح نہ آئے گا۔ لیکن نصوص کے ظاہر کے لحاظ سے ایلیا ابتک نہیں آیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی پیشگوئی میں جو نجات دلانے کے بارہ میں تھی بنی اسرائیل نے شک کیا اور پیشگوئی کو جھوٹی سمجھا اور بعض لغزش کھانیوالوں نے حدیبیہ کی پیشگوئی میں بھی شک کیا اور خیال کیا کہ وہ ظہور میں نہیں آئی۔ لیکن دراصل شک کرنیوالے غلطی پر تھے۔ پس یہ تو عادت اللہ میں داخل ہے کہ بعض پیشگوئیاں ماموروں کی جہلا اور سفہا اور کوتہ اندیشوں پر مشتبہ ہو جاتی ہیں اور خیال کرنے لگتے ہیں کہ وہ جھوٹی ہوئیں۔ پس محمد حسین اُن ہی جہلاء کا بھائی ہے جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ میری نسبت وہ کوئی ایسا کلمہ نہیں کہتا جو پہلے اس سے خدا کے پاک نبیوں کی نسبت نہیں کہا گیا۔

غرض یہ کبھی نہ ہوا اور نہ ہوگا کہ تمام ماموروں کی پیشگوئیاں جہلاء کی نظر میں صفائی سے پوری ہوگئی ہوں بلکہ محمد حسین کی طرح بعض جاہل نبیوں کی بعض پیشگوئیوں کی نسبت بھی کہتے رہے ہیں کہ وہ جھوٹی نکلیں۔ چنانچہ حال میں ایک یہودی فاضل نے جو حضرت مسیح کے رد نبوت میں کتاب لکھی ہے اس کتاب میں ایک فہرست دی ہے کہ اتنی پیشگوئیاں اس شخص کی جھوٹی نکلیں۔ حالانکہ سچے نبی کی تمام پیشگوئیاں ضرور پوری ہو جاتی ہیں۔ اور یہی فاضل یہودی لکھتا ہے کہ اس شخص کی تکذیب کے لئے ہمیں یہ کافی ہے کہ اسکی تعلیم توریت کی تعلیم سے صریح مخالف ہے اگر یہ خدا کا کلام ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ اسقدر تناقض پیدا ہوتا۔ پھر لکھتا ہے

کہ دوسری یہ بات ہم یہودیوں کیلئے اس شخص کے قبول کرنیمیں نہایت روک اور اس انکار میں خدا اور ہم میں ایک حجت ہو کہ ہمیں نبیونکی زبانی خبر دی گئی ہے کہ وہ مسیح جس کا کتابوں میں وعدہ ہے ہرگز نہیں آئے گا جبتک پہلے اُس سے ایلیا جو آسمان پر اٹھایا گیا ہے دنیا میں نہ آلے مگر وہ ابتک نہیں آیا۔ پھر یہ شخص اپنے دعوی مسیحیت میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے؟ اور یہی فاضل یہودی اس مقام میں لکھتا ہے کہ عیسائی ایلیا کے بارہ میں ہمیں یہ جواب دیتے ہیں کہ ایلیا کے نزول سے یوحنا بن ذکریا کا آنا مراد ہے جسکو مسلمان یحیٰی کہتے ہیں اور مراد یہ تھی کہ ایلیا کی قوت اور طبع پر ایک شخص یعنے یحیٰی آئے گا۔ نہ یہ کہ حقیقت میں کوئی آسمان سے اتر آئے گا۔ اس کے جواب میں فاضل مذکور لکھتا ہے کہ ”ناظرین خود انصافاً ہم میں اور عیسائیوں میں فیصلہ کریں کہ اگر درحقیقت ایلیا سے مراد یوحنا یعنے یحیٰی ہوتا تو خدا تعالے ہرگز یہ نہ کہتا کہ خود ایلیا واپس آئے گا بلکہ یہ کہتا کہ اُس کا مثیل یحیٰی آئے گا“۔ اور اسپر فاضل مذکور بہت زور دیتا ہے کہ نصوص کو ظاہر سے پھیرنا بغیر کسی قرینہ قویہ کے یہی جھوٹے نبی کا نشان ہے“۔

اب سوچنا چاہیے کہ نبیونکی پیشگوئیوں میں کیسے کیسے مشکلات ہیں۔ مثلاً ایلیا کی پیشگوئیمیں کیسی مصیبت کا یہودیوں کو سامنا پیش آیا کہ ابتک وہ حضرت مسیح کے قبول کرنیسے محروم رہے۔ کیا تعجب کی جگہ نہیں کہ یہود جیسی ایک تجربہ کار اور الٰہی کتابوں میں نشو و نما پانے والی قوم ایلیا کے لفظ پہ اڑ کر ایسے حق سے دور جا پڑے کہ یحیٰی نبی سے بھی انکار کر دیا؟ اس سے دانا معلوم کر سکتا ہے کہ پیشگوئیونکی تکذیب میں جلدی نہیں کرنی چاہیے کہ اکثر انپر استعارات غالب ہوتے ہیں۔ عقلمند وہ ہوتا ہے جو دوسرے سے نصیحت پکڑتا اور عبرت حاصل کرتا ہے۔ مسلمانونکو حضرت عیسےٰ کے نزول کے بارہ میں اُسی خطرناک انجام سے ڈرنا چاہیے کہ جو یہودیونکو ایلیا کے بارہ میں ظاہر نص پر زور دینے سے پیش آیا۔ جس بات کی پہلے زمانوں میں کوئی بھی نظیر نہ ہو بلکہ اُسکے باطل ہونے پر نظیریں موجود ہوں اُس بات کے پیچھے پڑ جانا نہایت درجہ کے بیوقوف کا کام ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ یعنی خدا

کی سنتوں اور عادات کا نمونہ یہود اور نصاریٰ سے پوچھ لو اگر تمہیں معلوم نہیں۔

اب ہم اس تقریر کو اسی قدر پر کفایت کرکے ایک اور عجیب بات بیان کرتے ہیں کہ یہ فتنہ ایک جھوٹے اور مصنوعی مقدمہ کا جو میرے پر برپا کیا گیا خدا تعالیٰ نے کئی مہینے پہلے اس کی اطلاع مجھے دی تھی اور نہ ایک دفعہ بلکہ ۲۹ جولائی ۱۸۹۷ء تک متواتر الہامات اس بارہ میں کئے گئے کہ ایک ابتلا اور مقدمہ اور باز پرس حکام کی طرف سے ہوگی اور ایک الزام لگایا جائے گا۔ اور آخر خدا اُس جھوٹے الزام سے بری کرے گا۔ اور پھر حاضری کے بعد ۲۲ اگست ۱۸۹۷ء تک اطمینان اور تسلی دہی کے الہام ہوتے رہے یہانتک کہ ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو خدا تعالیٰ نے بری کر دیا۔ یہ تمام الہامات قریباً اپنی جماعت کے سو آدمیوں کو قبل از وقت سنائی گئی تھے جنمیں اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب اور اخویم مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی۔ اور اخویم خواجہ کمال الدین صاحب بی اے اور اخویم میاں محمد علی صاحب ایم اے اور اخویم حکیم فضل الدین صاحب اور اخویم سید حامد شاہ صاحب اور اخویم خلیفہ نور دین صاحب جموں اور اخویم مرزا خدابخش صاحب وغیرہ احباب داخل ہیں اور ہر ایک حلفاً بیان کر سکتا ہے کہ یہ الہامات پیشگوئی کے طور پر انکو سنائے گئے تھے۔ پس اس مقدمہ کا ہماری جماعت کو یہ فائدہ پہنچا کہ اس کے طفیل انھوں نے کئی نشان دیکھ لئے۔ ایک تو یہی نشان کہ خدا تعالےٰ نے قبل از مقدمہ مقدمہ کی خبر اور نیز انجام کار بری ہونے کی خبر دی۔ اور دوسرا یہ نشان کہ جو پہلے چھپے ہوئے الہام میں یہ فقرہ تھا کہ انی مھین من اراد اھانتک اس کی تصدیق دیکھلی اور تیسرا یہ نشان کہ مخالفوں نے تو مجھپر الزام لگانا چاہا تھا پر خدا تعالےٰ نے حکام کی نظر میں انھیں کو ملزم کر دیا۔ اور چوتھا یہ نشان کہ محمد حسین نے مجھے ذلت کیحالت میں دیکھنا چاہا تھا خدا تعالےٰ نے یہ ذلت اسی پر ڈالدی اور اُسکے شر سے مجھے بچالیا۔ یہ خدا کی تائید ہے چاہیے کہ ہماری جماعت اسکو یاد رکھے۔ اور ایک بڑی الٰہی حکمت اس مقدمہ کے دائر ہونمیں یہ تھی کہ تا خدا تعالےٰ اس طور سے بھی میری مماثلت

حضرت مسیح سے ثابت کرے اور میری سوانح کی اُنکی سوانح سے مشابہت لوگوں پر ظاہر فرما دے۔ چنانچہ وہ تمام مماثلتیں اس مقدمہ سے ثابت ہوئیں۔ **منجملہ** اُنکے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لیئے اُنکے ایک نام کے مُرید نے جس کا نام یہودا اسکریوطی تھا یہودیوں سے تیس ۳۰ روپیہ لیکر حضرت مسیح کو گرفتار کردایا۔ ایساہی میرے مقدمہ میں ہوا کہ عبدالحمید نامی ایک میرے ادعائی مُرید نے نصرانیوں کے پاس جاکر اور انکی طمع دہی میں گرفتار ہوکر انکی تعلیم سے میرے پر ارادہ قتل کا مقدمہ بنایا۔

دوسری مماثلت یہ کہ مسیح کا مقدمہ ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل ہوا تھا۔ ایساہی میرا مقدمہ بھی امرتسر کے ضلع سے گورداسپورہ کے ضلع میں منتقل ہوا

تیسری مماثلت یہ کہ پیلاطوس نے حضرت مسیح کی نسبت کہا تھا کہ میں یسوع کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔ ایساہی کپتان ڈگلس صاحب نے عین عدالت میں ڈاکٹر کلارک کے روبرو مجھکو کہا کہ میں آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا۔ **چوتھی** مماثلت یہ کہ جس روز مسیح نے صلیبی موت سے نجات پائی اُس روز اُسکے ساتھ ایک چور گرفتار ہوکر سزایاب ہوگیا تھا ایساہی میرے ساتھ بھی اسی تاریخ یعنے ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو اسی گھڑی میں جب میں بری ہوا تو ٹمٹی فوج کا ایک عیسائی بوجہ چوری گرفتار ہوکر اُسی عدالت میں پیش ہوا۔ چنانچہ اس چور نے تین مہینہ قید کی سزا پائی۔ **پانچویں** مماثلت یہ کہ مسیح کے گرفتار کرانے کیلئے یہودیوں اور اُنکے سردار کاہن نے شور مچایا تھا کہ مسیح سلطنت روم کا باغی ہے اور آپ بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ ایساہی محمد حسین بٹالوی نے عیسائیوں کا گواہ بنکر عدالت میں محض شرارت سے شور مچایا کہ یہ شخص بادشاہ بننا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے مخالف جسقدر سلطنتیں ہیں سب کاٹی جائیں گی۔ **چھٹی** مماثلت یہ کہ جسطرح پیلاطوس نے سردار کاہن کے بکواس پر کچھ بھی توجہ نکی اور سمجھ لیا کہ مسیح کا یہ شخص پکا دشمن ہے۔ اسیطرح کپتان ایچ ایم ڈگلس صاحب نے محمد حسین بٹالوی کے بیان پر کچھ بھی توجہ نکی۔ اور اُسکے اظہار میں لکھ دیا کہ یہ شخص مرزا صاحب کا پکا دشمن ہے۔ اور پھر اخیر حکم میں اُسکے اظہار کا ذکر تک نہیں کیا اور بالکل بیہودہ اور خودغرضی کا بیان قرار دیا۔ **ساتویں** مماثلت یہ ہے کہ جس طرح مسیح کو گرفتاری

سے پہلے خبر دیگئی تھی کہ اس طرح دشمن تجھے گرفتار کریں گے اور تیرے قتل کرنے کیلئے کوشش کریں گے اور آخر خدا تجھے انکی شرارت سے بچالے گا ✤ ایسا ہی بھی خدا تعالیٰ نے اس مقدمہ سے پہلے خبر دیدی اور ایک بڑی جماعت جو حاضر تھی سب کو وہ الہامات سنائے گئے اور جو حاضر نہیں تھے انمیں سے اکثر احباب کیطرف خط لکھے گئے تھے۔ اور یہ لوگ سو سے کچھ زیادہ آدمی ہیں۔

بالآخر یہ بھی واضح رہے کہ یہ مقدمہ ارادہ قتل جو میرے پر دائر کیا گیا در حقیقت بناوٹی تھا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے خود گواہی دی ہے کہ پہلا بیان عبد الحمید کا انکو پوری تسلی نہیں بخشتا۔ اور دوسرے بیان پر کوئی جرح نہیں کیا۔ پھر ایک بڑی دلیل پہلے بیان کے جھوٹا ہونے پر یہ ہے کہ نور دین عیسائی اور پادری گرے صاحب نے اس بات کو تصدیق کرلیا ہے کہ عبد الحمید پہلے انکے پاس آیا تھا اور چاہتا تھا کہ عیسائی ہو کر انمیں گذارہ کرے مگر وہ اسکو روٹی نہیں دے سکے۔ لہذا وہ نور دین کی نشان دہی سے کلارک کے پاس پہنچا اب صاف ظاہر ہے کہ اگر عبد الحمید کلارک کے قتل کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا تو اسکو کیا ضرور تھا کہ نور دین کے پاس جاتا اور پھر پادری گرے پاس جاتا۔ اسکو تو براہ راست ڈاکٹر کلارک کے پاس جانا چاہیے تھا۔ یہ ایک ایسا امر ہے جس سے تمام مقدمہ کھلتا ہے۔ اور قرائن بھی صاف دلالت کرتے ہیں کہ یہ شخص گجرات میں پہلے عیسائی رہ چکا تھا اور بد چلنی سے نکالا گیا تھا لہذا اس نے مناسب سمجھا کہ اپنا پہلا نام ظاہر نہ کرے تا عیسائی لوگ پاس رکھنے میں عذر نہ کریں۔ اسی بات کا اسنے اپنے دوسرے اظہار میں اقرار بھی کیا ہے۔ افسوس کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور کپتان صاحب پولیس نے تو در اصل ابتدا سے ہی اپنی فراست سے سمجھ لیا تھا کہ یہ مقدمہ سچا نہیں ہے مگر محمد حسین بٹالوی نے مارے تعصب اور بخل کے اس مقدمہ کو سچا قرار دیا اور اپنا نفسانی کینہ نکالنے کے لئے یہ ایک موقعہ سمجھا۔ اسی غرض سے وہ ایسے جھوٹے اور قابل شرم مقدمہ میں عیسائیوں کی مدد دینے کیلئے عدالت میں آیا۔ فَلْيَبْكِ عَلَى تَقْوَاهُ مَنْ كَانَ بَاكِيًا۔

لیکن بالطبع اسجگہ ایک سوال ہوتا ہے کہ ایسے مولوی جو مدتوں تک تقویٰ اور

✤ نوٹ۔ مسیح نے جو اپنے تئیں یونس سے مثال دی یہ اسکی طرف اشارہ تھا کہ وہ قبر میں زندہ داخل ہوگا اور زندہ رہے گا۔ کیونکہ مسیح نے خدا سے الہام پایا تھا کہ وہ صلیب کی موت سے ہرگز نہیں مریگا۔

کفِ لسان اور دیانت اور امانت کا لوگوں کو وعظ کرتے رہے کیونکر انکو حق کے قبول کرنے کے لئے مدد نہ ملی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ انسان اپنے نفس پر آپ ظلم کرتا ہے۔ عادۃ اللہ یہ ہے کہ جب ایک فعل یا عمل انسان سے صادر ہوتا ہے تو جو کچھ اسمیں اثر مخفی یا کوئی خاصیت چھپی ہوئی ہوتی ہے خدا تعالیٰ ضرور اسکو ظاہر کر دیتا ہے مثلاً جسوقت ہم کسی کوٹھڑی کے چاروں طرفسے دروازے بند کر دینگے تو یہ ہمارا ایک فعل ہے جو ہمنے کیا اور خدا تعالےٰ کی طرفسے اُسپر اثر یہ مترتّب ہوگا کہ ہماری کوٹھڑی میں اندھیرا ہو جائیگا اور اندھیرا کرنا خدا کا فعل ہے جو قدیم سے اُسکے قانون قدرت میں مندرج ہے۔ ایسا ہی جب ہم ایک وزن کافی تک زہر کھا لینگے تو کچھ شک نہیں کہ یہ ہمارا فعل ہوگا پھر بعد اس کے ہمیں مار دینا یہ خدا کا فعل ہے جو قدیم سے اُس کے قانون قدرت میں مندرج ہے۔ غرض ہمارے فعل کیساتھ ایک فعل خدا کا ضرور ہوتا ہے جو ہمارے فعل کے بعد ظہور میں آتا اور اُس کا نتیجہ لازمی ہوتا ہے۔ سو یہ انتظام جیسا کہ ظاہر سے متعلق ہے ایسا ہی باطن سے بھی متعلق ہے۔ ہر ایک ہمارا نیک یا بد کام ضرور اپنے ساتھ ایک اثر رکھتا ہے جو ہمارے فعل کے بعد ظہور میں آتا ہے۔ اور قرآن شریف میں جو ختم اللہ علیٰ قلوبہم آیا ہے اس میں خدا کے مُہر لگانے کے یہی معنی ہیں کہ جب انسان بدی کرتا ہے تو بدی کا نتیجہ اثر کے طور پر اُس کے دل اور مونہہ پر خدا تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے اور یہی معنے اس آیت کے ہیں کہ فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبہم۔ یعنے جبکہ وہ حق سے پھر گئے تو خدا تعالیٰ نے اُن کے دل کو حق کی مناسبت سے دور ڈال دیا اور آخر کو معاندانہ جوش کے اثروں سے ایک عجیب کایا پلٹ اُن میں ظہور میں آئی اور ایسے بگڑے کہ گویا وہ وہ نہ رہے اور رفتہ رفتہ نفسانی نجاست کے زہر نے اُن کے انوار فطرت کو دبا لیا۔ سو ایسا ہی ہمارے اندرونی مخالفوں کا حال ہوا مسیح کا بروز کے طور پر نازل ہونا جسکو تمام محقق مانتے چلے آئے ہیں یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جو کسی اہل علم کی سمجھ میں نہ آوے۔ بڑے بڑے اکابر اسکو مان چکے ہیں۔ یہانتک کہ محی الدین ابن العربی صاحب بھی اپنی تفسیر میں صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ "نزول مسیح اسطرح پر ہوگا کہ اُس کی روح کسی اور بدن سے تعلق کریگی یعنی اُس کی خو اور طبیعت پر جو ایک روحانی امر ہے کوئی اور شخص پیدا ہوگا"۔

سو خدا تعالیٰ اُن لوگوں کو مدد دینے کیلئے طیار تھا اگر وہ مدد لینے کیلئے طیار ہوتے۔ مگر وہ تو بخل
اور تعصب سے بہت دور جا پڑے اور سچا ہا کہ خدا تعالیٰ اُن کے دلوں کو منور کرے۔ ہاں میں
یقین رکھتا ہوں کہ اُن کی اس ضد اور مخالفت میں بھی خدا تعالیٰ کی ایک حکمت ہے اور وہ یہ کہ
اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ جن روحانی امراض کو وہ اپنی مکاری سے پوشیدہ رکھتے تھے اور
اس طرح پر **خلقت کو بھی دھوکہ دیتے** اور خود اپنے نفس سے بھی فریب کرتے تھے
وہ تمام مرضیں اُن پر ظاہر کی جائیں اور ریاکاری
کے تمام پردے اٹھا دیئے جائیں۔ سو انھوں نے اپنی نفسانی
آندھیوں اور تعصب کے طوفان کی سرگردانیوں سے صدق و ثبات کی پہاڑ سے ٹکر کھا کر
اور تلوار کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر ظاہر کر دیا کہ وہ اپنی فطرت کے رو سے کیسے مہلک زخموں
کے لئے مستعد ہو رہے ہیں اور کس طرح کمینہ پن کے خیالات انکو ہلاکت کی طرف کھینچ
رہے ہیں اور اُنپر روز کھلتا جاتا ہے کہ کس قدر وجود اُن کا طرح طرح کے حسد اور بخل
کا مجموعہ اور خود بینی اور تکبر کا سرچشمہ ہے۔ اس طرح پر قوی امید ہے کہ وہ ایک دن اپنے ان تمام
حالات پر نظر ڈال کر متنبہ ہو جائیں گے اور آخر انکو ایک روحانی آنکھ عطا ہوگی جس سے
وہ خطرناک راہوں سے مجتنب ہو سکیں گے۔

ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی راہ یا یوں کہو کہ ہدایت کے
اسباب اور وسائل تین ہیں۔ یعنے ایک یہ کہ کوئی گم گشتہ محض خدا کی کتاب کے ذریعہ سے ہدایت یاب
ہو جائے۔ اور دوسرے یہ کہ اگر خدا تعالیٰ کی کتاب سے اچھی طرح سمجھ نسکے تو عقلی شہادتوں کی روشنی اسکو
راہ دکھلا دے۔ اور تیسرے یہ کہ اگر عقلی شہادتوں سے بھی مطمئن نہ ہو سکے تو آسمانی نشان اُسکو
اطمینان بخشیں۔ یہ تین طریق ہیں جو بندوں کے مطمئن کرنے کیلئے قدیم سے عادۃ اللہ میں داخل ہیں
یعنے ایک سلسلہ کتب ایمانیہ جو سماع اور نقل کے رنگ میں عام لوگوں تک پہونچتا ہے جنکی خبروں اور
ہدایتوں پر ایمان لانا ہر ایک مومن کا فرض ہے اور اُن کا مخزن اتم اور اکمل قرآن شریف ہے۔ دوسرا
سلسلہ معقولات کا جس کا منبع اور ماخذ دلائل عقلیہ ہیں۔ تیسرا سلسلہ آسمانی نشانوں کا جس کا سرچشمہ
نبیوں کے بعد ہمیشہ **امام الزمان اور مجدد الوقت** ہوتا ہے۔ اصل وارث اُن نشانوں

کے انبیا علیہم السلام ہیں۔ پھر جب اُن کے معجزات اور نشان مدت مدید کے بعد منقول کے رنگ میں ہو کر ضعیف التاثیر ہو جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ انکی قدم پر کسی اور کو پیدا کرتا ہے تا پیچھے آنیوالوں کیلئے نبوت کے عجائب کرشمے بطور منقول ہو کر مُردہ اور بے اثر نہ ہو جائیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی بذات خود نشانوں کو دیکھکر اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔ غرض خدا تعالیٰ کے وجود اور راہ راست پر یقین لانے کے لئے یہی تین طریقے ہیں جنکے ذریعہ سے انسان تمام شبہات سے نجات پاتا ہے۔ اگر خدا کی کتاب اور اُس کے مندرجہ معجزات اور نشان اور ہدایتیں جو اس زمانہ کے عام لوگوں کی نظر میں بطور منقول کے ہیں کسی پر مشتبہ رہیں تو ہزاروں عقلی دلائل انکی تائید میں کھڑے ہوتے ہیں اور اگر عقلی دلائل بھی کسی سادہ لوح پر مشتبہ رہیں تو پھر ڈھونڈنے والوں کیلئے آسمانی نشان بھی موجود ہیں۔ لیکن بڑے بد قسمت وہ لوگ ہیں کہ جو باوجود ان تینوں راہوں کے کھلے ہونے کے پھر بھی ہدایت پانے سے بے نصیب رہتے ہیں۔ اور درحقیقت ہمارے اندرونی اور بیرونی مخالف اسی قسم کے ہیں مثلاً اس زمانہ کے مولویوں کو بار بار قرآن اور احادیث سے دکھلایا گیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں مگر انھوں نے قبول نکیا۔ پھر عقلی طور پر انکو شرم دلائی گئی کہ یہ عقیدہ تمہارا عقل کے بھی سراسر مخالف ہے۔ تمہارے ہاتھ میں اس بات کی کوئی نظیر نہیں کہ اس سے پہلے کوئی آسمان سے بھی اترا ہے۔ پھر آسمانی نشان متواتر انکو دکھلائے گئے اور **خدا کی حجت اُنپر پوری ہوئی**۔ لیکن تعصب ایسی بلا ہے کہ یہ لوگ ابتک اس فاسد عقیدہ کو نہیں چھوڑتے۔

ایسا ہی پادری صاحبان بھی ان تینوں طریقوں کے ذریعہ سے ہمارے ملزم ہیں۔ مگر پھر بھی اپنے بے اصل عقائد کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نہایت نکمے اور بیجا خیالات پر گرے جاتے ہیں۔ اور وسائل ثلثہ مذکورہ کے رو سے وہ اس طرح ملزم ٹھہرتے ہیں کہ اگر مثلاً انکے اُس جسمانی اور محدود خدا کا جس کا نام وہ یسوع رکھتے ہیں پہلی تعلیموں سے پتہ تلاش کیا جائے یا یہودیوں کے اظہار لئے جائیں تو ایک ذرہ کسی بھی ایسی تعلیم نہیں ملیگی جس نے ایسے خدا کا نقشہ کھینچکر دکھلایا ہو۔ اگر یہودیوں کو یہ تعلیم دیجاتی تو ممکن نہ تھا کہ ان کے تمام فرقے اُس ضروری تعلیم کو جو اُن کی نجات کا مدار تھی فراموش کر دیتے اور کوئی ایک آدھ فرقہ بھی اُس تعلیم پر قائم نہ رہتا۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ایک ایسا عظیم الشان گروہ جس میں

ہر زمانہ میں ہزارہا عالم فاضل موجود رہے ہیں اور جن کے ساتھ صدہا نبی ہوتے چلے آئے ہیں
ایک ایسی تعلیم سے انکو بیخبری ہو جو چودہ سو برس سے برابر انکو ملتی رہی اور لاکھوں افراد اُن کے
ہر صدی میں اُس تعلیم میں نشو و نما پاتے رہے ۔ اور ہر صدی کے پیغمبر کی معرفت وہ تعلیم نازل
ہوتی رہی اور ہر ایک فرقہ اُنکا اُس تعلیم کا پابند رہا اور اُن کے رگ و ریشہ میں وہ تعلیم گھس گئی۔ اور
ایسا ہی صدی بعد صدی اُنکے نبی نہایت اہتمام سے اُس تعلیم کی تاکید کرتے چلے آئے۔ یہانتک
کہ اُس صدی تک نوبت پہنچ گئی جس میں **ایک شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا** اور
وہ لوگ سب کے سب اُس دعوے سے سخت انکاری ہوئے اور بالاتفاق کہا کہ یہ دعوے اُس
مُسلسل تعلیم کے برخلاف ہے کہ جو توریت اور دوسری کتابوں سے خدا کے نبیوں
کی معرفت چودہ سو برس سے آجتک ہمیں ملتی رہی ہے ۔

سو عیسائی عقیدہ کے بُطلان کیلئے اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ وہ جس تعلیم کو سچی اور
منجانب اللہ سمجھتے ہیں وہی تعلیم اُن کے **جدید** عقیدہ کی مکذب ہے ۔ اور اُن کے اُس
عقیدہ سے ایسی کھُلی مخالف ہے کہ کبھی کسی یہودی کو یہ شک بھی نہیں گذرا کہ اُس تعلیم میں
تثلیث بھی داخل ہے۔ ہاں عیسائی لوگ پیشگوئیوں کی طرف ہاتھ پیر مارتے ہیں۔ مگر یہ خیال نہایت ہنسی
کی بات اور قابل شرم ہے کیونکہ جن نبیوں کی یہ موحدانہ تعلیم تھی جو مسلسل طور پر یہودیوں کے ہاتھوں
میں چلی آئی ۔ کیونکر ممکن تھا کہ ایسے انبیاء علیہم السلام اپنی تعلیم کیمخالف پیشگوئیاں بیان کرتے اور اپنی تعلیم
اور پیشگوئیوں میں ایسا تناقض ڈالدیتے کہ تعلیم کا تو کچھ اور منشا اور پیشگوئیوں کا کچھ اور ہی منشا ہو جاتا ۔

اور اسجگہ عقلمند کیلئے یہ ایک نکتہ نہایت ہدایت بخش ہے کہ پیشگوئیوں میں استعارات اور مجازات بھی ہوتے ہیں
مگر تعلیم کیلئے تصریح اور تفصیل ضروری ہوتی ہے اس لئے جہاں کہیں تعلیم اور پیشگوئی کا تناقض معلوم ہو تو یہ لازم
ہوتا ہے کہ تعلیم کو مقدم رکھا جائے ۔ اور پیشگوئی کو اگر اُس کے مخالف ہو ظاہر الفاظ سے پھیر کر تعلیم کیمطابق
اور موافق کردیا جائے تا رفع تناقض ہو ۔ بہرحال تعلیمی مضمون کا لحاظ مقدم چاہیے ۔ کیونکہ تعلیم علاوہ تصریح
اور تفصیل کے اکثر معرض افادہ استفادہ میں آتی رہتی ہے ۔ لہذا اسکے مقاصد اور مدعا کسی طرح مخفی
نہیں رہ سکتے ۔ برخلاف پیشگوئیوں کے کہ وہ اکثر گوشہ گمنامی میں پڑی رہتی ہیں ۔ پس اس محکم اصول کے رو سے
یہودی لوگ عیسائیوں کے مقابل پر اس بحث میں بالکل سچے ہیں کیونکہ یہودیوں نے تعلیم کو پیشگوئیوں پر مقدم رکھا

اور پیشگوئیوں کے وہ معنے کئے جو تعلیم کے مخالف نہ ہوں۔ مگر عیسائیوں نے پیشگوئیوں کے وہ معنے کئے ہیں جو تعلیم کے سراسر مخالف ہیں۔ ماسوا اسکے یہودیوں کے معنے اسطرح سے بھی مستند ہیں کہ وہ انبیاء علیہم السلام سے سنتے چلے آئے ہیں اور حضرت یحیٰی نبی کا ایک فرقہ جو بلاد شام میں اب تک پایا جاتا ہے وہ بھی عیسائیوں کے اس عقیدہ کے مخالف ہے اور یہودیوں کا مؤید ہے اور یہ اور دلیل اس بات پر ہے کہ عیسائی غلطی پر ہیں۔ غرض منقول کے رو سے عیسائیوں کا عقیدہ نہایت بیہودہ ہے بلکہ قابل شرم ہے۔ رہا دوسرا ذریعہ شناخت حق کا جو عقل ہے سو عقل تو عیسائی عقیدہ کو دور سے دھکے دیتی ہے۔ عیسائی اس بات کو مانتے ہیں کہ جس جگہ تثلیث کی منادی نہیں پہنچی ایسے لوگوں سے صرف قرآن اور توریت کی توحید کے رو سے مؤاخذہ ہوگا تثلیث کا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ پس وہ اس بیان سے صاف گواہی دیتے ہیں کہ تثلیث کا عقیدہ عقل کے موافق نہیں کیونکہ اگر عقل کے موافق ہوتا تو جیسا کہ بے خبر لوگوں سے توحید کا مؤاخذہ ضروری ہے ایسا ہی تثلیث کا مؤاخذہ بھی ضروری ٹھہرتا۔ اب ان دونوں کے بعد تیسرا ذریعہ شناخت حق کا آسمانی نشان ہیں یعنے یہ کہ سچے مذہب کیلئے ضروری ہے کہ اس کا صرف قصوں اور کہانیوں پر سہارا نہ ہو بلکہ ہر ایک زمانہ میں اسکی شناخت کیلئے آسمانی دروازے کھلے ہیں اور آسمانی نشان ظاہر ہوتے رہیں تا معلوم ہو کہ اس زندہ خدا سے اُس کا تعلق ہے کہ جو ہمیشہ سچائی کی حمایت کرتا ہے۔ سو افسوس کہ عیسائی مذہب میں یہ علامت بھی پائی نہیں جاتی بلکہ بیان کیا جاتا ہے کہ سلسلہ نشانوں اور معجزات کا آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے۔ اور بجائے اسکے کہ کوئی موجودہ آسمانی نشان دکھلایا جائے اُن باتوں کو پیش کرتی ہیں کہ جو اس زمانہ کی نظر میں صرف قصے اور کہانیاں ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر یسوع مسیح کسی زمانہ میں اپنی خدائی ثابت کرنے کے لئے چند ماہی گیروں کو نشان دکھلاتے تھے تو اب اس زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کو اُن اَن پڑھوں کی نسبت نشان دیکھنے کی بہت ضرورت ہے کیونکہ ان بیچاروں کو کسی طرح عاجز انسان کی خدائی سمجھ نہیں آتی اور کوئی منطق یا فلسفہ ایسا نہیں جو ایسے شخص کو خدائی کے دعوے کی ڈگری دے جس کی ساری رات کی دعا بھی منظور نہ ہو سکی اور جس نے اپنے زندگی کے سلسلہ میں ثابت کر دیا کہ اسکی روح کمزور بھی ہے اور نادان بھی۔ پس اگر یسوع اب بھی زندہ خدا ہے اور اپنے پرستاروں کی آواز سنتا ہے تو چاہیئے کہ اپنی جماعت کو جو ایک نامعقول عقیدہ پر بے وجہ زور دے رہی ہے اپنے آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے مدد دے۔ انسان تسلی پانے کیلئے ہمیشہ آسمانی نشانوں کے مشاہدہ کا محتاج ہے اور ہمیشہ روح اسکی اس بات کی بھوکی اور پیاسی ہے کہ اپنے خدا کو آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے دیکھے اور اس طرح دہریوں اور طبعیوں اور ملحدوں کی کشاکش سے نجات پاوے۔ سو سچا مذہب خدا کے ڈھونڈنے والوں پر آسمانی نشانوں کا دروازہ ہرگز بند نہیں کرتا۔

اب جب میں دیکھتا ہوں کہ عیسائی مذہب میں خداشناسی کے تینوں ذریعے مفقود ہیں

تو مجھے تعجب آتا ہے کہ کس بات کے سہارے سے یہ لوگ یسوع پرستی پر زور مار رہے ہیں۔ کیسی بدنصیبی ہے کہ آسمانی دروازے انپر بند ہیں معقولی دلائل انکو اپنے دروازے سے دھکے دیتے ہیں۔ اور منقولی دستاویزیں جو گذشتہ نبیوں کی مسلسل تعلیموں سے پیش کرنی چاہیئے تھیں وہ ان کے پاس موجود نہیں۔ مگر پھر بھی ان لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف نہیں۔ انسان کی عقلمندی یہ ہے کہ ایسا مذہب اختیار کرے کہ جس کے اصول خداشناسی پر سب کا اتفاق ہو اور عقل بھی شہادت دے اور آسمانی دروازے بھی اُس مذہب پر بند نہ ہوں۔ سو غور کر کے معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں صفتوں سے عیسائی مذہب بے نصیب ہے اُس کا خُداشناسی کا طریق ایسا نرالا ہے کہ نہ اسپر یہودیوں نے قدم مارا اور نہ دنیا کی اور کسی آسمانی کتاب نے وہ ہدایت کی۔ اور عقل کی شہادت کا یہ حال ہے کہ خود یورپ میں جسقدر لوگ علوم عقلیہ میں ماہر ہوتے جاتے ہیں وہ عیسائیوں کے اس عقیدہ پر ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عقلی عقیدے سب کلیت کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ قواعد کلیہ سے اُن کا استخراج ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک فلاسفر اگر اس بات کو مان جائے کہ یسوع خدا ہے تو چونکہ دلائل کا حکم کلیت کا فائدہ بخشتا ہے اُسکو ماننا پڑتا ہے کہ پہلے بھی ایسے کروڑہا خدا گذرے ہیں اور آگے بھی ہو سکتے ہیں اور یہ باطل ہے۔

اور آسمانی نشانوں کی شہادت کا یہ حال ہے کہ اگر تمام پادری مسیح مسیح کرتے مر بھی جائیں تاہم اُن کو آسمان سے کوئی نشان مل نہیں سکتا۔ کیونکہ مسیح خدا ہو تو اُن کو نشان دے۔ وہ تو بیچارہ اور عاجز اور اُن کی فریاد سے بیخبر ہے۔ اور اگر خبر بھی ہو تو کیا کر سکتا ہے۔

دُنیا میں ایسا مذہب اور ان صفات کا جامع صرف **اسلام** ہے۔ ہر ایک مذہب کی خداشناسی کے اگر زوائد نکال دیئے جائیں اور مخلوق پرستی کا حصہ الگ کر دیا جائے تو جو باقی رہے گا وہی توحید اسلامی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی توحید سب کی مانی منائی ہے۔ پس ایسے لوگ کسقدر اپنے تئیں خطرہ میں ڈالتے ہیں کہ ایک امر کو جو مسلم الکل ہے قبول نہیں کرتے اور ایسے عقیدوں کی پیروی کرتے ہیں کہ جو محض اُنکے اپنے دعوے ہیں اور عام قبولیت سے خالی ہیں۔ اگر قیامت کے دن حضرت مسیح نے کہدیا کہ میں تو

خدا نہیں تھا تمنے کیوں خواہ نخواہ میرے ذمہ خدائی لگا دی تو پھر کہاں جائیں گے اور کس کے پاس جاکر روئیں گے !!! ۹ خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کو ملزم کرنے کے لئے چار گواہ اُنکے ابطال پر کھڑے کئے ہیں - **اوّل** یہودی کہ جو تخمیناً ساڑھے تین ہزار برس سے گواہی دے رہی ہیں کہ ہمیں ہرگز ہرگز تثلیث کی تعلیم نہیں ملی اور نہ کوئی ایسی پیشگوئی کسی نبی نے کی کہ کوئی خدا یا حقیقی طور پر ابن اللہ زمین پر ظاہر ہونے والا ہے - **دوم** حضرت یحییٰ کی امت یعنی یوحنا کی امت جو ابتک بلاد شام میں موجود ہے جو حضرت مسیح کو اپنی قدیم تعلیم کے رو سے صرف انسان اور نبی اور حضرت یحییٰ کا شاگرد جانتے ہیں **تیسرے** فرقہ موحّدہ عیسائیوں کا جن کا بار بار قرآن شریف میں بھی ذکر ہے - جن کی بحث روم کے تیسری صدی سے قیصر نے تثلیث والوں سے کرائی تھی اور فرقہ موحّدہ غالب رہا تھا اور اسی وجہ سے قیصر نے فرقہ موحّدہ کا مذہب اختیار کر لیا تھا - **چوتھے** ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف جنھوں نے گواہی دی کہ مسیح ابن مریم ہرگز خدا نہیں ہے اور نہ خدا کا بیٹا ہے بلکہ خدا کا نبی ہے -

اور علاوہ اسکے ہزاروں راستباز خدا تعالےٰ کا الہام پاکر ابتک گواہی دیتے چلے آئے ہیں کہ مسیح ابن مریم ایک عاجز بندہ ہے اور خدا کا نبی - **چنانچہ** اس زمانہ کی عیسائیوں پر گواہی دینے کے لئے خدا تعالےٰ نے **مجھے کھڑا کیا ہے** اور مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں لوگوں پر ظاہر کردوں کہ ابن مریم کو خدا ٹھہرانا ایک باطل اور کفر کی راہ ہے - اور مجھے اُسنے اپنے مکالمات اور مخاطبات سے مشرّف فرمایا ہے اور مجھے اُسنے بہت سے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے اور میری تائید میں اُسنے بہت سے خوارق ظاہر فرمائے ہیں - اور درحقیقت اُسکے فضل و کرم سے ہماری مجلس **خدا نما** مجلس ہے - جو شخص اس مجلس میں صحت نیت اور پاک ارادہ اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے تو میں یقین کرتا ہوں کہ اگر وہ دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے گا - اور ایک عیسائی جسکو خدا تعالیٰ کا خوف ہو اور جو سچے خدا کی تلاش کی بھوکھ اور پیاس رکھتا ہو اُسکو لازم ہے کہ بیہودہ قصّے اور کہانیاں ہاتھ سے پھینک دے اور چشم دید ثبوتوں کا طالب بنکر ایک مدت تک میری صحبت

میں رہے پھر دیکھے کہ وہ خدا جو زمین اور آسمان کا مالک ہے کس طرح اپنے آسمانی نشان اُس پر ظاہر کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں جو درحقیقت خدا کو ڈھونڈنے والے اور اُس تک پہنچنے کیلئے دن رات سرگردان ہیں۔ **اے عیسائیو!** یاد رکھو کہ مسیح ابن مریم ہرگز ہرگز خدا نہیں ہے۔ تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔ خدا کی عظمت مخلوق کو مت دو۔ ان باتوں کے سننے سے ہمارا دل کانپتا ہے کہ تم ایک **مخلوق ضعیف درماندہ** کو خدا کر کر پکارتے ہو۔ **سچے خدا** کی طرف آجاؤ تا تمہارا بھلا ہو اور تمہاری عاقبت بخیر ہو۔

ناظرین اس مقام سے یہ دینی فائدہ بھی حاصل کر سکتے ہیں کہ پادریوں کا یہ دعویٰ ہے کہ پاک باطنی اور پاک روشی صرف ہمارے ہی حصہ میں آگئی ہے اور دوسری قومیں سراسر گناہوں میں مبتلا ہیں۔ مگر یہ دعویٰ اُن کا ہمیشہ جھوٹا اور خلاف واقعہ ثابت ہوتا رہا ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ انہیں بھی ایسے ہیں کہ وہ قابل شرم زندگی بسر کرتے ہیں انجیل کی تعلیم کو اُنھوں نے ایسا بگاڑا ہے کہ گویا اُسکے دانت کھانے کے اور اور دکھانے کے اور ہیں۔ ہم کسی پادری کو نہیں دیکھتے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دے۔ بلکہ کئی اُن میں سے جھوٹے مقدمے برپا کرتے اور نہایت بے صبری اور کینہ کشی کی وجہ سے ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو عدالتوں تک پہنچاتے ہیں۔ پھر زور پر زور دیا جاتا ہے کہ حکام اُنکے دشمنوں کو سزا دیں۔ اسی مقدمہ کو دیکھنا چاہیے کہ کس طرح سراسر جھوٹ باندھا گیا۔ اور کس طرح حضرات داعیان انجیل نے قتل کے مقدمہ میں مجھے ماخوذ کرانے کے لئے **قسمیں کھائی ہیں**۔ ڈاکٹر کلارک اور وارث دین اور عبدالرحیم اور پریم داس اور یوسف خان یہ سب حضرات عیسائیان وہ لوگ ہیں جنھوں نے اس قابل شرم مقدمہ کی تائید میں **انجیل اُٹھائی**۔ یہ وہی بزرگ ہیں جو آتھم کے مقدمہ میں بار بار کہتے تھے کہ ہمارے مذہب میں **قسم کھانا** ہرگز درست نہیں پھر آتھم کیوں قسم کھاتا۔ بلکہ ڈاکٹر کلارک نے ایک اشتہار میں بہت سی توہین کیساتھ یہ لکھا تھا کہ "ہمارے مذہب میں **قسم** کھانا ایسا ہے جیسا کہ مسلمانوں میں **خنزیر** کھانا"۔ سو ان لوگوں نے ثابت کر دیا کہ کہاں تک ان کے قول اور فعل میں مطابقت ہے۔ ہم عبداللہ آتھم سے کیا چاہتے تھے یہی تو چاہتے تھے کہ وہ منصفوں کے جلسہ عدالت میں حاضر ہو کر قسم کھاوے

کہ وہ ہماری شرط کیموافق اسلامی عظمت سے ڈرا نہیں۔ سو چونکہ وہ سچ پر نہیں تھا اس لئے
قسم کھانے کی جرأت نہ کر سکا۔ اگر یہ عذر تھا کہ ہم عدالت میں قسم کھاتے ہیں نہ کسی اور جگہ
تو اوّل تو یہ عذر اُن کی کتابوں میں مندرج نہیں۔ انجیل میں کہیں نہیں لکھا کہ قسم صرف اُسحالت
میں درست ہے کہ جب تم عدالت میں جبراً بلائے جاؤ بلکہ عموماً قسم کی اجازت دی اور خود حضرت
مسیح نے بغیر حاضری عدالت کے قسم کھائی۔ اور اُن کا پولوس ہمیشہ قسم کھایا کرتا تھا۔ اور اگر
ہم اپنی طرف سے عدالت کی حاضری کی شرط بھی زیادہ کرلیں تو یہ شرط بھی انکو مفید نہیں کیونکہ
عدالت سے مُراد یہ نہیں ہے کہ ضرور کسی ملازمت پیشہ حاکم کی کچہری ہو بلکہ ایسے منصف
اور ثالث جو بغیر کسی رو رعایت کے حق کی شہادت دے سکتے ہوں اور جھوٹے کو ملزم
کر سکتے ہوں اُن کا جلسہ بھی بلاشبہ عدالت کا جلسہ ہے جس کی طرف بلایا گیا تھا۔ اور لطف
یہ کہ عیسائیوں کی کتابوں میں قسم کھانے کے لئے مجبوراً کچہریوں میں بلایا جانا کوئی شرط
نہیں بلکہ جہاں کہیں کسی تصفیہ کے لئے قسم مفید ہو سکتی ہو اسی جگہ اُن کے مذہب کے
رو سے قسم کھانا واجب ہو جاتا ہے۔

ماسوا اس کے ڈاکٹر کلارک نے جو ہمارے مقدمہ میں قسم کھائی اُسکو قسم کھانے
کے لئے کس عدالت نے جبراً بلایا تھا؟ آپ اُسنے مقدمہ عدالت کے
سامنے پیش کیا تب قسم بھی دیگئی۔ افسوس! کہ اسی قسم پر پادریوں نے کس قدر لمبا جھگڑا
کیا تھا۔ اور کسقدر آتھم نے قسم کھانے سے کنارہ کشی کی تھی۔ حالانکہ الہامی شرط سے اپنے تئیں
علیحدہ ثابت کرنے کے لئے اسکو قسم کھانا نہایت ضروری تھا۔ ہمنے تو قسم پر چار ہزار روپیہ
بھی دینا کیا تھا اور ہماری طرف سے کوئی نئی حجت نہیں تھی۔ پہلے دن سے الہام میں یہ شرط تھی
کہ اگر اُس کا دل اسلامی حقانیت کیطرف رجوع کریگا اور اُسکی عظمت کو قبول کرے گا تو موت
سے بچ جائے گا۔ اور اُس کا میعاد کے اندر موت سے بچنا انصافاً اس تنقیح کو چاہتا تھا
کہ کیا اُس نے شرط پر عمل تو نہیں کیا؟ اور اُسنے اپنے اقوال سے اور افعال سے جسقدر خوف
ظاہر کیا تھا کم سے کم اس سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا تھا کہ وہ اسلامی عظمت سے ضرور ڈرا ہے
اسیوجہ سے ہمنے بار بار اشتہار دیا تھا کہ اگر وہ نہیں ڈرا تو اپنے تئیں اس الہامی شرط سے

باہر ثابت کرنے کے لئے قسم کھا جاوے۔ اور ہمنے نہ صرف قرائن موجودہ سے دیکھا بلکہ خدا نے ہمیں اطلاع دی تھی کہ وہ ضرور ڈرا ہے۔ اور آتھم نے اپنی مضطربانہ حالات سے ہمارے الہام کی تصدیق کر دی تھی۔ پس اگر عیسائی لوگ یقینی طور پر اُس کا خوف اور رجوع نہ مانتے تو کم سے کم یہ تو اُن کو سوچنا چاہیئے تھا کہ آتھم کا قسم سے کنارہ کرنا اور خوف کا اقرار کرنا اور وجہ خوف اپنے خود تراشیدہ جھوٹے بہتانوں کو قرار دینا۔ کبھی کہنا کہ میرے پر سانپ چھوڑا گیا تھا۔ اور کبھی کہنا کہ تلواروں والوں نے حملہ کیا تھا۔ اور کبھی نیزوں اور بندوقوں والوں کا نام لینا اور ثبوت کچھ بھی نہ دینا یہ تمام باتیں ایسی تھیں کہ آتھم کو عدالت کے رو سے ملزم کرتی تھیں اور ان بیہودہ افتراؤں کا بار ثبوت اُس کی گردن پر تھا اور اُس کی بریت کم سے کم قسم کھانے میں تھی جس سے وہ ایسا بھاگا جیسا ایک شخص شیر سے بھاگتا ہے۔

اور پھر اس پیشگوئی کے دوسرے حصّہ نے اور بھی ہمارے الہام کی سچائی پر روشنی ڈالی کیونکہ دوسری پیشگوئی میں یہ تھا کہ اگر آتھم نے الہامی شرط سے فائدہ اٹھا کر پھر اس سچی گواہی کو چھپایا تو وہ جلد فوت ہو جائے گا۔ اور اُس کی زندگی کے دن بہت تھوڑے ہو نگے۔ اور یہ پیشگوئی بھی اشتہاروں کے ذریعہ سے لاکھوں انسانوں میں مشتہر کی گئی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آتھم ہمارے آخری اشتہار سے چھ ماہ کے اندر فوت ہو گیا۔ اور ان تمام باتوں نے پادری صاحبوں کو بہت شرمندہ کیا۔ کیونکہ آتھم نے نہ تو قسم کھائی اور نہ اپنے جھوٹے بہتانوں کو بذریعہ نالش ثابت کیا۔ اور نہ اُن بہتانوں کا کچھ ثبوت دیا جو الہامی شرط پر پردہ ڈالنے کے لئے اُس نے تراشے تھے۔ اسلئے یہ تمام حرکات اُس کی پادریوں کی سخت ندامت کی موجب ہوئیں۔

علاوہ اسکے عیسائیوں کو یہ اور شرمندگی دامنگیر ہوئی کہ آتھم ہماری دوسری پیشگوئی کے مطابق اخفائے شہادت کے بعد بہت جلد فوت ہو گیا۔ پھر اس شرمندگی پر ایک اور شرمندگی یہ پیش آئی کہ لیکھرام ہماری پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر مارا گیا۔ اور جیسا کہ پیشگوئی میں تصریح تھی کہ وہ عید کے دوسرے دن مارا جائے گا ایسا ہی وقوع میں آیا۔ یہ تمام باتیں ایسی تھیں کہ حضرات پادری صاحبان کو ان سے بڑی کوفت

پہونچی تھی۔ یہ لوگ ہمیشہ بازاروں میں وعظ کے طور پر کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی ظہور میں نہیں آئی اور نہ کوئی معجزہ ہوا۔ مگر برخلاف اسکے خدا نے انکو متواتر معجزات بھی دکھلائے اور پیشگوئیاں بھی مشاہدہ کرائیں۔ انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جلسۂ مذاہب لاہور میں قبل از وقت ہمنے اشتہار دیا تھا کہ خدا مجھے فرماتا ہے کہ "تیرا مضمون بالا رہے گا"۔ سو وہ پیشگوئی لاکھوں آدمیوں کے اقرار سے پوری ہوئی۔ یہانتک کہ عیسائی پرچہ سول ملٹری گزٹ نے بھی اس کی شہادت دی۔ اور اعجازی طور پر مضمون ہمارا غالب رہا۔ پس یہ شرمندگی حضرات عیسائیوں کے لئے کچھ تھوڑی نہیں تھی کہ ہماری پیشگوئیوں کی سچائی سے متواتر انکو زخم پہونچے۔

اور اس سے زیادہ اُن کی ندامت کا یہ بھی موجب ہوا کہ اس عرصہ میں کئی عمدہ کتابیں ردّ نصاریٰ میں مینے تالیف کیں جنسے اُنکے عقائد کے بطلان کی بخوبی حقیقت کھل گئی۔ یہ تمام باتیں ایسی تھیں جنسے مجھے خود اندیشہ تھا کہ آخر کوئی جھوٹا مقدمہ میرے پر بنایا جائے گا۔ کیونکہ دشمن جب لاجواب ہوجاتا ہے تو پھر جان اور آبرو پر حملہ کرتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آخر یہ خون کا مقدمہ میرے پر بنایا گیا اور ضرور تھا کہ اس میں محمد حسین بٹالوی اور آریہ بھی شامل ہوتے۔ کیونکہ ان سب کو ذلت پر ذلت پہونچی اور خُدا نے ان سب کا مونھ بند کردیا۔ مگر پادری صاحبوں کو سب سے زیادہ بڑھکر جوش تھا کیونکہ میری کارروائی میں اُن کے کروڑہا روپیہ کا نقصان ہے۔ اور علاوہ آسمانی نشانوں کے میرے اعتراضات نے بھی انکے مذہب کے تار و پود کو توڑ دیا ہے۔ چنانچہ وہ اعتراض جوانکے اس عقیدہ پر کیا گیا تھا کہ تمام گناہگاروں کی لعنت یسوع پر آپڑی جس کا ماحصل یہ تھا کہ مسیح کا دل خدا تعالیٰ کی معرفت اور محبت سے بالکل خالی ہوگیا تھا اور درحقیقت وہ خدا کا دشمن ہوگیا تھا۔ یہ ایسا اعتراض تھا کہ عقیدہ کفارہ کو باطل کرتا تھا۔ کیونکہ جبکہ لعنت اپنے مفہوم کے رُو سے مسیح جیسے راستباز انسان پر ہرگز جائز نہیں تو پھر کفارہ کی چھت جس کا شہتیر لعنت ہی کیونکر ٹھہر سکتی ہے۔

ایسا ہی وہ اعتراض کہ خدا کا کوئی فعل اُس کی قدیم عادت سے مخالف نہیں اور عادت کثرت اور کلیت کو چاہتی ہے۔ پس اگر درحقیقت بیٹے کو بھیجنا خُدا کی عادت میں

داخل ہے تو خدا کے بہت سے بیٹے چاہییں تا عادت کا مفہوم جو کثرت کو چاہتا ہے ثابت ہو اور تا بعض بیٹے جنات کے لئے مصلوب ہوں اور بعض انسانوں کے لئے اور بعض اُن مخلوقات کے لئے جو دوسرے اجرام میں آباد ہیں۔ یہ اعتراض بھی ایسا تھا کہ ایک لحظہ کے لئے بھی اسمیں غور کرنا فی الفور عیسائیت کی تاریکی سے انسان کو چھوڑا دیتا ہے۔

ایساہی یہ اعتراض کہ عیسائیوں کی تعلیم یہودیوں کی مسلسل تین ہزار برس کی تعلیم کے مخالف ہی جو اُنکی کتابوں میں پائی جاتی ہے جس سے بچہ بچہ یہود کا واقف ہی۔

ایساہی یہ اعتراض کہ کفارہ اس وجہ سے بھی باطل ہے کہ اُس سے یا تو یہ مقصود ہوگا کہ گناہ بالکل سرزد نہ ہوں اور یا یہ مقصود ہوگا کہ ہر ایک قسم کے گناہ خواہ حق اللہ کی قسم میں سے اور خواہ حق العباد کی قسم میں سے ہوں کفارہ کے ماننے سے ہمیشہ معاف ہوتے رہتے ہیں۔ سو پہلی شق تو صریح البطلان ہے کیونکہ یورپ کے مردوں اور عورتوں پر نظر ڈالکر دیکھا جاتا ہے کہ وہ کفارہ کے بعد ہرگز گناہ سے بچ نہیں سکے اور ہر ایک قسم کے گناہ یورپ کے خواص اور عوام میں موجود ہیں۔ بھلا یہ بھی جانے دو نبیوں کے وجود کو دیکھو جن کا ایمان اور وں سے زیادہ مضبوط تھا وہ بھی گناہ سے بچ نہ سکے۔ حواری بھی اس بلا میں گرفتار ہو گئے۔ پس اسمیں کچھ شک نہیں کہ کفارہ ایسا بند نہیں ٹھہر سکتا کہ جو گناہ کے سیلاب سے روک سکے۔ رہی یہ دوسری بات کہ کفارہ پر ایمان لانے والے گناہ کی سزا سے مستثنٰی رکھے جائیں گے خواہ وہ چوری کریں یا ڈاکہ ماریں خون کریں یا بدکاری کی مکروہ حالتوں میں مبتلا رہیں تو خدا اُن سے کچھ مواخذہ نہیں کریگا یہ خیال بھی سراسر غلط ہی جس سے شریعت کی پاکیزگی سب اُٹھ جاتی ہے اور خدا کے ابدی احکام منسوخ ہو جاتے ہیں۔

یہ تمام اعتراضات ایسے تھے کہ عیسائی صاحبوں سے ان کا جواب کچھ بھی بن نہیں سکتا تھا۔ علاوہ اسکے پادری صاحبوں کے لئے ایک اور مشکل یہ پیش آئی تھی کہ ہمنے ثابت کر دیا تھا کہ علاوہ ان تمام مشرکانہ عقائد کے جو انکے مذہب میں پائی جاتی ہیں اور علاوہ ایسی ایسی کچی اور خام باتوں کے کہ مثلاً انسان کو خدا بنانا اور اُسپر کوئی دلیل لانا جو اُن کا طریقہ ہی ایک اور بھاری مصیبت اُنکو یہ پیش آئی ہے کہ وہ اپنے مذہب کے روحانی برکات ثابت نہیں کرسکے

یہہ تو ظاہر ہے کہ جس مذہب کے قبولیت کے آثار آسمانی نشانوں سے ظاہر نہیں ہیں وہ ایسا آلہ نہیں ٹھہر سکتا جسکو خدا نما کہہ سکیں۔ بلکہ اُس کا تمام مدار قصّوں اور کہانیوں پر ہوتا ہے۔ اور جس خدا کی طرف وُہ راہ دکھلانا چاہتا ہے اُسکی نسبت بیان نہیں کرسکتا کہ وہ موجود بھی ہے اور ایسا مذہب اس قدر نکما ہوتا ہے کہ اُس کا ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے۔ اور ایک پتھر پر غور کرنے سے خدا کا پتہ لگ سکتا ہے اور ایک پسّو کو دیکھکر صانع حقیقی کی طرف ہمارا ذہن منتقل ہو سکتا ہے مگر ایسے مذہب سے ہمیں کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ جو اپنے پیٹ میں صرف قصّوں اور کہانیوں کا ایک مُردہ بچہ رکھتا ہے ہمیں جبرًا کہا جاتا ہے کہ تم ان باتوں کو مان لو کہ کسی زمانہ میں یسوع نے کئی ہزار مُردے زندہ کردیئے تھے اور اُسکی موت کے وقت بیت المقدس کے تمام مُردے شہر میں داخل ہو گئے تھے۔ لیکن درحقیقت یہ ایسی ہی باتیں ہیں جیسا کہ ہندوؤں کی پُستکوں میں ہے کہ کسی زمانہ میں مہادیو کی لٹوں سے گنگا بہ نکلی تھی اور راجہ رام چندر نے پہاڑوں کو انگلی پر اُٹھا لیا تھا اور راجہ کرشن نے ایک تیر سے اتنے لاکھ آدمی مارے تھے۔

اب کہو کہ ان تمام بیہودہ اور بے اصل باتوں کو ہم کیونکر مان لیں پھر جبکہ یہ باتیں خود ثبوت کی محتاج ہیں تو پھر ان کے ذریعہ سے کونسا قضیہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کیا اندھا اندھے کو راہ دکھلا سکتا ہے؟ افسوس کہ ایک پتّے پر غور کرنے سے بہت کچھ صانع حقیقی کا پتہ لگ سکتا ہے۔ مگر ان کتابوں کا ہزار ورق بھی پڑھکر موجد حقیقی کا کچھ نشان نہیں ملتا۔ پھر جبکہ انسان کے لئے پہلی اور بڑی مصیبت یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کی شناخت کرنے کی راہ میں بڑے بڑے مشکلات اور شبہات میں مُبتلا ہے یہانتک کہ بسا اوقات پورا دہریہ اور اکثر دہریت کی رگ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اسیوجہ سے گناہ کرنے پر دلیر ہو جاتا ہے اور جسقدر سم الفار کی مہلک تاثیر کی ہیبت اسکو اس حرکت سے ڈراتی ہے کہ وہ اُسکے کھانے کا ارتکاب کرے اسقدر خدا تعالیٰ کی ہیبت نافرمانی سے اسکو نہیں روکتی اسکی کیا وجہ ہے یہی تو ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اُسکی عظمت اور جلال اور اقتدار سے بیخبر ہے تبھی تو اسکی نافرمانی کو ایک معمولی بات سمجھتا ہے اور نہیں ڈرتا۔ اور ادنیٰ ادنیٰ احکام کی نافرمانی سے اُسکی روح تحلیل ہوتی ہے۔ پس ظاہر ہے

کہ ہماری تمام سعادت خُداشناسی میں ہے اور نفسانی جذبات کو اُنکے طوفان سے روکنے والی وہ معرفت کاملہ ہے جس سے ہمیں پتہ لگ جائے کہ درحقیقت خُدا ہے اور درحقیقت وہ بڑا قادر اور بڑا رحیم اور ذوالعذاب الشدید بھی ہے۔ یہی وہ نسخہ مجربہ ہے جس سے سچی تبدیلی ہوتی ہے اور انسان کی متمردانہ زندگی پر موت آجاتی ہے۔

اور اس طریق کے سوا باقی وہ تمام باتیں جو دُنیا کے لوگوں نے گناہ سے بچنے کے لئے بنائی ہیں جیسے کفارہ مسیح وغیرہ۔ یہ طفلانہ خیالات ہیں جو نہایت محدود اور غلطیوں سے پُر ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کسی ایک کے سر پر چوٹ لگنے سے ہمارے سر کا درد نہیں جا سکتا۔ اور کسی کے بھوکے رہنے سے ہم سیر نہیں ہو سکتے ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ جس طرح ڈاکٹر مرض کی تشخیص کرتا ہے یا جس طرح اہل مساحت زمین کو ناپتا ہے اسیطرح ہمارا دل نہایت محکم یقین کیساتھ معلوم کرچکا ہے کہ کسی انسان کے نفسانی جذبات کا سیلاب بجز اس امر کے تھم ہی نہیں سکتا کہ ایک چمکتا ہوا **الیقین** اُسکو حاصل ہو کہ **خدا** ہے اور اُسکی تلوار ہر ایک نافرمان پر بجلی کی طرح گرتی ہے اور اُسکی رحمت اُن لوگوں کو ہر ایک بلا سے بچاتی ہے جو اُسکی طرف جھکتے ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ انجیل یا وید اُس خُدا کا ہمیں کیا پتہ بتلاتی ہیں اور اُس کا چہرہ دکھانے کے لئے کونسا آئینہ اُنکے ہاتھ میں ہے جو ہمارے آگے رکھتے ہیں۔ اگر وہ ہمیں صرف قصے اور کہانیاں سُناتے ہیں تو صرف قصوں سے وہ کونسی تسلی ہمیں دے سکتے ہیں۔ اور اگر وہ ہمیں صرف یہ صلاح دیتے ہیں کہ ہم زمین اور آسمان کے اجرام میں غور کریں اور نظام شمسی کو تدبر سے سوچیں تو ہمیں اُن سے اس مشورہ کے لینے کی کیا حاجت ہو؟ کیا ہمیں پہلے سے معلوم نہیں کہ یہ نظام جو ابلغ اور محکم ہے اور یہ ترتیب جو انسب اور انفع ہے ضرور ایک مدبر صانع حکیم علیم کی ضرورت ثابت کر رہی ہے مگر یہ بات کہ ایسے صانع کی ضرورت ہے اور یہ دوسری بات کہ ہم علم الیقین کی آنکھ سے دیکھ لیں کہ وہ صانع درحقیقت موجود بھی ہے ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ اسلئے ایک حکیم کو جو صرف قیاسی طور پر خدا کے وجود کا قائل ہے سچی پاکیزگی اور خدا ترسی کا کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صرف ضرورت کا علم الہی رعب

اپنے اندر نہیں رکھتا اور تاریکی کو اٹھا نہیں سکتا۔ مگر جسپر براہ راست آسمان سے خدا کا جلال کھلتا ہے وہ نیک کاموں اور ثابت قدمی اور وفاداری کے لئے بڑی قوت پاتا ہے اور درحقیقت اُس کا شیطان مرجاتا ہے اور جلال الٰہی کی شعاعیں جو زندہ الہامات کے رنگ میں اور ہیبت ناک مکاشفات کی صورت میں اُسکے دلپر پڑتی رہتی ہیں وہ اُسکو ہر ایک تاریکی سے دور کھینچکر لیجاتی ہیں۔ کیا تم ایسی بجلی کے نیچے جو جلانے والی اور مہلک پرونکو پھیلا رہی ہے کوئی بدکاری کا کام کر سکتے ہو؟ پس اسی طرح جو شخص خدا کی جلالی تجلیات کے نیچے زندگی بسر کرتا ہے اسکی شیطنت مرجاتی ہے اور اُسکے سانپ کا سر کچلا جاتا ہے۔ یہی ایک حقیقی طریق ہے جس کی برکت سے انسان فی الواقع پاک زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ افسوس کہ عیسائیوں کو یہ دکھانا چاہیے تھا کہ یقینی ہستی باری جو انسان کو خدا ترسی کی آنکھ بخشتا ہے اور گُنہ کے خس و خاشاک کو جلاتا ہے۔ اس کا سامان انجیل نے انکو کیا بخشا ہے؟ بیہودہ طریقوں سے گُنہ کیونکر دور ہو سکتا ہے؟ افسوس کہ یہ لوگ نہیں سمجھے کہ یہ کیسا ایک بے حقیقت امر اور ایک فرضی نقشہ کھینچا ہے کہ تمام دُنیا کے گناہ ایک شخص پر ڈالے گئے اور گنہگاروں کی لعنت اُن سے لیگئی اور یسوع کے دلپر رکھی گئی۔ اس سے تو لازم آتا ہے کہ اس کارروائی کے بعد بجز یسوع کے ہر ایک کو پاک زندگی اور خدا کی معرفت حاصل ہو گئی ہے مگر نعوذ باللہ یسوع ایک ایسی لعنت کے نیچے دبایا گیا جو کروڑہا لعنتوں کا مجموعہ تھی۔ لیکن جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک انسان کے گناہ اُس کے ساتھ ہیں اور فطرت نے جسقدر کسی کو کسی جذبہ نفسانی یا افراط اور تفریط کا حصہ دیا ہے وہ اُسکے وجود میں محسوس ہو رہا ہے گو وہ یسوع کو مانتا ہے یا نہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسے کہ لعنتی زندگی والوں کی لعنتی زندگی اُنسے علیحدہ نہیں ہو سکی ایسا ہی وہ یسوع پر بھی پڑ نہیں سکی کیونکہ جبکہ لعنت اپنے محل پر خوب چسپاں ہے تو وہ یسوع کی طرف کیونکر منتقل ہو سکے گی۔ اور یہ عجیب ظلم ہے کہ ہر ایک خبیث اور ملعون جو یسوع پر ایمان لاوے تو اُسکی لعنت یسوع پر پڑے اور اُس شخص کو بری اور پاکدامن سمجھا جائے۔ پس ایسا غیر منقطع سلسلہ لعنتوں کا جو قیامت تک ممتد رہے گا اگر وہ ہمیشہ تازہ طور پر غریب یسوع پر ڈالا جائے تو کس زمانہ میں اُسکو لعنتوں سے سبکدوشی ہوگی کیونکہ جب وہ ایک گروہ کی لعنتوں سے اپنے تئیں سبکدوش کریگا تو پھر نیا آنے والا گروہ جو اپنے خبیث وجود کیساتھ نئی لعنتیں رکھتا ہے وہ اپنی تمام لعنتیں اُسپر ڈالدیگا

علیٰ ہذا القیاس اُسکے بعد دوسرا گروہ دوسری لعنتوں کے ساتھ آئیگا تو پھر ان مسلسل لعنتوں سے فرصت کیونکر ہوگی؟ اس سے تو ماننا پڑتا ہے کہ یسوع کے لئے وہ دن پھر کبھی نہیں آئیں گے جو اُس کو خدا کی محبت اور معرفت کے نور کے سایہ میں رکھنے والی ہوں۔ پس ایسے عقیدہ سے اگر کچھ حاصل ہوا تو وہ یہی ہے کہ ان لوگوں نے ایک خدا کے مقدس کو ایک غیر منقطع ناپاکی میں ڈال لینے کا ارادہ کیا ہے اور بدقسمتی سے اُس اصل بات کو چھوڑ دیا ہے جس سے گناہ دور ہوتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ وہ آنکھ پیدا کرنا جو خدا کی عظمت کو دیکھے اور وہ یقین حاصل کرنا جو گناہ کی تاریکی سے چھوڑا وے۔ زمین تاریکی پیدا کرتی ہے اور آسمان تاریکی کو اُٹھاتا ہے پس جبتک آسمانی نور جو نشانوں کے رنگ میں حاصل ہوتا ہے کسی دل کو نہ چھوڑا وے حقیقی پاکیزگی حاصل ہو جانا بالکل جھوٹ ہے اور سراسر باطل اور خیال محال ہے۔ پس گناہوں سے بچنے کیلئے اس نور کی تلاش میں لگنا چاہیئے جو یقین کی کرّار فوجوں کیساتھ آسمان سے نازل ہوتا اور ہمت بخشتا اور قوت بخشتا اور تمام شبہات کی غلاظتوں کو دھو دیتا اور دل کو صاف کرتا اور خدا کی ہمسائگی میں انسان کا گھر بنا دیتا ہے۔ پس افسوس ان لوگوں پر کہ بچوں کی طرح گرد و غبار میں کھیلتے اور گوبروں پر لیٹتے ہیں اور پھر آرزو کرتے ہیں کہ ہمارے کپڑے سفید رہیں۔ اور حقیقی نور کو تلاش نہیں کرتے اور پھر چاہتے ہیں کہ ظلمت سے نجات پا دیں۔

حقیقی نور کیا ہے؟ وہ جو تسلّی بخش نشانوں کے رنگ میں آسمان سے اترتا اور دلوں کو سکینت اور اطمینان بخشتا ہے۔ اس نور کی ہر ایک نجات کی خواہشمند کو ضرورت ہے۔ کیونکہ جسکو شبہات سے نجات نہیں اُسکو عذاب سے بھی نجات نہیں۔ جو شخص اس دُنیا میں خدا کے دیکھنے سے بے نصیب ہے وہ قیامت میں بھی تاریکی میں گرے گا۔ خدا کا قول ہے کہ مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى اور خُدا نے اپنی کتاب میں بہت جگہ اشارہ فرمایا ہے کہ میں اپنے ڈھونڈنے والوں کے دل نشانوں سے منوّر کر دونگا یہانتک کہ وہ خدا کو دیکھنگے اور میں اپنی عظمت اُنھیں دکھلا دونگا یہانتک کہ سب عظمتیں انکی نگاہ میں ہیچ ہو جائیں گی۔ یہی باتیں ہیں جو مینے براہ راست خدا کے مکالمات سے بھی سُنیں پس میری روح بول اٹھی کہ خدا تک پہونچنے کی یہی راہ ہے اور گناہ پر غالب آنے کا یہی طریق ہے۔ حقیقت تک پہونچنے کے لئے ضرور ہے کہ ہم حقیقت پر قدم ماریں۔ فرضی تجویزیں اور خیالی منصوبے ہمیں کام نہیں دے سکتے۔ ہم اس بات کے

گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے **قرآن** سے پایا ہم نے اُس خدا کی آواز سُنی اور اُسکے پُرزور بازو کے نشان دیکھے جسنے قرآن کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اُس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اُس دین اور اُس روشنی کیطرف ہر ایک کو بُلاتے ہیں ہمنے اُس **نورِ حقیقی** کو پایا جسکے ساتھ سب ظلمانی پردے اٹھ جاتے ہیں اور غیر اللہ سے درحقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آجاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے۔

عیسائی مذہب ان نشانوں سے بکلی محروم ہے۔ دعویٰ اتنا بڑا کہ ایک انسان کو خدا بنانا چاہتے ہیں اور ثبوت میں صرف قصے کہانیاں پیش کرتے ہیں۔ ہاں بعض کہتے ہیں کہ "انجیل کی تعلیم ہی ایسی عمدہ ہے کہ جو بطور نشان کے ہے" لیکن درحقیقت یہ انکی بڑی غلطی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ انجیل کی تعلیم نہایت ہی ناقص ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح کو بھی عذر کرنا پڑا کہ "آنے والا **فارقلیطہ** اس نقصان کا تدارک کریگا"۔ ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں کہ انجیل کے ثناخوان دکھلاتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور۔ لیکن اسمیں کچھ بھی شک نہیں کہ انجیل انسانیت کے درخت کی پورے طور پر آبپاشی نہیں کر سکتی۔ ہم اس مسافر خانہ میں بہت سے قویٰ کے ساتھ بھیجے گئے ہیں اور ہر ایک قوت چاہتی ہے کہ اپنے موقعہ پر اُسکو استعمال کیا جائے۔ اور انجیل صرف ایک ہی قوت حلم اور نرمی پر زور مار رہی ہے۔ حلم اور عفو درحقیقت بعض مواضع میں اچھی ہے لیکن بعض دوسرے مواضع میں سمِ قاتل کی تاثیر رکھتی ہے ہماری یہ تمدنی زندگی کہ مختلف طبایع کے اختلاط پر موقوف ہے بلاشبہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے تمام قویٰ کو محل بینی اور موقعہ شناسی سے استعمال کیا کریں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگرچہ بعض جگہ ہم عفو اور درگذر کر کے اس شخص کو فائدہ جسمانی اور روحانی پہنچاتے ہیں جسنے ہمیں کوئی آزار پہنچایا ہے لیکن بعض دوسری جگہ ایسی بھی ہیں کہ اسجگہ ہم اس خصلت کو استعمال کر کے اس شخص مجرم کو اور بھی مفسدانہ حرکات پر دلیر کرتے ہیں۔

ہماری روحانی زندگی کی طرز ہماری جسمانی زندگی کی طرز سے نہایت مشابہ ہے ہم دیکھتے

ہیں کہ ہر جگہ ایک ہی مزاج اور طبیعت کی اغذیہ اور ادویہ پر زور مارنے سے ہماری صحت بحال نہیں رہ سکتی۔ اگر ہم دس بیس روز متواتر ٹھنڈی چیزوں کے کھانے پر ہی زور دیں اور گرم غذاؤں کا کھانا حرام کی طرح اپنے نفس پر کر دیں تو ہم جلد تر کسی سرد بیماری میں جیسے فالج اور لقوہ اور رعشہ اور صرع وغیرہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اور ایسا ہی اگر ہم متواتر گرم غذاؤں پر زور دیں یہانتک کہ پانی بھی گرم کر کے ہی پیا کریں تو بلاشبہ کسی مرض حار میں گرفتار ہو جائیں گے سوچکر دیکھ لو کہ ہم اپنے جسمانی تمدن میں کیسے گرم اور سرد اور نرم اور سخت اور حرکت اور سکون کی رعایت رکھتے ہیں اور کیسی یہ رعایت ہماری صحت بدنی کے لئے ضروری پڑی ہوئی ہے۔ پس یہی قاعدہ صحت روحانی کے لئے برتنا چاہیئے۔ خُدا نے کسی بُری قوت کو ہمیں نہیں دیا۔ اور درحقیقت کوئی بھی قوت بری نہیں صرف اسکی بداستعمالی بُری ہے۔ مثلاً تم دیکھتے ہو کہ حسد نہایت ہی بری چیز ہے لیکن اگر ہم اس قوّت کو بُرے طور پر استعمال نہ کریں تو یہ صرف اُس رشک کے رنگ میں آجاتی ہے جسکو عربی میں غبطہ کہتے ہیں یعنے کسی کی اچھی حالت دیکھکر خواہش کرنا کہ میری بھی اچھی حالت ہو جائے۔ اور یہ خصلت اخلاق فاضلہ میں سے ہے۔ اسی طرح تمام اخلاق ذمیمہ کا حال ہے کہ وہ ہماری ہی بداستعمالی یا افراط اور تفریط سے بدنما ہو جاتی ہیں اور موقعہ پر استعمال کرنے اور حدّ اعتدال پر لانے سے وہی اخلاق ذمیمہ اخلاق فاضلہ کہلاتے ہیں۔ پس یہ کس قدر غلطی ہے کہ انسانیت کے درخت کی تمام ضروری شاخیں کاٹکر صرف ایک ہی شاخ صبر اور عفو پر زور دیا جائے۔ اسیوجہ سے یہ تعلیم چل نہیں سکی۔ اور آخر عیسائی سلاطین کو جرائم پیشہ کی سزا کے لئے قوانین اپنی طرف سے طیار کرنے پڑے۔ غرض انجیل موجودہ ہرگز نفوس انسانیہ کی تکمیل نہیں کر سکتی اور جسطرح آفتاب کے نکلنے سے ستارے مضمحل ہوتے جاتے ہیں یہانتک کہ آنکھوں سے غائب ہو جاتے ہیں یہی حالت انجیل کی قرآن شریف کے مقابل پر ہے۔ پس یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ یہ دعوی کیا جائے کہ انجیل کی تعلیم بھی ایک آسمانی نشان ہے!!!

ہم نے یہ حصہ انجیلی تعلیم کا وہ لکھا ہے جو انسانی تہذیب کے متعلق ہے۔ مگر بقول عیسائیان جو انجیل نے خدا تعالیٰ کی نسبت اعتقاد سکھایا ہے وہ اور بھی انسان

کو اُس سے تنفر کرتا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ جو انجیل پر بتایا جاتا ہے یہ ہے کہ "اقنوم ثانی جو ابن اللہ کہلاتا ہے وہ قدیم سے اس بات کا خواہشمند تھا کہ کسی انسان کو بیگناہ پا کر اس سے ایسا تعلق پکڑے کہ وہی ہو جائے"۔ سو ایسا انسان اُسکو یسوع سے پہلے کوئی نہ ملا اور نوع انسان کا ایک لمبا سلسلہ جو یسوع سے پہلے چلا آتا تھا اُس میں اس صفت کا آدمی کوئی نہ پایا گیا۔ آخر یسوع پیدا ہوا اور وہ اس صفت کا آدمی تھا۔ لہذا اقنوم ثانی نے اُس سے تعلق عینیت پیدا کیا اور یسوع اور اقنوم ثانی ایک ہو گئے اور جسم اُنکے لئے ایک لازمی صفت ٹھہری جو ابدالآباد تک کبھی منفک نہیں ہوگی اور اس طرح ایک جسمانی خدا بنگیا یعنے یسوع اور دوسری طرف روح القدس بھی جسمانی طور پر ظاہر ہوا اور وہ کبوتر بنگیا۔ اب عیسائیوں کے نزدیک خدا سے مراد یہ کبوتر اور یہ انسان ہے جو یسوع کہلاتا تھا۔ اور جو کچھ ہیں یہی دونوں ہیں۔ اور باپ کا وجود بجز انکے کچھ بھی جسمانی طور پر نہیں۔

پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ "توحید نجات کے لئے کافی نہیں تھی جبتک اقنوم ثانی مجسم ہو کر تولد کی معمولی راہ سے پیدا نہ ہوتا۔ اور اقنوم ثانی کا مجسم ہونا کافی نہیں تھا جب تک اُسپر موت نہ آتی اور موت کافی نہیں تھی جب تک اس مجسم اقنوم ثانی پر جو یسوع کہلاتا تھا تمام دنیا کی لعنت نہ ڈالی جاتی"۔ پس تمام مدار عیسائیت کا اُنکے خدا کی لعنتی موت پر ہے۔ غرض اُنکے نزدیک خدا کا وجود اُنکے لئے ہرگز مفید نہیں جب تک یہ تمام مصیبتیں اور ذلتیں اُسپر نہ پڑیں۔ پس ایسا خدا نہایت ہی قابل رحم ہے جسکو عیسائیوں کے لئے اسقدر مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ "اقنوم ثانی کا تعلق جو حضرت یسوع سے اتحاد اور عینیت کے طور سے تھا یہ پاک ہونے اور پاک رہنے کی شرط سے تھا۔ اور اگر وہ گناہ سے پاک نہ ہوتا یا آیندہ پاک نہ رہ سکتا تو یہ تعلق بھی نہ رہتا"۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ تعلق کسبی ہے ذاتی نہیں ہے۔ اور اس قاعدہ کے رو سے فرض کر سکتے ہیں کہ ہر ایک شخص جو پاک رہے وہ بلا تامل خدا بن سکتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ "بجز یسوع کسی دوسرے شخص کا گناہ سے پاک رہنا ممتنع ہے" یہ دعوےٰ بلادلیل ہے اسلئے قابل تسلیم نہیں۔ عیسائی خود قائل ہیں

کہ ملک صدق سالم بھی جو مسیح سے بہت عرصہ پہلے گذر چکا ہے گناہ سے پاک تھا پس پہلا حق خدا بننے کا اُسکو حاصل تھا۔ ایسا ہی عیسائی لوگ فرشتوں کا بھی کوئی گناہ ثابت نہیں کر سکتے پس وہ بھی بوجہ اولیٰ خدا بننے کے لئے استحقاق رکھتے ہیں۔

غرض جبکہ خدا بننے کا یہ قاعدہ ہے کہ کوئی بے گناہ ہو۔ تو عقل تجویز کرتی ہے کہ جس طرح یسوع کے لئے یہ اتفاق پیش آگیا کہ بقول عیسائیان وہ ایک مدت تک گناہ نہ کر سکا یہ اتفاق دوسرے کے لئے بھی ممکن ہے۔ اور اگر ممکن نہیں تو کوئی دلیل اس بات پر قائم نہیں ہو سکتی کہ یسوع کے لئے کیوں ممکن ہو گیا اور دوسروں کے لئے کیوں غیر ممکن ہے۔ یسوع کی انسانیت کو مِن حیث الانسانیت اقنوم ثانی سے کچھ تعلق نہ تھا صرف اس اتفاق کے پیش آنے سے کہ وہ بقول عیسائیان ایک مدت تک گناہ سے بچ سکا اقنوم ثانی نے اُس سے اتحاد کیا۔ سو اس اتحاد کی بنا ایک کسبی امر ہے جسمیں ہر ایک کسب کنندہ کا اشتراک ہے۔ اور ایک گروہ عیسائیوں کا جسمیں عبد اللہ آتھم بھی داخل تھا یہ بھی کہتا ہے کہ اقنوم ثانی کا تیس برس تک یسوع سے ہرگز تعلق نہ تھا صرف کبوتر کے نزول کے وقت سے وہ تعلق شروع ہوا۔ اس سے ضروری طور پر یہ ماننا پڑتا ہے کہ یسوع تیس برس گنہگار اور مرتکب معاصی رہا۔ کیونکہ اگر وہ اُس عرصہ میں گناہ سے پاک ہوتا تو قاعدہ مذکورہ بالا کے رو سے لازم تھا کہ پہلے ہی اقنوم ثانی کا تعلق اتحادی اُس سے ہو جاتا۔ اور اسجگہ ایک مخالف کہہ سکتا ہے کہ شاید یہی وجہ ہو کہ یسوع کی گذشتہ تیس سال کی زندگی کی نسبت کسی پادری صاحب نے تفصیل وار سوانح کے لکھنے کیلئے قلم نہیں اُٹھائی کیونکہ اُن حالات کو قابل ذکر نہیں سمجھا۔

بہر حال یہ تمام دعوے ہی دعوے ہیں۔ ان تمام امور میں سے کسی امر کا ثبوت نہیں دیا گیا نہ کسی نے ثابت کر کے دکھلایا کہ یسوع نے ابتدائی عمر سے آخر تک کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور نہ کسی نے یہ ثابت کیا کہ اُس بے گناہی کی وجہ سے وہ خُدا بن گیا تعجب کہ اس خلص طرز کے خُدائی کے لئے جو دنیا کی کثرت رائے کے مخالف اور مشرکانہ طریقوں سے مشابہ بھی کچھ بھی ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ متفق علیہا عقیدہ دنیا میں یہی ہے

کہ خدا موت اور توّلد اور بھوکھ اور پیاس اور نادانی اور عجز یعنے عدم قدرت اور تجسّم اور تحیز سے پاک ہی - مگر یسوع ان میں سے کسی بات سے بھی پاک نہ تھا - اگر یسوع میں خُدا کی روح تھی تو وہ کیوں کہتا ہے کہ "مجھے قیامت کی خبر نہیں" - اور اگر اُس کی رُوح میں جو بقول عیسائیان اقنوم ثانی سے عینیت رکھتی تھی خدائی پاکیزگی تھی تو وہ کیوں کہتا ہے کہ "مجھے نیک نہ کہو" - اور اگر اس میں قدرت تھی تو کیوں اسکی تمام رات کی دُعا قبول نہ ہوئی اور کیوں اُس کا اس نامرادی کے کلمہ پر خاتمہ ہوا کہ اُس نے "ایلی ایلی لما سبقتنی" کہتے ہوئے جان دی -

ایسا ہی ہمنے عیسائیوں کی یہ غلطی بھی ظاہر کردی ہے کہ اُن کا یہ خیال کہ بہشت صرف ایک امر روحانی ہوگا ٹھیک نہیں ہے ✤ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ انسان کی ایک ایسی فطرت ہی کہ اُسکے روحانی قویٰ بوجہ اکمل واتم صادر ہونے کے لئے ایک جسم کے محتاج ہیں - مثلاً ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ سر کے کسی حصہ پر چوٹ لگنے سے قوت حافظہ جاتی رہتی ہے اور کسی حصّہ کے صدمہ سے قوّت متفکرہ رخصت ہوتی ہے - اور ضعف اعصاب میں خلل پیدا ہونے سے بہت سی روحانی قویٰ میں خلل پیدا ہوجاتا ہے - پھر جبکہ روح کی یہ حالت ہے کہ وہ جسم کے ادنیٰ خلل سے اپنے کمال سے فی الفور نقصان کیطرف عود کرتی ہے تو ہم کس طرح امید رکھیں کہ جسم کی پوری پوری جدائی سے وہ اپنی حالت پر قائم رہ سکیگی - اس لئے اسلام میں یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی فلاسفی ہے کہ ہر ایک کو قبر میں ہی ایسا جسم ملجاتا ہے کہ جو لذت اور عذاب کے ادراک کرنے کیلئے ضروری ہوتا ہے - ہم ٹھیک ٹھیک نہیں کہہ سکتے کہ وہ جسم کس مادّہ سے طیار ہوتا ہے کیونکہ یہ فانی جسم تو کالعدم ہوجاتا ہے اور نہ کوئی مشاہدہ کرتا ہے کہ درحقیقت یہی جسم قبر میں زندہ ہوتا ہے اسلئے کہ بسا اوقات یہ جسم جلایا بھی جاتا ہے اور عجائب گھروں میں لاشیں بھی رکھی جاتی ہیں اور مدّتوں تک قبر سے باہر بھی رکھا جاتا ہے - اگر یہی جسم زندہ ہوجایا کرتا تو البتہ لوگ اُسکو دیکھتے - مگر باایں ہمہ قرآن سے زندہ ہوجانا ثابت ہی لہذا یہ ماننا پڑتا ہے کہ کسی اور جسم کے ذریعہ سے جسکو ہم نہیں دیکھتے انسان کو زندہ کیا جاتا ہے اور غالباً وہ جسم اسی جسم کے لطائف جوہر سے بنتا ہے - تب جسم ملنے کے بعد انسانی قویٰ بحال ہوتے ہیں - اور یہ دوسرا جسم چونکہ پہلے

✤ قرآن شریف کی تعلیم یہی ہے کہ جیسا کہ یہ بات ٹھیک نہیں کہ بہشت کی لذّات صرف روحانی ہیں اور دنیوی جسمانی لذات سے بالکل مخالف ہیں ایسا ہی یہ بھی درست نہیں کہ وہ لذات دنیوی جسمانی لذات سے بالکل مطابق ہے بلکہ عالم رویا کی طرح صورت میں مشابہت ہی اور حقیقت میں مغایرت ہی - عالم رویا کے پھل اور عالم رویا کی خوبصورت عورتیں ظاہر صورت میں وہی لذات بخشتی ہیں جو عالم جسمانی میں ہیں مگر [illegible] - منہ

جسم کی نسبت نہایت لطیف ہوتا ہے اسلئے اسپر مکاشفات کا دروازہ نہایت وسیع طور پر کھلتا ہے۔ اور معاد کی تمام حقیقتیں جیسی کہ وہ ہیں کماہی ہی نظر آجاتی ہیں۔ تب خطا کرنیوالوں کو علاوہ جسمانی عذاب کے ایک حسرت کا عذاب بھی ہوتا ہے۔ غرض یہ اصول متفق علیہ اسلام میں ہے کہ قبر کا عذاب یا آرام بھی جسم کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے اور اسی بات کو دلائل عقلیہ بھی چاہتے ہیں۔ کیونکہ متواتر تجربہ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ انسان کے روحانی قویٰ بغیر جسم کے جوڑ کے ہرگز ظہور پذیر نہیں ہوتے۔

عیسائی اس بات کے تو قائل ہیں کہ قبر کا عذاب جسم کے ذریعہ سے ہوتا ہے مگر بہشتی آرام کے لئے جسم کو شریک نہیں کرتے۔ سو یہ سراسر انکی غلطی ہے اور وہ غلط اور ناقص تعلیم جو انجیل کیطرف منسوب کیجاتی ہے وہی ان فاسد خیالات کی موجب ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ دنیا میں انسان نیکی کرنے کے لئے دوہری مصیبت اٹھاتا ہے یعنے وہ اپنے روح اور جسم دونوں کو خدا تعالے کی رضا جوئی کے لئے مشقت میں ڈالتا اور محنت سے ان دونوں سے کام لیتا ہے۔ ایسا ہی وہ بدی کرنے کے وقت بھی دوہری نافرمانی کرتا ہے یعنے یہ کہ وہ اپنی روح اور جسم دونوں کو نافرمانی کی راہ میں لگاتا ہے اسلئے خدا تعالے کے عدل نے تقاضا کیا کہ اُس عالم میں بھی دوہری راحت یا دوہرا رنج اسکو ملے اور روحانی جسمانی دونوں طور پر اپنے اعمال کا بدلہ پاوے۔ مگر افسوس کہ عیسائی دوزخ کے عذاب کے بارہ میں تو اس عادلانہ اصول پر کاربند ہوئے لیکن بہشتی جزا کے بارہ میں اس اصول کو بھلا دیا گویا اُنکے نزدیک خدا تعالے کو عذاب دینا زیادہ پیارا ہے کہ عذاب تو روح اور جسم دونوں کو دیا مگر جب آرام دینے کا وقت آیا تو صرف روح کو آرام دیا۔ میں سوچتا ہوں کہ کیونکر یہ لوگ ایسی ایسی فاش غلطیوں پر خوش ہو جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ قرآن میں صرف جسمانی بہشت کا ذکر ہے۔ ان لوگوں کو تعصب نے دیوانہ کر دیا۔ قرآن تو بہشتیوں کے لئے جابجا روحانی لذات کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرہ یعنے قیامت کو وہ مونہہ تر و تازہ ہوں گے جو اپنے رب کو دیکھتے ہونگے۔ کیا یہ جسمانی لذات کا ذکر ہے یا روحانی کا افسوس کہ ان لوگوں کے کیسے دل سخت ہو گئے اور کیونکر انھوں نے سچائی اور انصاف اور

حق پسندی کو اپنے ہاتھ سے پھینکدیا۔ اے نادانوں! اور شریعت حقہ کے اسرار سے بیخبر و!
کیا ضرور نہ تھا کہ خدا قیامت کے دن انسان کی دنیوی زندگی کے دونوں سلسلہ جسمانی اور
روحانی کی رعایت کرکے اسکو جزا اور سزا دیتا؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ انسان اس مسافرخانہ
میں آکر دونوں طور پر اعمال بجالاتا اور اپنے تئیں دونوں قسم کی مشقت میں ڈالتا ہے۔ ماسوا
اس کے دُنیا کی تمام الہامی کتابوں میں کم وبیش یہ مضمون پایا جاتا ہے کہ بہشت اور دوزخ
میں جسمانی طور پر بھی لذات اور عقوبات ہونگی۔ چنانچہ خود مسیح نے بھی کئی جگہ انجیل میں اسطرف
اشارہ کیا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرات پادری صاحبان کیوں بہشت کے جسمانی لذات
سے منکر ہیں۔ جبکہ باقرار عیسائیان بہشتیوں کو جسم ملے گا جو ادراک اور شعور رکھتا ہوگا
تو پھر وہ جسم دو حال سے خالی نہیں ہوسکتا۔ یا راحت میں ہوگا یا عقوبت میں۔ پس
بہر حال جسمانی راحت اور عذاب دونوں کو ماننا پڑا۔

ہمنے یہ بھی ثابت کردیا ہے کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ خدا تعالےٰ کا عدل بغیر کفارہ کے
کیونکر پورا ہو بالکل مہمل ہے۔ کیونکہ اُن کا یہ اعتقاد ہے کہ یسوع باعتبار اپنی انسانیت کے
بے گناہ تھا۔ مگر پھر بھی اُنکے خدا نے یسوع پر ناحق تمام جہان کی لعنت ڈالکر اپنی عدل کا
کچھ بھی لحاظ نہ کیا۔ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُنکے خدا کو عدل کی کچھ بھی پرواہ نہیں
یہ خوب انتظام ہے کہ جس بات سے گریز تھا اُسی کو بہ اقبح طریق اختیار کرلیا گیا۔ واویلا تو یہ تھا
کہ کسی طرح عدل میں فرق نہ آوے اور رحم بھی وقوع میں آجائے۔ مگر ایک بیگناہ کے
گلے پر ناحق چھری پھیر کر نہ عدل قائم رہ سکا اور نہ رحم۔

لیکن یہ وسوسہ کہ عدل اور رحم دونوں خدا تعالےٰ کی ذات میں جمع نہیں ہوسکتے
کیونکہ عدل کا تقاضا ہے کہ سزا دیجائے اور رحم کا تقاضا ہے کہ درگذر کیجائے۔ یہہ
ایک ایسا دھوکہ ہے کہ جسمیں قلت تدبر سے کوتہ اندیش عیسائی گرفتار ہیں۔ وہ غور
نہیں کرتے کہ خدا تعالےٰ کا **عدل بھی تو ایک رحم ہے**۔ وجہ یہ کہ وہ
سراسر انسانوں کے فائدہ کے لئے ہے۔ مثلاً اگر خدا تعالےٰ ایک خونی کی نسبت
باعتبار اپنے عدل کے حکم فرماتا ہے کہ وہ مارا جائے تو اس سے اسکی الوہیت کو

کچھ فائدہ نہیں۔ بلکہ اسلئے چاہتا ہے کہ تا نوع انسان ایک دوسرے کو مار کر نابود نہ ہو جائیں سو یہ نوع انسان کے حق میں رحم ہے۔ اور یہ تمام حقوق عباد خدا تعالےٰ نے اسی لئے قائم کئے ہیں کہ تا امن قائم رہے اور ایک گروہ دوسرے گروہ پر ظلم کر کے دنیا میں فساد نہ ڈالیں۔ سو وہ تمام حقوق اور سزائیں جو مال اور جان اور آبرو کے متعلق ہیں درحقیقت نوع انسان کے لئے ایک رحم ہے۔ انجیل میں کہیں نہیں لکھا کہ یسوع کے کفارہ سے چوری کرنا۔ بیگانہ مال دبالینا۔ ڈاکہ مارنا۔ خون کرنا۔ جھوٹی گواہی دینا سب جائز اور حلال ہو جاتے ہیں اور سزائیں معاف ہو جاتی ہیں۔ بلکہ ہر ایک جرم کے لئے سزا ہے۔ اسی لئے یسوع نے کہا کہ "اگر تیری آنکھ گناہ کرے تو اُسے نکال ڈال کیونکہ کانا ہو کر زندگی بسر کرنا جہنم میں پڑنے سے تیرے لئے بہتر ہے" پس جبکہ حقوق کے تلف کرنے پر سزائیں مقرر ہیں جن کو مسیح کا کفارہ دور نہیں کر سکا تو کفارہ نے کن سزاؤں سے نجات بخشی۔ پس حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کا عدل بجائے خود ہے اور رحم بجائے خود ہے۔ جو لوگ اچھے کام کر کے اپنے تئیں رحم کے لائق بناتے ہیں انپر رحم ہو جاتا ہے۔ اور جو لوگ مار کھانے کے کام کرتے ہیں انکو مار پڑتی ہے۔ پس عدل اور رحم میں کوئی جھگڑا نہیں گویا وہ دو نہریں ہیں جو اپنی اپنی جگہ پر چل رہی ہیں۔ ایک نہر دوسرے کی ہرگز مزاحم نہیں ہے۔ دُنیا کی سلطنتوں میں بھی یہی دیکھتے ہیں کہ جرائم پیشہ کو سزا ملتی ہے۔ لیکن جو لوگ اچھے کاموں سے گورنمنٹ کو خوش کرتے ہیں وہ مورد انعام و اکرام ہو جاتے ہیں۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی اصل صفت رحم ہے اور عدل عقل اور قانون عطا کرنے کے بعد پیدا ہوتا ہے اور حقیقت میں وہ بھی ایک رحم ہے جو اور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ جب کسی انسان کو عقل عطا ہوتی ہے اور بذریعہ عقل وہ خدا تعالیٰ کے حدود اور قوانین سے واقف ہوتا ہے۔ تب اسحالت میں وہ عدل کے مواخذہ کے نیچے آتا ہے۔ لیکن رحم کے لئے عقل اور قانون کی شرط نہیں۔ اور چونکہ خدا تعالےٰ نے رحم کر کے انسانوں کو سب سے زیادہ فضیلت دینی چاہی اس لئے اُس نے انسانوں کے لئے عدل کے قواعد اور حدود مرتب کئے سو عدل اور رحم میں تناقض سمجھنا جہالت ہے۔

ایک اعتراض جو مینے پادریوں کے اصول پر کیا تھا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ "انسان اور تمام حیوانات کی موت آدم کے گناہ کا پھل ہے"۔ حالانکہ یہ خیال دو طور سے صحیح نہیں ہے اول یہ کہ کوئی محقق اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ آدم کے وجود سے پہلے بھی ایک مخلوقات دنیا میں رہ چکی ہے اور وہ مرتے بھی تھے اور اسوقت نہ آدم موجود تھا اور نہ آدم کا گناہ پس یہ موت کیونکر پیدا ہو گئی۔ دوسرے یہ کہ اس میں شک نہیں کہ آدم بہشت میں بغیر ایک منع کئے ہوئے پھل کے اور سب چیزیں کھاتا تھا پس کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ وہ گوشت بھی کھاتا ہوگا۔ اس صورت میں بھی آدم کے گناہ سے پہلے حیوانات کی موت ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر اس سے بھی درگذر کریں تو کیا ہم دوسرے امر سے بھی انکار کر سکتے ہیں کہ آدم بہشت میں ضرور پانی پیتا تھا کیونکہ کھانا اور پینا ہمیشہ سے ایکدوسرے سے لازم پڑے ہوئے ہیں۔ اور طبعی تحقیقات سے ثابت ہے کہ ہر ایک قطرہ میں کئی ہزار کیڑے ہوتے ہیں۔ پس کچھ شک نہیں کہ آدم کے گناہ سے پہلے کروڑہا کیڑے مرتے تھے۔ پس اس سے بہرحال ماننا پڑتا ہے کہ موت گناہ کا پھل نہیں اور یہ امر عیسائیوں کے اصول کو باطل کرتا ہے۔

ایک اور اعتراض مینے اپنی کتابوں میں کیا تھا جو پادریوں کی انجیلوں متی وغیرہ پر وارد ہوتا ہے۔ جسکے جواب سے پادریصاحبان عاجز ہیں اور وہ یہ ہے کہ انکی انجیلیں اس وجہ سے بھی قابل اعتبار نہیں کہ انمیں جھوٹ سے بہت کام لیا گیا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ یسوع نے اتنے کام کئے ہیں کہ اگر وہ لکھے جاتے تو وہ کتابیں دنیا میں سما نہ سکتیں۔ پس سوچو کہ یہ کس قدر جھوٹ ہے کہ جو کام تین برس کے زمانہ میں سما گئے اور مدت قلیلہ میں محدود ہو گئے کیا وجہ کہ وہ کتابوں میں سما نہ سکتے۔ پھر ان ہی انجیلوں میں یسوع کا قول لکھا ہے کہ "مجھے سر رکھنے کی جگہ نہیں"۔ حالانکہ ان ہی کتابوں سے ثابت ہے کہ یسوع کی ماں کا ایک گھر تھا جسمیں وہ رہتا تھا۔ اور سر رکھنے کے کیا معنے گذارہ کیموافق اسکے لئے مکان موجود تھا۔ اور پھر انجیلوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ یسوع ایک مالدار آدمی تھا ہر وقت روپیہ کی تھیلی ساتھ رہتی تھی جس میں قیاس کیا جاتا ہے کہ دو دو تین تین ہزار روپیہ تک یسوع کے پاس جمع رہتا تھا۔ اور یسوع کے اس خزانہ کا یہودا اسکریوطی خزانچی تھا وہ نالائق اس روپیہ میں سے کچھ چرا بھی

لیا کرتا تھا۔ اور انجیلوں سے یہ ثابت کرنا مشکل ہے کہ یسوع نے اس روپیہ میں سے
کبھی کچھ لیند بھی دیا۔ پس کیا وجہ کہ باوجود اسقدر روپیہ کے جس سے ایک امیرانہ مکان
بن سکتا تھا پھر یسوع کہتا تھا کہ "مجھے سر رکھنے کی جگہ نہیں۔ پھر تیسرا جھوٹ انجیلوں میں
یہ ہے کہ مثلاً متی اپنی کتاب کے تیسرے باب میں لکھتا ہے کہ گویا پہلی کتابوں میں یہ لکھا
ہوا تھا کہ وہ یعنے یسوع ناصری کہلائے گا حالانکہ نبیوں کی کتابوں میں کہیں اس بات کا ذکر
نہیں۔ پھر چوتھا جھوٹ یہ ہے کہ وہ ایک پیشگوئی کو خواہ نخواہ یسوع پر جمانے کے لئے
ناصرہ کے معنے شاخ کرتا ہے حالانکہ عبرانی میں ناصرہ سرسبز اور خوش منظر مکان کو کہتے
ہیں نہ کہ شاخ کو۔ اسی لفظ کو عربی میں ناضرہ کہتے ہیں۔ ایسے ہی اور بہت جھوٹ
ہیں جو خدا کی کلام میں ہرگز نہیں ہو سکتے ✣ یہ ایک ایسا امر تھا جو عیسائیوں کے لئے
غور کرنیکے لائق تھا۔ کیا ایسی کتابیں قابل اعتماد ہیں جنمیں اس قدر جھوٹ ہیں؟!!

ایک اور اعتراض متی وغیرہ انجیلوں پر ہے جو ہمنے بار بار پیش کیا ہے اور
وہ یہ ہے کہ ان تحریرات کا الہامی ہونا ہرگز ثابت نہیں۔ کیونکہ انکے لکھنے والوں نے
کسی جگہ یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ کتابیں الہام سے لکھی گئی ہیں۔ بلکہ بعض نے انہیں سے
صاف اقرار بھی کر دیا ہے کہ یہ کتابیں محض انسانی تالیف ہیں۔ سچ ہے کہ قرآن شریف
میں انجیل کے نام پر ایک کتاب حضرت عیسیٰ پر نازل ہونے کی تصدیق ہے مگر قرآن
شریف میں ہرگز یہ نہیں ہے کہ کوئی الہام متی یا یوحنا وغیرہ کو بھی ہوا ہے اور وہ الہام
انجیل کہلاتا ہے۔ اسلئے مسلمان لوگ کسی طرح ان کتابوں کو خدا تعالےٰ کی کتابیں تسلیم
نہیں کر سکتے۔ ان ہی انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح خدا تعالےٰ سے
الہام پاتے تھے اور اپنے الہامات کا نام انجیل رکھتے تھے۔ پس عیسائیوں پر
لازم ہے کہ وہ انجیل پیش کریں۔ تعجب کہ یہ لوگ اسکا نام بھی نہیں لیتے۔ پس وجہ
یہی ہے کہ اسکو یہ لوگ کھو بیٹھے ہیں۔

منجملہ ہمارے اعتراضات کے ایک یہ اعتراض بھی تھا کہ عیسائی اپنے اصول
کیموافق اعمال صالحہ کو کچھ چیز نہیں سمجھتے اور انکی نظر میں یسوع کا کفارہ نجات پانے کیلئے

✣ نوٹ۔ متی نے اپنی انجیل کے باب پانچ میں ایک نہایت مکروہ جھوٹ بولا ہے یعنی یہ کہ گویا
پہلی کتابوں میں یہ حکم لکھا ہوا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت کر اور اپنے دشمن سے نفرت۔ حالانکہ یہ حکم کسی پہلی کتاب
میں موجود نہیں۔ اور دوسرا جھوٹ یہ کہ اس قول کو یسوع کی طرف نسبت کیا ہے۔ منہ

ایک کافی تدبیر ہے۔ لیکن علاوہ اس بات کے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یسوع کا کفارہ نہ تو عیسائیوں کو بدی سے بچا سکا اور نہ یہ بات صحیح ہے کہ کفارہ کی وجہ سے ہر ایک بدی انکو حلال ہوگئی۔ ایک اور امر منصفوں کے لئے قابل غور ہے اور وہ یہ کہ عقلی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ نیک کام بلاشبہ اپنے اندر ایک ایسی تاثیر رکھتے ہیں جو نیکو کار کو وہ تاثیر نجات کا پھل بخشتی ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ بدی اپنے اندر ایک ایسی تاثیر رکھتی ہے کہ اُس کا مرتکب ہمیشہ کے جہنم میں جاتا ہے تو اس صورت میں قانون قدرت کے اس پہلو پر نظر ڈالکر یہ دوسرا پہلو بھی ماننا پڑتا ہے کہ علیٰ ہذا القیاس نیکی بھی اپنے اندر ایک تاثیر رکھتی ہے کہ اسکا بجالانے والا وارث نجات بن سکتا ہے۔

اور منجملہ ہمارے اعتراضات کے ایک یہ اعتراض بھی تھا کہ جس فدیہ کو عیسائی پیش کرتے ہیں وہ خدا کے قدیم قانون قدرت کے بالکل مخالف ہے۔ کیونکہ قانون قدرت میں کوئی اس بات کی نظیر نہیں کہ ادنیٰ کے بچانے کے لئے اعلیٰ کو مارا جائے۔ ہمارے سامنے خدا کا قانون قدرت ہے اسپر نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمیشہ ادنیٰ اعلیٰ کی حفاظت کے لئے مارے جاتے ہیں۔ چنانچہ جسقدر دنیا میں جانور ہیں یہانتک کہ پانی کے کیڑے وہ سب انسان کے بچانے کیلئے جو اشرف المخلوقات ہے کام میں آرہے ہیں۔ پھر یسوع کے خون کا فدیہ کس قدر اُس قانون کے مخالف ہے جو صاف صاف نظر آرہا ہے اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جو زیادہ قابل قدر اور پیارا ہے۔ اُسی کے بچانے کے لئے ادنیٰ کو اس اعلیٰ پر قربان کیا جاتا ہے چنانچہ خدا تعالےٰ نے انسان کی جان بچانے کے لئے کروڑہا حیوانوں کو بطور فدیہ کے دیا ہے۔ اور ہم تمام انسان بھی فطرتاً ایسا ہی کرنے کیطرف راغب ہیں۔ تو پھر خود سوچ لو کہ عیسائیوں کا فدیہ خدا کے قانون قدرت سے کس قدر دور پڑا ہوا ہے۔

ایک اور اعتراض ہے جو ہمنے کیا تھا اور وہ یہ ہے کہ یسوع کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ موروثی اور کسبی گناہ سے پاک ہے۔ حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ عیسائی خود مانتے ہیں کہ یسوع نے اپنا تمام گوشت و پوست اپنی والدہ سے پایا تھا اور وہ گناہ سے پاک نہ تھی۔ اور نیز عیسائیوں کا یہ بھی اقرار ہے کہ ہر ایک درد اور دُکھ گناہ کا پھل ہے اور کچھ شک

نہیں کہ یسوع بھوکا بھی ہوتا تھا اور پیاسا بھی اور بچپن میں قانون قدرت کیموافق خسرہ بھی اسکو نکلا ہوگا اور
چیچک بھی اور دانتوں کے نکلنے کے دُکھ بھی اُٹھائے ہونگے اور موسموں کے تپوں میں بھی گرفتار
ہوتا ہوگا اور بموجب اصول عیسائیوں کے یہ سب گناہ کے پھل ہیں۔ پھر کیونکر اسکو پاک فدیہ
سمجھا گیا۔ علاوہ اسکے جبکہ روح القدس کا تعلق صرف اسی حالت میں بموجب اصول عیسائیوں کے
ہوسکتا تھا کہ جب کوئی شخص ہر ایک طرح سے گناہ سے پاک ہو تو پھر یسوع جو بقول اُن کے
موروثی گناہ سے پاک نہیں تھا اور نہ گناہوں کے پھل سے بچ سکا اُس سے کیونکر روح القدس
نے تعلق کر لیا۔ بظاہر اُس سے زیادہ تر ملک صدق سالم کا حق تھا کیونکہ بقول عیسائیوں کے
وہ ہر طرح کے گناہ سے پاک تھا۔

اور عیسائیوں کے اصول پر ایک ہمارا یہ اعتراض تھا کہ وہ اس باتکو مانتے ہیں کہ
نجات کا اصل ذریعہ گناہوں سے پاک ہونا ہے اور پھر باوجود تسلیم اس بات کی گناہوں سے
پاک ہونے کا حقیقی طریقہ بیان نہیں کرتے بلکہ ایک قابل شرم بناوٹ کو پیش کرتے ہیں
جکو گناہوں سے پاک ہونیکے ساتھ کوئی حقیقی رشتہ نہیں۔ یہ بات نہایت صاف اور
ظاہر ہے کہ چونکہ انسان خدا کے لئے پیدا کیا گیا ہے اسلئے اُسکا تمام آرام اور ساری خوشحالی
صرف اسی میں ہے کہ وہ سارا خدا کا ہی ہو جائے۔ اور حقیقی راحت کبھی ظاہر نہیں ہوسکتی جب تک
انسان اس حقیقی رشتہ کو جو اسکو خدا سے ہی ممکن قوت سے حیز فعل میں نہ لاوے۔ لیکن جب انسان
خدا سے مونہہ پھیر لیوے تو اسکی مثال ایسی ہو جاتی ہے جیسا کہ کوئی شخص اُن کھڑکیوں
کو بند کر دیوے جو آفتاب کی طرف تھیں اور کچھ شک نہیں کہ اُن کے بند کرنے کیساتھ
ہی ساری کوٹھڑی میں اندھیرا پھیل جائے گا۔ اور وہ روشنی جو محض آفتاب سے ملتی ہی یک لخت
دور ہو کر ظلمت پیدا ہو جائے گی۔ اور وہی ظلمت ہی جو ضلالت اور جہنم سے تعبیر کیجاتی
ہے کیونکہ دکھونکی وہی جڑ ہے اور اُس ظلمت کا دور ہونا اور اس جہنم سے نجات پانا اگر
قانون قدرت کے طریق پر تلاش کیجائے تو کسی کے مصلوب کرنے کی حاجت نہیں
بلکہ وہی کھڑکیاں کھول دینی چاہییں جو ظلمت کی باعث ہوئی تھیں۔ کیا کوئی یقین کرسکتا ہے
کہ ہم درحالیکہ نور پانے کی کھڑکیوں کے بند رکھنے پر اصرار کریں کسی روشنی کو پاسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں

سو گناہ کا معاف ہونا کوئی قصہ کہانی نہیں جس کا ظہور کسی آئندہ زندگی پر موقوف ہو۔ اور یہ بھی
نہیں کہ یہ امور محض بے حقیقت اور مجازی گورنمنٹوں کی نافرمانیوں اور قصور بخشی کے رنگ
میں ہیں بلکہ اُسوقت انسان کو مجرم یا گنہگار کہا جاتا ہے کہ جب وہ خدا سے اعراض کر کے
اُس روشنی کے مقابلہ سے پرے ہٹ جاتا اور اُس چمک سے ادھر اودھر ہو جاتا ہے جو خدا
سے اترتی اور دلوں پر نازل ہوتی ہے۔ اس حالت موجودہ کا نام خدا کی کلام میں جُناح ہے
جسکو پارسیوں نے تبدل کر کے گناہ بنا لیا ہے اور جنح جو اس کا مصدر ہے اسکے معنے
ہیں میل کرنا اور اصل مرکز سے ہٹ جانا۔ پس اس کا نام جُناح یعنے گناہ اسلئے ہوا کہ انسان
اعراض کر کے اس مقام کو چھوڑ دیتا ہے جو الٰہی روشنی پڑنے کا مقام ہے اور اُس خاص
مقام سے دوسری طرف میل کر کے اُن نوروں سے اپنے تئیں دور ڈالتا ہے جو اس سمت
مقابل میں حاصل ہو سکتے ہیں۔ ایسا ہی جرم کا لفظ جسکے معنے بھی گناہ ہیں جَرم سے مشتق ہے
اور جرم عربی زبان میں کاٹنے کو کہتے ہیں پس جُرم کا نام اسلئے جُرم ہوا کہ جرم کا مرتکب
اپنے تمام تعلقات خدا تعالےٰ سے کاٹتا ہے اور باعتبار مفہوم کے جُرم کا لفظ
جُناح کے لفظ سے سخت تر ہے کیونکہ جُناح صرف میل کا نام ہے جسمیں کسی طرح کا
ظلم ہو۔ مگر جُرم کا لفظ کسی گناہ پر اسوقت صادق آئے گا کہ جب ایک شخص عمداً خدا کے
قانون کو توڑ کر اور اُسکے تعلقات کی پرواہ نہ رکھکر کسی ناکردنی امر کا دیدہ و دانستہ ارتکاب
کرتا ہے۔

اب جبکہ حقیقی پاکیزگی کی حقیقت یہ ہوئی جو ہمنے بیان کی ہے تو اب اس جگہ
طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ گم شدہ انوار جنکو انسان تاریکی سے محبت کر کے کھو
بیٹھتا ہے کیا وہ صرف کسی شخص کو مصلوب ماننے سے مل سکتے ہیں؟ سو جواب یہ ہے
کہ یہ خیال بالکل غلط اور فاسد ہے۔ بلکہ اصل حقیقت یہی ہے کہ اُن نوروں کے حاصل کرنے
کے لئے قدیم سے قانون قدرت یہی ہے جو ہم اُن کھڑکیوں کو کھولدیں جو اُس آفتاب
حقیقی کے سامنے ہیں۔ تب وہ کرنیں اور شعاعیں جو بند کرنے سے گم ہو گئی تھیں یکدفعہ پھر پیدا
ہو جائیں گی۔ دیکھو خدا کا جسمانی قانون قدرت بھی یہی گواہی دے رہا ہے۔ اور کسی ظلمت

کو ہم دور نہیں کر سکتے جب تک ایسی کھڑکیاں نہ کھولدیں جن سے سیدھی شعاعیں ہمارے گھر میں پڑ سکتی ہیں۔ سو اسمیں کچھ شک نہیں کہ عقل سلیم کے نزدیک یہی صحیح ہے جو اُن کھڑکیوں کو کھولا جائے۔ تب ہم نہ صرف نور کو پائینگے بلکہ اُس مبدء انوار کو بھی دیکھ لینگے۔ غرض گناہ اور غفلت کی تاریکی دور کرنے کیلئے نور کا پانا ضروری ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا۔ یعنے جو شخص اس جہان میں اندھا ہو وہ اس دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھوں سے بدتر۔ یعنے خدا کے دیکھنے کی آنکھیں اور اُسکے دریافت کرنے کے حواس اسی جہان سے ملتے ہیں جسکو اس جہان میں نہیں ملے اُسکو دوسرے جہان میں بھی نہیں ملینگے۔ راستباز جو قیامت کے دن خدا کو دیکھیں گے وہ اسی جگہ سے دیکھنے والے حواس ساتھ لیجائیں گے۔ اور جو شخص اسجگہ خدا کی آواز نہیں سنے گا وہ اُسجگہ بھی نہیں سُنے گا۔ خدا کو جیسا کہ خدا ہے بغیر کسی غلطی کے پہچاننا اور اسی عالم میں سچے اور صحیح طور پر اُسکی ذات اور صفات کی معرفت حاصل کرنا یہی تمام روشنی کا مبدء ہے۔ اسی مقام سے ظاہر ہے کہ جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ خدا پر بھی موت اور دکھ اور مصیبت اور جہالت وارد ہو جاتی ہے اور وہ بھی ملعون ہو کر سچی پاکیزگی اور رحمت اور علوم حقہ سے محروم ہو جاتا ہے ایسے لوگ گمراہی کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں اور سچے علوم اور حقیقی معارف جو درحقیقت مدار نجات ہیں اُنسے وہ لوگ درحقیقت بیخبر ہیں۔ نجات کا مفت ملنا اور اعمال کو غیر ضروری ٹھہرانا جو عیسائیوں کا خیال ہے یہ اُن کی سراسر غلطی ہے۔ اُنکے فرضی خدا نے بھی چالیس روزے رکھے تھے اور موسیٰ نے کوہ سینا پر روزے رکھے۔ پس اگر اعمال کچھ چیز نہیں ہیں تو یہ دونوں بزرگ اس بیہودہ کام میں کیوں پڑے۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ بدی سے سخت بیزار ہے تو ہمیں اس سے سمجھ آتا ہے کہ وہ نیکی کرنے سے نہایت درجہ خوش ہوتا ہے پس اس صورت میں نیکی بدی کا کفارہ ٹھہرتی ہے۔ اور جب ایک انسان بدی کرنے کے بعد ایسی نیکی بجالایا جس سے خدا تعالےٰ خوش ہوا تو ضرور ہے کہ پہلی بات موقوف ہو کر

دوسری بات قائم ہوجائے ورنہ خلاف عدل ہوگا۔ اسی کے مطابق اللہ جل شانہٗ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنَّ الحسنات یذھبن السیئات یعنے نیکیاں بدیوں کو دور کردیتی ہیں۔ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بدی میں ایک زہریلی خاصیت ہے کہ وہ ہلاکت تک پہنچاتی ہے اسی طرح ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ نیکی میں ایک تریاقی خاصیت ہے کہ وہ موت سے بچاتی ہے۔ مثلاً گھر کے تمام دروازوں کو بند کردینا یہ ایک بدی ہے جسکی لازمی تاثیر یہ ہے کہ اندھیرا ہوجائے۔ پھر اس کے مقابل پر یہ ہے کہ گھر کا دروازہ جو آفتاب کی طرف ہے کھولا جائے اور یہ ایک نیکی ہے جسکی لازمی خاصیت یہ ہے کہ گھر کے اندر گم شدہ روشنی واپس آجائے۔ یا ہم بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ عذاب ایک سلبی چیز ہے کیونکہ راحت کی نفی کا نام عذاب ہے اور نجات ایک ایجابی چیز ہے یعنے راحت اور خوشحالی کے دوبارہ حاصل ہوجانے کا نام نجات ہے۔ پس جیسا کہ ظلمت عدم وجود روشنی کا نام ہے ایسا ہی عذاب عدم وجود خوشحالی کا نام ہے۔ مثلاً بیماری اس حالت کا نام ہے کہ جب حالت بدن مجری طبیعت پر نہ رہے اور صحت اُس حالت کا نام ہے کہ جب امور طبعیہ اپنی اصلی حالات کی طرف عود کریں۔ سو جب انسان کی روحانی حالت مجریٰ طبیعی سے ادھر اودھر کھسک جائے اسی اختلال کا نام عذاب ہے۔ اور جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی عضو مثلاً ہاتھ یا پیر اپنے محل سے اتر جائے تو اسی وقت درد شروع ہوجاتا ہے اور وہ عضو اپنی خدمات مفوضہ کو بجا نہیں لاسکتا۔ اور اگر اسی حالت پر چھوڑا جائے تو رفتہ رفتہ بیکار یا متعفن ہوکر گرجاتا ہے اور بسا اوقات اسکی ہمسایگی سے دوسرے اعضا کی بگڑنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ اور یہ درد جو اس عضو میں پیدا ہوتا ہے یہ باہر سے نہیں آتا بلکہ فطرتاً اسکی اس خراب حالت کو لازم پڑا ہوا ہے ایسا ہی عذاب کی حالت ہے کہ جب فطرتی دین سے انسان الگ ہوجائے اور حالت استقامت سے گرجائے تو عذاب شروع ہوجاتا ہے۔ گو ایک جاہل جو غفلت کی بیہوشی میں پڑا ہوا ہے اس عذاب کا احساس نہ کرے۔ اور ایسی حالت میں ایسا بگڑا ہوا نفس روحانی خدمات کے لائق نہیں رہتا اور اگر اسی حالت میں ایک مدت تک رہے تو بالکل بیکار ہوجاتا ہے اور اُسکی ہمسایگی

دوسروں کو بھی معرض خطر میں ڈالتی ہے اور وہ عذاب جو اسپر وارد ہوتا ہے باہر سے نہیں آتا بلکہ وہی حالت اسکی اس عذاب کو پیدا کرتی ہے - بیشک عذاب خدا کا فعل ہے مگر اس طرح کا مثلاً جبکہ ایک انسان سم الفار کو وزن کافی تک کھالے تو خدا تعالیٰ اسکو مار دیتا ہے یا مثلاً جب ایک انسان اپنی کوٹھڑی کے تمام دروازے بند کر دے تو خدا تعالیٰ اس گھر میں اندھیرا پیدا کر دیتا ہے - یا اگر مثلاً ایک انسان اپنی زبان کو کاٹ ڈالے تو خدا تعالیٰ قوت گویائی اس سے چھین لیتا ہے - یہ سب خدا تعالیٰ کے فعل ہیں جو انسان کے فعل کے بعد پیدا ہوتے ہیں - ایسا ہی عذاب دینا خدا تعالیٰ کا فعل ہے جو انسان کے اپنے ہی فعل سے پیدا ہوتا اور اسی میں جوش مارتا ہے - اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدہ یعنے خدا کا عذاب ایک عذاب ہے جسکو خدا بھڑکاتا ہے اور پہلا شعلہ اسکا انسان کے اپنے دل پر سے ہی اٹھتا ہے - یعنے جڑ اسکی انسان کا اپنا ہی دل ہے اور دل کے ناپاک خیالات اس جہنم کے ہیزم ہیں - پس جبکہ عذاب کا اصل تخم اپنے وجود کی ہی ناپاکی ہے جو عذاب کی صورت پر متمثل ہوتی ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ وہ چیز جو اس عذاب کو دور کرتی ہے وہ راستبازی اور پاکیزگی ہے - اور ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ عذاب ایک سلبی چیز ہے کیونکہ راحت اور آرام ایک طبعی امر ہے اور اسکے زوال کا نام عذاب ہے اور قانون قدرت گواہی دیتا ہے کہ ہمیشہ امر سلبی امر ایجابی کے پیدا ہونیسے دور ہو جاتا ہے - مثلاً کوٹھڑی کے دروازے بند کرنیسے جو ایک تاریکی پیدا ہوتی ہے یہ ایک امر سلبی ہے اور اسکا پہلا اور سیدھا علاج یہ ہے کہ آفتاب کی سمت کے دروازے کھول دئیے جائیں اور دروازہ کھولنا ایک ایجابی امر ہے

غرض اسجگہ حقیقی نجات کے حاصل کرنے کے لئے کسی تیسری شی کی حاجت نہیں پڑتی - مثلاً ایک بند کوٹھڑی کا اندھیرا دور کرنیکے لئے اسیقدر کافی ہے کہ تک سکے دروازے کھول دیئے جائیں - اسی لئے قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ خدا کی توحید پر علمی اور عملی طور پر قائم ہونے والے سب نجات پائیں گے - ہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ کامل توحید جو مدار نجات ہے جس میں کوئی شرک کی تاریکی نہیں اور جو ہر ایک نقصان سے خالی ہے وہ صرف

قرآن میں پائی جاتی ہے۔ اسلئے التزاماً یہ بھی لازم آیا کہ ہم اُس توحید کو قرآن اور نبی آخر الزمان کے ذریعہ سے ڈھونڈیں۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ وہ دوسری جگہ نہیں ملتی۔ اب اسجگہ ہر ایک دانشمند سمجھ جائیگا کہ گناہ اور معافی گناہ کی فلاسفی کیا ہے۔ مگر افسوس کہ عیسائیوں کے خیال میں جما ہوا ہے کہ عذاب الہی اس انسان کے عذاب کی مانند ہے جو کسی اپنے خدمتگار کو اسکی نافرمانی کی حرکات سے چڑکر اور نہایت تنگ آکر مارتا ہے۔ پس گویا وہ اُس تنگدل آقا کی مانند ہے جسنے اپنے نفس پر فرض کر رکھا ہے کہ کبھی قصور سے درگذر نہ کرے جبتک ایک قصوروار کی عوض میں دوسرے کو ذبح نہ کرلیوے۔

منجملہ میرے اعتراضات کے ایک یہ بھی تھا کہ یہ دعویٰ پادریوں کا سراسر غلط ہے کہ "قرآن توحید اور احکام میں نئی چیز کونسی لایا جو توریت میں نہ تھی"۔ بظاہر ایک نادان توریت کو دیکھکر دھوکہ میں پڑیگا کہ توریت میں توحید بھی موجود ہے اور احکام عبادت اور حقوق عباد کا بھی ذکر ہے۔ پھر کونسی نئی چیز ہے جو قرآن کے ذریعہ سے بیان کی گئی۔ مگر یہ دھوکہ اسی کو لگیگا جسنے کلام الہی میں کبھی تدبر نہیں کیا۔ واضح ہو کہ الٰہیات کا بہت سا حصہ ایسا ہے کہ توریت میں اسکا نام و نشان نہیں۔ چنانچہ توریت میں توحید کے باریک مراتب کا کہیں ذکر نہیں۔ قرآن ہمپر ظاہر فرماتا ہے کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ ہم بتوں اور انسانوں اور حیوانوں اور عناصر اور اجرام فلکی اور شیاطین کی پرستش سے باز رہیں بلکہ توحید تین درجہ پر منقسم ہے درجہ اوّل عوام کے لئے یعنے اُنکے لئے جو خدا تعالے کے غضب سے نجات پانا چاہتے ہیں۔ دوسرا درجہ خواص کے لئے یعنے اُنکے لئے جو عوام کی نسبت زیادہ تر قرب الہی کے ساتھ خصوصیت پیدا کرنی چاہتے ہیں۔ اور تیسرا درجہ خواص الخواص کیلئے جو قرب کے کمال تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ اوّل مرتبہ توحید کا تو یہی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کیجائے اور ہر ایک چیز جو محدود اور مخلوق معلوم ہوتی ہے خواہ زمین پر ہے خواہ آسمانپر اُسکی پرستش سے کنارہ کیا جائے۔ دوسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ اپنے اور دوسروں کے تمام کاروبار میں موثر حقیقی خدا تعالیٰ کو سمجھا جاوے اور اسباب پر اتنا زور نہ دیا جاوے جس سے وہ خدا تعالے کے شریک ٹھہر جائیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان ہوتا اور بکر نہ ہوتا تو میں تباہ

ہو جاتا۔ اگر یہ کلمات اس نیت سے کہے جائیں کہ جس سے حقیقی طور پر زید و بکر کو کچھ چیز سمجھا جائے تو یہ بھی شرک ہی۔ تیسری قسم توحید کی یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھانا اور اپنے وجود کو اسکی عظمت میں محو کرنا۔ یہ توحید توریت میں کہاں ہے۔ ایسا ہی توریت میں بہشت اور دوزخ کا کچھ ذکر نہیں پایا جاتا۔ اور شاید کہیں کہیں اشارات ہوں۔ ایسا ہی توریت میں خدا تعالےٰ کی صفات کاملہ کا کہیں پورے طور پر ذکر نہیں۔ اگر توریت میں کوئی ایسی سورۃ ہوتی جیسا کہ قرآن شریف میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ہے تو شاید عیسائی اس مخلوق پرستی کی بلا سے رُک جاتے۔ ایسا ہی توریت نے حقوق کے مدارج کو پورے طور پر بیان نہیں کیا۔ لیکن قرآن نے اس تعلیم کو بھی کمال تک پہنچایا ہے۔ مثلاً وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۗءِ ذِي الْقُرْبٰى۔ یعنے خدا حکم کرتا ہے کہ تم عدل کرو اور اس سے بڑھکر یہ کہ تم احسان کرو اور اس سے بڑھکر یہ کہ تم لوگوں کی ایسے طور سے خدمت کرو کہ جیسے کوئی قرابت کے جوش سے خدمت کرتا ہے۔ یعنے بنی نوع سے تمہاری ہمدردی جوش طبعی سے ہو کوئی ارادہ احسان رکھنے کا نہ ہو جیسا کہ ماں اپنے بچہ سے ہمدردی رکھتی ہے۔ ایسا ہی توریت میں خدا کی ہستی اور اسکی وحدانیت اور اسکی صفات کاملہ کو دلائل عقلیہ سے ثابت کر کے نہیں دکھلایا۔ لیکن قرآن شریف نے ان تمام عقائد اور نیز ضرورت الہام اور نبوت کو دلائل عقلیہ سے ثابت کیا ہے اور ہر ایک بحث کو فلسفہ کے رنگ میں بیان کر کے حق کے طالبوں پر اُس کا سمجھنا آسان کر دیا ہے۔ اور یہ تمام دلائل ایسے کمال سے قرآن شریف میں پائے جاتے ہیں کہ کسی کی مقدور میں نہیں کہ مثلاً ہستی باری پر کوئی ایسی دلیل پیدا کر سکے کہ جو قرآن شریف میں موجود نہ ہو۔

ماسوا اسکے قرآن شریف کے وجود کی ضرورت پر ایک اور بڑی دلیل یہ ہے کہ پہلی تمام کتابیں موسیٰ کی کتاب توریت سے انجیل تک ایک خاص قوم یعنے بنی اسرائیل کو اپنا مخاطب ٹھہراتی ہیں۔ اور صاف اور صریح لفظوں میں کہتے ہیں کہ انکی ہدایتیں عام

فائدہ کے لئے نہیں بلکہ صرف بنی اسرائیل کے وجود تک محدود ہیں۔ مگر قرآن شریف کا منظر تمام دنیا کی اصلاح ہے اور اسکی مخاطب کوئی خاص قوم نہیں بلکہ اپنے کھلے کھلے طور پر بیان فرماتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کیلئے نازل ہوا ہے اور ہر ایک کی اصلاح [illegible] ہے۔ سو بلحاظ مخاطبین کے توریت کی تعلیم اور قرآنکی تعلیم میں بڑا فرق ہے۔ مثلاً توریت کہتی ہے کہ خون مت کر اور قرآن بھی کہتا ہے کہ خون مت کر اور بظاہر قرآن میں اسی حکم کا اعادہ معلوم ہوتا ہے جو توریت میں آچکا ہے۔ مگر درصل اعادہ نہیں بلکہ توریت کا یہ حکم صرف بنی اسرائیل سے تعلق رکھتا ہے اور صرف بنی اسرائیل کو خون سے منع فرماتا ہے دوسرے سے توریت کو کچھ غرض نہیں۔ لیکن قرآن شریف کا یہ حکم تمام دنیا سے تعلق رکھتا ہے اور تمام نوع انسان کو ناحق کی خونریزی سے منع فرماتا ہے۔ اسیطرح تمام احکام میں قرآن شریف کی اصل غرض عامہ خلائق کی اصلاح ہے اور توریت کی غرض صرف بنی اسرائیل تک محدود ہے۔

میںنے انجیلوں پر ایک یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ انمیں جسقدر معجزات لکھے گئے ہیں جن سے خواہ نخواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی ثابت کیجاتی ہے وہ معجزات ہرگز ثابت نہیں ہیں۔ کیونکہ انجیل نویسوں کی نبوت جو مدار ثبوت تھی ثابت نہیں ہوئی اور نہ انھوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ کوئی معجزہ دکھلایا۔ باقی رہا یہ کہ انھوں نے بحیثیت ایک وقائع نویس کے معجزات کو لکھا ہو۔ سو وقائع نویسی کے شرائط بھی انمیں متحقق نہیں کیونکہ وقائع نویس کیلئے ضروری ہے کہ وہ دروغ گو نہ ہو اور دوسرے یہ کہ اسکے حافظہ میں خلل نہ ہو اور تیسرے یہ کہ وہ عمیق الفکر ہو اور سطحی خیال کا آدمی نہ ہو اور چوتھے یہ کہ وہ محقق ہو اور سطحی باتوں پر کفایت کرنے والا نہ ہو اور پانچویں یہ کہ جو کچھ لکھے چشم دید لکھے محض رطب یابس کو پیش کرنیوالا نہ ہو۔ مگر انجیل نویسوں میں ان شرطوں میں سے کوئی شرط موجود نہ تھی۔ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ انھوں نے اپنی انجیلوں میں عمداً جھوٹ بولا ہے چنانچہ ناصرہ کے معنے الٹے کئے اور عمانوایل کی پیشگوئی کو خواہ نخواہ مسیح پر جمایا اور انجیل میں لکھا کہ اگر یسوع کے تمام کام لکھے جاتے تو وہ کتابیں دنیا میں سما نہ سکتیں"۔ اور حافظہ کا یہ حال ہے کہ پہلی کتابوں کے بعض حوالوں

غلطی کھائی اور بہت سی بے اصل باتوں کو لکھکر ثابت کیا کہ اُنکو عقل اور فکر اور تحقیق سے
کام لینے کی عادت نہ تھی بلکہ بعض جگہ ان انجیلوں میں نہایت قابل شرم جھوٹ ہی۔ جیسا کہ
متی باب ۵ میں یسوع کا یہ قول ہے کہ تم سُن چکے ہو کہ اپنے پڑوسی سے محبت کر اور اپنے
دشمن سے نفرت کر حالانکہ پہلی کتابوں میں یہ عبارت موجود نہیں۔ ایسا ہی انکا یہ لکھنا کہ
تمام مُردے بیت المقدس کی قبروں سے نکلکر شہر میں آ گئے تھے۔ یہ کسقدر بیہودہ
بات ہے اور کسی معجزہ کے لکھنے کے وقت کسی انجیل نویس نے یہ دعوی نہیں
کیا کہ وہ اُسکا چشم دید ماجرا ہے پس ثابت ہوتا ہے کہ وقائع نویسی کے شرائط اُنہیں
موجود نہ تھے۔ اور اُنکا بیان ہرگز اس لائق نہیں کہ کچھ بھی اُس کا اعتبار کیا جائے۔ اور باوجود اس
بے اعتباری کے جس بات کی طرف وہ بلاتے ہیں وہ نہایت ذلیل خیال اور قابل شرم
عقیدہ ہے۔ کیا یہ بات عند العقل قبول کرنے کے لائق ہے کہ ایک عاجز مخلوق
جو تمام لوازم انسانیت کے اپنے اندر رکھتا ہے خدا کہلاوے؟ کیا عقل اس
بات کو مان سکتی ہے کہ مخلوق اپنے خالق کو کوڑے مارے اور خدا کے بندے
اپنے قادر خدا کے مونہہ پر تھوکیں اور اسکو پکڑیں اور اسکو سولی دیں اور وہ خدا ہوکر
اُنکے مقابلہ سے عاجز ہو؟ کیا یہ بات کسی کو سمجھ آسکتی ہے کہ ایک شخص خدا کہلا کر تمام
رات دعا کرے اور پھر اُسکی دُعا قبول نہ ہو؟ کیا کوئی دل اس بات پر اطمینان پکڑ سکتا ہے کہ
خدا بھی عاجز بچوں کی طرح نو مہینے تک پیٹ میں رہے اور خون حیض کھاوے اور
آخر چیختا ہوا عورتوں کی شرمگاہ سے پیدا ہو؟ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ خدا
بیشمار اور بے ابتدا زمانہ کے بعد مجسم ہو جائے اور ایک ٹکڑہ اُس کا انسان کی صورت
بنے اور دوسرا کبوتر کی اور یہ جسم ہمیشہ کے لئے انکے گلے کا ہار ہو جائے۔

ایک اور اعتراض تھا جو ہمنے عیسائیوں کی موجودہ انجیل پر کیا تھا جسکی وجہ سے
پادری صاحبوں کو بہت شرمندگی اٹھانی پڑی اور وہ یہ ہے کہ انجیل انسان کے تمام قوتوں
کی مربی نہیں ہو سکتی۔ اور جو کچھ اسمیں کسیقدر اخلاقی حصہ موجود ہے وہ بھی اصل توریت کا
انتخاب ہی۔ اسپر بعض عیسائیوں نے یہ اعتراض اٹھایا تھا کہ خدا کی کتاب کے مناسب حال

صرف اخلاقی حصہ ہوتا ہے اور سزا جزا کے قوانین خدا کی کتاب کے مناسب حال نہیں کیونکہ جرائم کی سزائیں حالات متبدلہ کی مصلحت کے رو سے ہونی چاہییں اور وہ حالات غیر محدود ہیں اسلئے انکے لئے صرف ایک* ہی قانون سزا ہونا ٹھیک نہیں ہے ہر ایک سزا جیسا کہ وقت تقاضا کرے اور مجرمونکی تنبیہ اور سرزنش کے لئے مفید پڑ سکے دینی چاہیے۔ لہٰذا ہمیشہ ایک ہی رنگ میں ان کا ہونا اصلاح خلائق کیلئے مفید نہیں ہوگا اور اسطرح پر قوانین دیوانی اور فوجداری اور مالگذاری کو محدود کر دینا اُس بدنتیجہ کا موجب ہوگا کہ جو ایسی نئی صورتوں کے وقت میں پیدا ہو سکتا ہے جو اُن قوانین محدودہ سے باہر ہوں۔ مثلاً ایک ایسی جدید طرز کے امور تجارت پر مخالفانہ اثر کرے جو ایسے عام رواج پر مبنی ہوں جنسے اُس گورنمنٹ میں کسی طرح گریز نہ ہو سکے۔ اور یا کسی اور طرز کے جدید معاملات پر موثر ہو اور یا کسی اور تمدنی حالت پر اثر رکھتا ہو۔ اور یا بدمعاشونکے ایسے حالات راسخہ پر غیر مفید ثابت ہو جو ایک قسم کی سزا کی عادت پکڑ گئے ہوں یا اُس سزا کے لائق نہ رہے ہوں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ خیالات اُن لوگونکے ہیں جنھوں نے کبھی تدبر سے خدا کی کلام قرآن شریف کو نہیں پڑھا۔ اب میں حق کے طالبونکو سمجھاتا ہوں کہ قرآن شریف میں ایسے احکام جو دیوانی اور فوجداری اور مال کے متعلق ہیں دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جنمیں سزا یا طریق انصاف کی تفصیل ہے۔ دوسرے وہ جنمیں اُن امور کو صرف قواعد کلیہ کے طور پر لکھا ہے اور کسی خاص طریق کی تعیین نہیں کی۔ اور وہ احکام اس غرض سے ہیں کہ تا اگر کوئی نئی صورت پیدا ہو تو مجتہد کو کام آویں۔ مثلاً قرآن شریف میں ایک جگہ تو یہ ہے کہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ یہ تو تفصیل ہے۔ اور دوسری جگہ یہ اجمالی عبارت ہے کہ **جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا**۔ پس جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجمالی عبارت توسیع قانون کے لئے بیان فرمائی گئی ہے۔ کیونکہ بعض صورتیں ایسی ہیں کہ انمیں یہ قانون جاری نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک ایسا شخص کسی کا دانت توڑے کہ اُسکے مونہہ میں دانت نہیں اور بباعث کبر سنی یا کسی اور سبب سے اسکے دانت نکل گئے ہیں تو دندان شکنی کی سزا میں ہم اسکا دانت توڑ نہیں سکتے

نوٹ * اس قسم کا اعتراض نارگ ہے اور دوسرے انگریزی منقنوں نے قرآن کریم پر کیا ہے۔

کیونکہ اُسکے تو مونہہ میں دانت ہی نہیں۔ ایساہی اگر ایک اندھا کسی کی آنکھ پھوڑ دے تو ہم اُسکی آنکھ نہیں پھوڑ سکتے کیونکہ اُسکی تو آنکھیں ہی نہیں۔ خلاصہ مطلب یہ کہ قرآن شریف نے ایسی صورتوں کو احکام میں داخل کرنے کے لئے اس قسم کے قواعد کلیہ بیان فرمائے ہیں پس اُسکے احکام اور قوانین پر کیونکر اعتراض ہو سکے۔ اور اُسنے صرف یہی نہیں کہا بلکہ ایسے قواعد کلیہ بیان فرماکر ہر ایک کو اجتہاد اور استخراج اور استنباط کی ترغیب دی ہے۔ مگر افسوس کہ یہ ترغیب اور طرز تعلیم توریت میں نہیں پائی جاتی اور انجیل تو اس کامل تعلیم سے بالکل محروم ہے اور انجیل میں صرف چند اخلاق بیان کئے ہیں اور وہ بھی کسی ضابطہ اور قانون کے سلسلہ میں منسلک نہیں ہیں۔

اور یاد رہے کہ عیسائیوں کا یہ بیان کہ انجیل نے قوانین کی باتوں کو انسانوں کی سمجھ پر چھوڑ دیا ہے جائے فخر نہیں بلکہ جائے انفعال اور ندامت ہے۔ کیونکہ ہر ایک امر جو قانون کلی اور قواعد مرتبہ منتظمہ کے رنگ میں بیان کیا جائے وہ امر گو کیسا ہی اپنے مفہوم کے رو سے نیک ہو بد استعمالی کے رو سے نہایت بد اور مکروہ ہو جاتا ہے۔ اور ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ انجیل میں کسیقدر اخلاقی تعلیم ہے تو سہی جو توریت اور طالمود سے لیگئی ہے۔ مگر بہت بے ٹھکانہ اور بے سر و پا ہے۔ اور کاش اگر وہ کسی قانون کے نیچے منتظم ہوتی تو کیسی کار آمد ہو سکتی۔ مگر اب تو حکیمانہ نظر میں نہایت مکروہ چیز ہے۔ اور یہ سارا نقصان قانون کے چھوڑ دینے سے ہے جو انتظام اور ترتیب قواعد کے استعمال سے مراد ہے۔ یہ خیال ایک سخت نادانی ہے کہ دین صرف ان چند بے سر و پا باتوں کا نام ہے جو انجیل میں درج ہیں۔ بلکہ وہ تمام امور جو تکمیل انسانیت کے لئے ضروری ہیں دین میں داخل ہیں۔ جو باتیں انسان کو وحشیانہ حالت سے پھیر کر حقیقی انسانیت سکھلاتی یا عام انسانیت سے ترقی دیکر حکیمانہ زندگی کی طرف منتقل کرتی ہیں اور یا حکیمانہ زندگی سے ترقی دیکر فنا فی اللہ کی حالت تک پہنچاتی ہیں انھیں باتوں کا نام دوسرے لفظوں میں دین ہے۔

ایک اعتراض میںنے انجیلوں پر یہ کیا تھا کہ انجیلوں میں صرف اسی قسم کے جھوٹ

جو یسوع کے اُس حصہ عمر کے متعلق ہیں جنمیں اُسنے اپنے تئیں ظاہر کیا۔ بلکہ یسوع کی پہلی زندگی کی نسبت بھی انجیلوں کے لکھنے والوں نے عمداً جھوٹھ بولا ہے اور اُس کے اُن واقعات کو ظاہر کرنا انھوں نے مصلحت نہیں سمجھا جو اُسکی اس زندگی کے متعلق ہیں جو اُسکے دعوے سے پہلی گذر چکی تھی۔ حالانکہ ایسا شخص جسنے خدائی کا دعوی کیا تھا اُسکی اُس عمر کا وہ پہلا اور بڑا حصہ بھی بیان کرنے کے لائق تھا جس میں قریباً کل عمر اسکی کھپ چکی تھی اور صرف بقول عیسائیاں تین برس اُسکی عمر سے باقی رہ گئے تھے تا دیکھا جاتا کہ اُس تیس برس کی عمر میں کس طرح کے چال چلن سے اُسنے زندگی بسر کی اور کس طور سے خدا کا معاملہ اس سے رہا اور کس کس قسم کے عجائبات اُس سے ظہور میں آئے۔ مگر افسوس کہ انجیل نویسوں نے اس حصہ کا نام بھی نہ لیا۔ ہاں لوقا باب اول میں اسقدر لکھا ہے کہ فرشتہ نے مریم پر ظاہر ہو کر اُسکو بیٹے کی خوشخبری دی اور کہا کہ اس کا نام عیسیٰ رکھنا" لیکن یہ قصہ لوقا کی خود تراشیدہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر یہ قصہ صحیح ہوتا تو پھر مریم اسکی ماں جسکو فرشتہ نظر آیا تھا اور اُس کے بھائی جو اُس فرشتہ سے خوب اطلاع رکھتے تھے کیوں اُسپر ایمان نہ لائے۔ اور یہ انکار اُس حد تک کیوں پہنچ گیا کہ یسوع نے خود اپنے بھائیوں کے بھائی ہونے سے انکار کیا۔ اور ماں سے بھی انکار کیا۔

مینے یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ یوحنا باب ۲ آیت ۲۰ میں ہے کہ یہودیونکو مسیح نے کہا تھا کہ ہیکل چھیالیس برس میں بنائی گئی ہے۔ مگر یہودیونکی کتابوں میں بتواتر یہ درج ہے کہ صرف آٹھ برس تک ہیکل طیار ہو گئی تھی۔ چنانچہ ابتک وہ کتابیں موجود ہیں۔ پس یہ بات بالکل جھوٹ ہے کہ یہودیوں نے مسیح کو ایسا کہا تھا۔ اور خود یہ بات قرین قیاس بھی نہیں کہ ایسی مختصر عمارت جسکے بنانے کیلئے نہایت سے نہایت چند سال کافی تھے وہ چھیالیس برس تک بنتی رہی ہو۔ سو ایسے ایسے جھوٹھ انجیلوں میں ہیں جنکی وجہ سے اُنکے مضامین قابل تمسک نہیں۔ مثلاً دیکھو کہ انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۳۴ میں لکھا ہے کہ میں تمھیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ تم ایکدوسرے سے محبت رکھو۔ حالانکہ یہ نیا حکم نہیں۔ کیونکہ احبار کی کتاب باب ۱۹ آیت ۱۸ میں یہی حکم لکھا ہے پھر وہ نیا کیونکر ہو گیا۔ تعجب کہ یہی انجیلیں ہیں جنکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ پایۂ اعتبار کے

رو سے احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جن کتابوں میں ایسے قابل شرم جھوٹ ہیں انکو اسلام کی کتب احادیث سے کیا نسبت ہے۔ ریلینڈ صاحب اپنی کتاب اکاؤنٹ آف محمد نزم میں لکھتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معجزات نہایت مشہور عالم پرہیزگار اور دانا محمدی فاضلوں نے اپنی بیشمار کتابوں میں درج کئے ہیں اور یہ فاضل ایسے تھے کہ کسی بات کو بغیر سخت امتحان اور بے انتہا جانچ پڑتال کے نہیں لیتے تھے اسی لئے انکی روایات اس قابل نہیں کہ انمیں شک کیا جائے۔ تمام ملک عرب میں وہ مشہور ہیں۔ اور وہ واقعات عام طور پر باپ سے بیٹے کو اور ایک پشت سے دوسری پشت کو پہونچے ہیں۔ اسلام کی ہر ایک قسم کی کتابیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معجزات پر گواہی دیتی ہیں۔ پھر اگر اتنے بڑے اور دانا فاضلوں کی سند کو تسلیم نہ کیا جائے تو ہم معجزات کیواسطے اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کیونکہ ایسی باتوں کے ثبوت کیلئے جو کہ ہمارے زمانہ سے پہلے یا ہماری نظروں سے دور واقع ہوئی ہیں صرف سندیں ذریعہ ہیں اور اگر ان سندوں کا انکار کیا جائے تو تمام تاریخی حالات قابل شک ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ایک دلیل اسبات پر کہ یہ معجزات واقعی طور پر سچے تھے یہ ہے کہ ایسے لوگوں پر نبی اسلام نے (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت سخت لعنت کی ہے کہ جو جھوٹے طور پر آپکی طرف معجزات منسوب کریں۔ بلکہ صاف طور پر کہا ہے کہ جو میرے پر جھوٹ بولے اُسکی سزا جہنم ہے۔ پس یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ایسی سخت ممانعت کے بعد اسقدر جھوٹے معجزات بنائے جاتے۔"

پھر وہی مولف لکھتا ہے کہ سچ تو یہ ہے کہ جسقدر معزز گواہیاں اور سندیں نبی اسلام کے لئے پیش کیجا سکتی ہیں ایک عیسائی کی قدرت نہیں کہ ایسی گواہیاں یسوع کے معجزات کے ثبوت میں عہد جدید سے پیش کر سکے۔ اور اس سے زیادہ یا اس سے بہتر سندیں لا سکے"۔ غرض فاضل عیسائی نے کسیقدر انصاف سے کام لیکر یہ تحریر کیا ہے۔ مگر پھر بھی اسلام کے فضائل اور اُسکی سچائی کے ثبوت بیان کرنے کیلئے اسیقدر نہیں ہے جو بیان کیا گیا۔ کیونکہ قرآن شریف نے باوجود اسکے کہ اسکے عقائد کو دل مانتے ہیں اور ہر ایک پاک کانشنس قبول کرتا ہے پھر بھی ایسے معجزات پیش نہیں کئے کہ کسی آیندہ صدی

کے نئے قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں ہو جائیں بلکہ اُن عقائد پر بہت سے عقلی دلائل بھی قائم کئے اور قرآن میں وہ انواع واقسام کی خوبیاں جمع کیں کہ وہ انسانی طاقتوں سے بڑھکر معجزہ کی حد تک پہنچ گیا۔ اور ہمیشہ کیلئے بشارت دی کہ اس دین کی کامل طور پر پیروی کرنے والے ہمیشہ آسمانی نشان پاتے رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ہم یقینی اور قطعی طور پر ہر ایک طالب حق کو ثبوت دے سکتے ہیں کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے ہیں جنکے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر انکو ہدایت دیتا رہا ہے جیساکہ سید عبدالقادر جیلانی اور ابوالحسن خرقانی۔ اور ابو یزید بسطامی اور جنید بغدادی اور محی الدین ابن العربی۔ اور ذوالنون مصری اور معین الدین چشتی اجمیری اور قطب الدین بختیار کاکی۔ اور فرید الدین پاک پٹنی۔ اور نظام الدین دہلوی۔ اور شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اسلام میں گذرے ہیں۔ اور ان لوگوں کا ہزارہا تک عدد پہونچا ہے۔ اور اسقدر ان لوگوں کے خوارق علماء و فضلاء کی کتابوں میں منقول ہیں کہ ایک متعصب کو باوجود سخت تعصب کے آخر ماننا پڑتا ہے کہ یہ لوگ صاحب خوارق و کرامات تھے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مینے نہایت صحیح تحقیقات سے دریافت کیا ہے کہ جہانتک بنی آدم کے سلسلہ کا پتہ لگتا ہے سب پر غور کرنیسے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر اسلام میں اسلام کی تائید میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی گواہی میں آسمانی نشان بذریعہ اس امت کے اولیاء کے ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں انکی نظیر دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسکی ترقی آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ہمیشہ ہوتی رہی ہے اور اسکے بیشمار انوار اور برکات نے خدا تعالےٰ کو قریب کر کے دکھلا دیا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ اسلام اپنے آسمانی نشانوں کی وجہ سے کسی زمانہ کے آگے شرمندہ نہیں۔ اسی اپنے زمانہ کو دیکھو جسمیں اگر تم چاہو تو اسلام کیلئے رویت کی گواہی دے سکتے ہو۔ تم سچ سچ کہو کہ کیا اس زمانہ میں تمنے اسلام کے نشان نہیں دیکھے؟ پھر بتلاؤ کہ دنیا میں اور کونسا مذہب ہے کہ یہ گواہیاں نقد موجود رکھتا ہے؟

یہی باتیں تو ہیں جن سے پادریصاحبونکی کمر ٹوٹ گئی۔ جس شخص کو وہ خدا بناتے ہیں اُسکی تائید میں بجز چند بے سروپا قصّوں اور جھوٹی روایتونکے اُنکے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ اور جس پاک نبی کی وہ تکذیب کرتے ہیں اُسکی سچائی کے نشان اس زمانہ میں بھی بارش کیطرح برس رہے ہیں ڈھونڈنے والوں کے لئے اب بھی نشانونکے دروازے کھُلے ہیں جیسا کہ پہلے کھُلے تھے۔ اور سچائی کے بھوکوں کیلئے اب بھی خوان نعمت موجود ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ زندہ مذہب وہی ہوتا ہے جسپر ہمیشہ کیلئے زندہ خدا کا ہاتھ ہو سو وہ اسلام ہے۔ قرآن میں دو نہریں اب تک موجود ہیں ایک دلائل عقلیہ کی نہر دوسرے آسمانی نشانونکی نہر۔ لیکن عیسائیوں کی انجیل دونوں سے بے نصیب اور خشک رہی ہے۔

کے پرستد بندہ را جز آنکہ نادانے بود ۔ پس بگرید بر رہِ شاں ہر کہ گریانے بود
آں خداوندے کہ نامش ہست بر ہر برگ ثبت ۔ ہر کہ جوید آں خدا را او مسلمانے بود

مینے یہ اعتراض بھی کیا تھا کہ پادریصاحبان کا ایک بڑا محقق شملر نام کہتا ہے کہ یوحنا کی انجیل کے سوا باقی تینوں انجیلیں جعلی ہیں۔ اور مشہور فاضل ڈاڈویل اپنی تحقیقات کے بعد لکھتا ہے کہ دوسری صدی کے وسط تک ان موجودہ چار انجیلوں کا کوئی نشان دنیا میں نہ تھا سیمرل کہتا ہے کہ موجودہ عہدنامہ یعنے انجیلیں نیک نیتی کے بہانہ سے مکاری کے ساتھ دوسری صدی کے آخر میں لکھی گئیں۔ اور ایک پادری ایولسن نام انگلستان کا رہنے والا کہتا ہے کہ متی کی یونانی انجیل دوسری صدی مسیحی میں ایک ایسے آدمی نے لکھی تھی جو یہودی نہ تھا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اسمیں بہت سی غلطیاں اس ملک کے جغرافیہ کی بابت اور یہودیونکی رسومات کی بابت ہیں۔ عیسائیونکے محقق اسبات کے بھی مقر ہیں کہ ایک عیسائی اپنے مذہب کے رو سے انسانی سوسائٹی میں نہیں رہ سکتا اور نہ تجارت کر سکتا ہے کیونکہ انجیل میں امیر بننے اور کل کی فکر کرنے سے منع کیا گیا ہے ایسا ہی کوئی سچا عیسائی فوج میں بھی داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ دشمن کیساتھ محبت کرنے کا حکم ہے۔ ایسا ہی اگر کامل عیسائی ہے تو اسکو شادی کرنا بھی منع ہے۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل ایک مختص الزمان اور مختص القوم قانونکی طرح تھی جسکو حضرات

عیسائیوں نے خام ٹھہراکر صدہا اعتراض اسپر وارد کر لئے - بہتر ہوتا کہ وہ کبھی اس بات کا نام نہ لیتے کہ انجیل کی تعلیم میں کسی قسم کا کمال ہے - اُنکے اِس بیجا دعوے سے بہت سی خفت اور سُبکی اُنکو اُٹھانی پڑی ہے -

ایک اور بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ عیسائی لوگ لفظ الوہیم سے جو الٰہ کی جمع ہے اور کتاب پیدایش توریت میں موجود ہے یہ نکالنا چاہتے ہیں کہ گویا یہ تثلیث کی طرف اشارہ ہے - مگر اس سے اور بھی انکی نادانی ثابت ہوتی ہے کیونکہ عبرانی لغت سے ثابت ہے کہ گو الوہیم کا لفظ بظاہر جمع ہے مگر ہر ایک جگہ واحد کے معنے دیتا ہے - بات یہ ہے کہ زبان عربی اور عبرانی میں یہ محاورہ شایع ہے کہ بعض وقت لفظ واحد ہوتا ہے اور معنے جمع کے دیتا ہے جیساکہ سامر اور دجّال کا لفظ اور بعض وقت ایک لفظ جمع کے صیغہ پر ہوتا ہے اور معنے واحد کے دیتا ہے اور عبرانی جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ یہ لفظ الوہیم بھی اُن ہی الفاظ میں سے ہے جو جمع کی صورت میں ہیں اور دراصل واحد کے معنے رکھتے ہیں - اسیوجہ سے یہ لفظ توریت میں جسجگہ آیا ہے اُن ہی معنوں کے لحاظ سے آیا ہے - اور یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ وہ ہمیشہ خدا تعالےٰ کیلئے مخصوص ہے - بلکہ بعض جگہ یہی لفظ فرشتہ کے لئے اور بعض جگہ قاضی کیلئے اور بعض جگہ حضرت موسیٰ کے لئے آیا ہے - جیساکہ قاضیونکی کتاب باب ۱۳/۲۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مَنُوحا شمُونؔ کے باپ نے خداوند کا ایک فرشتہ دیکھا تو اُسنے کہا کہ ہم یقیناً مر جائیں گے کیونکہ ہمنے الوہیم کو دیکھا - اسجگہ عبرانی میں لفظ الوہیم ہے اور معنے اسکے فرشتہ کئے جاتے ہیں اور خروج باب ۲۱/۶ میں الوہیم کے معنے قاضی کئے گئے ہیں - اور خروج باب ۷/۱ میں موسیٰ کو الوہیم قرار دیکر کہا ہے کہ "دیکھ مینے تجھے فرعون کے لئے ایک الوہیم بنایا ہے" اور استثنا باب ۳۲/۱۵ میں یہ عبارت ہے - "اور اُسنے الوہا کو چھوڑ دیا جسنے اُسے پیدا کیا تھا" دیکھو اسجگہ لفظ الوہا ہے الوہیم نہیں ہے - اور ایسا ہی زبور ۵۰/۲۲ میں لفظ الوہا آیا ہے - اور اسیطرح اِن کتابوں میں لفظ الوہا اور الوہیم ایکدوسرے کی جگہ آگیا ہے - جس سے سمجھا جاتا ہے کہ دونوں جگہ میں واحد مراد ہے نہ جمع - ایسا ہی یسعیا باب ۴۴/۶ میں الوہیم آیا ہے - اور پھر آیت آٹھ میں الوہا ہے

پس واضح ہو کہ اصل مدعا جمع کا صیغہ لانے سے خدا کی طاقت اور قدرت کو ظاہر کرنا ہے اور یہ زبانوں کے محاورات ہیں جیسا کہ انگریزی میں ایک انسان کو یُو یعنے تم کیساتھ مخاطب کرتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ کیلئے باوجود تثلیث کے عقیدہ کے ہمیشہ داؤ یعنے تُو کا لفظ لاتے ہیں۔ ایسا ہی عبرانی میں بجائے ادون کے جو خداوند کے معنے رکھتا ہے ادونیم آجاتا ہے۔ سو در اصل یہ بحثیں محاورات لغت کے متعلق ہیں۔ قرآن شریف میں اکثر جگہ خدا تعالےٰ کے کلام میں ہم آجاتا ہے کہ ہمنے یہ کیا اور ہم یہ کریں گے۔ اور کوئی عقلمند نہیں سمجھتا کہ اسجگہ ہم سے مراد کثرت خداؤں کی ہے۔ مگر پادری صاحبوں کے حالات پر بہت افسوس ہے کہ وہ قابل شرم طریقوں پر تاویلیں کر کے ایک انسان کو زبردستی خدا بنانا چاہتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ بت پرستی کے زمانہ کے خیالات انھیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ مشرکانہ تعلیم کو بناویں خیال کرنا چاہیئے کہ کیسے دور از عقل و فہم تکلفات انھوں نے کئے ہیں۔ یہانتک کہ توریت پیدایش کے باب ۱/۲۶ میں جو یہ عبارت ہے کہ خدا نے کہا کہ "ہم انسان کو اپنی شکل پر بنائیں گے" یہاں سے عیسائی لوگ یہ بات نکالتے ہیں کہ ہم کے لفظ سے تثلیث کی طرف اشارہ ہے مگر یاد رہے کہ عبرانی میں اسجگہ لفظ نعسہ ہے جسکے معنے ہیں نصنع۔ یہ لفظ تھوڑے سے تغیر سے اسی عربی لفظ یعنی نصنع سے ملتا ہے اور عربی اور عبرانی کا یہ محاورہ ہے کہ اپنے تئیں یا کسی دوسرے کو عظمت دینے کیلئے تم یا ہم کا لفظ بولا کرتے ہیں مگر ان لوگوں نے مخلوق پرستی کے جوش سے محاورہ کیطرف کچھ بھی خیال نہیں کیا اور صرف یہ لفظ پا کر کہ ہم بنائیں گے تثلیث کو سمجھ لیا۔ بہت ہی افسوس کی جگہ ہے کہ مخلوق پرستی سے پیار کر کے ان بیچاروں کی کہانتک نوبت پہونچگئی ہے۔ لیکن صرف تین ۳ کی حدبندی انھوں نے اپنی طرف سے کرلی ہے ورنہ جمع کے صیغے میں تو تین سے زیادہ صدہا پر اطلاق ہو سکتا ہے یہ ضرور نہیں کہ جمع کے صیغہ سے صرف تثلیث ہی نکلتی ہے۔

ہمارا عیسائیوں پر ایک یہ اعتراض تھا کہ جس فدیہ کو وہ پیش کرتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کے قانون قدرت کیمخالف ہے۔ کیونکہ الٰہی قانون پر غور کر کے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ ادنیٰ اعلیٰ پر قربان کیا گیا ہے۔ مثلاً انسان اشرف المخلوقات

اور باتفاق تمام عقلمندوں کے تمام حیوانات سے اعلیٰ ہے۔ سو اُسکی صحت اور بقا اور پائداری اور نیز انتظام تمدن کیلئے تمام حیوانات ایک قربانی کا حکم رکھتے ہیں۔ پانی کے کیڑوں سے لیکر شہد کی مکھیوں اور ریشم کے کیڑوں، اور تمام حیوانات بکری گائے وغیرہ تک جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو یہ سب انسانی زندگی کے خادم اور نوع انسان کی راہ میں فدیہ معلوم ہوتے ہیں۔ ایک ہمارے بدن کی پھنسی کے لئے بسا اوقات سو جونک جان دیتی ہے تاہم اُس پھنسی سے نجات پاویں۔ ہر روز کروڑ ہا بکری اور بیل اور مچھلیاں وغیرہ ہمارے لئے اپنی جان دیتی ہیں تب ہماری بقاء صحت کے مناسب حال غذا میسر ہوتی ہے۔ پس اس تمام سلسلہ پر نظر ڈالکر معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اعلیٰ کیلئے ادنیٰ کو فدیہ مقرر کیا ہے۔ لیکن اعلیٰ کا ادنیٰ کیلئے قربان ہونا اسکی نظیر خدا کے قانون قدرت میں ہمیں نہیں ملتی۔

پادری لوگ اس اعتراض سے بڑے گھبراتے ہیں اور کوئی جواب بن نہیں پڑتا۔ آخر بعض بیہودہ قصوں کہانیوں پر ہاتھ مار کر بعض اُنہیں سے یہ جواب دیتے ہیں کہ بعض وقت بڑے بڑے افسروں نے ادنیٰ ادنیٰ لوگوں کیلئے جو اُنکے ماتحت تھے جان دی ہے چنانچہ سر فلپ سڈنی ملکہ الزبتھ کے زمانہ میں قلعہ ژٹفن ملک ہالینڈ کے محاصرہ میں جب زخمی ہوا تو اسوقت عین نزع کی تلخی اور شدت پیاس کیوقت جب اُسکے لئے ایک پیالہ پانی کا جو وہاں بہت کمیاب تھا مہیا کیا گیا تو اُسکے پاس ایک اور زخمی سپاہی تھا جو پیاسا تھا وہ نہایت حرص کیساتھ سڈنی کی طرف دیکھنے لگا۔ سڈنی نے اسکی یہ خواہش دیکھکر وہ پیالہ پانی کا خود نہ پیا بلکہ بطور ایثار اُس سپاہی کو دیدیا یہ کہکر کہ "تیری ضرورت مجھسے زیادہ ہے"۔ ✤ یہ جوانمردی اور صفت ایثار کا ایک نمونہ ہے جو سڈنی سے ظہور میں آیا۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک بڑے انسان نے چھوٹے کیلئے جان دی۔ لیکن یاد رہے کہ اس قصہ میں ہمارے سوال کا جواب نہیں ہے۔ ہمارا تو یہ اعتراض تھا کہ خدا کا قانون قدرت جو نظام شمسی کی طرح خدا کی خواہش اور ارادہ کے موافق چل رہا ہے جس سے ہم اپنی قوت اور تصرف سے کسی طرح باہر نہیں ہو سکتے اور جو ہماری بناوٹ سے نہیں بلکہ قدرتی طور پر خدا کے ہاتھ سے ایسا ہی قائم ہو گیا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ اعلیٰ کی بقا اور عافیت کیلئے ادنیٰ کو قربان

✤ نوٹ - صریح معلوم ہوتا ہے کہ سڈنی نے دو خیال کی وجہ سے سپاہی کو ہی اپنے سے بڑا سمجھا - ایک یہ کہ سڈنی مرنے پر تھا اور سپاہی زندہ رہکر کام دے سکتا تھا - دوسرے یہ کہ سپاہی ایک لڑنے والا بہادر تھا - اسی لئے سڈنی نے کہا کہ تیری ضرورت زیادہ ہے - منہ

کیا گیا ہے۔ پس وہ خدا کا فضل جو اسوقت سے جاری ہے جب سے دنیا کی بنیاد پڑی ہے ہمیں سکھلاتا اور یاد دلاتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا یہی ارادہ ہے کہ جو مخلوق اسکی نظر میں بہت پسند اور مقبول ہے دوسری مخلوق کو اُسکی خدمت میں لگا دے اور ادنی کو اعلیٰ کی نجات کے لئے تکلیف میں ڈالے یا ہلاک کرے۔ سو مطالبہ تو اس بات کا تھا کہ کیا خدا نے کبھی ایسا کیا کہ ادنیٰ کے بچانے کیلئے اعلیٰ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈالا۔ لیکن ظاہر ہے کہ خدا کے قانون قدرت میں اسکی نظیر نہیں۔ دیکھو ہم پیالہ پانی کا پیکر کروڑ ہا کیڑوں کی ہلاکت کا موجب ہوتے ہیں پس کیا کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک کیڑے کیلئے خدا تعالےٰ نے کروڑ ہا انسانوں کو ہلاک کیا ہو۔ دیکھو ایک انسان اپنی زندگی میں جسقدر پانی پیتا اور اس ذریعہ سے بیشمار کیڑوں کو ہلاک کرتا اور یا جو دوسرے مختلف حیوانوں اور کیڑوں اور مکھیوں اور جوکوں اور خوردنی جانداروں کو ہلاک کرتا ہے کیا کوئی اس کا شمار کر سکتا ہے؟ پس کیا ابتک سمجھ نہیں آسکتا کہ خدا کا قانون جسپر چلنے کے لئے انسانی زندگی مجبور ہے قدیم سے یہی ہے کہ ادنیٰ اعلیٰ پر قربان کیا جاتا ہے۔ ہاں جو مثال پیش کیگئی ہے گو اُسکو خدا کے قانون قدرت سے تعلق نہیں مگر انسانکی صفت ایثار میں اسکو داخل کر سکتے ہیں۔ انسان چونکہ ناقص اور ثواب حاصل کرنیکے لئے اعمال صالحہ کا محتاج ہے اسلئے کبھی وہ تواضع اور تذلل کے طور پر اپنے خدا کو خوش کرنیکے لئے اپنے آرام پر دوسرے کا آرام مقدم کر لیتا ہے اور آپ ایک حظ سے بے نصیب رہکر دوسرے کو وہ حظ پہنچاتا ہے تا اسطرح اپنے خدا کو راضی کرے اور اسکی اس صفت کا نام عربی میں ایثار ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صفت گو عاجز انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے لیکن خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی کیونکہ نہ تو وہ تواضع اور تذلل کے راہ سے کسی ترقی کا محتاج ہے اور نہ اسکی جناب میں یہ تجویز کر سکتے ہیں کہ وہ دوسروں کو کسی قسم کا آرام پہنچانے کیلئے اس بات کا محتاج ہے کہ اپنے تئیں مصیبت میں ڈالے کیونکہ یہ بات قدرت تامہ اور شان الوہیت اور جلال ازلی ابدی کے منافی ہے۔ اور اگر وہ اس قسم کی ذلت اور مصیبت اور محرومی اپنے لئے روا رکھ سکتا ہے تو پھر یہ بھی ممکن ہوگا کہ وہ اپنی خدائی کسی دوسرے کو بطور ایثار دیکر آپ معطل اور بیکار بیٹھ جائے یا

اپنی صفات کاملہ دوسرے کو عطا کر کے آپ اُن صفات سے ہمیشہ کیلئے محروم رہے ۔ سو
ایسا خیال خدا تعالےٰ کی جناب میں بڑی گستاخی ہے اور میں قبول نہیں کر سکتا کہ کوئی
خدا ترس منصف مزاج یہ ناقص حالتیں خدائے ذوالجلال کیلئے پسند کریگا ۔ ہاں بلاشبہ یہ صفت
ایثار جسمیں ناداری اور لاچاری اور ضعف اور محرومی شرط ہے ایک عاجز انسان کی نیک صفت ہے
کہ باوجودیکہ دوسرے کو آرام پہنچا کر اپنے آرام کا سامان اُسکے پاس باقی نہیں رہتا پھر بھی وہ اپنے
پر سختی کرکے دوسرے کو آرام پہونچا دیتا ہے مگر ہم کیونکر تجویز کر سکتے ہیں کہ خدا پر بھی ایسی حالت
رہ سکتی ہے کہ وہ ایک قسم کا کسیکو آرام پہنچا کر آپ اُس آرام سے محروم رہ جائے ۔ کیا اُسکی شان کے
یہ زیبا ہے کہ ایک شخص کو بطور ایثار کے قادر بنا دے اور آپ ناتوان رہجائے یا آپ
نعوذ باللہ جاہل رہجائے اور دوسرے کو بطور ایثار کے عالم الغیب بنا دے ۔ یہ تو ظاہر ہے
کہ ایثار کی صفت میں یہ ضروری شرط ہے کہ ایثار کنندہ اپنے لئے ایک محرومی کی حالت پر
راضی ہو کر دوسرے کو اپنے اُس نصیب سے بہرہ یاب کرے اور اگر اپنے لئے محرومی کی حالت
پیدا نہ ہو اور دوسرے کو ہم فائدہ پہنچا دیں تو وہ ایثار نہیں ہو سکتا ۔ مثلاً ہمارے قبضہ میں بہت سی
روٹیاں ہیں جنکے ہم مالک ہیں اور ہمنے اُن ہزاروں روٹیوں میں سے ایک روٹی کسی فقیر کو
دیدی تو اس کا نام ایثار نہیں ہو گا ۔ فرض کرو کہ اگر سر فلپ سڈنی کے پاس بہت سا پانی ہوتا
یا بآسانی اُسکو پیدا کر سکتا اور وہ اسمیں سے ایک پیالہ اُس سپاہی کو بھی دیدیتا جو اُسکے پاس زخمی اور
پیاسا پڑا تھا تو اس فعل کا نام ایثار نہ ہوتا ۔ کیونکہ وہ اسحالتمیں یقیناً جانتا کہ میں بھی اس سے محروم نہیں
رہ سکتا ۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ صفت ایثار کے ثابت ہونیکے لئے شخص ایثار کنندہ
کا ضعف اور درماندگی اور عدم قدرت اور عدم استطاعت شرط ہے ۔ لہذا یہ صفت خدائے
قادر مطلق کیطرف منسوب نہیں ہو سکتی ۔ اور ایسا ہی سر فلپ سڈنی کی طرف بھی منسوب نہ ہوتی
اگر وہ پانی پیدا کرنے پر قادر ہوتا ۔ اور اگر خدا ایسا کرے کہ عمداً اس قدرت کے استعمال سے
اپنے تئیں محروم رکھے یا عمداً دوسرے کو آرام دیکر ایک مصیبت کیحالت اپنی پر ڈال لے تو
اس فعل کا نام بھی ایثار نہیں ہے بلکہ یہ فعل اُس بیوقوف کے فعل سے مشابہ ہو گا کہ جس کا گھر
طرح طرح کے کھانوں سے بھرا ہے اور اُسنے اسمیں سے کسی فقیر کو ایک طبق طعام

نوٹ ۔ اس کو انگریزی میں "سیلف سکری فائس" کہتے ہیں ۔ منہ

دیکھ باقی عمداً تمام کھانا کسی گڑھے میں پھینکدیا اور اپنے تئیں مارے بھوکھ کے ہلاکت تک پہنچا دیا تا اسطرح صفت ایثار ثابت ہو۔ غرض یہ تمام غلطیاں ہیں جنمیں عمداً عیسائی لوگ اپنے تئیں ڈال رہے ہیں تا گلے پڑے ڈھول کو کسیطرح بجاتے رہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ انسانکی صفت ایثار اس شرط سے قابل تحسین ہے کہ اُسمیں کوئی بے غیرتی اور دیوثی اور اتلاف حقوق نہ ہو۔ مثلاً اگر کوئی مرد اپنی عورتکو اُسکے خواہشمند کیساتھ بطور ایثار ہم بستر کرا دے تو یہ صفت قابل تحسین نہیں ہوگی۔ بہتیرے احمق نادان ایسی حرکات کر بیٹھتے ہیں جنکی نظیر خدا تعالےٰ کے تمام قانون قدرت میں نہیں پائی جاتی۔ سو وہ عقلمندوں کے نزدیک مورد ملامت ہوتے ہیں نہ یہ کہ انکی پیروی کیجائے۔ اور یا یہ کہ اُن کا فعل قابل تعریف سمجھا جائے۔ مثلاً ایک انگریزی افسر جو ایک نازک مہم پر کئی لاکھ فوج کیساتھ مامور کیا گیا ہے۔ اگر وہ ایک بکری کے بچے کی جان بچانے کیلئے عمداً اپنی جان دے اور اسطرح تمام فوج کو تہلکہ اور شکست کے اندیشہ میں ڈالے تو کیا ہماری گورنمنٹ اُسکو ایک قابل تعریف انسان تصور کر سکتی ہے؟ نہیں بلکہ ایسا نادان لعنت، ملامت کے لائق ہوگا۔ سو انسان وجود خدا کے وجود کے مقابل بکری سے بھی ہزارہا درجہ کمتر ہے نادانوں کے بعض بیہودہ حرکات قانون قدرت کا حکم نہیں رکھتے ورنہ بہتیرے ہندو بتوں کے آگے اپنی زبان یا ہاتھ یا پیر کاٹ دیتے ہیں اور بہتیرے نادان ہندو اپنے بچے کو گنگا میں ڈالکر اسکا نام جل پروار رکھتے ہیں۔ اور انہیں سے بہتیرے ایسے گذرے ہیں کہ ارادتاً جگن ناتھ کے پہیے کے نیچے کچلے گئے ہیں۔ سو ایسی بیہودہ حرکات نظیر دینے کے لائق نہیں اور نہ وہ خدا تعالےٰ کا قانون قدرت کہلا سکتی ہیں۔ ہمارا تو یہ اعتراض تھا کہ اعلیٰ کا ادنیٰ کے لئے اپنی جان ضایع کرنا قانون قدرت کیمخالف ہے۔ پس کاش اگر یہ لوگ پہلے قانون قدرت کی تعریف میں غور کرتے تو اس فاش غلطی میں نہ پڑتے۔ کیا ہم بعض نادانوں کی بیہودہ حرکات کو جنپر خود قانون قدرت کا اعتراض ہے قانون قدرت کا حکم دیسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اور پھر لطف یہ کہ اس بحث میں پڑنے کا ابھی تک عیسائیوں کا حق بھی نہیں۔ کیونکہ

وہ اس بات کے قائل نہیں کہ درحقیقت اقنوم ثانی کو جس کا دوسرا نام اُنکے نزدیک ابن اللہ ہے پھانسی دیگئی تھی وجہ یہ کہ اس سے اُنکو ماننا پڑتا ہے کہ اُن کا خدا تین دن تک مرا رہا۔ پس جبکہ خدا ہی مرا رہا تو اس عرصہ تک اس دُنیا کا انتظام کون کرتا ہوگا؟

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ باتیں حضرت مسیح کی تعلیم میں نہیں تھیں اور انکی تعلیم میں توریت پر کوئی بھی زیادت نہیں تھی۔ انھوں نے صاف صاف کہا تھا کہ میں انسان ہوں۔ ہاں جیسا کہ خدا کے مقبولوں کو عزت اور قربت اور محبت کے خدا تعالےٰ کیطرف سے القاب ملتے ہیں اور یا جیسا کہ وہ لوگ خود عشق الٰہی کی محویت میں محبت اور یکدلی کے الفاظ موںہہ پر لاتے ہیں ایسا ہی اُن کا بھی حال تھا۔ اسمیں کیا شک ہے کہ جب کوئی انسان سے محبت کرے یا خدا سے تو جب وہ محبت کمال کو پہنچتی ہے تو محب کو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اسکی روح اور اُسکے محبوب کی روح ایک ہوگئی ہے اور فنا نظری کے مقام میں بسا اوقات وہ اپنے تئیں محبوب سے ایک ہی دیکھتا ہے۔ جیسا کہ اس عاجز کو اپنے الہامات میں خدا تعالےٰ نے مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ* "تو مجھسے اور میں تجھسے ہوں اور زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسا کہ میرے ساتھ ہیں اور تو ہمارے پانی میں سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے اور تو مجھسے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تو مجھسے اس مقام اتحاد میں ہے جو کسی مخلوق کو معلوم نہیں خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے تو اُس سے نکلا اور اُس نے تمام دنیا سے تجھکو چنا تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے اپنے لئے تجھکو پسند کیا۔ تو جہان کا نور ہے تیری شان عجیب ہے۔ میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤنگا اور تیرے گروہ کو قیامت تک غالب رکھونگا تو برکت دیا گیا خدا نے تیری مجد کو زیادہ کیا۔ تو خدا کا وقار ہے پس وہ تجھے ترک نہیں کریگا۔ تو کلمۃ الازل ہے پس تو مٹایا نہیں جائے گا۔ میں فوجوں کے سمیت تیرے پاس آؤنگا۔ میرا لوٹا ہوا مال تجھے ملیگا۔ میں تجھے عزت دونگا اور تیری حفاظت کرونگا۔ یہ ہوگا یہ ہوگا اور پھر انتقال ہوگا۔ تیرے پر میرے

* نوٹ۔ یہ الہامات میری کتاب براہین احمدیہ اور آئینہ کمالات اسلام اور ازالہ اوہام اور تحفہ بغداد وغیرہ میں شائع ہو چکے ہیں اور قریباً پچیس ۲۵ سال سے انکو شائع کر رہا ہوں۔ منہ

کامل انعام ہیں۔ لوگوں کو کہدے کہ اگر تم خدا سے پیار کرتے ہو تو آؤ میرے
پیچھے چلو تا خدا بھی تمسے پیار کرے۔ میری سچائی پر خدا گواہی دیتا ہے پھر
کیوں تم ایمان نہیں لاتے۔ تو میری آنکھوں کے سامنے ہے مینے
تیرا نام متوکل رکھا۔ خدا عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری تعریف
کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگ چاہیں گے کہ اس نور
کو بجھا دیں مگر خدا اس نور کو جو اس کا نور ہے کمال تک پہنچائیگا۔ ہم انکے
دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ ہماری فتح آئے گی اور زمانہ کا کاروبار ہم پر
ختم ہوگا اُسدن کہا جائے گا کہ کیا یہ حق نہ تھا۔ میں تیرے ساتھ ہوں
جہاں تو ہے۔ جسطرف تیرا مونہہ اسطرف خدا کا مونہہ۔ تجھ سے بیعت
کرنا ایسا ہے جیسا کہ مجھ سے۔ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ لوگ دور دور سے تیرے
پاس آئیں گے اور خدا کی نصرت تیرے پر اتریگی۔ تیرے لئے لوگ
خدا سے الہام پائیں گے اور تیری مدد کریں گے۔ کوئی نہیں جو خدا
کی پیشگوئیوں کو ٹال سکے۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کیگئی
اور تیرا ذکر بلند کیا گیا۔ خدا تیری حجت کو روشن کریگا۔ تو بہادر ہے اگر
ایمان ثریا میں ہوتا تو تو اسکو پالیتا۔ خدا کی رحمت کے خزانے تجھے دیئے
گئے۔ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہوجائیگا اور خدا ابتدا تجھسے کریگا۔ مینے
ارادہ کیا کہ اپنا جانشین بناؤں تو مینے آدم کو یعنے تجھے پیدا کیا
ہے **آواہن** {خدا تیرے اندر اتر آیا} خدا تجھے ترک نہیں کرے گا
اور نہ چھوڑے گا جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کرے۔ میں ایک
چھپا ہوا خزانہ تھا پس مینے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ تو مجھ میں اور تمام مخلوقات
میں واسطہ ہے۔ مینے اپنی روح تجھ میں پھونکی۔ تو مدد دیا جائیگا اور کسی کو
گریز کی جگہ نہیں رہیگی۔ تو حق کیساتھ نازل ہوا اور تیرے ساتھ نبیوں کی
پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ خدا نے اپنے فرستادہ کو بھیجا تا اپنے دین کو

قوت دے اور سب دینوں پر اسکو غالب کرے۔ اُسکو خدا نے قادیاں
کے قریب نازل کیا اور وہ حق کیساتھ اترا اور حق کیساتھ اُتارا گیا اور ابتدا
سے ایسا ہی مقرر تھا۔ تم گڑھے کے کنارے پر تھے خدا نے
تمھیں نجات دینے کیلئے اُسے بھیجا۔ اے میرے احمد تو میری
مراد اور میرے ساتھ ہے۔ مینے تیری بزرگی کا درخت اپنے ہاتھ سے
لگایا۔ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا اور تیری مدد کرونگا۔ کیا لوگ اس سے
تعجب کرتے ہیں۔ کہہ خدا عجیب ہے چُن لیتا ہے جسکو چاہتا ہے
اور اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا۔ خدا کا سایہ تیرے پر ہوگا
اور وہ تیری پناہ رہے گا۔ آسمان بندھا ہوا تھا اور زمین بھی ہمنے دونوں کو
کھول دیا۔ تو وہ عیسیٰ ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے
جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا۔ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے
اور یہ امر ابتدا سے مقدر تھا۔ تو میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے
تو دنیا اور آخرت میں وجیہ اور مقرب ہے۔ تیرے پر انعام خاص ہے
اور تمام دنیا پر تجھے بزرگی ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے
محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا اپنی قدرت نمائی
سے تجھکو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نکیا
لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی
سچائی ظاہر کر دیگا۔ اُسکے لئے وہ مقام ہے جہاں انسان اپنے
اعمال کی قوت سے پہنچ نہیں سکتا تو میرے ساتھ ہے تیرے
لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔ تیری میری طرف وہ نسبت ہے جسکی
مخلوق کو آگاہی نہیں۔ اے لوگو تمھارے پاس خدا کا نور آیا پس تم منکر
مت ہو۔ وغیرہ الخ اور انکے ساتھ اور مکاشفات ہیں جو انکی تائید کرتے ہیں چنانچہ ایک
کشف میں مینے دیکھا کہ میں اور حضرت عیسیٰ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں اس

کشف کو بھی میں براہین میں چھاپ چکا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکی تمام صفات
روحانی میرے اندر ہیں اور جن کمالات سے وہ موصوف ہو سکتے ہیں وہ مجھ میں بھی ہیں۔ اور
پھر ایک اور کشف ہے جو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ و ۵۶۵ میں مدت سے چھپ چکا ہے
اسکو بعینہٖ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے ترجمہ :۔ مینے اپنے ایک کشف میں دیکھا
کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا
اور میں ایک سوراخدار برتن کیطرح ہو گیا ہوں۔ یا اس شئ کیطرح جسے کسی دوسری شئ نے اپنی
بغل میں دبا لیا ہو اور اُسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا ہو یہانتک کہ اُس کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہ گیا
ہو۔ اس اثناء میں مینے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے
وجود میں مجھے پنہاں کر لیا۔ یہانتک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور مینے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے
اعضاء اُسکے اعضاء اور میری آنکھ اسکی آنکھ اور میرے کان اُسکے کان اور میری زبان اُسکی
زبان بنگئی تھی۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اسمیں محو ہو گیا اور مینے
دیکھا کہ اُسکی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی اور اُسکی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت
عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان جبروت نے میرے
نفس کو پیس ڈالا۔ سو نہ تو میں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی
اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور الوہیت بڑے زور کیساتھ مجھ پر غالب ہوئی اور
میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اسکی طرف کھینچا گیا۔ پھر میں ہمہ مغز ہو گیا جسمیں کوئی پوست
نہ تھا اور ایسا تیل بنگیا کہ جسمیں کوئی میل نہیں تھی اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈالدی گئی
پس میں اُس شئ کی طرح ہو گیا جو نظر نہیں آتی یا اُس قطرہ کیطرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اُسکو
اپنی چادر کے نیچے چھپا لے۔ اس حالت میں میں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے میں کیا
تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی۔ اور میں بالکل اپنے
آپ سے کھویا گیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے میرے سب اعضا اپنے کام میں لگائے
اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اسکی گرفت
سے میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اُسوقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضا میرے نہیں بلکہ

اللہ تعالیٰ کے اعضا ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور منازع روک کرنیوالا نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اُسی کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جسمیں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کیموافق اسکی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کیطرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت میرے پر ظاہر ہوئے اور اس قسم کے اور بھی بہت سے الہامات ہیں جنکو میں قریباً پچیس برس سے شائع کر رہا ہوں اور بہت سے انہیں سے میری کتاب براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں چھپکر شائع ہو چکے ہیں۔ اب حضرات پادریصاحبان سوچیں اور غور کریں اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں اور پھر انصافاً گواہی دیں کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اسکی خدائی نکالتے ہیں ان الہامات سے بڑھکر ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات اور کلمات سے نکل سکتی ہے تو انہی الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہو گی اور سب سے بڑھکر ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپکی وحی میں صرف یہی نہیں کہ جس نے تجھسے بیعت کی اُس نے خدا سے بیعت کی اور نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ نے آپکے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے اور آپکے ہر ایک فعل کو اپنا فعل ٹھہرایا ہے اور یہ کہکر کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی آپکی تمام کلام کو اپنی کلام ٹھہرایا ہے بلکہ ایک جگہ اور

تمام لوگوں کو آپ کے بندے قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے قُل یٰا عبادِیَ یعنے کہہ کہ اے میرے بندو۔ پس ظاہر ہے کہ جسقدر صراحت اور وضاحت سے ان پاک کلمات سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے انجیل کے کلمات سے یسوع کی خدائی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ بھلا اس سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شان عظیم ہے ذرہ انصافاً پادریصاحبان ان میرے الہامات کو ہی انصاف کی نظر سے دیکھیں اور پھر خود ہی منصف ہو کر کہیں کہ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر ایسے کلمات سے خدائی ثابت ہو سکتی ہے تو یہ میرے الہامات یسوع کے الہامات سے بہت زیادہ میری خدائی پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اگر خود پادریصاحبان سوچ نہیں سکتے تو کسی دوسری قوم کے تین منصف مقرر کر کے میرے الہامات اور انجیل میں سے یسوع کے وہ کلمات جن سے اسکی خدائی سمجھی جاتی ہے ان منصفوں کے حوالہ کریں۔ پھر اگر منصف لوگ پادریوں کے حق میں ڈگری دیں اور حلفاً یہ بیان کر دیں کہ یسوع کے کلمات میں سے یسوع کی خدائی زیادہ تر صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے تو میں تاوان کے طور پر **ہزار روپیہ** انکو دے سکتا ہوں۔ اور میں منصفوں سے یہ چاہتا ہوں کہ اپنی شہادت سے پہلے یہ قسم کھالیویں کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ ہمارا یہ بیان صحیح ہے اور اگر صحیح نہیں ہے تو خدا تعالےٰ ایکسال تک ہم پر وہ عذاب نازل کرے جس سے ہماری تباہی اور ذلت اور بربادی ہو جائے اور میں خوب جانتا ہوں کہ پادریصاحبان ہرگز اس طریق فیصلہ کو قبول نہیں کریں گے۔ لیکن اگر وہ یہ کہیں کہ جو یسوع کے مونہہ سے نکلا وہ تو حقیقت میں خدا کا کلام تھا اسلئے وہ دستاویز کیطور پر قبول ہو سکتا ہے لیکن جو تمھارے مونہہ سے نکلا وہ خدا کا کلام نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یسوع کے مونہہ سے جو کلام نکلا اُسکے خدا کی کلام ہونے میں ذاتی طور پر تو حضرات عیسائیوں کو کچھ معرفت نہیں۔ خدا نے بلا واسطہ ان سے باتیں نہیں کیں۔ اُنکے کانوں میں کسی فرشتہ نے آکر نہیں پھونکا کہ یسوع خدا یا خدا کا بیٹا ہے۔ انھوں نے نہیں دیکھا کہ یسوع نے دنیا میں تولد پاکر ایک مکھی بھی پیدا کی۔ صرف چند کلمات انکے ہاتھ میں ہیں جو یسوع کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جنکو مروڑ تروڑ کر یہ خیال کر رہے ہیں کہ ان سے اسکی خدائی

ثابت ہوتی ہے اور جو کلمات اور مکاشفات میں نے پیش کئے ہیں وہ اُنسے صدہا درجہ بڑھکر ہیں۔ پھر اگر اس خیال سے اُن کلمات کو ترجیح دیجاتی ہے کہ وہ معجزات سے ثابت ہو چکے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یسوع کے معجزات تو اس زمانہ کے لئے صرف قصے اور کہانیاں ہیں کوئی بھی کہہ نہیں سکتا کہ میں نے اُنمیں سے کچھ آنکھوں سے بھی دیکھا ہے مگر وہ خوارق اور نشان جو خدا تعالےٰ کے فضل سے مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ تو ہزاروں انسانوں کی چشم دید باتیں ہیں۔ پھر یسوع کے معجزات کو جو محض قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں اسلائی جاتی ہیں۔ ان چشم دید نشانوں سے کیا مناسبت۔ پھر جبکہ خدا بنانے کیلئے گذشتہ قصے جنمیں جھوٹھ کی آمیزش بھی ہو سکتی ہے قبول کئے گئے ہیں تو موجودہ نشان بدرجہ اولے قبول کرنیکے لائق ہیں۔ اگر دنیا میں کسی عیسائی کے دلمیں انصاف ہی تو وہ میری اس تقریر کو نہایت منصفانہ تقریر سمجھے گا۔

میں دوبارہ کہتا ہوں کہ میری تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ عیسائیوں نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنا رکھا ہے یہ سراسر اُنکی غلط فہمی ہے۔ جن کلمات سے وہ یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ یسوع خدا یا ابن اللہ ہے ان کلمات سے بڑھکر میرے الہامی کلمات ہیں پادری صاحبان سوچیں اور خوب سوچیں اور بار بار سوچیں کہ یسوع کو خدا بنانے کیلئے اُنکے ہاتھ میں بجز چند کلمات کے اور کیا چیز ہے۔ پس میں اُن سے بھی چاہتا ہوں کہ وہ میرے الہامی کلمات کو اُن کلمات کیساتھ مقابلہ کرکے دیکھیں اور پھر انصافاً گواہی دیں کہ اگر ظاہر الفاظ پر اعتبار کیا جائے تو ایک شخص کے خدا بنانے کیلئے جیسے میرے الہامی کلمات قوی دلالت رکھتے ہیں یسوع کے الہامی کلمات ہرگز ایسے دلالت نہیں رکھتے تو پھر کیا وجہ کہ ان کلمات سے یسوع کو خدا بنایا جاتا ہے۔ اور وہی کلمات بلکہ اُن سے بڑھکر جب دوسرے کے حق میں ہوں تو پھر اسکے اور معنے کئے جاتے ہیں۔ اگر کہو کہ پہلی کتابوں نے مسیح کے آنیکی خبر دیگئی تھی تو میں کہتا ہوں کہ اُن ہی کتابوں میں بلکہ مسیح کے زبان سے بھی مسیح کے دوبارہ آنیکی خبر دیگئی تھی اور وہ میں ہوں چنانچہ جیسا کہ انجیل میں لکھا تھا زلزلے بھی آئے۔ ایک قوم کی دوسری قوم سے لڑائیاں ہوئیں سخت سخت وبائیں پڑیں اور آسمان میں بھی نشان ظاہر ہوئے

غرض میں بھی پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہوں۔ مسیح کے وقت بھی یہ حجتیں پیش کیگئی تھیں کہ جبتک ایلیا آسمان سے نازل نہ ہو سچا مسیح نہیں آسکتا اور میرے مقابل پر بھی یہ باتیں پیش کیگئیں کہ آنے والا مسیح **آسمان** سے اُتریگا۔

اور یسوع کے نشانوں کی نسبت میں لکھ چکا ہوں کہ وہ اس زمانہ کے لئے نشان نہیں ہیں بلکہ انکو کتھا یا کہانی کہنا چاہیئے۔ آپ لوگوں کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ آپ صاحبوں نے میری زبردست پیشگوئیاں اور نشان دیکھے۔ اور میں اسی پر بس بھی نہیں کرتا بلکہ میں زور سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی عیسائی میری صحبت میں رہے تو ابھی برس نہیں گذریگا کہ وہ کئی نشان دیکھیگا خدا کے نشانوں کی اسجگہ بارش ہو رہی ہے۔ اور **وہ خدا جسکو لوگوں نے بھلا دیا** اور اُسکی جگہ مخلوق کو دی وہ اسوقت **اس عاجز کے دلپر تجلی کر رہا ہے**۔ وہ دکھانا چاہتا ہے کیا کوئی دیکھنے کیلئے راغب ہے؟ اے عزیزو! غلطیوں میں مت پھنسے رہو۔ یسوع ابن مریم خدا نہیں ہے۔ یہ کلمات جو اُسکے مونہہ سے نکلے اہل اللہ کے مونہہ سے نکلا کرتے ہیں۔ مگر ان سے کوئی خدا نہیں بن سکتا۔ اٹھو! اور توبہ کرو کہ وقت آگیا ہے!! اُس خدا کو پوجو جسپر توریت اور قرآن کا اتفاق ہے۔ یسوع ابن مریم ایک عاجز بندہ تھا اسکو نبی سمجھو جسکو خدا نے بھیجا تھا۔ اگر اب بھی کوئی عیسائی نہ مانے تو یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ کی حجت اُسپر پوری ہو چکی ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ پادری صاحبان کی ناراضگی کا اصل موجب یہی ہے کہ میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ نے ہر ایک طور سے انکو شرمندہ کیا۔ اُن کا تمام ساختہ پرداختہ میری تحریروں سے رد ہو گیا۔ میرے لئے جو میرے خدا نے آسمانی نشان دکھلائے اور دکھلا رہا ہے۔ اسکے مقابل پادری صاحبوں کے ہاتھ میں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں اور بار بار انکو آسمانی نشانوں میں مقابلہ کیلئے بلایا گیا۔ مگر انکے ہاتھ میں کیا تھا تا وہ مقابلہ کرتے آخر ہر ایک طور سے ناچار ہو کر یہی تجویز سوچی گئی کہ میرے پر خون کا مقدمہ بنایا جاوے۔ سو اس مقدمہ کے بنانے کی **اصل وجہ** یہی تھی کہ وہ میری محققانہ تحریروں اور آسمانی نشانوں سے تنگ آگئے اس خوف میں پڑ گئے تھے کہ اب جلد تر انکی پردہ دری ہو جائیگی مگر یہ تدبیر جو سوچی گئی یہ اور بھی انکی پردہ دری کی موجب ہوئی اور اُنکے چھپے ہوئے حالات کھل گئے اور انکی **اخلاقی حالت** بھی لوگوں پر **ظاہر** ہو گئی۔

اسجگہ زیادہ تر افسوس کا مقام یہ ہے کہ بیچارہ شیخ محمد حسین بٹالوی کہ ہمیشہ گھات میں لگا ہوا تھا اُس نے بھی پادریوں کے بھروسے پر بہت سُبکی اُٹھائی اور محمد حسین نے جو اس مقدمہ میں خواہ نخواہ اپنے تئیں ذلیل کار بنایا تو اس کا بھی یہی سبب تھا کہ وہ بھی میرے مقابل پر سخت عاجز آگیا تھا جب ابتدا میں اُس نے لودھیانہ میں میرے ساتھ بحث کی تو اُس بحث میں وہ قرآن شریف یا حدیث سے یہ ثابت نکر سکا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ اپنے جسم عنصری کیساتھ آسمانپر چلے گئے اور اب تک دوسرے آسمانپر ہیں بلکہ قرآن اور حدیث کے رو سے اُسپر حجت پوری ہوگئی کہ وہ درحقیقت فوت ہوگئے ہیں۔ اسپر ایک اور شرمندگی کا باعث اسکو یہ پیش آیا کہ وہ مجھکو جاہل قرار دیکر اور خود عالم فاضل ہونے کا مدعی ہو کر ان میری عربی کتابوں کا ایک سطر بنانے سے بھی مقابلہ نکر سکا جو اُسکی علمیت کی آزمانیکے لئے میں نے تالیف کی تھیں۔ پھر خدا کے آسمانی نشانوں نے اسکو ایسا کوفتہ کیا کہ گویا ہلاک کردیا۔ سب سے پہلے لدھیانہ میں ایک پیرمرد کریم بخش نام نے جو موحد تھا اپنے مرشد کی ایک پیشگوئی میرے بارہ میں شایع کی جو میرے دعوے سے تیس برس پہلے سُن چکا تھا اور حلفاً بیان کیا کہ اُس کا مرشد بڑے زور سے مجھے کہا کرتا تھا کہ مسیح موعود اسی اُمت میں سے پیدا ہوگا اور اس کا نام غلام احمد ہوگا اور اُسکے گاؤں کا نام قادیاں ہوگا۔ اور وہ لدھیانہ میں آئیگا اور مولوی لوگ اسکی سخت مخالفت کرینگے اور اسکو کافر ٹھہرائینگے اور تو دیکھیگا کہ کیسی مخالفت کرینگے اور وہ سچ پر ہوگا۔ اور اس پیرمرد کی برادری کے لوگوں نے مولویوں کے بہکانے سے بہت زور دیا تو وہ اس گواہی کو چھپا دے مگر وہ ہمیشہ ورد کر اس گواہی کو ظاہر کرتا رہا یہانتک کہ اس جہان سے گذر گیا۔ مگر بذریعہ اپنی تحریروں کے لاکھوں انسانوں کو اس پیشگوئی کی خبر دیگیا۔ یہ **پہلا نشان** تھا جو میری تائید میں ظاہر ہوا پھر **دوسرا نشان** خسوف کسوف کا نشان تھا جو رمضان میں ہوا اور کوئی ثابت نکر سکا جو مجھسے پہلے کبھی کسی مدعی مہدویت کے وقت رمضان میں کسوف خسوف ہوا۔ پس یہ نشان بھی خدا تعالیٰ کی حجت تھی جو مولویوں پر پوری ہوئی۔ **تیسرا نشان** ستارہ ذوالسنین کا نکلنا تھا۔ یہ وہ ستارہ تھا جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وقت میں نکلا تھا اور خبر دیگئی تھی کہ پھر مسیح موعود کے وقت میں نکلے گا۔
چوتھا نشان آتھم کا شرط کے موافق بچنا اور پھر دوسری پیشگوئی کے موافق فوت ہوجانا تھا۔
پانچواں نشان پیشگوئی کے موافق مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کا فوت ہونا تھا **چھٹا نشان**

پیشگوئی کے مطابق لیکھرام کا مارا جانا تھا۔ **ساتواں نشان** وہ پیشگوئی تھی جو جلسہ مہوتسو سے کچھ پہلے میں نے اپنے مضمون کے بالا رہنے کے بارہ میں کی تھی۔ **آٹھواں نشان** کلارک کے مقدمہ کے بارہ میں تھا جس کی کئی سو آدمیوں کو پہلے سے خبر دیگئی تھی کہ ایک مقدمہ ہوگا اور پھر بریت ہوگی۔ **نواں نشان** خود محمد حسین کے ذلیل ہونیکا تھا جو بموجب پیشگوئی اِنّی مُهِینٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ اُسکو سنایا گیا اور ایسا ہی اور کئی نشان تھے جو محمد حسین نے بچشم خود دیکھے اگر اسمیں سعادت کا بیج ہوتا تو اسکو خدا نے نہایت موقعہ دیا تھا کہ وہ اس آسمانی سچائی کو قبول کرتا مگر اُسنے **دُنیا** کو آخرت پر اختیار کر لیا اور کہاں سے کہاں تک پہونچگیا۔ اگر وہ سچائی کا طالب ہوتا اور غربت سے میرے پاس آتا تو میں یقین رکھتا تھا کہ خدا تعالیٰ سعادت سے اسکو حصہ دیتا اور اسکو اتنے نشان دکھاتا کہ شرح صدر اسکو حاصل ہوجاتا مگر اُسنے نچاہا کہ ہدایت کے دروازہ سے داخل ہو۔

اخیر پر ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ تم خدا کے نشانوں کو اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہو۔ ابھی تمنے دیکھا کہ کس طرح خدا نے اس مقدمہ میں جو پادریوں نے اٹھایا تھا تمام مقدمہ کے اول و آخر کی مجھے خبر دیدی۔ دیکھو یہ خدا کی طاقت ہے یا کسی اور کی جسنے پہلے سے آنیوالی بلا سے اطلاع دی اور فرمایا قد ابتلی المومنون اور حکام کی گرفت کو کشفی طور پر ظاہر کیا اور پھر روحانی نصرت کی افواج کیطرف اس الہام میں اشارہ کیا کہ اِنّی مَعَ الْاَفْوَاجِ آتِیْكَ بَغْتَةً اور پھر ہمارے محفوظ رہنے اور بری ہونیکی بشارت دی۔ اور تمنے دیکھا جیسا کہ جلسہ مہوتسو سے پہلے مینے خدا سے الہام پاکر اشتہار شائع کیا تھا کہ میرا مضمون غالب رہیگا۔ خدا تعالیٰ نے وہی کیا اور فوق العادۃ قبولیت اسمیں ڈالدی چنانچہ ابتک ہزاروں انسان گواہی دے رہے ہیں کہ تمام مضمونوں میں وہی ایک مضمون ہے۔ اب سوچو کہ یہ کام کس نے کیا؟ کیا خدا نے یا کسی اور نے؟ یہ تو خدا تعالے کا قولی معجزہ تھا اور پھر فعلی معجزہ اُسنے یہ دکھلایا کہ میری پیشگوئی کے مطابق لیکھرام مارا گیا۔ دیکھو یہ کیسا نشان ہے کہ جو کروڑہا انسانوں میں شہرت پاکر آخر لاہور جیسے صدر مقام میں ہیبت ناک طور پر ظہور میں آیا آتھم کا نشان بھی تمھاری آنکھ میں بہت صاف ہے کیونکہ اُس نے اول شرط کے موافق ترسان و لرزان ہوکر شرط سے فائدہ اُٹھایا۔ اور پھر کیونکر الہام کے مطابق اخفاء شہادت سے جلد تر پکڑا گیا اور فوت ہوگیا۔

اخبار چودھویں صدی والے بزرگ کی توبہ

علاوہ اور نشانوں کے یہ بھی ایک عظیم الشان نشان ہے جو حال میں اللہ تعالے کی طرف سے ظاہر ہوا - ناظرین کو یاد ہو گا کہ ایک بزرگ نے جو ہر ایک طرح سے دُنیا میں معزز اور رئیس اور اہل علم بھی ہیں اس عاجز کے حق میں ایک دلآزار کلمہ یعنے مثنوی رومی کا یہ شعر پڑھا تھا جو پرچہ چودھویں صدی ماہ جون ۱۸۹۶ء میں شایع ہوا تھا اور وہ یہ ہے ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد - میلش اندر طعنۂ پاکاں برد - سو اس رنج کی وجہ سے جو اس عاجز کے دلکو پہنچا اس بزرگ کے حق میں دُعا کیگئی تھی کہ یا تو خدا تعالے اُسکو توبہ اور پشیمانی بخشے اور یا کوئی تنبیہ نازل کرے - سو خدا نے اپنے فضل اور رحم سے اُسکو توفیق توبہ عنایت فرمائے اور اُس بزرگ کو الہام کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ اس عاجز کی دعا اسکے بارہ میں قبول کیگئی اور ایسا ہی معافی بھی ہوگی - سو اُسنے خدا سے یہ الہام پاکر اور آثار خوف دیکھکر نہایت انکسار اور تذلل سے معذرت کا خط لکھا - وہ خط کسیقدر اختصار سے پرچہ چودھویں صدی ماہ نومبر ۱۸۹۶ء میں چھپ بھی گیا ہے - مگر چونکہ اس اختصار میں بہت سے ایسے ضروری امور رہ گئے ہیں جن سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ کیونکر خدا تعالے اپنے بندوں کی دعاونکو قبول کرتا اور اُنکے دلوںپر رعب ڈالتا اور آثار خوف ظاہر کرتا ہے - اسلئے میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اُس خط کو جو میرے پاس پہنچا تھا بعض ضروری اختصار کیساتھ شایع کردوں - اور بزرگ موصوف کا یہ اصل خط اسوجہ سے بھی شایع کرنے کے لائق ہے کہ میں اس اصل خط کو بہت سے لوگونکو سنا چکا ہوں اور ایک جماعت کثیر اسکے مضمون سے اطلاع پاچکی ہے اور بہت سے لوگونکو بذریعہ خطوط اسکی اطلاع بھی دیگئی ہے - اب جبکہ چودھویں صدی کے پرچہ کو وہ لوگ پڑھینگے تو ضرور اُنکے دلمیں یہ خیالات پیدا ہونگے کہ جو کچھ زبانی ہمیں سنایا گیا ہمیں کئی ایسی باتیں ہیں جو شایع

کردہ خط میں نہیں ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ہمارے بعض کوتہ اندیش مخالفونکو یہ بہانہ ہاتھ آجائے کہ گویا ہمنے بیچ کے خط میں اپنی طرفسے کچھ زیادت کی تھی۔ لہذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُس اصل خط کو چھاپ دیا جائے۔ مگر یاد رہے کہ چودھویں صدی کے خط میں جسقدر اختصار کیا گیا ہے یہ کسی کا قصور نہیں ہے۔ اختصار کیلئے مینے ہی اجازت دی تھی مگر اُس اجازت کے استعمال میں کسیقدر غلطی ہوگئی ہے لہذا اب اُسکی اصلاح ضروری ہے۔ اس تمام قصے کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ ہماری جماعت اور تمام حق کے طالبوں کیلئے یہ بھی ایک خدا کا نشان ہے اور جناب سر سید احمد خاں صاحب بالقابہ کے غور کرنیکے لئے یہ تیسرا نمونہ ہے کہ کیونکر اللہ جل شانہ اپنے بندونکی دعائیں قبول کرلیتا ہے۔ سید صاحب موصوف کا یہ قول تو نہایت صحیح ہے کہ ہرایک دُعا منظور نہیں ہوسکتی بعض دعائیں منظور ہو جاتی ہیں۔ مگر کاش سید صاحب کی پہلی تحریریں اس آخری تحریر کیمطابق ہوتیں۔

اسجگہ یہ بھی یاد رہے کہ بزرگ موصوف جن کا خط ذیل میں لکھا جاتاہی کچھ عام لوگوں میں سے نہیں ہیں بلکہ جہانتک میرا خیال ہے وہ ایک بڑے ذیعلم اور علماء وقت میں سے ہیں اور کئی لوگوں سے مینے سُنا ہے کہ اُنکو الہام بھی ہوتا ہے اور اس خط میں انھوں نے اپنے الہام کا ذکر بھی کیا ہے۔ علاوہ ان سب باتوں کے وہ بزرگ پنجاب کے معزز رئیسوں اور جاگیرداروں میں سے ہیں اور ایک مدت سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کیطرفسے ایک معزز عہدہ حکومت پر بھی ممتاز ہیں۔ چونکہ پرچہ چودھویں صدی میں بھی اس بزرگ کے منصب اور مرتبت کا اسقدر ذکر ہو چکا ہے لہذا اس قدر یہاں بھی لکھا گیا۔ اور بزرگ موصوف نے جو میرے نام بغرض معذرت ۲۹؍ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو خط لکھا تھا جس کا خلاصہ چودھویں صدی میں چھپا ہے اُس خط کو بغرض مصلحت مذکورہ بالا بحذف بعض فقرات ذیل میں لکھتا ہوں اور وہ یہہ ہے :-

نقل مطابق اصل

✤

"اخبار چودھویں صدی والا مجرم"

"بسم اللہ الرحمن الرحیم"

"نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم"

"سیدی و مولائی السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ"

"ایک خطاکار اپنی غلط کاری سے اعتراف کرتا ہوا (اس نیاز نامہ کے ذریعہ سے)
قادیاں کے مبارک مقام پر (گویا) حاضر ہوکر آپکے رحم کا خواستگار ہوتا ہے۔
یکم جولائی ۹۰ء سے یکم جولائی ۱۸ء تک جو اس گنہگار کو مہلت دیگئی
اب آسمانی بادشاہت میں آپکے مقابلہ میں اپنے آپکو مجرم قرار دیتا ہے۔ (اسموقعہ
پر مجھے القا ہوا کہ جسطرح آپکی دعا مقبول ہوئی اسیطرح میری التجا و عاجزی
قبول ہوکر حضرت اقدس کے حضور سے معافی و رہائی دیگئی) مجھے اب زیادہ معذرت
کرنیکی ضرورت نہیں۔ تاہم اسقدر ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ابتدا سے آپکی
اس دعوت پر بہت غور سے جویائے حال رہتا رہا اور میری تحقیق ایمانداری و
صافدلی پر مبنی تھی۔ حتیٰ کہ (۹۰) فیصدی یقین کا مدارج پہنچگیا۔

(۱) آپکے شہر کے آریہ مخالفوں نے گواہی دی کہ آپ بچپن سے صادق و پاکباز
تھے۔ (۲) آپ جوانی سے اپنی تمام اوقات خدائے واحد حی و قیوم کی عبادت
میں لگاتار صرف فرماتے رہے ان اللہ لایضیع اجر المحسنین۔ (۳) آپکا
حسن بیان تمام عالمان ربانی سے صاف صاف علیحدہ نظر آتا ہے۔ آپکی تمام
تصنیفات میں ایک زندہ روح ہے (فیھا ھدی و نور) (۴) آپکا مشن کسی
فساد اور گورنمنٹ موجودہ کی (جو تمام حالات سے اطاعت و شکر گذاری کے قابل
ہے) بغاوت کی راہ نمائی نہیں کرتا ان اللہ لا یحب فی الارض الفساد۔
حتیٰ کہ میرے بہت سے مہربان دوستوں نے جو اُنسے آپکی معاملات

✤ یہہ عنوان بزرگ موصوف نے اپنے خط کے سر پر لکھا تھا چونکہ اس عنوان میں نہایت انکسار ہے جو انسان کو بوجہ اپنے کمال تذلل کے مورد رحمت الہی بناتا ہے، اسلئے ہمنے اسکو جیسا کہ اصل خط میں تھا لکھدیا ہے۔ منہ

پر میں ہمیشہ بحث کرتا رہتا تھا۔ مجھے .... خطاب سے مخاطب کیا۔
پھر یہ کہ با ایں ہمہ کیوں؟ میرے مونہہ سے وہ بیت مثنوی کا نکلا۔ اسکی
وجہ یہ تھی کہ میں جب لاہور میں اُنکے پاس گیا تو مجھکو اپنے معتبر دوستونکے
ذریعہ سے (جنسے پہلے میری بحث رہتی تھی) خبر ملی کہ آپسے ایسی باتیں ظہور میں آئی
ہیں جس سے کسی مسلمان ایماندار کو آپکے مخالف خیال کرنمیں کوئی تامل
نہیں رہا۔ (۱) آپنے دعویٰ رسول ہونے کا کیا ہے اور ختم المرسلین ہونے
کا بھی ساتھ ساتھ ادّعا کردیا ہے (جو ایک سچے مسلمان کے دلپر سخت چوٹ
لگانے والا فقرہ تھا کہ جو عزت ختم رسالت کی بارگاہ الٰہی سے محمد عربی صلی اللہ علیہ
و آلہٖ (فداک روحی یا رسول اللہ) کو مل چکی ہے اُسکا دوسرا کب حقدار ہوسکتا ہے۔
(۲) آپنے فرمایا ہے کہ ترک تباہ ہونگے اور انکا سُلطان بڑی بیعزتی سے قتل
کیا جائیگا اور دُنیا کے مسلمان مجھسے التجا کرینگے کہ میں اُنکو ایک سلطان مقرر
کردوں۔ یہ ایک خوفناک بربادی بخش پیشگوئی اسلامی دنیا کے واسطے تھی۔ کیونکہ
آج تمام مقدس مقامات جو خداوند کے عہد قدیم و جدید سے چلے آتے ہیں
انکی خدمت ترکوں و اُنکے سلطان کے ہاتھ میں ہے۔ ان مقامات کا ترکوں کی
مغلوبی کی حالت میں نکل جانا ایک لازمی اور یقینی امر ہے جسکے خیال کرنے
سے ایک ہیبت ناک و خطرناک نظارہ دکھائی دیتا ہے کہ اس موقعہ پر دُنیا
کے ہرایک مسلمان پر فرض ہو جائیگا کہ ان معبدوں کو ناپاک ہاتھوں
سے بچانے کے واسطے اپنی جان و مال کی قربانی چڑھائے۔ کیسا مصیبت
اور امتحان کا وقت مسلمانوں پر آپڑے گا کہ یا تو وہ بال بچہ گھربار پیارے
وطن کو الوداع کہہ کے اُن پاک معبدوں کی طرف چل پڑیں یا اُس ابدی
اور جاوید زندگی ایمان سے دست بردار ہوجائیں ....

....

ربنا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفرلنا۔ یہی راز ہے جو

مسلمان ترکوں سے محبت کرتے ہیں کہ اُنکی خیر ہیں لِنکے دین و دُنیا کی خیر ہے - ورنہ ترکوں کا کوئی خاص احسان مسلمانان ہند پر نہیں بلکہ ہم کو سخت گلہ ہے کہ ہمارے پچھلی صدی کے عالمگیر کی تباہی میں (جبکہ مرہٹوں و سکھوں کے ہاتھ سے مسلمانان ہند برباد ہو رہے تھے ہماری کوئی خبر انھوں نے نہیں لی - اس شکریہ کی مستحق صرف سرکار انگریزی ہے جس کی گورنمنٹ نے مسلمانوں کو اس سے نجات دلائی تو ہماری ہمدردی کی وہی خاص وجہ ہے جو اوپر ذکر کی گئی -

اور اس کو خیال کر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسی سخت ترین مصیبت کیوقت تو مسلمانوں کے ایک سچّے راہ نما کا یہ کام ہوتا کہ وہ عاجزی سے گڑ گڑا کر خدا کے حضور میں اس تباہی سے بیڑے کو بچاتا - کیا حضرت نوح کے فرزند سے زیادہ ترک گنہگار تھے تو بجائے اس کے کہ اُن کے حق میں خدا کے حضور شفاعت کیجاتی ہے نہ اُلٹا ہنسی سے ایسی بات بنائی جاتی -

(۳) و نیز یہ کہ حضرت والا نے حضرت مسیح کے بارے میں اپنی تصانیف میں سخت حقارت آمیز الفاظ لکھے ہیں جو ایک مقبول بارگاہ الٰہی کے حق میں شایان شان نہ تھے جسکو خداوند اپنی روح و کلمہ فرمائے جن کے حق میں یہ خطاب ہو وجیھاً فی الدنیا والاخرہ و من المقربین - پھر اُس کی توہین اور اہانت کیونکر ہو سکتی -

یہ باتیں میرے دلمیں بھری تھیں اور انکی تجسس کے واسطے میں پھر کوشش کر رہا تھا کہ یہ کہاں تک صحیح ہیں کہ ناگاہ حضور کا اشتہار ترکی سفیر کے بارےمیں جو نکلا پیش ہوا تو بیساختہ میرے مونہہ سے (سوا کسی اور کلام کے) مثنوی کا بیت نکل گیا - جسپر آپکو رنج ہوا (اور رنج ہونا چاہیے تھا -)

(۱) رسالت کے دعوے کے بارے میں مجھکو خود ازالہ اوہام کے دیکھنے سے و نیز آپکی وہ روحانی اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے والی تقریر سے جو جلسہ مذاہب لاہور میں پیش ہوئی میری تسلی ہوگئی جو محض افتراء و بہتان ذات والا پر کسی نے باندھا۔

(۲) بابت ترکوں کے آپ کے اُسی اشتہار (میرے عرضی دعوے کے) میری تسلی ہوگئی۔ جسقدر آپنے نکتہ چینی فرمائی وہ ضروری اور واجبی تھی۔

(۳) بابت حضرت مسیح کے بھی ایک بے وجہ الزام پایا گیا۔ گو یسوع کے حق میں آپ نے کچھ لکھا ہے جو ایک الزامی طور پر ہے جیسا کہ ایک مسلمان شاعر ایک شیعہ کے مقابل میں حضرت مولانا علیؑ کے بارے میں لکھتا ہے:-

آں جوانے بُروت مالیدہ   بہر جنگ و وغا سگالیدہ
بر خلافت دلش بسے مائل   لیک بوبکر شد میاں حائل

تو بھی حضرت اگر ایسا نہ کرتے میرے خیال میں تو بہت اچھا ہوتا جَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ....۔

مگر ان باتوں کے علاوہ جس سے میرا دل تڑپ اٹھا اور اس سے یہ صدا آنے لگی کہ اُٹھ اور معافی طلب کرنے میں جلدی کر۔ ایسا نہ ہو کہ تو خدا کے دوستوں سے لڑنے والا ہو۔ خداوند کریم تمام رحمت ہو کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ دنیا کر لوگوں پر جب عذاب نازل کرتا ہے تو اپنے بندوں کی ناراضی کی وجہ سے مَاکُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا آپ کا خدا کے ساتھ معاملہ ہے تو کون ہے جو الٰہی سلسلہ میں دخل دیوے۔ خداوند کی اُس آخری عظیم الشان کتاب کی ہدایت یاد آئی جو مومن آل فرعون

کے قصہ میں بیان فرمائی گئی کہ جو لوگ خدائی سلسلہ کا ادّعا کریں اُنکی تکذیب کیواسطے دلیری اور پیشدستی نکرنی چاہیئے نہ یہ کہ اُنکا انکار کرنا چاہیئے (ان یَکُ کاذبًا فعلیہ کذبہ و ان یکُ صادقًا یصبکم بعض الذی یعدکم

مگر یہ صرف میرا دلی خیال ہی نہیں رہا بلکہ اُس کا ظاہری اثر محسوس ہونے لگا - کچھ ایسی بنائیں خارج میں پڑنے لگیں جنسے .... (اعوذ باللہ) مصداق ہوجانے لگا - (یعنے آثار خون ظاہر ہونے لگے)

چودہ سو برس ہونے کو آتے ہیں کہ خدا کے ایک برگزیدہ کے موںہہ سے یہ لفظ ہماری قوم کے حق میں نکلے ....

....

.... تو کیا ؟ قدرت کو ھباءً منثورًا کرنے کا خیال ہے (تبتُ الیکَ یاربّ) کہ پھر ایک مقبول الٰہی کے موںہہ سے وہی کلمہ سُنکر مجھے کچھ خیال نہ ہو -

پس یہ ظاہری خطرات مجھکو اس خط کے تحریر کرتے وقت سب کے سب اُڑتے ہوئے دکھائی دیئے - (جن کی تفصیل کبھی میں پھر کرونگا) اسوقت تو میں ایک مجرم گنہگاروںکی طرح آپکے حضور میں کھڑا ہوتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں (مجھکو حاضر ہونیمیں بھی کچھ عُذر نہیں مگر بعض حالات میں ظاہر حاضری سے مُعاف کیا جانے کا مستحق ہوں) شاید جولائی ۱۸۹۸ء سے پہلے حاضر ہی ہوجاؤں امید کہ بارگاہ قدس سے بھی آپکو راضی نامہ دینے کیلئے تحریک فرمائی جائے کہ نَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا - قانون کا بھی یہی اصول ہے کہ جو جرم عمدًا و جان بوجھکر نہ کیا جائے وہ قابل راضی نامہ و معافی کے ہوتا ہے - فاعفوا واصفحوا ان اللہ یحب المحسنین -

میں ہوں حضور کا مجرم

(دستخط بزرگ) راولپنڈی - ۲۹ اکتوبر ۱۸۹۷ء"

یہہ خط بزرگ موصوف کا ہے جسکو ہمنے بعض الفاظ تذلل انکسار کے حذف کرکے چھاپ دیا ہے اس خط میں بزرگ موصوف اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ انکو اس عاجز کی قبولیت دعا کے بارہ میں الہام ہوا تھا۔ اور نیز اس بات کا اقرار بھی کرتے ہیں کہ انھوں نے خارجاً بھی آثار خوف دیکھے جنکی وجہ سے زیادہ تر دہشت انکے دلپر طاری ہوئی اور قبولیت دعا کے نشان دکھائی دیئے۔ پس اسجگہ یہ بات ظاہر کرنیکے لائق ہے کہ ڈپٹی آتھم کی نسبت جو کچھ شرطی طور پر بیان کیا گیا تھا وہ بیان بالکل اُس بیان سے مشابہ ہے جو اس بزرگ کی نسبت کیا گیا۔ یعنے جیسا کہ اس عذابی پیشگوئی میں ایک شرط رکھی گئی تھی ویسا ہی اسمیں بھی ایک شرط تھی اور ان دونوں شخصوں میں فرق یہ ہے کہ یہہ بزرگ ایمانی روشنی اپنے اندر رکھتا تھا اور سچ سے محبت کرنیکی سعادت اسکے جوہر میں تھی۔ لہذا اسنے آثار خوف دیکھکر اور خدا تعالے سے الہام پاکر اسکو پوشیدہ کرنا نہ چاہا اور نہایت تذلل اور انکسار سے جہانتک کہ انسان تذلل کر سکتا ہے تمام حالات صفائی سے لکھکر اپنا معذرت نامہ بھیجدیا۔ مگر آتھم چونکہ نور ایمان اور جوہر سعادت سے بے بہرہ تھا اسلئے باوجود سخت خوفناک اور ہراسان ہونیکے بھی یہ سعادت اسکو میسر نہ آئی اور خوف کا اقرار کرکے پھر افترا کیطور پر اُس خوف کی وجہ اُن ہمارے فرضی حملوں کو ٹھہرایا جو صرف اسیکے دل کا منصوبہ تھا حالانکہ اُسنے پندرہ مہینے تک یعنی میعاد کے اندر کبھی ظاہر نکیا کہ ہمنے یا ہماری جماعت میں سے کسی نے اُسپر حملہ کیا تھا۔ اگر ہماری طرف سے اسکے قتل کرنیکے لئے حملہ ہوتا تو حق یہ تھا کہ میعاد کے اندر اُسیوقت جب حملہ ہوا تھا شور مچاتا اور حکام کو خبر دیتا۔ اگر ہماری طرف سے ایک بھی حملہ ہوتا تو کیا کوئی قبول کر سکتا ہے کہ اُس حملہ کیوقت عیسائیوں میں شور نہ پڑجاتا۔ پھر جس حالتمیں آتھم نے میعاد گذرنیکے بعد یہ بیان کیا کہ میرے قتل کرنے کیلئے مختلف وقتوں اور مقاموں میں تین حملے کئے گئے تھے یعنے ایک امرتسر میں اور ایک لدھیانہ میں اور ایک فیروزپور میں تو کیا کوئی منصف سمجھ سکتا ہے کہ باوجود ان تینوں حملوں کے جو خون کرنیکے لئے تھے آتھم اور اُس کا داماد جو اکسٹرا اسسٹنٹ تھا اور اسکی تمام جماعت چُپ بیٹھی رہتی اور حملہ کرنیوالوں کی کوئی بھی تدارک نکراتی اور کم سے کم اتنا بھی نکرتی کہ اخباروں میں چھپوا کر ایک شور ڈالدیتی اور اگر نہایت نرمی کرتی تو سرکار سے باضابطہ میری ضمانت سنگین طلب کرواتی۔ کیا کوئی دل قبول کریگا کہ میری طرف سے تین حملے ہوں اور آتھم اور اُسکی جماعت سب کے سب چُپ رہیں بات تک باہر نہ نکلے۔ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے خاصکر جس حالتمیں ان حملوں کا ثبوت میری پیشگوئی کی ساری قلعی کھولتا تھا اور عیسائیوں کو نمایاں فتح حاصل ہوتی تھی پس آتھم نے یہ جھوٹا الزام اسی لئے لگایا کہ پیشگوئی کی میعاد کے اندر اُس کا خائف اور ہراسان ہونا ہر ایک پر کھل گیا تھا وہ مارے خوف کے مرا جاتا تھا اور یہہ بھی ممکن ہے کہ یہ آثار خوف اسپر اسطرح ظاہر ہوئے ہوں جیسا کہ یونس کی قوم پر ظاہر ہوئے تھے۔ غرض اُسنے الہامی شرط سے فائدہ اٹھایا مگر دنیا سے محبت کرکے گواہی کو پوشیدہ رکھا اور قسم نہ کھائی اور نالش کرنیسے ظاہر بھی کر دیا کہ وہ ضرور خدا تعالے کے خوف اور اسلامی عظمت سے ڈرتا رہا۔ لہذا وہ اخفاء شہادت کے بعد دوسرے الہام کے موافق جلد تر فوت ہو گیا۔ بہرحال یہ مقدمہ اُس خوش قسمت اور نیک فطرت بزرگ کا مقدمہ آتھم کے مقدمہ سے بالکل ہمشکل ہے اور اسپر روشنی ڈالتا ہے۔ خدا تعالے اس بزرگ کی خطا کو **معاف کرے** اور اس سے **راضی ہو** میں اس سے راضی ہوں اور اسکو **معافی دیتا ہوں** چاہیئے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک شخص اسکے حق میں **دعائے خیر کرے**۔ اللھم احفظه من البلایا والآفات۔ اللھم اعصمه من المکروهات۔ اللھم ارحمه وانت خیر الراحمین آمین ثم آمین

الراقم خاکسار میرزا **غلام احمد** از قادیان ۲ نومبر سنہ ۱۸۹۶

نہائیت ضروری عرضداشت
قابل توجہ گورنمنٹ

چونکہ ہماری گورنمنٹ برطانیہ اپنی رعایا کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتی ہے اور اسکی شفقت اور رحمت ہر ایک قوم کے شامل حال ہے لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم ہر ایک درد اور دکھ اُس کے سامنے بیان کریں اور اپنی تکالیف کی چارہ جوئی اُس سے ڈھونڈیں۔ سو اندنوں میں بہت تکلیف جو ہمیں پیش آئی وہ یہ ہے کہ پادری صاحبان یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہر ایک طرح سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کریں گالیاں نکالیں بیجا تہمتیں لگاویں اور ہر ایک طور سے توہین کر کے ہمیں دکھ دیں اور ہم اُنکے مقابل پر بالکل زبان بند رکھیں۔ اور ہمیں اسقدر بھی اختیار نہ رہے کہ اُن کے حملوں کے جواب میں کچھ بولیں۔ لہذا وہ ہماری ہر ایک تقریر کو گو کیسی ہی نرم ہو سختی پر حمل کر کے حکام تک شکایت پہنچاتے ہیں۔ حالانکہ ہزار ہا درجہ بڑھکر اُنکی طرفسے سختی ہوتی ہے۔

ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں تو پھر کیونکر ہماری قلم سے اُنکی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں۔ لیکن پادری صاحبان چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے جو چاہتے ہیں مونہہ پر لاتے ہیں۔ یہہ ہمارا حق تھا کہ ہم اُنکے دل آزار کلمات کی اپنی گورنمنٹ عالیہ میں شکایت پیش کرتے اور دادرسی چاہتے۔ لیکن انھوں نے اوّل تو خود ہی ہزاروں سخت کلمات سے ہمارے دل کو دکھایا اور پھر ہم پر ہی اُلٹی عدالت میں شکایت کی کہ گویا سخت کلمات اور توہین ہماری طرفسے ہے۔ اور اسی بنا پر وہ خون کا مقدمہ اُٹھایا گیا تھا جو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپورہ کے محکمہ سے خارج ہو چکا ہے۔

اس لئے قرین مصلحت ہے کہ ہم اپنی عادل گورنمنٹ کو اس باتسے آگاہ کریں کہ جس قدر

سختی اور دل آزاری پادریصاحبوںنے قلم اور زبان سے اور پھر انکی تقلید اور پیروی سے آریہ صاحبوں کیطرفسے ہمیں پہونچ رہی ہے ہمارے پاس الفاظ نہیں جو ہم بیان کرسکیں۔ یہہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنے مقتدا اور پیغمبر کی نسبت اسقدر بھی سننا نہیں چاہتا کہ وہ جھوٹا اور مفتری ہے اور ایک باغیرت مسلمان بار بار کی توہین کو سنکر پھر اپنی زندگی کو بےشرمی کی زندگی خیال کرتا ہے تو پھر کیونکر کوئی ایماندار اپنے ہادی پاک نبی کی نسبت سخت سخت گالیاں سُن سکتا ہے۔ بہت سے پادری اسوقت برٹش انڈیا میں ایسے ہیں کہ جن کا دن رات پیشہ ہی یہ ہے کہ ہمارے **نبی** اور ہمارے **سید و مولیٰ آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے رہیں سب سے گالیاں دینے میں پادری عمادالدین امرت سری کا نمبر بڑھا ہوا ہے وہ اپنی کتابوں تحقیق الایمان وغیرہ مین کھلی کھلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اور دغاباز۔ پرائی عورتوںکو لینے والا وغیرہ وغیرہ قرار دیتا ہے اور نہایت سخت اور اشتعال دینے والے لفظ استعمال کرتا ہے۔ ایسا ہی پادری ٹھاکرداس سیرة المسیح اور ریویو براہین احمدیہ مین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شہوت کا مطیع۔ اور غیر عورتوں کا عاشق۔ فریبی۔ لٹیرا۔ مکار۔ جاہل۔ حیلہ باز۔ دہوکہ باز۔ رکھتا ہے۔ اور رسالہ **دافع البہتان** میں پادری رانکلین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ الفاظ استعمال کیئے ہیں۔ شہوت پرست تھا۔ محمدؐ کے اصحاب زناکار۔ دغاباز۔ چور تھے اور ایسا ہی تفتیش الاسلام میں پادری راجرس لکھتا ہے کہ محمدؐ شہوت پرست۔ نفس امارہ کا ازحد مطیع عشقباز۔ مکار۔ خونریز اور جھوٹا تھا۔ اور رسالہ نبی معصوم مصنفہ امریکن ٹریکٹ سوسائٹی میں لکھا ہے محمدؐ گنہگار۔ عاشق حرام یعنے زنا کا مرتکب مکار۔ ریاکار تھا۔ اور رسالہ مسیح الدجال میں ماسٹر رامچندر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا ہے کہ محمدؐ سرغنہ ڈکیتی تھا اور لوٹیرا۔ ڈاکو۔ فریبی۔ عشقباز۔ مفتری۔ شہوت پرست۔ خونریز۔ زانی۔ اور کتاب سوانح عمری محمدؐ صاحب مصنفہ واشنگٹن ارونگ صاحب میں لکھا ہے کہ محمدؐ کے اصحاب قزاق اور لٹیرے تھے اور وہ خود طامع۔ جھوٹا۔ دہوکہ باز تہا۔ اور اندرونہ بائبل مصنفہ آتہم عیسائی مین لکھا ہے کہ محمدؐ دجال تھا اور دہوکہ باز۔ پھر کہتا ہے کہ محمدیون کا خاتمہ

بڑا خوفناک ہے یعنے جلد تباہ ہو جائیں گے۔ اور پرچہ نور افشان لودہیانہ میں لکھا ہے کہ محمدؐ کو شیطانی وحی ہوتی تہی۔ اور وہ ناجایز حرکات کرتا تہا۔ اور نفسانی آدمی۔ گمراہ۔ مکار۔ فریبی زانی چور۔ خونریز۔ لوٹیرا۔ رہزن۔ رفیق شیطان۔ اور اپنی بیٹی فاطمہ کو نظر شہوت سے دیکہنے والا تہا۔

اب یہہ تمام الفاظ غور کرنیکے لایق ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پادری صاحبون کے موںہہ سے نکلے ہیں۔ اور سوچنے کے لایق ہے کہ انکے کیا کیا نتایج ہو سکتے ہیں کیا اس قسم کے الفاظ کبھی کسی مسلمان کے موںہہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت نکل سکتی ہیں۔ کیا دنیا میں ان سے سخت تر الفاظ ممکن ہیں جو پادری صاحبوں نے اس پاک نبی کے حق مین استعمال کئے ہیں جس کی راہ میں کروڑہا خدا کے بندے فدا شدہ ہیں اور وہ اس نبی سے وہ سچی محبت رکھتے ہیں جس کی نظیر دوسری قوموں میں تلاش کرنا لاحاصل ہی پھر باوجود ان گستاخیوں ان بدزبانیوں اور ان ناپاک کلمات کے پادریصاحبان ہمپر الزام سخت گوئی کا رکھتے ہیں یہہ کسقدر ظلم ہے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہرگز ممکن نہیں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ انکے اس طریق کو پسند کرتی ہو۔ یا خبر پاکر پہر پسند کرے۔ اور نہ ہم باور کر سکتے ہین کہ آئندہ پادریونکے کسی ایسے بیجا جوش کیوقت کہ جو کلارک کے مقدمہ میں ظہور میں آیا ہماری گورنمنٹ پادریونکو ہندوستان کے چھ کروڑ مسلماں پر ترجیح دیکر کوئی رعایت انکی کریگی۔

اس وقت جو ہمیں پادریوں اور آریوں کی بدزبانی پر ایک لمبی فہرست دینی پڑی وہ صرف اس غرض سے ہے کہ تا آئندہ وہ فہرست کام آئے اور کسیوقت گورنمنٹ عالیہ اس فہرست پر نظر ڈالکر اسلام کی ستم رسیدہ رعایا کو رحم کی نظر سے دیکھے۔

اور ہم تمام مسلمانون پر ظاہر کرتے ہیں کہ گو گورنمنٹ کو ان باتونکی ابتک خبر نہیں ہے مگر کیونکر پادریوں کی بدزبانی نہایت تک پہنچگئی ہے۔ اور ہم دلی یقین سے جانتے ہین کہ جسوقت گورنمنٹ عالیہ کو ایسی سخت زبانی کی خبر ہوئی تو وہ ضرور آئندہ کیلئے کوئی احسن انتظام کریگی۔

اب ہم وہ مفصل فہرست کتابونکی لکھتے ہیں جنہیں پادریصاحبون نے اور ایسا ہی انکی تعلیم سے ہندؤں اور آریوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام

اور اُس کے اکابر کی نسبت بدزبانی کو انتہا تک پہنچایا ہے۔

نقل کفر کفر نہ باشد

عیسائیوں کی گالیاں

کتاب دافع البہتان مصنفہ پادری رانکلین صاحب مطبوعہ مشن پریس الہ آباد بسنہ ۱۸۴۵ء

صفحہ	فقرات یا الفاظ جن سے اشتعال طبع یا دل آزاری مسلمانان ہوتی ہے۔
۲۳-۲۴	اہل اسلام کا رسول اپنی لونڈی سے ہمبستر ہوا اور جب اوسکی جورو مومنین سے ایک نے ملامت کی تو اوس نے قسم کھائی اور پھر اپنی نفسانی لذت کے لئے اپنی قسم توڑ کر آیت نازل کی۔
۲۴-	اپنے نفسانی خواہشوں کیموافق نئے حکم جاری کئے۔
۳۱	مگر یقین ہے کہ محمدؐ جبکہ کسی طور سے اپنی رسالت کو ثابت نہ کر سکا تو اس باطل خبر کو مشہور کیا۔ کیا ایسے افترا ایمانداری کے لایق ہیں؟
۶۹-	ہم بھی محمد کو وہی دولتمند مذکور کہہ سکتے ہیں (یہ دولتمند جو ابراہیم کی نسل سے تہا بہت شان وشوکت کی زندگی کے بعد مرکر دوزخی ہوا۔ لوقا)
۷۴	محمدیوں کا یہی دستور ہے کہ اکثر اپنے مذہب کے ثبوت میں بے ایمانی سے کوشش کرتے ہیں۔
۸۷	یہاں اصحابہ کبار کو من وجہ قاتل۔ ظالم۔ زناکار دغاباز۔ چور۔ بدکاروں کی جماعت جسے دلکی پاکیزگی سے کچھ تعلق نہیں۔ قرار دیا ہے۔
۸۸	اپنے شاگردوں (صحابہ) کی دلیری کیواسطے تلوار کو بہشت کی کنجی ٹھہرایا کہ جس سے لازم آتا ہے کہ جتنے گنہگار و بدذات کہ بے توبہ کئے مارے گئے۔ (شہید صحابہ) وے..... بہشت میں داخل ہوں۔

* خطوط وحدانی میں عبارتیں ہماری طرف سے ہیں۔ منہ

۱۵۳	اس لئے ضرور پڑا کہ انجیل مقدس کو منسوخ کرے کیونکہ ادسمین فاعل ایسے کام کا (مراد رسول اکرم) دوزخی ہے۔
۱۵۴	کچھ تعجب نہین کہ اوس (رسول اکرم) نے انجیل مقدس کو منسوخ کیا ہو کیونکہ تمام بندۂ دنیا جو کہ شہوت پرست ہین ایسی ہی کرتے ہیں لیکن اُن سبھون پر افسوس کس لئے کہ اونکا یہی انجام ہے کہ وے بالاجماع خدا کے غضب مین پڑیں گے یعنے اوس جھیل (دوزخ) مین جو کہ آگ اور گندھک سی جلتی ہے۔

رسالہ مسیح الدجال مصنفہ ماسٹر رامچند عیسائی ۱۸۷۳ء

اس کتاب میں ہمارے رسول اکرم کو دجال بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

سیرت المسیح والمحمد

صفحہ	مصنفہ پادری ٹھاکر داس مشنری امریکن مشن ۱۸۸۲ء
سرورق	مسیح کو بلعال کے ساتھ کونسی موافقت ہے (یہان ہمارے رسول اکرم کو بلعال یعنے جو ایک خبیث اور شریر روح ہے۔ قرار دیا ہے۔)
۲	محمد بذاتہ گنہگار...... محمد علاً گنہگار تھا
۱۱	محمد گفتار رفتار مین ثابت قدم نہین۔ ابھی کچھ پھر کچھ۔
۱۲	حرص دنیاوی بانی اسلام میں یہہ صورت رکھتی ہے کہ دین کے بھیس میں دنیا پر مسلط ہونا...... طمع دنیاوی نے آخر کار ظہور دکھایا۔
۱۴	نفسانی شہوۃ جو انسان مین ذاتی کہہ سکتے ہیں محمد مین بیشتر تھی حتی کہ وہ اُس کا ہمیشہ مغلوب رہا...... محمد مثل اور عربوں کے شکل ہی سے عورتوں کا عاشق معلوم ہوتا ہے۔
۱۵	اور اسمیں حضرت نے نہ صرف اپنی تعلیم کی ایک گونہ مخالفت کی بلکہ

	خود غرضی کو خوب ثابت کیا اور شہوت رانیمین اوروں کی شہوت کی ہمواری نکی ...... پھر جس ڈھب سے یہ کام پورا کرتے رہے وہ بالکل نفسانیت کی تدبیرین تہیں۔
۱۶	متبنیٰ بیٹے کی جورو سے نکاح کرنیکی شرع کا موقع اور موجب زینب کو ننگی دیکھکر اوس پر محمد کی شہوت کا بھڑکنا تہا۔
۲۱	محمد ایک بھولتا بھٹکتا انسان تہا۔
۳۱	لوگون کو بہکانیکے لئے (آنحضرت نے) یہ عجب جہوٹہ باندھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد شیطان کے جہانسے میں آجاتا تہا۔
۳۲	پھر ماسٹر رامچند صاحب ایک فریب کا ذکر کرتے ہیں جو محمد نے یہودیون سے کیا
۳۵	اے ناظرین ہوشیار ہو کہ کہین تم محمد کے فریب میں نہ آجاؤ۔

اندرونہ بائبل مصنفہ ڈپٹی عبد اللہ آتہم

۷۰	صاحب نشان اس دجال کا در اصل تو وہی پرانا خونی اژدھا (شیطان) ہے تاہم جب وہ موہنہ پہاڑتا ہے تو اوس کے دو جبڑے پوپ اور نبی عرب کی تواریخ اپنی اندر مجسم دکھاتے ہیں۔ (یعنے دجال جو اصل میں شیطان ہے اُس کا ظہور پوپ اور نبی عرب کے رنگ میں ہوا)۔
۷۵	ہاں پیمانہ زمانہ مقصر اور پورا کرکے پوپ اور محمد پر بھی یہ خبریں (متعلقہ دجال) درست آتی ہیں۔ اور شرح مکاشفات میں دکھلایا گیا ہے کہ دینی پوپی اور محمدی ایک ہی اژدہا (شیطان) کے دو جبڑے ہیں
۱۲۳ تا ۱۳۱	کتاب مکاشفات مین جو ٹڈی کا ذکر ہے جو بڑے کو کہا جائیگی اور اُن ٹڈیون کے بادشاہ کا نام ھلاکو یعنے ہلاکت لانے والا لکھا ہے۔ وہان ھلاکو سے مراد نبی عرب اور ٹڈی اوسکا لشکر بتایا گیا ہے نیز ہمارے رسول اکرم پر (صفحہ ۱۲۶)

صفحہ	
	شرک کا الزام دیا ہے)
۱۳۲	اور ایک اور جھوٹا نبی ہی ہے بلا تعریف بلفظ وہ کے اس سے اشارہ بطرف بدعت محمدی کے ہے۔
۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۹۶	کھلے کھلے الفاظ مین بانی اسلام کو ایک دجال کہا ہے جسکی بدعت کے خاتمہ پر صلح موعود ہونیوالی ہے۔

۱۰۔ کتاب محمد کی **تواریخ کا اجمال** مصنفہ پادری ولیم از ریواڑی مطبوعہ کرسچین مشن ریواڑی ۱۸۹۱ء

صفحہ	
	اس تمام کتاب کا کوئی صفحہ اور سطر خالی نہیں جو سخت سے سخت اشتعال آمیز اور مکروہ الفاظ اپنے اندر نہیں رکھتی۔
۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷	ہمارے رسول اکرم کو ڈاکون کا سرغنہ۔ لوٹیرا۔ ڈاکو۔ خفیہ بندش (سازش) سے قتل کرانے والا۔ دغابازی کی چال چلنے والا ظاہر کیا ہے۔
۴	اتفاق سے جو اوسکی (زینب) خوبصورتی پر محمد کی نظر پڑی دلمین عشق بد پیدا ہوا۔ اس بدخواہش کو پورا کرنیکے واسطے فوراً آسمان سے اجازت منگالی...... محمد کے لئے ہر وقت اور ہر کام کیواسطے خواہ نیک ہو خواہ بد ہو خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا آیت یا اجازت آسمانی حاضر تھی۔
۷	محمد نے بہتیرونکو چھپکے قتل کرایا......... محمد جس برس مدینہ گیا اسیمین ڈکیتی ہی کرنے لگا......... محمد نے دس بیبیان رکھین۔
۸	محمد اوسکے آدھے کی نسبت (یعنے دس احکام توریت) نہایت گنہگار تھا.... .... محمد نے بہتون کو چھپکے مروا ڈالا....... محمد نے بہت ڈکیتی کروائین...... محمد نے اپنی بدخواہش پورا کرنیکے لئے دس جوروان اور دو لونڈیان رکھین...... محمد نے...... زینب کو دیکھکر بدخواہش کی۔

......	محمد ایک دنیادار آدمی تہا۔
صفحہ	**ریویو براہین احمدیہ مصنفہ پادری ٹھاکر داس مطبوعہ مشن پریس لدہیانہ ۱۸۸۹ء**
۷	یہہ رنگارنگی ایسی باتونکو شامل کرتی ہے جو حضرت کے مکار اور فریبی ہونے کو بالکل ثابت کرتی ہے۔
۹	اسی لئے اونکے دعوی نبوت کو سوائے مکر و فریب یا وہم کے اور کوئی نام نہیں دیسکتے۔
۱۰	محمد صاحب کی زندگی مین ثابت قدمی اور صدق کی بجائے زمانہ سازی اور فریب بالکل ظاہر ہے۔
۱۵	حضرت کی تکلیفون سے بہی اونکا مکر و فریب ثابت ہوتا ہے۔
۱۶	حیلہ سازی مین اور زمانہ سازی مین حضرت محمد بے شک بے نظیر تہے۔
۲۲	محمد صاحب تو جاہل آدمی تہے ...... جاہلوں (آنحضرت) کی جہالت کا آپ کیون ساتھ دیتے ہین۔
۲۴	حضرت نے خوب دہوکہ کہایا اور دہوکا دیا۔
۲۵	محمد فریبی آدمی تہا۔
۳۳	قرآن خود گمراہ ہی اور گمراہ کرنے والا ہے۔
۴۵	محمد صاحب جو خود ایک جاہل شخص تہے
۶۳	محمد اور اور پیرؤون کے کامیابی بجائے حیرانگی کے نہ صرف حقارت پیدا کرتی ہے۔ بلکہ محمد کو ایک بڑا فریبی ثابت کرتی ہے۔
صفحہ	**سوانح عمری محمد صاحب مصنفہ اورنگ واشنگٹن** ترجمہ لالہ رکہیارام گہولا کی مطبوعہ مطبع اڈوربنس لکہنو

صفحہ	
۱۶۷	محمد موسائی عورتوں کے حسن وجمال پر فریفتہ اور دل دادہ تھا۔
۱۶۹	محمد (دھوکہ کی کارروائیاں منسوب کی گئی ہیں) اسکی زندگی کے اس حصہ میں یعنے جب وہ رسول تیغ ہوا دنیوی خواہش و آلایش نے اسکی ذاتی صفات و طبعی فضائل کو رزیل کر دیا
۲۷۲	بعض معاملات میں وہ (آنحضرت) شہوت پرست تھا۔
۲۷۳	جب وہ کسی خوبصورت عورت کے سامنے ہوتا تھا تو اپنی پیشانی اور بالوں کو سنوارتا تھا۔
۲۷۸	اسکی سرگرم اور وہمی روح...... عزلت فاقہ کشی وغیرہ سے...... اس حد تک گھل گئی تھی کہ اُس کو ایک عارضی سا خفقان و ہذیان ہو جایا کرتا تھا۔
۲۸۰	اُسکے خیال ایجاد کی طرف مائل تھے...... وہ زیادہ تر جوش اور تحریک کا مغلوب تھا۔
۲۸۱	جب اُسنے تلوار کے مذہب کی شہرت دی اور لوٹیرے عربوں (صحابہ) کو بیرونی غنیمت کا مزہ چکھایا
۲۸۲	اپنی رسالت کی مشتبہ آغاز میں وہ اپنے انتہائی سرزنش درقہ کے عیارانہ و مکارانہ نصائح و مواعظ سے مدد لیا کرتا تھا
۲۸۳	جب وہ برسر حکومت و دسترس تھا اُسنے دنیوی خواہشات و اغراض کیطرف میلان ظاہر کیا۔
۲۸۴	اُسکے دور حیات کے اخیر وقت تک اس کو ایک خاص قسم کے خبط و خفقان سے کم و بیش متحیر و حیران کرتی رہی۔ اور اُسی دھوکے اور فریب دینے والی یقین میں مر گیا کہ میں ایک پیغمبر ہوں

اخبار نور افشاں۔ امریکن مشن پریس لودیانہ

مطبوعہ ۱۳ مارچ ۹۶ء صفحہ ۵	(ایک محمدی ملا جسنے بقول اخبار مذکور اپنے مرید کی عورت کو خوبصورت دیکھکر حکمت عملی سے طلاق دلوائی اور اپنے نکاح میں لایا اس کا ذکر کر کے لکھا ہے) اس محمدی ملا کا فعل ہمکو تعجب میں نہیں ڈالتا کیونکہ ملا نے عین اپنے پیغمبر کی پیروی کی ہے۔
۱۲ جون ۹۶ء صفحہ ۸	محمد کے پاس جو وحی آتی تھی وہ بھی دیوتا لاتے تھے۔
۱۸ جون ۹۶ء صفحہ ۱	ظلم و ستم سے مذہب پھیلانے والے (مسلمان) ضرور گدھے اور اُنکا یہ عمل گدھا پن ہے
،، صفحہ ۶	محمد صاحب خود بھی حسن پرست اور عاشق مزاج تھے (ایک قصہ نقل کر کے کہ آنحضرت نے

عبارت	حوالہ
اپنی بیٹی فاطمہ کو بوسہ دیا اخبار نویس نے نتیجہ نکالا ہے) محمد نے اگرچہ چالاکی سے جواب کو بنایا...... اگر عائشہ محمد کو ناجائز حرکات (بقول اخبار نویس اپنی بیٹی کو نظر بد سے چومنا) میں مصروف نہ دیکھتی .... اُن حرکات (بیٹی کو بوسہ دینا) میں اعتدال سے بڑھکر تعشق کی کثرت پائی جاتی ہے ...... جب فاطمہ حور قرار دیگئی تو وہ اب کسی کی حور سمجھی جائے۔ اور حور کا انسانی صورتیں اس جہان میں کیا کام ہو سکتا ہے۔	
اب کوئی نہ کہے کہ محمد حفصہ کے گھر ماریہ لونڈی سے ایسا ویسا کرتا تھا...... اگر آپکے (مسلمان کے) قول وایمان کے مطابق اگر عورات سچ مچ جوتیاں ہیں تو مہربانی سے فرمائیے کہ عبداللہ کی عورت آمنہ عبداللہ کے واسطے جوتی تھی یا نہیں جس کا ظہور محمد ہے۔ پھر محمد کی عورتیں مومنین کی مائیں کہلاتی ہیں مگر چونکہ وہ عورتیں ہیں اسلیئے وہ جوتیاں ہیں۔ بعد وفات محمد کوئی انکو نکاح میں نہ لاسکتا تھا۔ اب مومنین انکو کیا کرینگے۔ سر پر مارینگے...... حضرت نے بیوہ۔ کنواری۔ مطلقہ کوئی نہ چھوڑی حتے کہ متبنی کی چاہیتی کو بھی نہ چھوڑا...... اس بدتہذیبی کا رواج دینیوالا محمد تھا۔	۲۵ر ستمبر ۹۶ صفحہ ۹
عرب کی تمام منکوحہ عورات بھی کسبیاں ہیں۔	رر ۱۰
(گنہگار قوم کی علامات — قوم کے بزرگوں کا جھوٹ بولنا۔ خون کرنا۔ لوٹ اور رہزنی کو جائز سمجھنا۔ زنا کرنیکو خوشخبری سمجھنا۔ مشتزنی خاص طور کرنا گناہ نہ جاننا۔ ہر ایک کیساتھ شیطان کا ہونا۔ اُس قوم کا جہنمی ہونا۔ ان علامات کا ذکر کرکے اخبار نویس لکھتا ہے) غرض یہ کہ قوم محمد گناہ کرنے کو قوم بنائی گئی ...... پس اغلب ہے کہ یہ قوم وہی قوم ہو	۱۸ر دسمبر ۹۶ صفحہ ۹
تفتیش الاسلام مصنفہ پادری راجرس سنہ ۱۸۷۰ء	
بعد ازاں اسپر بھی اکتفا نکرکے اُسنے (آنحضرت ؐ) اپنے خیالات اور توہمات سے ایک نیا مذہب مصنوعی ایجاد کیا۔	صفحہ ۲۲

صفحہ	
صفحہ ۴۹	قرآن کی جھوٹی آیتیں ۔ قرآن میں بہت سی آیتیں لغو ہیں۔
۵۲	قرآن واحادیث کی واہیات اور ناپاک تعلیموں کا بیان۔
۵۴	محمد نے اس آیت کے بہانے جہاد کرنا اور لوٹنا شروع کردیا۔ یہاں سے اسکی دل کا کپٹ اور دغابازی ظاہر ہوتی ہے۔
۵۶ و ۵۷	یہ سب محمد کی بناوٹ اور گھڑت ہے۔ وہ (انحضرت صلعم) ایک نفس پرست آدمی تھا۔
۵۸	لیکن جب (آنحضرت) عشق کے سبب زیادہ جدائی برداشت نہو سکی تو قرآن میں سورہ نور کے آخر ایک آیت مصنوعی عائشہ کی بریت کی وارد کرکے پھر صحبت اختیار کی لیکن اس بہتان کی عقل سلیم تکذیب نہیں کرسکتی۔
"	بارھویں ایک عورت بنی حلال سے جسکو (آنحضرت نے) بے نکاح اور مہر دیئے اُجرت یا خرچی کے گھر میں ڈال لیا تھا۔
۶۰	محمد ایک شہوت پرست آدمی تھا جو اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے لئے مصنوعی آیت پیش کرکے اُسکو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔
۶۵	محمد کی چال چلن کسیطرح پیغمبری کے لائق نہیں ٹھہر سکتی۔ وہ ایک نفس پرست اور کینہ پرور اور خود غرض آدمی تھا اور نفس امارہ کا ازحد مطیع تھا اور یہی سبب قرآن اُسکی جھوٹی بنائی ہوئی کتاب ہے جو اسکی نفس پرستی اور شہوت کو پشتی دیتی اور پالتی تھی اسمیں ایک بھی ایسی آیت نہیں جسمیں حکم ہو کہ ای محمد تو کیوں ہوا وہوس اور نفسانیت کیطرف مائل ہوتا ہے یا کیوں زینب سے عشق کی آنکھ لڑاتا ہے۔
۸۰	یہہ محمد کی بناوٹ اور بیہودہ گوئی ہے۔
۸۲	(آنحضرت کے معراج کو مرگی زدہ کا ایک خواب پریشان ظاہر کرکے یوں لکھا ہے) اُسکے خیال میں یہ گذرا ہوگا کہ .... میں نے اپنے تئیں خاتم النبیین ظاہر کیا ہی یہ حیلہ گانٹھنا چاہیئے کہ آج رات کو میں ساتوں آسمان اور عرش و کرسی کی سیر کر آیا۔

۹۷	اُسکے (آنحضرت صلعم) سارے کاموں میں عیاری ظاہر ہوتی ہے۔ محمد میں تعصب اور مکاری دونوں باتیں کسیقدر پائی جاتی ہیں......... ساتھ اسکے ایک بیوفا خود غرض دل۔ حقیقت میں اسکی گفتار اور رفتار اور عمر کیساتھ بدی میں بڑھ گئی۔
رر	نبی بغیر معجزوں کے۔ ایمان بغیر بھیدوں کے۔ اور اخلاق بغیر محبت کے جس نے خونریزی کے شوق کو ترغیب دیا۔ اور جسکی ابتدا اور انتہا بیحد شہوت پرستی کے ساتھ ختم ہوئی۔
۱۰۰	ای عزیزو..... بلکہ آج ہی دین محمدی چھوڑ کے اور اُس جھوٹے نبی کی پیروی ترک کر کے

پادری عماد الدین۔ اس شخص کی تصنیفات جو سنہ ۱۸۶۰ع سے پیشتر شایع ہو چکی ہیں اسقدر دل آزار کلمات سے مملو ہیں کہ خود عیسائیوں نے اسے ملامت کی۔ ہم اُن کا اقتباس یہاں نہیں کرتے اور صرف وہ رائیں درج کرتے ہیں جو ہندوؤں اور عیسائیوں نے اُنکی کتاب ہدایۃ المسلمین کی نسبت ظاہر کیں۔ ہندو پرکاش امرتسر سنہ ۱۸۶۷ع و آفتاب پنجاب لاہور۔ "کیا پادری عماد الدین کی تصنیفات..... کچھ اُس کتاب سے شورش انگیزی میں کمتر ہیں کہ جس نے بمبئی کے مسلمانوں اور پارسیوں کے اتفاق و محبت کو عداوت سے مبدل کردیا اور دونوں کو ہلاکت کا مونہہ دکھایا..... پادری صاحب کی تصانیف...... مسلمانوں کا انگریزی گورنمنٹ سے دل پھاڑ دینے کی علت غائی پر تصنیف کیگئی ہیں"۔ شمس الاخبار لکھنو باہتمام پادری کریون صاحب ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۸۷۵ع "نیا زمانہ..... عماد الدین کی تصنیفات کی مانند تفرقہ نہیں کہ جسمیں گالیاں لکھی ہوئی ہیں اور اگر سنہ ۱۸۵۷ع کی مانند پھر غدر ہوا تو اسی شخص کی بدزبانیوں اور بیہودہ گوئیوں سے ہوگا"

نبی معصوم مطبوعہ امریکن مشن پریس لودھیانہ سنہ ۱۸۸۴ع

۱۶	وہ عشق حرام جو محمد صاحب نے مریم نامی مصری لونڈی کے ساتھ کیا۔

ہندوؤں اور آریونکی گالیاں

پاداش اسلام مصنفہ اندرمن مرادآبادی سنہ ۱۸۶۶ع

۹	(رذیلہ کار محمد۔ محمد احمق۔ ستمگار و بدکار)
۱۱	(محمد) مثل مار بر خود پیچید..... فی الفور دم خر بیہود۔
۱۲ ۱۳	محمد تزویرے بکار برد۔ جمیع امور پر فتور ش۔ امام شافعی گپ مے زند۔

عبارت	نمبر
(آنحضرت) بجز شہوت پرستی و بدمستی کارے نداشت سه احمد کہ کامرانی و تن پروری کند۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔	۱۴
خالد (صحابی) بہ زنا پیوست۔	۱۵
اگرچہ عشقبازی و شہوت طرازی درمیان محمد و زینب بوقوع رسیدہ۔	۱۷
برحال محمد باید گریست کہ بہ دیوثی مے زیست۔۔۔۔۔۔ عائشہ چادر عفت درید۔۔۔۔۔۔ شاید کہ جائے مخصوص بی بی عائشہ درکنار لشکر بود۔ وبگوشہ قافلہ درتنہائی مے آسود ۔۔۔۔۔۔ الغرض در تیرگی شب از لشکر بیروں رفتن۔۔۔۔۔۔ کار عفیفہ وحنیفہ نیست بلکہ شیوہ مکارہ وعیارہ۔۔۔۔۔۔ خبر زنائے عائشہ۔	۱۸-۱۹
اکنوں معترض ۔۔۔۔۔ غور فرماید کہ دیوث کیست ۔۔۔۔۔ آیا دیوث خدای اسلام مقیم بیت الحرام است کہ بجواز زنا الہام کرد ۔۔۔۔۔۔۔۔ یا پیر معلوم ملاے روم دیوث است ۔۔۔۔۔ بلا اشتباہ آں مرشد مسلمین و ولی مومنین ۔۔۔۔۔۔ دیوث بودند۔	۲۵
اسلاف خود (اسلاف مسلمانان) سربسر دیوث بودند ۔۔۔۔۔۔ معبود معہود مخالفین (مسلمانان) جباری و ستمگاری بیش نیست کہ بنا بر ترویج زنا و قتل بر اولیا و انبیا وحی می فرستد۔	۲۶
پس معبود مفروض مسلمان بنا بر اغوائے مردم نیز وحی نماید ۔۔۔۔۔۔ اولیا و انبیا فرقہ محمدیہ کار شہوت پرستاں مے بر آرند و بیانداری و دلالی ہمت می گمارند ۔۔۔۔۔ کار خیر البشر خالی از شر نیست	۲۷
تخم زانی درزنان مسلماناں تصرفے کمال دارد ۔۔۔۔۔ حرامزادگی بمسلماناں عیبے عاید نمی گرداند	۲۹
دین احمدی کہ مانند آئین شیخ نجدیست ۔۔۔۔۔۔ ایں اشارت بیانداری و دلائے آں ولی ست کہ ہمچو مصطفےٰ و علی ست ۔۔۔۔۔۔ الحق دریں حدیث محمد داد دیوثی دادہ و مدار کرامت بر فضیحت نہادہ ۔۔۔۔۔۔ حضرت (آنحضرت صلعم) را غایت رعایت زناکاراں منظور افتاد	۳۰
شاید با زن سعد بن عبادہ حضرت (آنحضرت صلعم) نیز پیوستہ بکامرانی پیوستہ باشند لہذا بحکم آنکہ مطلب سعدی دیگر است اورا فرمود کہ چنین و چناں باید نمود تا فرصت را غنیمت دیدہ	۳۱

	وبکام دل رسیدہ اندرون مکان مخصوص خود داخل شوند وچون مبل در سر مہ داں فرو روند
۳۲	محمد اجرائے شہوت یاراں بسر وچشم قبول فرمودہ وبرایشاں عورات خرچی جائز نمودہ۔
۳۳-۳۴	(ان صفحوں میں متعہ کا ذکر کرکے مسلمانوں کو دیوث اور مسلمانوں کی عورتوں کو بازاری کسبیاں اور کنچنیاں قرار دیا ہے۔ اور ازواج مطہرہ آنحضرت صلعم پہ حملے کئے ہیں۔)
۳۷-۳۸	طلحہ برعائشہ عاشق بود...... مگر طلحہ از ارادہ خود نگذشت تا آنکہ در راہ بصرہ بمراد خود رسید (یعنی زنا کیا)
۳۹	؎ خدایت مائل فعل حرام است۔ کہ دائم مسکنش بیت الحرام است زنا آنجا بکن حکم امام است۔ کہ جائے ایزدت بیت الحرام است
۴۰	؎ سور چوں از لب حضرت برآید۔ نجاست از مسلماناں رباید...... ؎ بہر میمونہ (زوجہ مطہرہ آنحضرت صلعم) یکے میمون نر است۔ ذی سزاوار نکاحش مصطفےٰ ست زانکہ او اسپ است واین میمونہ است۔ اختلاف این وآں ہر گونہ است.... ؎ چو بوبکر است بزپیش توائے خر۔ برائی بازیش میموں دگر خر...... ؎ امام ثعلبی زاں افسر آمد۔ کہ او از خصیۃ الثعلب برآمد غزالی خواہرت را گر رباید۔ غزالی مشکبو از وے برآید محدث نیست محدث ترمذی است۔ کہ او را رغبت طلعم مذی ہست بخاری را بخار آمد بحدت۔ صحیح اصلا نگر د جز ہلاکت خر رازی است فخرالدین رازی۔ بود ہمجنس تو در دم درازی
۴۱	مسلمانان از روے قرآن محمد را اب المسلمین میشمارند وزنان اورا ام المومنین مے پندارند..... پس ثابت شد کہ یا مسلماناں کذاب بودہ اند ویا زنان محمد با پدران ایشاں آسودہ اند ومتہم بودہ اند...... برین قیاس محمد پدر مسلماناں نتواند بود مگر وقتے کہ محمد با مادر شاں میلے خواہد داشت وتخمے خواہد کاشت......
۴۵	(آنحضرت صلعم کو بد وضع۔ بیحیا۔ اور شہوت ران کہکر یوں لکھتا ہی) بہ چہل سال عمر عزیزش

گذشت - دلش از ہوائے زناں برنگشت - چند زناں غمزہ زناں را بے نکاح و خطبہ در آغوش کشید و از زناکاری اصلا نرمید -

۴۶ خدائے مسلمانان عجب شرب دارد کہ چنیں کس راکہ بنائے زنا بے انتہا فگند ...... برائے رسالت برگزیدہ مرا در پیش فزا اختصار است - چساں حرکات محمد برشمارم ...... زنا شعار انبیاست ...... از اینجاست کہ محمد را باوصف جہالت جبلی و ضلالت فطری رسول مقبول پندارند -

۴۸ (اسلام کے خدا تعالے کی نسبت لکھا ہے) خر و خنزیر و خرس و بوزنہ گشت - زنادانی گرفتہ شکل حیواں ...... خود گرگ و شغال و خرس و دختر پرشدہ - در شکل خبیث جلوہ آرائی کردہ -

۵۰ لازم آید کہ فاعل کفر و شرک و خطا و زنا خدا (خدائے مسلمانان) باشد ...... بروز ازل خدائے محمد جابر و ظالم بودہ ...... خدائے محمد بہ در عدالت و سیاست کمتر از بشر است -

ہم کہانتک اس شخص کی گندہ دہانی کی نقل کرتے جائیں - یہ کتاب ۳۸۰ صفحہ پر ہے اور یہاں پچاس صفحوں کا جو اقتباس کیا گیا ہے اسمیں سے بھی بے تعداد گالیاں چھوڑ دی گئیں ہیں - غرضکہ اس مصنف نے

دیکھو صفحہ نمبر ۱۵-۱۲۲-۱۲۴-۱۳۵-۱۴۵-۱۵۲-۱۵۵-۱۶۵-۱۷۲-۱۸۷-۲۰۵-۲۱۱-۱۱۶-۲۱۶-۸۲-۱۲۹۰

ہمارے خدا کو - ظالم - بیہودہ - جابر - لاف گذاف بکنے والا نخوت کرنیوالا فاسد - فاجر - ہوا و ہوس میں گرفتار - ملعون - خشک و سوختہ - مکار - فریبی - مکر اور فریب میں اُستاد - معطل - عزرائیل کے ہاتھ سے مرنیوالا - فرعونی راہ میں چلنے والا معلم مکر و تزویر - سخت بیوقوف - سخت احمق - دروغگو - شیطان سے فریب کھانیوالا - بد اصل - مکار - عیار - ستمگار - متلون مزاج - ابلہ - مثل ابلیس - کاذب شیطان کی طرح مکر سکھلانیوالا - بے عقل - ناپاک - امرد - گدھے سوار - کافر - زانی ظلم - فاجر - عور و لعنت - خالق کذب و دروغ - بدعہد - زنا کا الہام بھیجنے والا - اسباب شہوت پیدا کرنیوالا - زنا و انعام و سرقہ کا موجد - مریض مالیخولیا قرار دیا ہے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا ہے :- حیوان اور گدھے سے بدتر- بت پرست - بتوں کا دل وجانسے تعریف کرنیوالا - کرامت وخوارق میں ابلیس سے کم- مسلمانوں کی عورتوں اور بیٹیوں کا پردہ عصمت پھاڑنیوالا - لائق نفرین - سخت شہوت پرست جکی فضیلت واکملیت کثرت زنا ومباشرت زنان شوہردار پر منحصر ہے - جورو کیساتھہ ناچنے والا - رقاص - مکار - ہموارہ بکار ہاے ناکارہ آوارہ - زشت - بدسرشت - سیہ مستی والا زن پرست - دیوث - زنان شوہردار سے بلا نکاح ہمبستر ہونیوالا - شرافت سے تہیدست ومبرا - کنیز کہ زادہ - لادو حیوان - گھوڑا - اونٹ - بیشمار دفعہ زنا کرنیوالا - غبی - زناکاروں کو عیب پوشی کے لئے فریب سکھلانیوالا - بد عہد - عہد شکن - معلم دروغگوئی - تذویر ومکر کرنے والا مسلون - ابلہ - سوگند شکن - شہوت ران - نافرمان - زنا صریح کرنیوالا - بے دین - بد آئین - محمد بوجہ یک شہوت پرستے - ز صہباے ہوس مخمور مستے - بدیدے گرنے یوسف فریبے - بلا کابین وہم رش دل بہ بستے - اجنبی عورتونسے ناگفتنی باتیں کرنیوالا - شریر - دروغگو - معلم المکر - ذلیل وخوار جس کا مر ناخس کم جہاں پاک کا مصداق - بزدل - نامرد - پلید - مخالفونکے ہاتھہ سے پاپوش کھانیوالا - پیر مغاں - شرافت محمد سرمایہ شر وآکنت - عشقباز - بدچلن - اُسمیں اور کافر میں کیا فرق ہے - بی بی عایشہ کے ساتھہ ناچنے والا - زوجہ خدا - بول وبراز کھانیوالا - موچی - سیہ کار - بیحد زناکار - عشقباز - ابلیس میں اور اُسمیں کچھہ فرق نہیں - سیہ مستی اور شہوت پرستی میں محو - نادان - غلط بیان - خر پا بگل - چرندہ - ابلیس پر تلبیس اور پیغمبر نفیس میں کیا فرق ہے -

دیگر انبیاء اسلام علیہم السلام کی نسبت - پیغمبر گنہگار تھے - موسےٰ وعیسےٰ سب خطاکار ہیں - یوسف نے زلیخا کو برہنہ کیا - وہ شہوت وزانی تھا - اُسنے اپنی مالکہ کی فرج میں دخول کیا - تمام پیغمبر گلہ بانونسے زیادہ مرتبہ نہیں رکھتے - وہ شریف نہیں خوار وذلیل تھے - وہ عورتونکے ننگ وناموس کے پردہ کو پھاڑتے رہے خونریزی

دناحق قتل کرنے والے - حضرت ابراہیم مکار وکذاب - انبیا احمق ومشرک - عیسیٰ مکارانہ چال چلا - ادریس مکار فریبی - ادریس اور ابلیس میں کچھ فرق نہیں - ابلیس اُس سے افضل - مسلمانوں کے پیغمبر کو مسیلمہ کذاب پر ترجیح نہیں - دختر فروش

ازواج مطہرہ آنحضرت کی نسبت - زنان پیغمبر.... بازاری عورتوں سے ذلیل بلکہ بازاری عورتیں اُن سے بہتر - مرتکب حرکات ناکارہ - عائشہ نے طلحہ سے زنا کیا - عائشہ بیحیا - خیرہ را -

صفحہ ۱۲۵-۹۲ / ۱۵۸-۱۶۷

صحابہ رضی آنحضرت صلعم کی نسبت - خلیفہ دوم منی خور - اغلام کرانے والا - صحابہ رسول کے ازواج رسول کو نظر بد سے دیکھنے والے - کمینہ و دیوث - علی غدار - بڑا مکار........ صحابہ رسول تابعین ابلیس ہیں نندہ - قتل بندگان خدا میں مصروف -

صفحہ ۱۸۱-۱۷۱-۱۲۲ / ۱۵۵-۱۱۳-۱۰۲

آنحضرت صلعم کے زمانہ کی دوسری مستورات مومنات کی نسبت - مسلمانوں کی عورتیں اور بیٹیاں بازار میں اُجرت لیکر زنا کاری کرتی تھیں - مدینہ کی لڑکیاں ننگ وناموس ترک کرنے والیں - بعض مومنات خرچی لیکر سو سو آدمیوں سے روزمرّہ زنا کراتی تھیں -

صفحہ ۱۵۵ / ۱۵۶-۱۶۷

ائمہ اربعہ رضم کی نسبت - ابو حنیفہ نے ماں سے جماع و نکاح جائز کیا - وہ ماں بہن بیٹی سے زنا کو بُرا نہیں سمجھتا - معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے ماں سے زنا کیا اور نواد دیوثی کی دی - اُسکے نزدیک لواطت بُری نہیں - جب امام کو اغلام کے لئے لڑکا نہ ملا تو جورو سے لواطت کی - امام مالک مرتکب لواطت ہوا - امام شافعی کے نزدیک بھی جائز ہے - ابو حنیفہ موروثی دیوث و بیحیا.........

صفحہ ۹۶-۹۸-۹۹-۱۰۱-۱۰۳-۱۰۲

دیگر بزرگان دین کی نسبت - مولف تفسیر عزیزی بے تمیز - مسلمانوں کے

۸۰-۱۲۶-۱۰۱ اولیا قاتل وخونریز - علماء اسلام گروہ زندیقاں - مسلمانوں کے ولی مجنون -
۲۶۹-۲۳۷-
۱۰۸- انکے دلیں ماہن بیٹی سے شہوت رانی کا خیال رہتا تھا - بزرگ مسلمانان ناپاک [illegible] زناکار -

عام مسلمانوں کی نسبت -

مسلمان بوقت ضرورت ماں - بہن - پھوپھی - خالہ - بیٹی سے وطی کرسکتا ہے - کوئی مسلمان کسی ذریعہ سے اولاد حاصل کرلے جائز ہے - مسلمان تمام محرمات سے وطی کرسکتا ہے - اُنکے نزدیک زنا لائق پاداش نہیں - اُن کا سلوک ماں بہنوں سے حیوانوں کیطرح - مسلمان حرام زادے - اُنکی لڑکیوں سے ہزار زنا ہو توبھی دوشیزہ - اُنکی شرافت شروآفت - اُنکے ماباپ ہمیشہ زنا میں مصروف - ہرایک سردار فجاراں - ادنی طمع پر بدعہدی کرنیوالے کنچنی اور مسلمان منکوحہ عورت برابر ہے - مسلمان بیحیا - بے شرم - دختر فروش امت محمد امت لوط - صریح دروغگوئی میں عیب نہ جاننے والے - مسلمانان منی خور قالب اہل اسلام ناپاک وخبیث - اُنکا مونہہ ناپاک اُنکے اصول گندے مسلمان خلقتہ درندے - کتوں اور گیدڑونسے بدتر -

۲۲۲-۲۹۵-۲۲۲-۲۲۲-۲۳۱
۱۰۶-۱۰۴-۱۰۹-۱۱۳-۱۱۵-۱۲۱-۱۲۳-۱۲۵-۱۵۲-۱۵۶-۱۵۷-۱۷۰-۲۲۳

فرشتوں کی نسبت - اسلامی فرشتے بدمست - بت پرست - زناکار ستمگار جبرئیل نے مریم سے زنا کیا - جبرئیل نے مریم کے پردہ عصمت کو پھاڑا - جبرئیل اوباش وعیاش - شعر ذیل جبرئیل پرندہ ایست کہ گاہے امرد میشود و در فرج زنے (حضرت مریم صدیقہ) سیم تنے غنچہ دہنے سبزپیرہنے بادبدمد - وبوئے دریابد

۱۵۰-۱۵۳-۱۲۲
۱۵۲-۱۵۵-۱۲۲-۱۲۱

متفرق - فقہ مسلمانان سفاہت ہے - مسلمانوں کا گندہ مذہب امرد لڑکوں سے عشقبازی کا حکم دیتا ہے - مسلمانونکی لڑکیاں بلاخرچی لیئے صحبت نہیں کرسکتیں - مہر اور خرچی ایک ہے - تقرر مہر ایک برا اور نامعقول طریقہ بیت الحرام کہ فی الحقیقت کنشت زشت است وبانیش کذب سرشت وجود عصیان درگو عدم رود -

۱۵۲-۱۵۳-۱۰۱
۱۵۵-۱۵۱-۱۵۲-۱۰۱

قران شریف کی نسبت - معنیش باشد ضلالت سر بسر پیرایہ ضلالت می دہد قرآن سفیہ - از ضلالت بار دارد ایں شجرہ - بہتر است اور ابریدن از تبر - ہذیان - مجہول عفریت کا آراستہ کردہ کلام - محمد کی تراشیدہ باتیں - ترہات باطلہ - مزخرافات تقویم پارینہ - قرآن وحدیث میں لواطت - زنا - قمار بازی - شرابخوری بھنگ نوشی کی تعلیم ہے - .... بانی قرآن کذاب حالش مثل مست خراب کہ دمش مطابقت قدم ندارد - قرآنی اعمال کو مثمر نجات سمجھنا اور شیطانی افعال کے ساتھ داخل بہشت ہونا برابر ہے - اقوال بانی قرآن وحدیث بر مثال مقال مسیلمہ کذاب و مست وخراب - قرآن بافتہ نادانی ژولیدہ بیانے سخت ہذیانے - کج مج زبانے - ہیچدانے - غباوت نشانے - سست تبیانے - قرآن کی نقلوں میں عقل کو دخل نہیں - وہ یک قلم باطل - اسکا ماننے والا صدق وصفا سے عاطل - ہر سیپارہ صفحہ قرآں فوارہ بول مے زند -

ستیارتھ پرکاش مصنفہ پنڈت دیانند سرسوتی ماخوذ از ترجمہ ستیارتھ پرکاش مطبع کشن چند کمپنی لاہور

اللہ تعالے کی نسبت - بیرحم - شیطان سے بھی بڑھکر شیطنت کرنیوالا - عورتوں میں غلطاں - ۶۸۳ - ۶۸۵ - فرشتونکو دھوکہ دیکر بڑائی کرنے والا اسلئیے ریاکار - لاف زن - ہمہ دان نہیں - بے قدرت - جب ایک کافر شیطان نے خدا کے چھکے چھوڑ دیئے تو کروڑوں کافروں کے آگے اسکی پیش کیا جائے گی - ۶۸۶ - کم علم کم ہمت - ۶۸۷ - فریبی جھوٹا - ۶۹۹ - دوالیہ - ۷۰۰ - بھان متی کا تماشا کرنیوالا جسکو عقلمند دور سے سلام کرینگے - ۷۰۱ - عورتوں کا شائق - ۷۰۲ - طرفدار - ۷۰۳ - بے انصاف - ۷۱۰ - مسلمانوں کا خدا بھی شیطان کا کام کرتا ہے - ۷۰۳ - جہالت وتعصب سے پر - ۷۱۲ - شیطان تو سب کا بہکانے والا ہے مگر خدا شیطان کو بہکانے والا ہے - گویا شیطان کا بھی شیطان خدا ہے - خدا میں پاکیزگی نہیں - سب برائیوں کا مخزن ومعاون - کم علم بے انصاف - کیا تمھارا خدا بہرہ جو پکارنے سے سنتا ہے - ۷۰۶ - پھر خدا اور شیطان میں کیا فرق ہوا - ہاں اتنا فرق کہا جا سکتا

ہے کہ خدا بڑا شیطان اور عزازیل چھوٹا شیطان ہے...... پس اس اصول سے خدا ہی شیطان ثابت ہوگیا ۱۳-۷۔ مکار ونکی طرح خوف دلانیوالا۔ بے علم۔ ۲۳-۷۔ ہمیں اور شیطانمیں کوئی فرق نہیں ...... خدا کو کیوں دوزخ نہ ملنا چاہیئے۔ ۲۴-۷۔ جب شیطان کا گمراہ کرنیوالا ہی خدا ہے تو وہ خود شیطان کا بڑا بھائی ہے۔ خدا معاون شیطان ہے۔ ۱۶-۷۔ اندھا دھند لڑنیوالا۔ انصاف رحم اور نیک اوصاف سے مبرا۔ ۲۷-۷ خدا ہی شیطان کا سردار۔ اور سارے گناہوں کا موجب۔ ۳۶-۷۔ اپنے موںہہ میاں مٹھو۔ قرآنی خدا نے اندرجال کا تماشا دکھا کر جنگلی لوگوں کو اپنے بس میں کرلیا۔ ۴۶-۷۔ اگر اس قسم کے پیغمبروں (یعنے لوط جسنے بالفاظ ستیارتھ پرکاش بیٹیوں سے جماع کیا) کو خدا نجات دیگا تو وہ خدا بھی اپنے پیغمبر کی ہی مانند ہوگا (یعنے لوط کی طرح جسنے بزعم پنڈت دیانند بیٹیوں سے زنا کیا) ۴۸-۷۔ شیطان کا بہکانے والا شیطان کا شیطان۔ باغی شیطان کو کھلا چھوڑ دینے کے باعث ادھرم کرنیوالا اور شیطان کا ساتھی۔ ۵۷-۷۔ خدا محمد صاحب کے لئے بیویاں لانے والا حجام تھا۔ ۵۶-۷۔ محمد صاحب کے گھر کا اندرونی اور بیرونی انتظام کرنے والا خدمتگار۔

آنحضرت صلعم کی نسبت - ۳-۷۔ مطلب برآری کے لئے قرآن بنانیوالا۔ نیت کا صاف نہیں۔ ۸-۷۔ اپنی مطلب برآری اور دوسرونکا کام بگاڑنے میں کامل اُستاد۔ ۱۶-۷۔ کیا رسول اور خدا کے نام پر دنیا کو لوٹنا لوٹیروں کا کام نہیں۔ کیا خدا بھی ڈاکو ہے اور لوٹیروں (صحابہ آنحضرت صلعم) کا معاون پیغمبر جہان میں فساد ڈالنے والا امن عامہ کا رخنہ انداز۔ ۱۹-۷۔ یہ خدا کے نام پر مرد و زن کو مطلب کے لئے لالچ دیتا ہے اگر ایسا نہ کیا جاتا تو کوئی محمد صاحب کے جال میں نہ پھنستا...... حضرت محمد صاحب! آپنے بھی تو گوکلی گوسائیونکی ہمسری کی جو اپنے مریدونکا مال اڑا کر انکو پاک کردیتے ہیں۔ ۴۲-۷۔ ان دونوں (اللہ تعالے و آنحضرت صلعم) میں سے ایک خدا اور دوسرا شیطان ہوجاویگا اور ایک کا شریک دوسرا ہو جاویگا۔ واہ قرآنی خدا اور پیغمبر اپنی مطلب برآری کے لئے کیا کیا نہیں کیا..... جنگلی آدمی بھی اپنے بھوگنے پر ہیز کرتا ہے اور کیسا غضب ہے کہ نبی کی شہوت رانی میں کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ہوتی ...... جب بیٹے کی بہو پر بھی ہاتھ صاف کرنیسے پیغمبر نہ رک سکے تو اوروں سے کیونکر بچے ہونگے

۷۱۴ - تعجب ہے کہ جو لوٹ مچاویں ڈاکہ ماریں وہ خدا پیغمبر اور ایماندار کہلاویں - ۷۳۳ - جیسے خدر مچانیوالے ... بے رحم ہیں ویسا دنیا میں اور کم ہی ہوگا - ۷۰۵ - کیا جسکی بہت بیویاں ہوں وہ خداپرست یا پیغمبر ہوسکتا ہے جو ایک کی قدر کرکے دوسری کی بے قدری کرے وہ ادھرمی ہے یا نہیں ...... جو بہت سی بیویوں کے باوجود لونڈی سے ناجائز تعلق پیدا کرے اُسکے نزدیک حیا عزت کا پاس اور دھرم کیونکر پھٹک سکتا ہے - کسی نے سچ کہا ہے زانی آدمیوں کو نہ حیا ہوتی ہے اور نہ خوف اسسے نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کلام اللہ تو کجا کسی عالم نیکوکار کی بھی تصنیف نہیں -

متفرق - ۶۸۴ - مسلمانوں کا بہشت گوکلئی گوسائیوں کے گیولوک اور مندر کیطرح ہے - ۶۹۴ - مسلمان بت پرست ہیں اگر بت شکن ہیں تو انھوں نے بڑے بت یعنے مسجد کعبہ کو کیوں نہ توڑا ...... محمد صاحب نے چھوٹے چھوٹے بتوں کو مسلمانوں کے گھر سے نکالا لیکن پہاڑ کی مانند مکے کا بڑا بت انکے مذہب میں داخل کردیا - ۶۹۷ - ایسی تعلیم خدا یا اُسکے رسول کی نہیں ہوسکتی بلکہ خودغرض اور جاہل کی ہوسکتی - ۷۱۱ - بہشت کیا ہے رنڈی خانہ - ۷۰۳ - جہاں اسلام نے فروغ پایا وہ وحشی اور بھولے آدمی تھے اسلیئے انمیں یہ خلاف علم و عقل مذہب پھیلا - ۷۴۲ - مذہب اسلام لچر - غیر مدلل خلاف عقل خلاف دھرم -

قرآن شریف کی نسبت - جب بسم اللہ الرحمن الرحیم کلام مبہم ہے تو کیا چوری زناکاری جھوٹ اور گناہوں کا آغاز خدا کے نام پر کیا جاوے ! ۶۸۸ - یہ سب باتیں (یعنے قرآنکی باتیں) طفلانہ ہیں ...... سچی نہیں - ۶۹۵ - محمد نے یہ بات (آیت قرآن شریف) اپنے مطلب کے لئے گھڑی تھی - ۷۰۰ - ایسی تعلیم (تعلیم قرآن) کو لمے میں پڑے - قرآن جیسی کتاب محمد صاحب جیسے رسول قرآنی اللہ جیسے خدا اور اسلام جیسے مذہب سے دنیا کو سراسر نقصان ہے انکا نہ ہونا ہی اچھا ہے - اس قسم کے بیہودہ مذہب سے کنارہ کش ہوکر داناؤں کو وید کے احکام ماننا چاہیے - ۷۰۹ - اسکا مصنف ایک نہیں بلکہ بہت سے آدمی ہیں - ۷۱۴ - قرآن میں کہیں اونچے کہیں دھیمے پکارنے کا حکم ہے - ایک دوسرے کی متضاد باتیں سودائیوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں - ۷۱۵ - یہ کلام اللہ نہیں کسی مکار کا

کلام ہے - ورنہ اسمیں اس قسم کی واہیات باتیں کیوں ہیں - ۲۰ ۔ اسکی آیتیں محسن کشی کی تعلیم دینے والیں اسکا مصنف علوم طبعی سے ناواقف - ۲۹ ۔ اس میں لغو اور جاہلانہ باتیں ہیں بیچ پوچ بے علم ہیں - ۳۱ ۔ ایسی فحش باتیں کلام اللہ میں تو کجا کسی شایستہ انسان کی تصنیف میں بھی نہیں - ۳۲ ۔ قرآن کلام اللہ تو کجا کسی سمجھدار آدمی کی بھی تصنیف نہیں - ۵۳ ۔ اسی تعلیم (تعلیم قرآن شریف) نے مسلمانوں کو غدر مچانیوالا سب کو ایذا پہونچانیوالا خود غرض بیرحم بنادیا - ۵۷ ۔ قرآن کلام اللہ تو کجا بلکہ کسی عالم نیکوکار کا بھی کلام نہیں - ۶۱ ۔ خلاف وضع فطرت گناہ عظیم کی بنا یہ (قرآنی تعلیم) ہے

نسخہ خبط احمدیہ مصنفہ لیکھرام پشاوری مطبوعہ ۱۸۸۸ سنہ

(اس شخص کے اصلی دل آزار فقروں کو چھوڑ کر یہاں نہایت اختصار کیساتھ لکھا جاتا ہے کہ اُسنے ہمارے خدا ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اسلام ہماری کتاب کی نسبت کیسے کیسے دلخراش الفاظ استعمال کئے ہیں -)

اللہ تعالےٰ کی نسبت - محتاج - فریبی - کمینہ حیلہ کرنیوالا - دھوکہ باز - دھوکہ میں پھنسنیوالا سرگردان - ۶۸ - مشو نازاں بایں مولائے مکار و عجیب خود - کہ از ابلیس بالاتر بایجاد فریب خود - ۶۹ - فرضی خدا قرآن وہی عرش کے بالاخانہ پر خیالی کچہری کرنیوالا - ۹۹ - رذیلہ تمسخر کرنیوالا - ۱۰۱ - گھڑی عقل یادداشت اور گیان سے خالی - مغلوب نسیان و سہو - بیعلمی کا مقر - ۱۱۶ - گرہمیں اللہ است و ایں مخلوق - بہر یادداشت بایدش صندوق - تقریری حساب سے محض امی - بے انتظام پرلے درجہ کا غافل - غفلت کی نیند سونیوالا - ۱۱۷ - ۱۱۸ - شیاطین کا بھائی بند - ۱۳۱ - اسکے اندر سے ریچھ سور مرغ تیتر نکلے ہیں - ۱۶۴ - خدا شیطان اور شیطان خدا ہے - گمراہ کرنے والا - ۲۵۵

ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت - لوٹ مار کرنے میں سرآمد عرب حقیقی عزتوں سے منزلوں دور - ۳۷ - جسکا دل نفسانی خواہشوں سے بھرا ہوا - ہوا ہوس کا مغلوب - قسم توڑنے والا - نفسانی خواہشوں کو عمل میں لانے کے لئے اور اپنے عیب پر پردہ ڈالنے کے لئے خدا کے احکام بنانے والا - بیگانی عورتوں پر عاشق ہوجانیوالا جھوٹے الہام کا دعویدار - ۴۱ - ۴۲ - بداخلاق

ضد و فریب سے تعلیمات کو خراب کرنیوالا - قتل انگیز ذہنی حرارت والا - رنج آور عصب کا کمزور - صوآئی ۴۵ مکر [illegible] - جوش تعصب ملک گیری اور شہوت نفسانی کے بڑھانے کے لئے جسنے دعوےٰ کیا - عورتوں کا بڑا عاشق - شہوت پرست - وِکڈ یعنے فاسد بدکار - ہیپو کریسی والا - دغاباز - دمبازی کی چھلاٹ کے ہنر میں لائق - فراڈ کرنیوالا - دھوکادہ - ۴۶ - ۴۷ - بنی نوع انسان کا بدترین دشمن - ۴۸ - رحمۃ للعالمین نہیں بلکہ زحمت للعالمین ہے - مسیلمہ کذاب اُس سے بہتر ہے - ۶۲-۶۳ فریب باز - لوٹ کا مال لینے کے لئے زکوٰۃ کا جھوٹا بہانہ بنانیوالا - مکر و فریب کرنیوالا معلم دغابازی ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ -

متفرق - موسیٰ نے شیطان سے توحید حاصل کی ۳۱۸ - مسلمانوں کا جد امجد آدم عقل سے چاہ جہالت میں گرنے والا دانائی سے فارغخطی لینے والا ملعون ۲۷۹ - اسلام خونریزی کو شوق دلانے والا - اسکی ابتدا و منتہا شہوت پرستی ۴۲ - معراج کا قصہ جھوٹا لغو مکر کی بات ۶۶ (جمعہ کو چونکہ ایرانی نجوم میں زہرہ کہتے ہیں اسلئے روز جمعہ کو ایک بدکار طوائف کہا ہے اور مسلمانوں کا تعظیم جمعہ کرنا گویا اُس بدکار طوائف کے لئے وحشیانہ جوش جنبانی ہے ۱۷۵ -)

قرآن شریف و احادیث کی نسبت - اسکی بنا فاسد ہے ۴۱ - قرآن علم و حکمت عام عقل کے برخلاف علمی نتائج میں بدی پیدا کرنیوالا ۴۲ - ناسزاوار تعظیم - اسکی تعلیمات نہایت معیوب اکثر غلط - اسکے پڑھتے ہی سخت مزاج اور نفسانی ہو جانا ۴۳ - قرآنی بہشت کی تعلیم عیاشوں اور بدکرداروں کو خوش کرتا ہے ۴۴ - اسکی تعلیم زشت ۴۵ - اسکی تعلیم تاریک گمراہی پھیلانے والی - لوگوں کو کینہ ور اور بیرحم بنانے والی - حرص کینہ شہوت کو جائز رکھنے والی ۴۹ - ۵۰ - قرآن احقاق حق سے سراپا شرمناک ہے ۷۱ - قرآن کے خاتمہ بالخیر ہونیسے ملک ایشیا اس ہیضہ سے نجات پاتا ۲۷۳ - قرآنی جنت - نفسانی اور جسمانی بلکہ عشرتکدہ حیوانی - عقل کے خلاف - دور از انصاف - بعید از قیاس روحانیت کی ستیاناس کرنیوالی - شیطان کی ماوا و ملجا ۳۱۶ -

تکذیب براہین احمدیہ مصنفہ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر مطبوعہ چشمہ نور امرتسر سنہ ۱۸۹۰

اللہ تعالےٰ کی نسبت - صفحہ ۳۶ - بےعلم - نافہم - دھوکہ باز - فریبی - حیلہ پرداز - داؤ کھیلنے والا - بیوقوف - ۳۷ کمبہ کرن کی نیند سے بیدار نہ ہونیوالا - قرآنی خدا عالم غیب نہیں وہ محمد شاہ رنگیلے کی طرح یا واجد علی شاہ کی طرح زچہ میں بیٹھا ہوا تھا - وہ علم مباحثہ سے ناواقف زود رنج تعصب والا ہے - ۳۸ اُس سے شیطان زور آور ہے - ۳۹ وہ ایک ایسا شخص ہے جو مکر وفریب سے یا اتفاق وقت سے سلطنت کو پہونچگیا مگر علم وعقل سے عاری - ناواقفوں سادہ لوحوں یا اپنے جیسے پر اسکی حکومت - بہادری کا اسمیں نشان نہیں ... خدائی کرنیکا گیان نہیں .... دانا نہیں .... معاملات ملکی کا تجربہ کار نہیں - ۴۲ جن فرشتوں نے خدا کا ڈولہ اٹھایا ہوا ہے ..... وہ اگر کاندھے سرکاویں .... تو بتلایئے ..... خدائے محمدیاں کسی غار میں گرا پاویں ...... اور اگر گر کر مرجائے تو پھر مولا کون کہلائے - ۴۷ وہ شیطان سے مقابلہ کرنیمیں ترساں ہے - ۵۶ - ۵۷ - جلاد - ستمگار - ذلیح الجاندار - ۲۲۲ ظالم - جبار - غافل - خود غرض - بدفعلی اور پلیدی کا رہنما - بدچلنی اور فعل شنیعہ کا خدا - ۲۳۳ رشوت لینے والا - آدمی کی شکل والا - بالاخانہ پر بیٹھنے والا - فریب کھیلنے والا - شیطان سے ڈرنیوالا - ۲۴ موسی والی آگ گویا اگنی دیوتا کی پرستش ہے - ۲۵۴ خدا بڑا ہی کاذب ہے یا جوا کھیلتا ہوگا جو جفت طاق کی قسم کھاتا ہے - ۲۵۶ اسکے قول وفعل قابل اعتماد نہیں -

آنحضرت صلعم کی نسبت - حاشیہ صفحہ ۷۵ - اہل مکہ سے صلح کے بعد کسی سبب سے جو طبیعت آزادہ ہوگئی تو جھٹ وہ آیت منسوخ کردی کہ وہ خدا کا کلام نہیں شیطان کا کلام ہے شیطان نے پیغمبر کے مونہہ میں ڈالدیا تھا - ۱۳۵ قتل کرانیوالا - بت پرست - علمی کتابیں جلانے والا بے نکاحی عورتوں سے جماع کرنیوالا - اپنے الزام خدا کے ذمے لگانیوالا - ۱۴۱ علی نامی پہلوان کو رازدار بنانے کے لئے اپنی بیٹی نکاح کردی - اور دو لڑکیاں عثمان کے حوالے کرکے دوسرا رازدار بنایا ذوالنورین کا خطاب دیکر ڈبل دامادی کی زنجیر میں پھنسایا - اسیطرح عمر و ابوبکر سے یارانہ بنایا کسیکو کسیطرح کسیکو کسی داؤ سے ملایا غرضیکہ پانچ پنچ مل کیجئے کاج - ہارے جیتے آئے نہ لاج -

۱۶۵ - قتل عام اور ظلم وجور کرنے والا - ۲۴۴ شعبدہ باز - ۲۵۶ قاصر البیان ناواقف انجام

۲۸۰ خدا اپنی حدود کو توڑنے والا -

قرآن شریف کی نسبت ۳۵ - آدم کا قصہ - الم غلم ولا نسلم تمسخر آمیز داستان - ۵۸ ایک قمار باز

یا چور بھی ایاک نستعین پڑھکر مدد مانگ سکتا ہے - ۶۰ آخر آیات سورہ فاتحہ سخت نقصان رساں

اور خدا پر بہتان باندھنے والیں - قرآن میں شیر شہد شراب ..... پستانوں اور رخساروں کے

سوار وحانی سرپنہ کا نام ندارد - وعدہ وعید کا تلق وتعشق آمیز بیان - ۱۰۸ اسکی تعلیم خیالی لا ابالی

زہریلی - خون کی پیاسی - ۱۰۹ پر از کذب ولاف گم از صداقت -

متفرق - ۵۳ موسیٰ آتش پرست - ۱۳۵ سلیمان بت پرست زانی قاتل - موسیٰ قتل

عام اور زنا کرانے والا - باکرہ چھوکریوں سے زنا بالجبر کرانے کا مرتکب جھوٹا - ۱۳۹ نشان اسلام

قتل عام - اسلام دین بالجبر ویران کنندہ عالم - ۱۳۶ آدم خدا کا پالتو طوطی - ۱۴۰ اسلامی بزرگ

افترا پرداز مسودہ باز مشورہ باز - ۲۶۴ اسلام ودہریت توام -

کتاب ثبوت تناسخ مصنفہ لیکھرام مطبوعہ مفید عام لاہور ۱۸۹۵ء

۱۴۷ - قرآنی خدا لوگوں سے تمسخر کرتا ہے جعفر زٹلی کی طرح یا ملا دوپیازہ کی طرح ورنہ وہ فی الحقیقت

ظالم ومکار ہے - ۱۵۴ (اسلامی) خدا یا خود غرض ہے یا پاگل یا ظالم - ۱۵۷ قرآنی خدا رشوت

خوار حاکم سے کم نہیں - ویدک خدا کے آگے خدائے محمدیان کی شامت ہے - ۱۶۹ آپ

(ایک مسلمان) جس خاک پر ہر روز بول وبراز کرتے ہیں وہ تمھارے بزرگوں کی خاک ہر .....

گور میں انکی خاک کو بچھو کیڑے کھاتے ہیں - خلق عالم جوتے پہنے انکے سر پر گذرتی ہے .....

تمھارے بزرگوں نے کتوں کے قالبوں میں حلول کیا - ۱۷۱ غریب بے بضاعت خدا عرش

کے بالاخانہ پر ہنوز چشمانش نگرانست کہ ملکش پریشان است کی طرح اوسان باختہ

بیٹھا رہے گا - چند دنوں سے غریب بے بضاعت خدا نقش موہوم ومخیل کی طرح مداری بن

اپنے پیٹ سے انتڑیاں نکال تماشا دکھلا خدا بن بیٹھا - گدھا بلا سور کتا خرس پاخانہ خدا کو خو

بنتا پڑا...... ایسے مداری تماشا گر چھلیا۔ نقش موہوم بہروپیا بلکہ مخیل کا کیا اعتبار۔

ہماری نسبت

میاں نذیر حسین دہلوی المعروف بہ شیخ الکل

وہ فتوےٰ جو ہماری تکفیر میں رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۱۳ میں شایع ہوا اسکے راقم اور مستفتی کے مجیب یہی شیخ الکل ہیں۔ راقم فتویٰ یعنے میاں صاحب اُس فتوے میں ذیل کے الفاظ میری نسبت استعمال کرتے ہیں

اہل سنت سے خارج۔ اس کا عملی طریق ملحدین باطینہ وغیرہ اہل ضلال کا طریق ہے اسکے دعوے واشاعت اکاذیب اور اس ملحدانہ طریق سے اسکو تیس دجالوں میں سے جنکی خبر حدیث میں وارد ہے ایک دجال کہہ سکتے ہیں + اسکے پیرو ہم مشرب ذریات دجال۔ خدا پر افترا باندھنے والا۔ اسکی تاویلات الحاد و تحریف کذب و تدلیس سے کام لینے والا۔ دجّال۔ بے علم۔ نافہم۔ اہل بدعت وضلالت۔

١٤٠ ١٤١ ١٤٥ ١٥٢ ١٦٧ ١٨٠ ١٨٣ ١٨٥ ״

جو کچھ ہمنے سوال سائل کے جواب میں کہا اور قادیانی کے حق میں فتوےٰ دیا وہ صحیح ہے ...... اب مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے دجّال کذاب سے احتراز کریں اور اس سے وہ دینی معاملات نکریں جو اہل اسلام میں باہم ہونے چاہییں۔ نہ اسکی صحبت اختیار کریں اور نہ اسکو ابتداءً سلام کریں اور نہ اسکو دعوت مسنون میں بلاویں اور نہ اُسکی دعوت قبول کریں اور نہ اُسکے پیچھے اقتدا کریں اور نہ اسکی نماز جنازہ پڑھیں..... الخ

شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

اشاعۃ السنہ نمبر یکم لغایت ششم جلد شانزدہم ۱۸۹۳ء

۲	اسلام کا چھپا دشمن۔ مسیلمہ ثانی دجال زمانی۔ نجومی۔ رملی۔ جوتشی۔ اٹکل باز +
۳	جفری۔ بھنگر۔ بھکڑ۔ اڑپوپو۔ اُس کا موت کو نشان ٹھہرانا حماقت و
۴	سفاہت شیطان ہے۔ مکار۔ جھوٹا۔ فریبی۔ ملعون۔ شوخ گستاخ۔ مثیل
۱۱	الدجال۔ اعور دجال۔ غدار۔ پرفتنہ ومکار۔ کاذب۔ کذاب۔ ذلیل وخوار
۱۲-۱۷	مردود۔ بے ایمان۔ روسیاہ مثیل ومسیلم واسود۔ رہبر ملاحدہ۔ عبد
۱۸-۲۲	الدراہم والدنانیر۔ تمغات لعنت کا مستحق۔ مورد ہزار لعنت خدا و فرشتگان
۳۷-۳۳	ومسلمانان۔ کذاب۔ ظلام۔ افاک۔ مفتری علی اللہ۔ جس کا الہام
۳۹-۴۲	احتلام ہے۔ پکا کاذب۔ ملعون۔ کافر۔ فریبی۔ حیلہ ساز۔ اکذب۔
۴۳-۴۴	بے ایمان۔ بے حیا۔ دھوکہ باز۔ حیلہ باز۔ بھنگیوں اور بازاری شہدوں
۴۷-۴۹	کا (سرگروہ)۔ دہریہ۔ جہان کے احمقوں سے زیادہ احمق۔ جس کا خدا
۵۴-۶۳	معلم الملکوت (شیطان)۔ محرف۔ یہودی۔ عیسائیوں کا بھائی۔ خسارت
۱۱۶-۱۱۷	مآب۔ ڈاکو۔ خونریز۔ بے شرم۔ بے ایمان۔ مکار۔ طرار۔ جس کا
۱۱۸-۱۲۹	مرشد شیطان علیہ اللعنۃ۔ بازاری شہدوں چوہڑوں بہائم اور
۱۳۳-۱۳۴	وحشیوں کی سیرت اختیار کرنیوالا۔ مکر چال۔ فریب کی چال والا۔
۱۴۲-۱۵۰	جس کی جماعت بدمعاش۔ بدکردار۔ جھوٹ بولنے والی۔ زانی۔ شرابی
۱۷۳	مال مردم خور۔ دغاباز۔ مسلمانوں کو دام میں لاکر اُن کا مال لوٹ کر
	کھانے والا۔ ایسے سوال وجواب میں یہ کہنا ....
	حرام زادگی کی نشانی ہے۔
	اس کے پیرو خران بے تمیز۔

+ یہ الفاظ یہاں صرف ایک ہی رسالہ میں سے نمونہ کے طور پر نکالے گئے ہیں
اور اس رسالہ میں بھی اور بہت سے ملتے جلتے الفاظ چھوڑے گئے۔

غزنوی گروہ

مولوی عبدالجبار صاحب نے فتوے مذکورہ بالا پر بصفحہ ۲۰۰ دستخط کرتے ہوئے ذیل کے الفاظ لکھے ہیں۔

"ان امور کا مدعی رسول خدا کا مخالف ہے .... اُن لوگوں میں سے جن کے حق میں رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں دجّال کذاب پیدا ہونگے .... اُنسے اپنے آپ کو بچاؤ تم کو گمراہ نہ کردیں اور بہکا نہ دیں۔ اس (قادیانی) کے چوزے (اتباع) ہنود اور نصارےٰ کے مخنث ہیں"۔

احمد ابن عبداللہ غزنوی۔ بصفحہ ۲۰۱

"قادیانی کے حق میں میرا وہ قول ہے جو ابن تیمیہ کا قول ہے جیسے تمام لوگوں سے بہتر انبیاء علیہم السلام ہیں ویسے ہی تمام لوگوں سے بدتر وہ لوگ ہیں جو نبی نہوں اور نبیوں سے مشابہ بن کر نبی ہونے کا دعوے کرے .... یہ بدترین خلائق ہے۔ تمام لوگوں سے ذلیل تر۔ آگ میں جھوکا جائے گا"۔

عبدالصمد ابن عبداللہ غزنوی۔ بصفحہ ۲۰۲

"غلام احمد قادیانی کجرو بلید فاسد ہے۔ اور رائے کھوٹی۔ گمراہ ہے۔ لوگوں کو گمراہ کرنے والا۔ چھپا مرتد۔ بلکہ وہ اپنے اوس شیطان سے زیادہ گمراہ جو اُس کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ یہ شخص ایسے اعتقاد پر مرجائے تو اُس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ اور نہ

یہ اسلامی قبرستان میں دفن ہو۔

عبد الحق غزنوی

اشتہار ضرب النعال علی وجہ الدجال

۳ شعبان سنہ ۱۳۱۴

دجال۔ ملحد۔ کاذب۔ روسیاہ۔ بدکار۔ شیطان۔ لعنتی بے ایمان۔ ذلیل۔ خوار۔ خستہ۔ خراب۔ کافر۔ شقی سرمدی ہے۔ لعنت کا طوق اس کے گلے کا ہار ہے۔ لعن طعن کا جوت اس کے سر پر پڑا۔ بے جا تاویل کرنے والا۔۔۔ مارے شرمندگی کے زہر کھا کر مر جاوے گا۔۔۔ بکواس کرتا ہے۔۔۔ رسوا ذلیل شرمندہ ہوا۔ اللہ کی لعنت ہو۔۔۔ جھوٹے اشتہارات شایع کرنے والا۔ اس کی سب باتیں بکواس ہیں۔

نام کتاب ونام مصنف	تاریخ طبع	صفحہ	الفاظ یا عبارت
تائید آسمانی	۲۳ جولائی	۲	مرزا صاحب دھوکہ باز اور گمراہ کرنے والا ہے۔
مصنفہ منشی محمد جعفر	سنہ ۱۸۹۲	۱۳	مرزا صاحب تارک جمعہ وجماعت۔ وعدہ خلاف
تھانیسری	"		سیرت محمدی سے کوسوں دور
"	"	۲۳	مرزا صاحب عیار۔ جھوٹا دعوے دار۔
"	"	۲۴	مرزا صاحب چالاک اوربُہ باز
"	"	۲۸	مرزا صاحب فضول خرچ۔ مسرف۔ حیلہ ساز

"	۳۴	مرزا صاحب روباہ باز - عیار -
نظم حقانی مسمّی بہ سرائر کادیانی مشتہرہ سعد اللہ نومسلم لدھیانوی ۲۳ شعبان ۱۳۱۳ھ	صفحہ ۱ سے ۸ تک	قادیانی رافضی - بے پیر - دجّال - یزید - اُسکے مرید یزیدی خانہ خراب - فتنہ گر - ظالم - تباہ کار - رو سیاہ - بے شرم - احمق - کاذب - خارجی - بھانڈ - یاوہ گو - غبی - بدمعاش - لالچی - جھوٹا - کافر - مفتری - ملحد - دجّالی حمار - اخنس - بکواسی - بدتہذیب اور دون ہمت - مشرکانہ خیال کا آدمی - اُسکا گانو منحوس ہے - اُسکی دجالیاں اور مکاریاں اور رمالیاں اظہر من الشمس ہیں - اُس کی کتابیں ایمان اور دین کا ازالہ کرنے والی ہیں -
بُت شکن مشتہرہ محمد رضا الشیرازی الغزوی شیعی - مطبوعہ نمر الہند -	۱	مرزا کاذب ہے - مفتری - یاوہ گو - تباہ کار - مکّار - بغی - غوی - غبی - گمراہ - نادان - فضول - ڈھکوسلے - بیہودہ سرا ہے - کاذب - جھوٹا - دروغگو - بے شرم تنگ خلائق - کاذب - بانی ملت مبتدعہ - تلبیس کرنیوالا داعی ملت بدعیہ - سرکش طبع - راندہ درگاہ ازلی - گم کردہ صراط مستقیم - سوء فہم - بادپیمائی کرنے والا - ژاژ خایاں - چاہ ضلالت میں ڈوبا ہوا اور گمراہی کے تذویر میں پھنسا ہوا ہے - عجب و تکبر میں گرفتار - مزخرفات

"	"	موہومہ باطلہ کا کہنے والا - اس کی جماعت ضلالت وگمراہی میں ہے - اُس کی مراسلت سراسر فضول و لچر ہے - اس کے دلائل سب وشتم وفحش سے بھرے ہوئے ہیں - مرزا مقہور شکستہ بال ہے - اُس کی باتیں ہفوات اور ہزلیات ہیں - وہ گمراہ غبی ہے - اُس کی تحریرات میں خرافات ہیں - اُسکے دہن کے ترشحات گندیدہ ہیں - اُس کا مدعا زور وطغیان ہے - شتم وفحش وبہتان لانے والا - افترا وکذب کے دلائل پیش کرنے والا - شناعت وفضیحت کے سوا اُس کے پاس کوئی دلیل نہیں - یہ کاذب دار البوار میں جائے گا - ظلمت کفر طغیان اُنکی وجہ سے دنیا میں ہے -

راجندر سنگھ

ایڈیٹر ومالک اخبار خالصہ بہادر

کتاب خبط قادیانی کا علاج گورو گوبند پریس لاہور سنہ ۱۸۹۷

صفحہ ۲ ۱۲	واہ رے مرزا کے اسلامی خدا - خدا کیا ہے خدا کا خدا ہے اور مساق کا فر مساق - گورو نانک صاحب الٰہی دین کے خادم تو تھے لیکن

	مسلمانوں والے الہی دین کے ہرگز نہیں تھے جن کے دین کا خدا مرزا صاحب جیسوں کو امام کا خطاب دیتا ہے اور شرمناک الہام بھیجتا ہے۔
۲۸	محمد صاحب نے پھر بھی مکر و فریب کے طریق کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔
〃	اسلام خدا کے پانے کا مذہب نہیں ہے بلکہ شہوۃ پرستی کے لئے ایک خاصہ چکلہ ہے
۷۸	(مثنوی جسمیں ہمارے سید و مولی صلعم کو سخت بدتہذیبی سے یاد کیا ہے۔)
۷۹	حقیقت میں زنا فعل بیجا تمھارے ہی بزرگوں کا شیوہ الخ
۸۶	بلکہ شہوۃ پرستی تو آپ کے نبوت احمدی سے ہی آپ کے خمیر میں چلی آئی ہے۔
۹۱	محمد صاحب نے زن پرستی۔ قبر پرستی۔ مردہ پرستی۔ لونڈی پرستی اور ظلم پرستی کی تخم ریزی کر کے اکثر ملکوں میں تمام جہان کی برائیوں اور بدفعلیوں کا ایک پڑاوہ بھڑکا دیا تھا۔
۹۲	کل اہل اسلام کے بزرگوں و غیرہم کو زبان پر توحید اور عمل میں زن پرست و زانی کہا ہے۔
۹۴	محمد صاحب نے اپنی لونڈی کے ساتھ زنا کیا پھر معافی مانگی۔
۹۷	شہوت پرست تھے۔ عبادۃ الہی کو چھوڑ کر عورتوں کا حکم بجالاتے تھے۔
۱۰۳	محمد صاحب زن مرید تھے۔ قرآن میں شیطانی راہ کی باتیں بھی ہیں۔

یہ نمونہ ہے اُس دُرشت اور قابل تاسف بیان کا جو ہماری ست بچن جیسی کتاب کے مقابل پر ہمارے ہادی و مقتدا سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں استعمال کی گئی ہے۔

یہہ وہ سخت الفاظ اور توہین اور تحقیر کے کلمات ہیں جو پادری صاحبان اور آریہ صاحبان نے اپنی کتابوں میں ہمارے سیّد و مولیٰ جناب سیّد المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استعمال کئے ہیں۔ اور ان کتابوں میں سے اکثر کتابیں کئی دفعہ چھپ کر پنجاب اور ہندوستان میں شایع کی گئی ہیں۔ اور ہمیشہ مشن سکولوں کے طالب العلموں کو پڑھنے کیلئے دیجاتی ہیں اور کوچوں اور بازاروں میں سُنائی جاتی ہیں اور عیسائی عورتیں جو وعظ پر مقرر ہیں مسلمانوں کے گھروں میں لیجاتی ہیں۔ ہم بیان نہیں کر سکتے کہ ہم نے ان تمام الفاظ کو کس کراہت اور درد دل اور لرزاں بدن سے لکھا ہے اگر عدالت کی کارروائی ہمکو انکے لکھنے کے لئے مجبور نہ کرتی اور ڈاکٹر کلارک صاحب ہم پر یہ الزام دروغ نہ لگاتے کہ گویا ہم عیسائیوں کے مقابل پر سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں تو یہہ زہر آمیز کلمات جو سلطان الصادقین اور خیر المرسلین کی شان میں لکھے گئے ہیں اور ہمیشہ عیسائی اخباروں میں لکھے جاتے ہیں ہم ہرگز اس کتاب میں نہ لکھتے۔

ہمیں افسوس ہے کہ اِن ناپاک اور دل آزار کلمات کو محض اس وجہ سے ہمیں حکام پر ظاہر کرنا پڑا کہ ڈاکٹر کلارک نے بعض معمولی اور نرم الفاظ ہمارے عدالت میں پیش کر کے یہہ شکایت کی کہ ”ایسے سخت الفاظ سے ہم پر حملہ کیا جاتا ہے“۔ اور چونکہ صاحب مجسٹریٹ ضلع کو معلوم نہیں تھا کہ حضرات پادری صاحبان نے سخت الفاظ کے استعمال میں کہانتک نوبت پہنچائی ہوئی ہے اور بباعث نہ لئے جانے ہمارے جواب کے پادری صاحبوں کے سخت الفاظ پر انھیں کچھ بھی اطلاع نہ تھی اسلئے انکو یہہ دھوکہ لگا کہ گویا ہمنے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور انھوں نے خیال کیا کہ گویا درحقیقت ہماری طرف سے سخت الفاظ استعمال میں آتے ہیں۔ اور اسی دھوکہ کی بنا پر انکو نوٹس بھی لکھنا پڑا۔ اور اگر ہمارے جواب تک نوبت پہنچتی تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ صاحب بہادر پادری صاحبوں کے الفاظ کے مقابل پر ہمارے الفاظ کو سخت قرار دیتے۔ کیونکہ سختی نرمی ایک ایسی شئے ہے کہ اسکی حقیقت مقابلہ سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ خاصکر

مذہبی بحثوں کی کتابوں میں تو کسی شخص کی سختی یا نرمی کی نسبت رائے قائم نہیں ہو سکتی جبتک اسکے مقابل کی کتاب نہ دیکھی جائے - اگر صرف مخالف خیالات کو رد کرنے کا نام سختی ہو تو میں خیال نہیں کر سکتا کہ دنیا میں کوئی مذہبی مباحثات کی کتاب ایسی پائی جائے جو اس قسم کی سختی سے خالی ہو - بلکہ توہین اور سختی تو یہہ ہے کہ کسی قوم کے مقتدا کو نہایت درجہ کی بے عزتی کے ساتھ یاد کرنا اور ناپاک افعال اور رزیل اخلاق کی تہمتیں اس پر لگانا - سو یہہ طریق حضرات پادریصاحبان اور آریہ صاحبوں نے اختیار کر رکھا ہے - اور بے اصل تہمتیں سراسر افترا کے طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے ہیں جو کسی مستند اور مسلم الثبوت اسلامی کتاب پر مبنی نہیں ہیں - اس سے جسقدر مسلمانوں کا دل دکھتا ہے اسکا کون اندازہ کر سکتا ہے ؟!

اور ہم لوگ پادریصاحبوں کے مقابل پر کیا سختی کر سکتے ہیں کیونکہ جسطرح ان کا فرض ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی بزرگی اور عزت مانیں ایسا ہی ہمارا بھی فرض ہے - ہم لوگ صرف خدائی کا منصب خدا تعالےٰ کے لئے خاص رکھکر باقی امور میں حضرت عیسے علیہ السلام کو ایک صادق اور راستباز اور ہر ایک ایسی عزت کا مستحق سمجھتے ہیں جو سچے نبی کو دینی چاہیئے - مگر پادریصاحبان ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کب ایسا نیک ظن رکھتے ہیں - نہایت سے نہایت نرم کلمہ ان کا یہ ہو گا کہ وہ شخص نعوذ باللہ مفتری اور کذاب تھا سو کوئی مسلمان اس کلمہ کو بھی بغیر درد اور دکھ اٹھانے کے سن نہیں سکتا - خدا ترسی کا تقاضا یہ تھا کہ یہہ لوگ مفتری اور کذاب کہنے سے بھی پرہیز کرتے - کیونکہ جن دلائل کے رو سے وہ ایک انسان کو خدا بنا رہے ہیں وہ نشان اور دلائل صدہا درجہ زیادہ اس کامل انسان میں پائے جاتے ہیں - اس مقدس نبی کے وعظ اور تعلیم نے ہزاروں مُردوں میں **توحید** کی روح پھونک دی اور دُنیا سے کوچ نہ کیا جب تک ہزاروں انسانوں کو موحّد نہ بنا لیا - وہ خدا ماننے کے لئے پیش کیا جسکو **قانون قدرت** پیش کر رہا ہے - زہد اور تقوےٰ اور

عبادت اور محبت الٰہی کی نصیحت کی اور ہزارہا آسمانی نشان دکھلائے جو اب تک ظہور میں آرہے ہیں ✠ مگر افسوس کہ پادری صاحبوں نے تعصب کے جوش میں آنجناب کی عزت اور مرتبہ کا کچھ بھی لحاظ نہیں کیا اور نہایت درجہ کے قابل شرم افتراؤں سے کام لیا ہے۔

مجھے اسجگہ بعض نادان مسلمانوں کی نکتہ چینی کا بھی اندیشہ ہے۔ شاید وہ یہہ اعتراض کریں کہ کیا ضرور تھا کہ یہہ ناپاک کلمات اس کتاب میں لکھے جاتے جنہیں اسقدر شرارت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی ہے"؟ سو اس کا جواب میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اُس نوٹس کیوجہ سے جو مثل مقدمہ میں شامل ہے ہمارے پر فرض ہو گیا تھا کہ ہم اپنی گورنمنٹ عالیہ کو

✠ **حاشیہ** ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان اور معجزات دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آنجناب کے ہاتھ سے یا آپ کے قول یا آپ کے فعل یا آپکی دُعا سے ظہور میں آئے اور ایسے معجزات شمار کے رو سے قریب تین ہزار ۳۰۰۰ کے ہیں۔ اور دوسرے وہ معجزات ہیں جو آنجناب کی اُمت کے ذریعہ سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اور ایسے نشانوں کی لاکھوں تک نوبت پہونچگئی ہے اور ایسی کوئی صدی بھی نہیں گذری جس میں ایسے نشان ظہور میں نہ آئے ہوں۔ چنانچہ اس زمانہ میں **اس عاجز** کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ یہہ نشان دکھلا رہا ہے۔ ان تمام نشانوں سے جن کا سلسلہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوتا۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب **محمد مصطفےٰ** صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ دوسرے نبیوں کی اُمتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گذشتہ قصّے اور کہانیاں اُنکے پاس ہیں۔ مگر یہ اُمت ہمیشہ خدا تعالےٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے۔ لہذا اس اُمت میں اکثر عارف ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالےٰ پر اس درجہ کا یقین رکھتے ہیں کہ گویا اُسکو دیکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کو خدا تعالےٰ کی نسبت یہہ یقین نصیب نہیں لہذا ہماری روح سے یہہ گواہی نکلتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب صرف **اسلام** ہے۔ ہمنے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا کچھہ نہیں دیکھا۔ اگر قرآن شریف گواہی نہ دیتا

اصل حقیقت ظاہر کریں کہ سختی ہماری طرف سے ہے یا پادریوں کی طرف سے - اور اگر ہم اس دھوکہ دہی کا تدارک نہ کرتے تو حکام کو کیونکر معلوم ہوتا کہ پادری صاحبوں کا یہہ سراسر جھوٹ ہے کہ ہماری طرف سے زیادتی اور سختی ہے - اور پادری صاحبوں نے نہ محض میرے لئے بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے یہہ ایک بند اور روک بنائی تھی تا آئندہ کوئی شخص اُن کا مقابلہ نہ کرے اور اس بات سے ڈر جایا کریں کہ اُنکے الفاظ سخت الفاظ متصور ہو کر قانون کے نیچے لائے جائیں گے - گویا اس طور سے پادری صاحبوں کی مراد پوری ہو گی کہ وہ جس طور سے چاہیں گالیاں دیں مگر دوسرا شخص نرمی کے ساتھ بھی انکے مقابل پر سر نہ اُٹھا وے

تو ہمارے لئے اور ہر ایک محقق کے لئے ممکن نہ تھا کہ انکو سچا نبی سمجھتا - کیونکہ جب کسی مذہب میں صرف قصے اور کہانیاں رہجاتی ہیں تو اُس مذہب کے بانی یا مقتدا کی سچائی صرف اُن قصوں پر نظر کر کے تحقیقی طور پر ثابت نہیں ہو سکتی - وجہ یہہ کہ صدہا برس کے گذشتہ قصے کذب کا بھی احتمال رکھتے ہیں - بلکہ زیادہ تر احتمال یہی ہوتا ہے - کیونکہ دنیا میں جھوٹ زیادہ ہے - پھر کیونکر دلی یقین سے اُن قصوں کو واقعات صحیحہ مان لیا جائے - لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات صرف قصوں کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے خود اُن نشانوں کو پا لیتے ہیں - لہذا معاینہ اور مشاہدہ کی برکت سے ہم حق الیقین تک پہونچ جاتے ہیں - سو اس کامل اور مقدس نبی کی کسقدر شان بزرگ ہے جسکی نبوت ہمیشہ طالبوں کو تازہ ثبوت دکھلاتی رہتی ہے - اور ہم متواتر نشانوں کی برکت سے اس کمال سے مراتب عالیہ تک پہونچ جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالےٰ کو ہم آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں - پس مذہب اسے کہتے ہیں اور سچا نبی اس کا نام ہے جسکی سچائی کی ہمیشہ تازہ بہار نظر آئے - محض قصوں پر جن میں ہزاروں طرح کی کمی بیشی کا امکان ہے بھروسہ کر لینا عقلمندوں کا کام نہیں ہے دنیا میں صدہا لوگ خدا بنائے گئے اور صدہا پورانے افسانوں کے ذریعہ سے

پس نہایت ضروری تھا کہ اپنی گورنمنٹ عالیہ کو حقیقت حال سے اطلاع دیجائے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہماری یہہ گورنمنٹ مذہبی امور میں ہرگز پادریوں کی رعایت نہیں کریگی اور اس بات پر اطلاع پاکر کہ مباحثات میں ہمیشہ زیادتی پادریوں کی طرف سے ہوتی رہی ہے ایسے نوٹس کو جو دھوکہ کھانے کی وجہ سے لکھا گیا ہے محض فضول اور منسوخ کی طرح سمجھے گی۔

اب ہم کچہری کی کارروائی کو سلسلہ وار بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:۔

ترجمہ چٹھہ انگریزی

بعدالت اے ای مارٹینو صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع امرتسر

مستغیث	جرم	مستغاث علیہ
قیصرہ ہند	زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری	میرزا غلام احمد صاحب ساکن موضع قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپورہ

بیان عبدالحمید

میں سلطان محمود کا بیٹا ہوں جو جہلم میں رہتا تھا۔ مجھے امرتسر آئے انیس بیس دن گذرے ہیں۔ میرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور نے مجھے اپنے گھر بلایا۔ اور مجھے

حاشیہ

کراماتی کر کے مانے جاتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ سچا کراماتی وہی ہے جس کی کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو سو وہ شخص ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں اس کامل اور مقدس کے نشان دکھلانے کیلئے کسی نہ کسی کو بھیجا ہے اور اس زمانہ میں **مسیح موعود کے نام سے مجھے** بھیجا ہے۔ دیکھو! آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور طرح طرح کے خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور ہر ایک حق کا طالب ہمارے پاس رہ کر نشانوں کو دیکھ سکتا ہے گو وہ عیسائی ہو یا یہودی یا آریہ۔ یہہ سب برکات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔

محمد است امام و چراغ ہر دو جہاں — محمد است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا — خدا نماست وجودش برائے عالمیاں

اور میں کئی مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر

گفتگو کی۔ اُسنے مجھے کہا کہ امرتسر میں ڈاکٹر کلارک کے پاس جاکر اُسکو کسی طرح قتل کروں
وہ مجھے پہلے سے جانتا تھا۔ لیکن اُسنے مجھے اس امر کے متعلق اُس خاص دن کہا۔ میں
راضی ہو گیا کہ میں ایسا ہی کروں گا جیسے اُسنے کہا تھا۔ مینے یہ امر اس لئے کیا تھا کہ میں
مسلمان ہوں اور ڈاکٹر کلارک عیسائی تھے۔ میرزا صاحب نے مجھے کہا تھا کہ مسلمان کو عیسائی
کا قتل کرنا جائز ہے۔ اس ارادہ کے ساتھ پھر امرتسر گیا۔ مینے ڈاکٹر کلارک کے پاس جاکر
کہا کہ میں پہلے ہندو تھا۔ پھر مسلمان ہوا۔ اور اب عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ مینے اس سے
یہ بھی کہا کہ میں مرزا صاحب کی طرف سے آیا ہوں۔ مجھے ڈاکٹر کلارک نے ہسپتال میں بھیجدیا

حاشیہ

لوگوں کی اصلاح کے لئے مسیح موعود کے نام پر مجھے بھیجا ہے اور مجھے آسمانی نشان دیئے
ہیں۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اس کتاب میں بھی کچھ اپنی سوانح لکھدوں۔ شاید
کوئی طالب حق اسمیں غور کرکے کچھ فائدہ اٹھائے۔ اور اتفاق حسنہ سے ان دنوں میں
ایک صاحب حاجی محمد اسمٰعیل خاں نام رئیس دتاولی نے مجھسے بذریعہ خط درخواست کی کہ تا
میں انکی ایک نو تالیف کتاب میں درج ہونے کے لئے مختصر طور پر اپنی سوانح لکھدوں۔
اور اُسمیں اپنا دعوے اور دلائل بھی بیان کروں۔ سو میں مناسب دیکھتا ہوں کہ وہ خط
اسجگہ بھی فائدہ عام کے لئے ذیل میں درج کردوں۔ سو وہ معہ تمہیدی عبارت کے یہ ہے:-

ہماری مختصر سوانح اور مقاصد

مجھے اسوقت ایک خط معہ ایک چھپی ہوئی درخواست کے حاجی محمد اسمٰعیل خاں صاحب
رئیس دتاولی کی طرف سے ملا۔ جسمیں انھوں نے ظاہر کیا ہے کہ وہ ایک ایسی کتاب
لکھنا چاہتے ہیں جسمیں ہندوستان اور پنجاب کے ہر ایک قسم کے مشہور آدمیوں
کا تذکرہ ہو۔ اسی بنا پر انھوں نے مجھسے بھی میرے سوانح طلب کئے ہیں اور مینے
بھی مناسب سمجھا کہ فائدہ عام کیلئے انکی اس درخواست کے مطابق کچھ لکھوں اور
انکی کتاب میں شایع ہونے کیلئے کچھ حالات اپنے خاندان کے متعلق اور کچھ اپنی

جہاں عیسائی رہتے اور تعلیم پاتے ہیں - میں امرتسر میں چار پانچ دن رہا - اور پھر ڈاکٹر کلارک نے مجھے ایک اور ہسپتال میں بھیجدیا جو بیاس میں ہے - مجھے کل ڈاکٹر کلارک نے پوچھا کہ میں امرتسر کیوں آیا تھا - اور پھر مینے اصل حقیقت کہدی - اور کہدیا کہ مجھے میرزا صاحب نے ڈاکٹر کلارک کے قتل کے لئے بھیجا تھا - اور مینے اب اپنا ارادہ بدل لیا ہے اور میں اس کے لئے پچھتا تا ہوں اور توبہ کرتا ہوں - مینے یہ بیان اپنی ہی مرضی اور آزادی سے لکھایا ہے - میں ۲ دو تین ۳ مہینے تک قادیان میں مرزا صاحب کا مرید رہا ہوں - پیش ازیں کہ اُسنے امرتسر جانے کے لئے کہا - قادیان جانے سے پہلے میں گجرات میں رہا ہوں - جہاں مجھے ایک پادری تعلیم دیتا تھا - وہ مجھے راولپنڈی بھیجنا چاہتا تھا - مگر مسلمانوں نے مجھپر قبضہ پاکر مرزا صاحب کے پاس بھیجدیا - میرا باپ زمیندار اور مولوی تھا - وہ میرزا صاحب کا مرید نہ تھا اُسکے مرنے پر میرے چچا برہان الدین نے میری پرورش کی - وہ جہلم میں رہتا تھا اور میرزا صاحب کا مرید تھا - میرا ایک اور چچا لقمان تھا - اُسنے میری والدہ سے میرے باپکے مرنے کے بعد

ذاتی سرگذشت اور کسیقدر اپنے دعوی مسیحیت اور دلائل دعوی کی نسبت تحریر کروں لیکن جس اختصار کی پابندی سے انھوں نے اس کام کا ارادہ فرمایا ہے وہ اس مقصد کی تکمیل کیلئے کافی نہیں ہے - اسلئے میں بقدر کفایت کسیقدر تفصیل کیساتھ اس مضمون کو لکھنا چاہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ خانصاحب موصوف میری چندروزہ محنت اور تکلیف کشی کا لحاظ فرماکر بنظر قدرشناسی اسکے تمام وکمال درج کرنیسے دریغ نہیں فرمائینگے -

یہہ بات ظاہر ہے کہ جبتک کسی شخص کے سوانح کا پورا نقشہ کھینچکر نہ دکھلایا جائے تب تک چند سطریں جو اجمالی طور پر ہوں کچھ بھی فائدہ پبلک کو نہیں پہنچا سکتیں اور اُنکے لکھنے سے کوئی نتیجہ معتدبہ پیدا نہیں ہوتا - سوانح نویسی سے اصل مطلب تو یہہ ہے کہ تا اُس زمانہ کے لوگ یا آنے والی نسلیں اُن لوگوں کے واقعات زندگی پر غور کرکے کچھ نمونہ اُنکے اخلاق یا ہمت یا زہد و تقویٰ یا علم و معرفت

شادی کی - کوئی آدمی موجود نہ تھا جب مرزا صاحب نے مجھے امرتسر جانے کی تعلیم دی - مجھے وہ اپنے مکان کے ایک الگ کمرے میں لیگیا - اور مجھسے یہ کہا - میں صرف قرآن پڑھتا تھا جب میں میرزا صاحب کے پاس تھا - مولوی نورالدین مجھے پڑھاتا تھا - میرزا صاحب مجھے اس خاص دن سے پہلے جب اسنے مجھے اس کام کے لئے کہا - بہت محبت کرتا تھا - لیکن اس سے پہلے اس نے مجھے کبھی ڈاکٹر کلارک کے قتل کرنیکا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی حکیم نورالدین نے - مجھے اس بات کا علم نہیں کہ کوئی اور آدمی قادیان سے میرے بعد آیا - مرزا صاحب نے مجھے کہا - کہ میں ڈاکٹر کلارک کو کسی موقعہ پر جب میں اسے اکیلا پاؤں پتھر سے مار ڈالوں - میرا چچا برہان الدین پر جوش مسلمان تھا - مرزا صاحب نے مجھے کہا تھا کہ ڈاکٹر کلارک کو قتل کرنیکے بعد قادیان میں چلے آنا - جہاں بالکل محفوظ رہو گے - میں ذات کا گکھڑ ہوں - میں سولہ یا سترہ برس کا ہوں -

دستخط اے ای مارٹینو
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ
دستخط رر

مہر
کاپی صحیح
دستخط ہیڈ کلارک

پڑھا یا گیا اور صحیح تسلیم کیا گیا
یکم اگست ۱۸۹۷ء

اشتہار

یا تائید دین یا ہمدردی نوع انسان یا کسی اور قسم کی قابل تعریف ترقی کا اپنے لئے حاصل کریں اور کم سے کم یہ کہ قوم کے اولوالعزم لوگوں کے حالات معلوم کر کے اس شوکت اور شان کے قائل ہو جائیں جو اسلام کے عمائد میں ہمیشہ سے پائی جاتی رہی ہے تا اسکو حمایت قوم میں مخالفین کے سامنے پیش کر سکیں اور یا یہہ کہ ان لوگوں کے مرتبت یا صدق اور کذب کی نسبت کچھ رائے قائم کر سکیں - اور ظاہر ہے کہ ایسے امور کے لئے کسیقدر مفصل واقعات کے جاننے کی ہر ایک کو ضرورت ہوتی ہے - اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک نامور انسان کے واقعات پڑھنے کیوقت نہایت شوق سے اس شخص کے سوانح کو پڑھنا شروع کرتا ہے اور دل میں جوش رکھتا ہے کہ اسکے کامل حالات پر اطلاع پا کر اس سے کچھ فائدہ اٹھائے تب اگر ایسا اتفاق ہو کہ سوانح نویس نے نہایت اجمال پر کفایت کی ہو اور لائف کے نقشہ کو صفائی سے نہ دکھلایا ہو تو یہہ شخص نہایت ملول خاطر اور منقبض ہو جاتا ہے اور

بعدالت اے ای مارٹینو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع امرتسر

مستغیث قیصرہ ہند   زیر دفعہ ۱۰۷   مستغاث الیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیان تحصیل بٹالہ

اظہار ڈاکٹر مارٹن کلارک

میں میڈیکل مشنری ہوں۔ اور امرتسر میں رہتا ہوں۔ عبدالحمید نے میرے پاس ۱۵؍ جولائی کو آکر بیان کیا کہ میں بٹالہ کا برہمن ہوں۔ مجھے غلام احمد قادیانی نے مسلمان کیا تھا۔ اور میں اُسکے پاس سات سال طالب علم ہو کر رہا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ بہت بُرا آدمی ہے۔ اور اب اُسکو چھوڑ کر میں عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ مینے اُسکو داخل کر لیا۔ اسکی کہانی مجھے قرین قیاس نہ معلوم ہوئی۔ مینے اُسکے متعلق تحقیق کرنی شروع کی اور مجھے معلوم ہو گیا یہ کہانی بالکل جھوٹ تھی۔ اور اس کا نام عبدالحمید تھا۔ نہ عبدالمجید جیسا اُس نے بیان کیا تھا۔ نہ وہ بٹالہ کا برہمن تھا۔ بلکہ پیدایشی مسلمان علاقہ جہلم سے تھا۔ اس کا چچا برہان الدین غازی ایک مشہور

بسا اوقات اپنے دل میں ایسے سوانح نویس پر اعتراض بھی کرتا ہے اور درحقیقت وہ اس اعتراض کا حق بھی رکھتا ہے کیونکہ اسوقت نہایت اشتیاق کی وجہ سے اسکی مثال ایسی ہوتی ہے کہ جیسے ایک بھوکے کے آگے خوان نعمت رکھا جائے اور معاً ایک لقمہ کے اٹھانے کے ساتھ ہی اُس خوان کو اُٹھا لیا جائے۔ اسلئے اُن بزرگوں کا یہہ فرض ہے جو سوانح نویسی کے لئے قلم اٹھاویں کہ اپنی کتاب کو مفید عام اور ہر دلعزیز اور مقبول انام بنانے کیلئے نامور انسانوں کے سوانح کو صبر اور فراخ حوصلگی کے ساتھ اسقدر بسط سے لکھیں اور اُنکی لائف کو ایسے طور سے مکمل کر کے دکھلاویں کہ اُس کا پڑھنا اُنکی ملاقات کا قائم مقام ہو جائے تا اگر ایسی خوش بیانی سے کسی کا وقت خوش ہو تو اُس سوانح نویس کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے دعا بھی کرے۔ اور صفحات تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں کہ جن بزرگ محققوں نے نیک نیتی اور افادہ عام کے لئے قوم کے ممتاز شخصوں کے تذکرے لکھے ہیں انھوں نے ایسا ہی کیا ہے۔

مذہبی جنونی ہے - ان کا تمام کا تمام خاندان میرزا قادیانی پر فدائی مُرید ہے - یہ نوجوان عیسائی مذہب کے متلاشیوں کی طرح گجرات میں رہا تھا - اسنے اپنے چچا کے چالیس روپے چورا کر بُرے کاموں میں خرچ کئے - جسپر اُسکے چچا نے میرزا قادیانی کے پاس اُسکو بھیجدیا - میں خود بیاس گیا - اور پھر اس سے دریافت کیا - اور پانچ گواہوں کے سامنے اُسنے کھُلا کھُلا اقرار کیا کہ اُسے میرزا غلام احمد نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے - وہ موقعہ کی تلاش میں تھا کہ جب کبھی وہ مجھے سویا ہوا یا کسی اور حالت میں پائے تو میرے سر کو پتھر سے یا کسی اور ایسی چیز سے پھوڑ دے - اُسنے یہ تمام واقعات اپنی مرضی سے لکھے - میں اس لکھے ہوئے کاغذ کو پیش کرتا ہوں جسپر اُسنے آٹھ گواہوں کے سامنے دستخط کئے - میری واقفیت میرزا صاحب سے اس مباحثہ کیوقت سے ہی جو سنہ ۱۸۹۳ء میں موسم گرما میں ہوا تھا - مینے اس مباحثہ میں بڑا بھاری حصہ لیا تھا - یہ مباحثہ اس میں اور ایک بڑے بھاری عیسائی عبداللہ آتھم کے مابین ہوا - جو مر گیا ہے - میں میر مجلس تھا - اور دو موقعوں پر مسٹر آتھم کی جگہ بطور مباحث کے

نقل حاشیہ

اب میرے سوانح اسطرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضےٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے ✻ اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو ابتک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور اُنکے ساتھ قریباً دو سو آدمی اُنکے توابع اور خدام اور اہل و عیال میں سے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اُسوقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ پچاس کوس بگوشہ شمال شرق واقع ہے فروکش ہو گئے جسکو انھوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا جو پیچھے

حاشیہ در حاشیہ

✻ عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالےٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادے فارسی الاصل ہیں - وہ تمام الہامات مینے اُن ہی دنوں میں براہین احمدیہ کے حصہ دوم میں درج کردیئے تھے جنمیں سے میری نسبت ایک یہ الہام ہے خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس یعنے توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو - پھر دوسرا

بیٹھا تھا - مرزا صاحب کو بہت ہی رنج ہوا تھا - اسکے بعد اسنے ان تمام کے موت کی پیشگوئی کی - جنھوں نے اس مباحثہ میں حصہ لیا تھا اور میرا حصہ بہت ہی بھاری تھا - اس وقت سے اس کا سلوک میرے ساتھ بہت ہی مخالفانہ رہا ہے - اس مباحثہ کے بعد خاص دلچسپی کا مرکز مسٹر آتھم رہا - چار الگ کوششیں اسکی جان لینے کے لئے کی گئیں - اسکی موت کی مقرر کردہ میعاد کے آخری دو ماہ میں خاص پولیس کا پہرہ دہرات فیروزپور میں رکھا گیا - اُسے امرتسر سے انبالے اور انبالے سے فیروزپور بھاگنا پڑا - ان کوششوں کے باعث سے جو اُسکی جان لینے کے لئے کی گئیں (اور یہ کوششیں عام طور پر مرزا صاحب سے منسوب کی گئی ہیں - اسکی موت کے بعد میں ہی پیش نظر رہا ہوں - اور کئی ایک مبہم طریقوں سے یہ پیشگوئی مرزا صاحب کی تصنیفات میں مجھے یاد دلائی گئی ہے - جسکے لئے سب سے بڑی وہ کوشش تھی جسکو عبد الحمید نے بیان کیا ہے - لاہور میں لیکھرام کی موت کے بعد جسکو تمام لوگ مرزا صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں میرے پاس اس بات کے یقین کرنے کے لئے خاص وجہ تھی - کہ میری جان لینے کی کوئی

بقیہ حاشیہ

سے اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ اسلام پور کا لفظ لوگوں کو بھول گیا اور قاضی ماجھی کی جگہ پر قاضی رہا اور پھر آخر قادی بنا اور پھر اس سے بگڑ کر قادیان بنگیا - اور قاضی ماجھی کی وجہ تسمیہ یہہ بیان کی گئی ہے کہ یہہ علاقہ جس کا طولانی حصہ قریباً ساٹھ کوس ہے اُن دنوں میں سب کا سب ماجھہ کہلاتا تھا - غالباً اسوجہ سے اس کا نام ماجھہ تھا کہ اس ملک میں بھینسیں بکثرت ہوتی تھیں اور ماجھہ زبان ہندی میں بھینس کو کہتے ہیں - اور چونکہ ہمارے بزرگوں کو علاوہ دیہات جاگیرداری کے اس تمام علاقہ کی حکومت بھی ملی تھی اسلئے قاضی کے نام سے مشہور ہوئے - مجھے کچھ معلوم نہیں کہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

الہام میری نسبت یہ ہے لوکان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من فارس یعنے اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو یہہ مرد جو فارسی الاصل ہے وہیں جاکر اُسکو لے لیتا - اور پھر ایک تیسرا الہام میری نسبت یہ ہے ان الذین کفروا ردّ علیہم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ ۔ یعنے جو لوگ کافر ہوئے اس مرد نے جو فارسی الاصل ہے انکے مذاہب کو رد کردیا - خدا اسکی کوشش کا شکرگزار ہے - یہ تمام الہامات ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباء اولین فارسی تھے - والحق ما اظہرہ اللہ - منہ

نہ کوئی کوشش کیجائیگی - میں تین ماہ کے لئے رخصت پر گیا ہوا تھا - میری واپسی پر میرا آنا مرزا صاحب کو فوراً معلوم ہوگیا اور عبدالحمید میرے پاس پہونچگیا - عبدالحمید کے بیان پر یقین کرنے کی لئے میرے پاس کافی وجوہ ہیں - اور نیز اس بات کا یقین کرنے کے لئے کہ مرزا صاحب مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں مرزا صاحب کا یہ ایک ہمیشہ کا طریقہ ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کی موتکی پیشگوئیاں کرتے ہیں - دستخط اے اِی مارٹینو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

پڑھکر سنایا گیا - تسلیم کیا گیا - دستخط ،، ،، ،،

بیان عبدالحمید - میں نے ہی یہ کاغذ جو ڈاکٹر کلارک نے پیش کیا ہے لکھا تھا اور دستخط کئے تھے - دستخط حاکم ،، ،،

بعدالت اے اِی مارٹینو صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر

مستغیث قیصرہ ہند زیر دفعہ ۱۰۷ بنام مرزا غلام احمد صاحب قادیاں

حکم

عبدالحمید اور ڈاکٹر کلارک کے بیانات ظاہر کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے عبدالحمید کو ڈاکٹر کلارک ساکن امرتسر کے قتل کرنے کی ترغیب دی - اس باتکے یقین کرنے کے لئے وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد مذکور نقص امن کا مرتکب ہوگا - یا کوئی قابل گرفت فعل کریگا - جو باعث

حاشیہ

کیوں اور کس وجہ سے ہمارے بزرگ سمرقند سے اس ملک میں آئے - مگر کاغذات سے یہ پتہ ملتا ہے کہ اُس ملک میں بھی وہ معزز امراء اور خاندان والیان ملک میں سے تھے اور انھیں کسی قومی خصومت اور تفرقہ کی وجہ سے اُس ملک کو چھوڑنا پڑا تھا - پھر اس ملک میں آکر بادشاہ وقت کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر انکو ملے - چنانچہ اس نواح میں ایک مستقل ریاست انکی ہوگئی -

سکھوں کے ابتدائی زمانہ میں میرے پردادا صاحب میرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے - جنکے پاس اسوقت ۸۵ گانوں تھے اور بہت سے گانوں

نقض امن اس ضلع میں ہوگا - اس بات کی خواہش کی گئی ہے کہ اس سے حفظ امن کے لئے ضمانت طلب کیجائے - واقعات اس قسم کے ہیں کہ جس سے اسکی گرفتاری کے لئے وارنٹ کا شایع کرنا زیر دفعہ ۱۱۴ ضابطہ فوجداری ضروری معلوم ہوتا ہے - لہذا میں اسکی گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری کرتا ہوں - اور اُسکو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ آکر بیان کرے کہ کیوں زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری حفظ امن کے لئے ایک سال کے واسطے بیس ہزار روپیہ کا مچلکہ اور بیس ہزار روپے کی دو الگ الگ ضمانتیں نہ لی جائیں -

دستخط اے ای مارٹینو
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر

یکم اگست ۹۷ء

مینے وارنٹ کا جاری کرنا روک دیا ہے - کیونکہ یہہ مقدمہ میرے اختیار میں نہیں ہے -
دیکھو انڈین لار پورٹ نمبر ۱۱ کلکتہ ۱۳ و ۱۲ ۷ کلکتہ ۱۳۳ و ۶ اور الہ آباد ۲۶ -
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے پاس کارروائی کے لئے بھیجا جاوے -

دستخط اے ای مارٹینو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۷ راگست ۹۷ء

سکھوں کے متواتر حملوں کی وجہ سے اُنکے قبضہ سے نکل گئے تاہم اُنکی جوانمردی اور فیاضی کی یہ حالت تھی کہ اس قدر قلیل میں سے بھی کئی گاؤں انھوں نے مروت کے طور پر بعض تفرقہ زدہ مسلمان رئیسوں کو دیدیئے تھے جو ابتک اُنکے پاس ہیں - غرض وہ اس طوائف الملوکی کے زمانہ میں اپنے نواح میں ایک خود مختار رئیس تھے - ہمیشہ قریب پانسو آدمی کے یعنے کبھی کم اور کبھی زیادہ اُنکے دسترخوان پر روٹی کھاتے تھے - اور ایک سو کے قریب علماء اور صلحاء اور حافظ قرآن شریف کے اُنکے پاس رہتے تھے جنکے کافی وظیفے مقرر تھے اور اُنکے دربار میں اکثر قال اللہ و قال الرسول کا ذکر بہت ہوتا تھا - اور تمام ملازمین اور متعلقین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو تارک نماز ہو - یہانتک کہ چکی پیسنے والی عورتیں بھی پنج وقتہ نماز اور تہجد پڑھتی تھیں - اور گرد و نواح کے معزز مسلمان جو اکثر افغان تھے قادیاں کو جو اسوقت اسلام پور کہلاتا تھا

بقیہ حاشیہ

نقل مطابق اصل

اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور
۹ اگست ۱۸۹۷ء

بنام میرزا غلام احمد ولد میرزا غلام مرتضےٰ ذات مغل ساکن قادیاں پرگنہ بٹالہ ضلع گورداسپور
ہرگاہ ہمکو صاحب مجسٹریٹ ضلع امرتسر سے اطلاع ملی ہے اور بیانات ڈاکٹر مارٹن کلارک و عبدالحمید سے جو صاحب موصوف نے قلمبند فرمائے ہیں اور ہمارے پاس بھیجے گئے ہیں اطلاع مذکور کی تائید ہوتی ہے کہ تم نے عبدالحمید کو ڈاکٹر مارٹن کلارک کے قتل کرنے کی ترغیب دی ہے اسلئے احتمال ہے کہ تم نقض امن کرنے والے ہو یا ایسا فعل کرنیوالے ہو جس سے غالباً نقض امن ہوگا۔ لہذا بذریعہ اس حکم کے تمکو حکم ہوتا ہے کہ بتاریخ ۱۰ اگست ۱۸۹۷ء یوم منگلوار بحضور صاحب مجسٹریٹ ضلع بمقام بٹالہ وقت کچہری حاضر ہو کر وجہ اس امر کی

تکیہ کہتے تھے۔ کیونکہ اُس پرآشوب زمانہ میں ہر ایک مسلمان کے لئے یہہ قصبہ مبارکہ پناہ کی جگہ تھی۔ اور دوسری اکثر جگہ میں کفر اور فسق اور ظلم نظر آتا تھا اور قادیاں میں اسلام اور تقوٰی اور طہارت اور عدالت کی خوشبو آتی تھی۔ مینے خود اُس زمانہ سے قریب زمانہ پانے والوں کو دیکھا ہے کہ وہ اسقدر قادیاں کی عمدہ حالت بیان کرتے تھے کہ گویا وہ اُس زمانہ میں ایک باغ تھا جس میں حامیان دین اور صلحاء اور علماء اور نہایت شریف اور جوانمرد آدمیوں کے صدہا پودے پائے جاتے تھے۔ اور اس نواح میں یہ واقعات نہایت مشہور ہیں کہ میرزا گل محمد صاحب مرحوم مشایخ وقت کے بزرگ لوگوں میں سے اور صاحب خوارق اور کرامات تھے۔ جنکی صحبت میں رہنے کے لئے بہت سے اہل اللہ اور صلحاء اور فضلاء قادیاں میں جمع ہو گئے تھے۔ اور عجیب تر یہہ کہ کئی کرامات انکی ایسی مشہور ہیں جنکی نسبت ایک گروہ کثیر مخالفان دین کا بھی گواہی دیتا رہا ہے۔ غرض وہ علاوہ ریاست

ظاہر کرو کہ کیوں تم سے مچلکہ تعدادی ایکہزار روپیہ بطور تاوان باقرار حفظ امن خلائق تا میعاد ایکسال کے نہ لیا جاوے اور ضمانت نامہ نوشتہ دو ضامنان بقید مبلغ ایکہزار روپیہ فی ضامن بطور تاوان کے داخل نکرایا جاوے۔

آج بتاریخ ۹ اگست ۱۸۹۷ء ہمارے دستخط اور عدالت کی مہر سے جاری کیا گیا

دستخط ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور

نمبر ۴ سمن بنام مستغاث علیہ

حسب دفعہ ۱۵۲۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری

بعدالت کپتان ڈگلس صاحب مجسٹریٹ ضلع

بنام مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضےٰ ذات مغل ساکن قادیان مغلاں پرگنہ بٹالہ ضلع گورداسپور جو کہ حاضر ہونا تمہارا بغرض جوابدہی الزام دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری ضرور ہے لہذا تمکو اس تحریر کے ذریعہ سے حکم ہوتا ہے کہ بتاریخ ۱۰ ماہ اگست ۱۸۹۷ء اصالتاً یا بذریعہ مختار ذی اختیار یا جیسا ہو موقعہ پر بمقام بٹالہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حاضر ہو۔ اور اس باب میں تاکید جانو۔

دستخط مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

اور امارت کے اپنی دیانت اور تقویٰ اور مردانہ ہمت اور اولوالعزمی اور حمایت دین اور ہمدردی مسلمانوں کی صفت میں نہایت مشہور تھے اور انکی مجلس میں بیٹھنے والے سب کے سب متقی اور نیک چلن اور اسلامی غیرت رکھنے والے اور فسق و فجور سے دور رہنے والے اور بہادر اور بارعب آدمی تھے۔ چنانچہ میں نے کئی دفعہ اپنے والد صاحب مرحوم سے سنا ہے کہ اس زمانہ میں ایک دفعہ ایک وزیر سلطنت مغلیہ کا قادیاں میں آیا جو غیاث الدولہ کے نام سے مشہور تھا اور اُسنے میرزا گل محمد صاحب کے مدبرانہ طریق اور بیدار مغزی اور ہمت اور اولوالعزمی اور استقلال اور عقل اور فہم اور حمایت اسلام اور جوش نصرت دین اور تقویٰ اور طہارت اور دربار کے وقار کو دیکھا اور اُنکے اُس مختصر دربار کو نہایت متین اور

نقل بیان مشمولہ مثل باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور

مصدقہ عدالت

(مہر عدالت)

سرکار دولتمدار قیصرہ ہند بذریعہ ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب — بنام میرزا غلام احمد قادیانی

مستغیث — جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری — مستغاث علیہ

بیان ہنری مارٹن کلارک باقرار صالح

میں پندرہ سال سے ڈاکٹر مشنری ہوں - ہماری واقفیت مرزا صاحب سے ۱۸۹۳ء سے ہے - مسٹر عبداللہ آتھم اور انکے درمیان جب مناظرہ مذہبی ہوا تھا میں اس کا موجد تھا - مرزا غلام احمد نے اپنے آپکو مسلمانوں کی پیشوا ہونے کا دعوے کیا تھا - اس سے پہلے کہ مناظرہ ہو ہمنے ایک کتاب پیش کی جو مولوی محمد حسین بٹالوی نے لکھی تھی اور اسمیں اہل اسلام کے پیشواؤں نے قرار دیا کہ مرزا صاحب مسلمان نہیں ہیں بلکہ کافر ہیں - اور دجال کا چچا ہیں - میں عیسائیوں کی طرف سے پریزیڈنٹ کمیٹی مناظرہ تھا - دو مرتبہ عبداللہ آتھم کی جگہ مجکو مناظرہ میں بیٹھنا پڑا - اور مرزا غلام احمد کو سخت زک اٹھانا پڑا - مرزا صاحب نے اظہار کیا کہ وہ معجزات دکھلاتے ہیں - ہمنے اندھوں لنگڑوں کو اچھا کرنے کے واسطے کہا جو موجود کئے گئے تھے - مگر وہ نکر سکے - پھر مرزا صاحب نے

[illegible]

عقلمند اور نیک چلن اور بہادر مردوں سے پُر پایا تب وہ چشم پر آب ہو کر بولا کہ اگر مجھے پہلے خبر ہوتی کہ اس جنگل میں خاندان مغلیہ میں سے ایسا مرد موجود ہے جسمیں صفات ضروریہ سلطنت کے پائے جاتے ہیں تو میں اسلامی سلطنت کے محفوظ رکھنے کے لئے کوشش کرتا کہ ایام کسل اور نالیاقتی اور بد وضعی ملوک چغتائیہ میں اسیکو تخت دہلی پر بٹھایا جائے اسجگہ اس بات کا لکھنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ میرے پر دادا صاحب موصوف یعنے میرزا گل محمد نے ہچکی کی بیماری سے جسکے ساتھ اور عوارض بھی تھے وفات پائی تھی - بیماری کے غلبہ کیوقت اطبا نے اتفاق کر کے کہا کہ اس مرض کے لئے اگر چند روز شراب کو استعمال کرایا جائے تو غالباً اس سے فائدہ ہوگا مگر جرات نہیں رکھتے تھے کہ انکی خدمت میں

پیشگوئی کی کہ عیسائی مخالف پندرہ ماہ کے اندر مر جاویگا۔ یعنے جو شخص فریقین سے راستی پر نہیں ہے پندرہ ماہ کے اندر بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جاویگا۔ کتاب جنگ مقدس چھاپہ شدہ پیش کرتا ہوں۔ اور جس جگہ مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی لکھی ہے نشان A کر دیا ہے۔ بعد ازیں لوگوں کے خیالات عبداللہ آتھم صاحب کی طرف تھے۔ عبداللہ آتھم ضعیف آدمی تھا۔ بہت سے آدمی عبداللہ آتھم کی تیمارداری پر تھے۔ عبداللہ آتھم پر تین حملہ کئے گئے۔ جس سے اسکو اپنے مکان کی تبدیلی کرنی پڑی۔ وہ امرتسر سے لدہانہ اور لدہانہ سے فیروزپور گیا۔ پیشگوئی کے آخری دو ماہ میں عبداللہ آتھم کی خاص نگرانی بذریعہ پولس کرائی گئی۔ دیرات خاص حملہ جو کیا گیا ایک امرتسر میں ہوا تھا یعنے ایک سانپ (کوبرا) ایک برتن میں بند کر کے ایک شخص پادری عبداللہ آتھم عیسائی کے مکان میں ڈال گیا۔ گو ہمنے خود نہیں دیکھا مگر یہ امر سچ ہے کہ وہ سانپ مارا گیا تھا اور عام لوگ کہتے تھے۔ مسٹر آتھم نے بھی ہمیں اطلاع دی ہے کہ ایسا ہوا۔ فیروزپور میں دو دفعہ عبداللہ آتھم کی طرف بندوق چلائی گئی۔ اور ایک مرتبہ عبداللہ آتھم کے سونے کے کمرہ کا دروازہ توڑا گیا۔* مرزا غلام احمد دولتمند آدمی ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے دعاوی کے بطلان کرنے کے واسطے بڑی بڑی رقمیں شرطیہ لکھتے ہیں۔ چنانچہ اشتہار معیار الاخیار والاشرار میں پانچ ہزار

عرض کریں آخر بعض نے انہیں سے ایک نرم تقریر میں عرض کر دیا۔ تب انھوں نے کہا کہ اگر خدا تعالے کو شفا دینا منظور ہو تو اسکی پیدا کردہ اور بھی بہت سی دوائیں ہیں میں نہیں چاہتا کہ اس پلید چیز کو استعمال کروں اور میں خدا کے قضا و قدر پر راضی ہوں آخر چند روز کے بعد اسی مرض سے انتقال فرما گئے۔ موت تو مقدر تھی مگر یہ اُن کا طریق تقویٰ ہمیشہ کیلئے یادگار رہا کہ موت کو شراب پر اختیار کر لیا۔ موت سے بچنے کے لئے انسان کیا کچھ نہیں کرتا لیکن انھوں نے معصیت کرنے سے موت کو بہتر سمجھا۔ افسوس اُن بعض نوابوں اور امیروں اور رئیسوں کی حالت پر کہ اس چند روزہ زندگی میں اپنے خدا اور اسکے احکام سے بکلی لاپرواہ ہو کر اور خدا تعالے سے سارے علاقے توڑ کر دل کھول کر ارتکاب معصیت کرتے

* اگر وہ حقیقی دل سے یقین رکھتا تھا کہ یہ تین حملے ہماری طرف سے ہوئے تھے تو کیا خیال میں آسکتا ہے کہ آتھم اور اسکے عزیز باوجود تین حملوں کے ایسے چپ رہتے کہ نہ نالش کرتے نہ اخباروں میں چھپواتے اور نہ ہمیں ضمانت کے لئے طلب کرواتے بلکہ میعاد گذرنے کے بعد اُس وقت شور مچایا کہ جب آتھم کے قدم جا چکے بار ہمیں پانچ ہزار اشتہار ہار یفرنے مقابل آ کوئی بہانا ہاتھ آجائے۔ مگر ہمارے اشتہار سے پہلے آتھم کی طرف سے کوئی تحریر شایع ہوئی ہے تو وہ پیش کرنی چاہیے۔ آتھم میعاد کے اندر جبکہ اُس پر حملے ہوئے تھے کیوں چپ رہا اور پھر میعاد کے بعد ہمارے اشتہارات سے پہلے کیوں اُسکے مونہہ پر قفل لگا رہا حاضرین جانتے ہیں کہ پیشگوئی کو سنتے ہی آثار خوف اُس پر ظاہر ہو گئے تھے منہ

انعام کا وعدہ انھوں نے لکھا ہے - جھکو علم ہوا ہے کہ وہ بہت روپیہ اپنے پیروان سے حاصل کرتا ہے - ڈاکخانہ کی معرفت اسکو بہت روپیہ حاصل ہوتا ہے - عبد اللہ آتھم کی زندگی پر حملے جو ہوئے وہ عام طور پر مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے گئے - اخبار وںنیں اسی طرح درج ہوتا رہا - مگر مرزا صاحب نے کبھی انکی تردید نہیں کی ✤ بلکہ ایک طرح پر خوشی منائی اور یہ اظہار کیا کہ عبد اللہ آتھم اندر سے مسلمان ہو گئے تھے - مرزا صاحب اپنے آپ کو مسیح موعود کہتے ہیں - انکا مدعا یہ ہے کہ ایک قسم کا خوف عام پیدا ہووے - اور مسیح موعود ہونے کے دعوے سے لوگوں کے دلوں میں رعب قائم کرے اور لوگ اس دعویکو مان لیویں مرزا صاحب نے یہ حصہ بیان کیا (کتاب جنگ مقدس میں جو الہامی فقرات صفحہ ۱۶ و ۱۷ پر درج ہیں وہ میرے لکھے ہوئے ہیں اور اشتہار B میں جو پانچہزار کا وعدہ ہے وہ بھی میرا لکھا ہوا ہے اور کتاب شہادۃ میں صفحہ ۱۸۸ پر جو پیشگوئیوں کا ذکر ہے وہ قریباً میرے الفاظ ہیں) کتاب شہادۃ میں پیشگوئیاں موت کی تین مذاہب کے واسطے کی گئی ہیں - ایک احمد بیگ کے داماد کی نسبت مسلمانان سے - دوسرے لیکھرام پشاوری کی نسبت ہندوؤں سے اور تیسرے عبد اللہ آتھم کی نسبت عیسائیوں سے - جس سے مرزا صاحب کی مراد ڈرانے کی تھی - میں عبد اللہ آتھم کی حفاظت کا انتظام کرتا رہا - اور جب عبد اللہ آتھم کی

حاشیہ

ہیں اور شراب کو پانی کی طرح پیتے ہیں اور اسطرح اپنی زندگی کو نہایت پلید اور ناپاک کرکے اور عمر طبعی سے بھی محروم رہکر اور بعض ہولناک عوارض میں مبتلا ہو کر جلد تر مر جاتے ہیں اور آیندہ نسلوں کے لئے نہایت خبیث نمونہ چھوڑ جاتے ہیں -

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پر دادا صاحب فوت ہوئے تو بجائے انکے میرے دادا صاحب یعنے مرزا عطا محمد فرزند رشید انکے ✤ گدی نشین ہوئے - انکے وقت میں خدا تعالے کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے - دادا صاحب مرحوم نے اپنی ریاست کی حفاظت کیلئے بہت تدبیریں کیں مگر جبکہ قضا و قدر انکے ارادہ کے موافق نہ تھی اس لئے ناکام رہے اور کوئی تدبیر پیش نہ گئی اور روز بروز سکھ لوگ ہماری ریاست کے دیہات پر

✤ ہمارا شجرہ نسب اسطرح ہے - میرا نام غلام احمد ابن مرزا غلام مرتضےٰ صاحب ابن مرزا عطا محمد صاحب ابن مرزا گل محمد صاحب ابن مرزا فیض محمد صاحب ابن مرزا محمد قائم صاحب ابن مرزا محمد اسلم صاحب ابن مرزا محمد دلاور صاحب ابن مرزا الہ دین صاحب ابن مرزا جعفر بیگ صاحب ابن مرزا محمد بیگ صاحب ابن مرزا عبد الباقی صاحب ابن مرزا محمد سلطان صاحب ابن میرزا ہادی بیگ صاحب مورث اعلیٰ - منہ

کی نسبت پیشگوئی پوری نہ ہوئی† تو ہمنے عام طور پر مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے کی بابت
مشتہر کیا اور عام جلسہ کئے گئے۔ جس سے مسلمانان نے مرزا صاحب کو سخت نفرت کی
نظر سے دیکھا اور انکی بہت حقارت ہوئی۔ اور مرزا صاحب میرے سخت مخالف ہو گئے
ایک شخص مولوی عبدالحق صاحب غزنوی نے ایک اشتہار چھاپا (حرف D) جسمیں
مرزا صاحب کی نسبت انھوں نے لکھا کہ اُس نے آریہ وغیرہ سے بزرگوں کو گالیاں
دلوائی ہیں۔ پھر قرآن کا اردو ترجمہ مولوی عمادالدین صاحب نے کیا جس سے مولویوں نے
مرزا صاحب کو کہا کہ کیوں مولوی عمادالدین کو اُبھارا کہ اُسنے ترجمہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں ایک
تعداد اشخاص کی عیسائی ہوگئی جنمیں سے ایک شخص محمد یوسف خان جو ایک اچھا معزز آدمی
ہے اور پرہیزگار دیندار و مجاہد سمجھا جاتا تھا اور سکریٹری *** والپی مباحثہ کا رہا تھا عیسائی ہوگیا
دوسرا آدمی میر محمد سعید تھا جو مرزا صاحب کے بہنوئی* کا خالہ زاد بھائی تھا وہ بھی عیسائی
ہوا اور خاص ہمارے ساتھ اُس کا تعلق تھا اور جس سے اور بھی مرزا صاحب ہمارے
برخلاف ہو گئے۔ جب محمد یوسف خان عیسائی ہوا اسکو مسلمانوں نے پوچھا کہ مرزا صاحب
کی پیشگوئی آتھم صاحب کی بابت پوری کرنے آئے ہو۔ یہ بات خلوتمیں انھوں نے

قبضہ کرتے گئے یہانتک کہ دادا صاحب مرحوم کے پاس صرف ایک قادیان رہگئی
اور قادیان اسوقت ایک قلعہ کی صورت پر قصبہ تھا اور اُسکے چار برج تھے اور
برجوں میں فوج کے آدمی رہتے تھے اور چند توپیں تھیں اور فصیل بائیس فٹ کے قریب
اونچی اور اسقدر چوڑی تھی کہ تین چھکڑے آسانی سے ایکدوسرے کے مقابل اُسپر جا سکتے
تھے۔ اور ایسا ہوا کہ ایک گروہ سکھوں کا جو رام گڑھیہ کہلاتا تھا اول فریب کی راہ سے
اجازت لیکر قادیان میں داخل ہوا اور پھر قبضہ کر لیا۔ اسوقت ہمارے بزرگوں پر
بڑی تباہی آئی اور اسرائیلی قوم کی طرح وہ اسیروں کی مانند پکڑے گئے اور انکے مال و
متاع سب لوٹی گئی۔ کئی مسجدیں اور عمدہ عمدہ مکانات مسمار کئے گئے اور جہالت اور تعصب
سے باغوں کو کاٹ دیا گیا اور بعض مسجدیں جنمیں سے ابتک ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے

† کیسی بد دیانتی ہے کہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ کیا پیشگوئیمیں قطعی طور پر میعاد کا حکم تھا؟ اور کوئی شرط نہ تھی؟ کسقدر بے انصافی ہے
کہ آفتاب پر خاک ڈالتے ہیں۔ منہ

*** یہ سفید جھوٹ ہے۔

* غلط ہے [illegible]

پوچھی تھی۔ پیشگوئی جو نسبت احمد بیگ کے داماد کے ہوئی وہ پوری نہیں ہوئی پیشگوئی
جو عیسائیوں سے آتھم صاحب کی بابت تھی وہ بھی پوری نہیں ہوئی نتیجہ اُس کا یہہ ہوا کہ
مرزا صاحب کی عزت اور آمدنی میں فرق آیا دوکان اُنکی بند ہوگئی اور لوگ ٹھٹھا کرنے
لگے۔ اب صرف پیشگوئی برخلاف ہندوؤں کے باقی۔ رہی تھی کچھ عرصہ گذرا ہے کہ لیکھرام قتل
کیا گیا جسکے مرنے سے عام آگ ملک میں لگادی۔ حالات قتل کے عجیب ہیں۔ قاتل نے
اپنے آپکو ہندو ظاہر کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوگیا تھا اور اب پھر ہندو ہونا چاہتا ہوں
اُسنے اپنا رسوخ اور اعتبار لیکھرام کے ساتھ پیدا کیا اور یہہ واقعہ قتل اسکے چند ہفتہ
بعد ظہور میں آیا یہہ قتل عام طور پر نسبت مرزا غلام احمد کے قریبًا منسوب کیا جاتا ہے۔
میں ایک کتاب مصنفہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پیش کرتا ہوں حرف E جسمیں وہ
مرزا صاحب کو اس قتل کا الزام لگاتے ہیں* (میںنے مرزا صاحب کچھ کچھ کتاب حرف E کو
دیکھا ہے) مرزا صاحب نے ۲۲ مارچ ۹۷ء کو ایک بل ضیاء الاسلام پریس قادیاں شایع
کیا جو اس امر پر بڑا زور دیتا ہے کہ ہمکو خبر تھی کہ لیکھرام ۶ مارچ ۹۷ء کو ۶ بجے شام کے
مارا جاویگا۔ مگر واقعہ کے بعد یہ بل شایع کیا گیا تھا اور کہ یہہ امر ہماری پیشگوئی کے

حاشیہ

دھرم سالہ یعنے سکھوں کا معبد بنایا گیا۔ اسدن ہمارے بزرگوں کا ایک کتب خانہ بھی
جلایا گیا جسمیں سے پانسو نسخہ قرآن شریف کا قلمی تھا جو نہایت بے ادبی سے
جلایا گیا اور آخر سکھوں نے کچھ سوچکر ہمارے بزرگوں کو نکل جانے کا حکم دیا۔
چنانچہ تمام مرد و زن چھکڑوں میں بٹھا کر نکالے گئے اور وہ پنجاب کی ایک ریاست
میں پناہ گزین ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد اُن ہی دشمنوں کے منصوبے سے
میرے دادا صاحب کو زہر دیگئی۔ پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانہ میں
میرے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضےٰ قادیاں میں واپس آئے اور مرزا صاحب
موصوف کو اپنے والد صاحب کے دیہات میں سے پانچ گانو واپس ملے کیونکہ اس
عرصہ میں رنجیت سنگھ نے دوسری اکثر چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو دبا کر ایک بڑی

مطلق تھا۔ (جواب مرزا صاحب۔ ہمنے پہلے سے یہ تمام پیشگوئی کی ہوئی تھی اور اسکے حوالہ سے الہامی طور پر اشتہار دیا ہوگا) قاتل کبھی نہیں ملے گا۔ یہہ امر مرزا صاحب نے کہا تھا✽ عام مشہور ہے۔ ہمارا قیاس یہ ہے کہ لیکھرام کا قاتل بھی قتل کیا گیا ہے۔ جو کاغذات اس بارہ میں ہمارے پاس تھے وہ سرکار میں ہمنے بھیجدئے تھے۔ اور ایک اور وجہ ہمکو ایذا پہونچانے کے واسطے یہ بھی کہ جب سے مسٹر عبد اللہ آتھم انتقال کر گئے صرف میں ہی اس مباحثہ کے متعلق ایک سرگروہ رہگیا ہوں۔ اور مرزا صاحب ہر طرح سے ہمکو حقارت کی نظر سے دیکھنا اور ہماری نسبت واہیات طریقہ اختیار کر رکھا ہے اپنی قلم اور زبان کو قابو میں نہیں رکھا ہوا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ایک کتاب انجام آتھم شایع کی جو ہر قسم کی ہزلیات سے پر ہے اور اس کتاب میں صفحہ ۴۴ پر اسقدر جرات کی ہے کہ ہمارے حق میں لکھا ہے کہ مقابلہ کے واسطے آؤ۔ اس کتاب پر حرف F لگایا گیا (مرزا صاحب۔ تسلیم کیا کہ واقعی یہ کتاب ہمنے شایع کی تھی۔ ۲۴ ستمبر سنہ ۹۶ کو شائع کی تھی)

مرزا صاحب۔ مجھکو الہامی طور پر خبر دیگئی تھی کہ دیانند مر جاویگا اور یہ خبر قبل از وقت دیگئی تھی اور بعض آریہ لوگوں کو علم تھا ہمنے بعض کو اطلاع کردی تھی۔ لیکھرام کے مرنے سے قریب پانچ سال پہلے ہمنے اسکے مرنے کی اطلاع دی تھی۔ سر سید احمد خاں کی بابت ہمنے پیشگوئی کی تھی کہ اسپر آفت آئیگی۔ احمد بیگ اور اسکی لڑکی کے بارہ میں اور داماد کے بارے میں ہمنے پیشگوئی کی تھی۔ ۹ مولوی محمد حسین بٹالوی کی بابت ہم یوم کے مرنے یا تکلیف کی بابت کوئی پیشگوئی نہیں کی آئینہ کمالات مشتہر سنہ ۹۳ صفحہ ۶۰۴ ۔ ۱۰ عبد اللہ آتھم کی بابت

حاشیہ

ریاست اپنی بنالی تھی۔ سو ہمارے تمام دیہات بھی رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آگئے تھے اور لاہور سے لیکر پشاور تک اور دوسری طرف لودھیانہ تک اسکی ملکداری کا سامان پھیل گیا تھا۔ غرض ہماری پورانی ریاست خاک میں ملکر آخر پانچ گاؤں ہاتھ میں رہگئے پھر بلحاظ پرانے خاندان کے میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضے اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے گورنر جنرل کے دربار میں بزمرہ کرسی نشین رئیسوں کے ہمیشہ بلائے جاتے تھے سنہ ۱۸۵۷ میں انھوں نے سرکار انگریزی کی خدمت گذاری میں پچاس گھوڑے معہ

✽ یہ بالکل جھوٹ ہے ہرگز ایسا لفظ کبھی میرے موہنہ سے نہیں نکلا۔ منہ

ع۱۱ عبداللہ آتھم صاحب کو ایکہزار انعام کا وعدہ دیا گیا تھا شرطیہ طور پر- (تسلیم کیا گیا) ع۱۲ عبداللہ آتھم صاحب کو دوہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا- ع۱۳ ایضاً تین ہزار ایضاً ع۱۴ ایضاً چار ہزار ایضاً- ع۱۵ انجام آتھم شایع کیا گیا (تسلیم ہوا) ع۱۶ انجام آتھم میں مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ ۴۹ مولوی اور ۶۸ چھاپہ والے اگر ہمارے پر ایمان نہیں لاویں گے تو مرجائینگے- (مرزا صاحب نے اسکو تسلیم نہیں کیا) ع۱۷ اس پیشگوئی میں لیکھرام کے مرنے کی بابت وہ لوگونکو بتلاتے ہیں کہ مباہلہ کریں (تسلیم کیا گیا) ع۱۸ گنگا بشن کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا) ع۱۹ مولوی محمد حسین بٹالوی کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا- (تسلیم کیا گیا) ع۲۰ رائے جندر سنگھ کو مباہلہ کیواسطے بلایا گیا- (تسلیم کیا گیا) ع۲۱ پیشگوئی بابت مرنے لیکھرام کی (تسلیم کیا گیا) ع۲۲ نسبت شیخ مہر علی کے دھمکی دیگئی کہ اگر وہ بیعت نکرے تو عذاب اُسپر نازل ہوگا (تسلیم نہیں کیا گیا) پیشگوئیاں مذکورہ بالا (دستی تحریر شدہ) کاغذ ع ق میں درج ہیں جو عدالت میں داخل کیا گیا ہے- لیکھرام کے قتل کے بعد ہمکو مخفی طور پر آگاہ کیا گیا کہ ہمکو خبردار رہنا چاہیے مبادا مرزا صاحب

حاشیہ

پچاس سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دیئے تھے اور آیند گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عندالضرورت وعدہ بھی دیا- اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے بجلدوے خدمات عمدہ عمدہ چٹھیات خوشنودی مزاج انکو ملی تھیں- چنانچہ سر لیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں اُن کا تذکرہ کیا ہے- غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر دلعزیز تھے- اور بسا اوقات انکی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر اُنکے مکان پر آکر اُن کی ملاقات کرتے تھے- یہ مختصر میرے خاندان کا حال ہے میں ضروری نہیں دیکھتا کہ اسکو بہت طول دوں اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدایش سنہ ۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے ✢ اور میں سنہ ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا- میری پیدایش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے- ایکدفعہ ہندوستان کا پیادہ پا سیر بھی کیا- لیکن میری پیدایش کے دنوں میں انکی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا اور یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ میں نے

✢ نوٹ- میں توام پیدا ہوا تھا ایک لڑکی جو میرے ساتھ تھی وہ چند دنوں کے بعد فوت ہوگئی تھی- میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انثیت کا مادہ مجھسے بکلی الگ کر دیا- منہ

نقصان پہنچائے۔ ایک اشتہار میں مرزا صاحب نے یہہ لکھا تھا کہ کچھ حصہ کفر کا مٹگیا ہے
اور کچھ حصہ جلد مٹنے والا ہے۔ یہہ فقرات جو ہیں انکی بابت میرا خیال ہے کہ جو حصہ کفر کا
مٹ گیا ہے وہ لیکھرام کی بابت ہے اور جو باقی ہے وہ میری نسبت ہی اور اسلئے میں نے
سرکار میں اطلاع دی تھی۔ اشتہار وغیرہ جو میرے پاس آتے ہیں وہ ہمیشہ قادیان سے آتے
ہیں۔ حالانکہ میں نہ چندہ دیتا ہوں اور نہ کوئی تعلق ہے۔ بعد مناظرہ کے ہماری خط و کتابت
چند عرصہ تک رہی۔ اور پھر بعد ازیں ہر طرح سے ہمنے خط و کتابت وغیرہ کا مرزا صاحب سے قطع
تعلق کر دیا۔ ۳ ماہ گذشتہ سے ہمنے کوئی اشتہار وغیرہ مرزا صاحب کی طرف سے وصول
نہیں پایا۔ جس سے میرا خیال ہے کہ وہ یہہ سمجھے کہ میری طرف سے وہ غافل ہیں۔ ۱۶ جولائی
۹۷ء کو ایک شخص جوان عمر میرے پاس آیا اور اسنے عیسائی ہونے کی درخواست کی۔
اسنے اپنا نام عبد المجید بتلایا اور کہا کہ میں جنم کا برہمن ہوں اور کہ میرا ہندو نام رلیا رام ہے اور
والد کا نام رامچند ہے اور کچہری دروازہ بٹالہ کا رہنے والا ہوں ۲۰ سال کی عمر میں مرزا نے
مجھے مسلمان کیا تھا جسکو سات سال گذرے ہیں وہ ایک ہندو دوست کی ترغیب سے مسلمان
ہوا تھا اور وہ دوست بھی اسیوقت مسلمان ہو گیا تھا۔ میرا دوست اروڑہ قوم کا تھا اور

حاشیہ

انکے مصائب کے زمانہ سے کچھ بھی حصہ نہیں لیا اور نہ اپنے دوسرے بزرگونکی ریاست اور
ملکداری سے کچھ حصہ پایا بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح جنکے ہاتھ میں صرف نام
کی شہزادگی بوجہ داؤد کی نسل سے ہونیکی تھی اور ملکداری کے اسباب سب کچھ کھو بیٹھے
تھے ایسا ہی میرے لئے بھی بگفتن یہ بات حاصل ہے کہ ایسے رئیسوں اور ملکداروں کی
اولاد میں سے ہوں۔ شاید یہ اسلئے ہوا کہ یہ مشابہت بھی حضرت عیسٰے علیہ السلام کے
ساتھ پوری ہو۔ اگرچہ میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کی طرح یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ
میرے لئے سر رکھنے کی جگہ نہیں مگر تاہم میں جانتا ہوں کہ وہ تمام صف ہمارے اجداد
کی ریاست اور ملکداری کی لپیٹی گئی اور وہ سلسلہ ہمارے وقت میں آکر بالکل ختم ہو گیا
اور ایسا ہوا تاکہ خدا تعالٰے نیا سلسلہ قائم کرے جیسا کہ براہین احمدیہ میں اسی بات کیطرف

کرپارام اس کا نام تھا اب اس کا نام عبد العزیز ہے اور بٹالہ میں کپوری دروازہ کے اندر بتبا کو فروشی کرتا ہے - سات سال کے عرصہ میں مرزا صاحب کے یہاں طالب علم رہا اور قرآن کی تعلیم پاتا رہا - حال میں جو مرزا صاحب کے دعاوی کی نسبت الہامات باطل ثابت ہوئے تو اسکو یقین ہوا کہ مرزا صاحب نبی نہیں ہیں اور اُسنے خیال کیا کہ مرزا صاحب اچھے آدمی نہیں ہیں اور شر انگیز ہیں - میں سیدھے قادیاں سے آیا ہوں - اور عام طور پر علانیہ میںنے مرزا صاحب کو گالیاں دی تھیں - جب میں وہاں سے چلا تھا میں اپنے ساتھ کچھ نہیں لایا - خداوند مسیح کا قول ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ پیچھے چلو میں اور کچھ نہیں چاہتا صرف بپتسمہ لینا چاہتا ہوں اپنی معاش ٹوکری اٹھا کر قلی گری کر کے بسر کرونگا - ہمکو کوئی کافی وجہ اُسنے نہ بتلائی کہ وہ امرتسر کیوں آیا ہے کیونکہ بٹالہ اور گورداسپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اُسنے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیوں خاصکر میرے پاس آیا ہی جبکہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں - اُسنے صرف یہہ کہا کہ اتفاقیہ ایک شخص کے آپکی کوٹھی بتلانے پر آیا ہوں - جب ہمنے اُسسے پوچھا کہ تمنے کرایہ ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلا نہ سکا - ان باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معاملہ ہمنے سمجھا اور یہ میرے دل میں گذرا کہ اسکے بیانات لیکھرام کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں -

---

ضمیمہ

سے یہ الہام ہے سُبحان اللہ تبارک وتعالیٰ زاد مجدک ینقطع آباءک ویبدء منک یعنے خدا جو بہت برکتوں والا اور بلند اور پاک ہے اُسنے تیری بزرگی کو تیرے خاندان کی نسبت زیادہ کیا - اب سے تیرے آبا کا ذکر قطع کیا جائے گا اور خدا تجھسے شروع کریگا - اور ایسا ہی اُسنے مجھے بشارت دی کہ میں تجھے برکت دونگا اور بہت برکت دونگا یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے -

پھر میں پہلے سلسلہ کی طرف عود کر کے لکھتا ہوں کہ بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم

پس ہمنے اُسکی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کرکے ہمنے قصد مذکور کیا۔ اس
شخص نے کچھ واقفیت دین عیسوی سے ظاہر کی ہمنے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل
کی اُسنے کہا کہ قادیان میں ایک عیسائی بٹالہ کا رہتا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں
رہتا ہے نام اُس کا سائیاں ہے۔ اُسکے پاس انجیل مقدس بھی اور مطالعہ کیا کرتا تھا۔ جہاں سے
مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ ہمنے اُس نوجوان کو یہاں سنگہ گیٹ والے شفاخانہ میں بھیجدیا
کہ وہاں طالب علموں کے پاس رہے اور تعلیم پائے۔ اور ہمنے اُسکو بوتلوں کے صاف کرنے
وغیرہ کا کام دیا۔ قریبًا پانچ چھ یوم تک وہ اسجگہ رہا۔ اول اسمیں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا
صاحب کے حق میں بہت ہی بُرا کہتا تھا۔ دوم وہ بپتسمہ لینے کی ازحد خواہش رکھتا تھا اور
سوم وہ بلاوجہ اور بلاطلبی ہمارے کوٹھی پر آکر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا۔ اور باوجودیکہ
[illegible] سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور ناتوں سے ناواقف
تھا اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص سے اُس نے
اپنے دوست ایسر داس نام کو بجائے کرپارام کے بتلایا۔ بعد انقضائے پانچ روز ہمنے اپنے
ہاسپتال واقع بیاس پر اُسے بھیجدیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں۔ جاتے ہی
اُسنے ایک خط مولوی نورالدین کے نام جو مرزا صاحب کا دہنے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھا۔ یہہ

حاشیہ

میرے لیئے نوکر رکھا گیا جنھوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں
اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر قریبًا دس برس کے ہوئی تو ایک عربی
خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کیئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال
کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالےٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے
ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار
اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے
صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اُنسے پڑھے اور بعد اسکے جب میں سترہ یا
اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام

اُسی شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُسنے لکھا ہے - مطلب اُس خط کا یہہ تھا کہ میں عیسائی ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں - یہ مطلب بھی اُسکی زبانی ہی معلوم ہوا تھا - اور دیگر شہادت بھی ہے - باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہمنے اسکو کہا تھا - کہ یہہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے - کل کو یہہ نہ کہیں کہ تم اُنکے چور ہو - اُسنے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں - اور اُسنے خط لکھکر بیرنگ ڈاک میں ڈالا - او مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے بپتسمہ کا وقت ہو - وہ خط ہمارے پاس ہے اور ہم پیش کرینگے - پھر ہمنے اُس نوجوان لڑکے کے حالات کی بابت دریافت کرنا شروع کیا - ایک آدمی بٹالہ میں دریافت کیواسطے بھیجا گیا اُس آدمی کا نام مولوی عبدالرحیم ہے اُسنے بٹالہ کے متعلق حالات عبدالحمید کے محض جھوٹے پائے - ذرہ بھر بھی اسمیں سچ نہ تھا - تب مولوی عبدالرحیم سیدھا قادیاں میں مرزا صاحب کے پاس پہنچا اور مکان پر پہونچکر اُسنے دریافت کیا کہ آیا کوئی شخص عبدالمجید نام یہانپر ہے - ایک لڑکا وہاں تھا - اُسنے کہا کہ ہاں تھا مگر مرزا صاحب کو گالیاں دیکر چلا گیا ہے - پھر مولوی عبدالرحیم مرزا صاحب کے پاس گیا اور دریافت پر کہا کہ میں عیسائی ہوں - اور عبدالمجید کی بابت دریافت کیا - مرزا صاحب نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے - پیدایشی مسلمان ہے اور اُسکا پیدایشی نام عبدالحمید ہے اور وہ مولوی برہان الدین جہلمی کا بھتیجا ہے - وہ

بقیہ حاشیہ

گل علی شاہ تھا - انکو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھکر قادیاں میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا - اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے مینے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہانتک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں مینے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اسقدر توجہ تھی کہ گویا میں دُنیا میں نہ تھا - میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز اُنکا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اِس شغل سے الگ ہو کر اُنکے غموم وہموم میں شریک ہو جاؤں آخر ایسا ہی ہوا - میرے والد صاحب اپنے بعض آبا اجداد

راولپنڈی میں عیسائی ہوا تھا اور یہاں قادیاں میں آکر پھر مسلمان ہوگیا تھا اور چند عرصہ محنت نوکری
اُٹھا کی کرتا رہا۔ اور قریباً سات آٹھ یوم سے یہاں سے چلا گیا ہے۔ اور یہ عرصہ اُس عرصہ سے
مطابق ہے جب وہ ہماری کوٹھی پر آیا تھا۔ اور آخر کار مرزا صاحب نے کہا کہ اسکی اچھی طرح خاطر مدارات
کرو اور خوراک پوشاک عمدہ دو تو وہ تمھارے پاس رہے گا۔ پھر ہمنے جہلم سے دریافت کیا وہاں سے
ہمکو معلوم ہوا کہ اس نوجوان آدمی کا نام عبدالمجید نہیں ہے اور کہ اُسکا والد مر گیا ہے اسکی ماں نے
اُسکے ایک چچا سے نکاح کر لیا ہے اور دوسرا چچا اور خاندان کا بڑا ممبر مولوی برہان الدین ہے۔ جو
مولوی برہان الدین غازی کے نام سے مشہور ہے۔ وہ قوم کے گکھڑ ہیں۔ برہان الدین معہ اپنے
کُل خاندان کے نہایت ہی پکے محمدی ہیں۔ برہان الدین مجاہدین میں سے ہے۔ میرا مطلب ہے
کہ جو مجاہدین سرحد سے باہر ہیں اُنسے اُسکا واسطہ تعلق رہا ہے اور وہ بڑا لا دھڑک ہے اگرچہ
اب عمر رسیدہ ہے۔ جہانتک سُنا ہے تنگ معاش ضرور ہے اور نسبت سب خاندان خاصکر کے
برہان الدین مرزا صاحب پر جاں نثار ہیں۔ نوجوان آدمی کی کچھ حیثیت قریباً ۱۱۰ بیگہ اراضی ہے اور
کچھ نقدی بھی ہے جو بوقت وفات والدش اُسکے چچو نکے قبضہ میں آیا۔ یہ تحقیقات محمد یوسف خاں
نے کی تھی جو مرزا صاحب کا مرید سابق تھا اور خود بھی مجاہدونکی پور رکھتا تھا اور برہان الدین کا دوست
قدیمی تھا۔ اسکا خط ہمارے پاس ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔ مکرر۔ ضرورت پیش کرنے کی نہیں ہے

بقیہ حاشیہ

کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے انہوں
نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا
مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور اسکے
ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس
طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ
رہتا رہا۔ انکی ہمدردی اور مہربانی میرے پر نہایت درجہ پر تھی مگر وہ چاہتے تھے کہ
دنیا داروں کی طرح مجھے رو بخلق بنا دیں اور میری طبیعت اس طریق سے سخت بیزار تھی
ایک مرتبہ ایک صاحب کمشنر نے قادیاں میں آنا چاہا میرے والد صاحب نے بار بار مجھکو کہا کہ

اس نوجوان کو کبھی بپتسمہ نہیں دیا گیا تھا اور وہ نہایت وحشیانہ اور ناشایستہ زندگی بسر کر آیا تھا
اور اُسنے اپنے چچا کے للو چوری کر کے شہوت پرستی میں خراب کئے تھے۔ رات و دن وہ بدمستوں
عیاشوں اور رنڈی بازیوں میں پھرتا رہتا تھا۔ پھر ہمنے اُسکے عیسائی ہونیکے متلاشی ہونیکی بابت
گجرات سے دریافت کیا بذات خود ہمنے دریافت کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ گجرات کے ضلع منونگ
کے ریلیف ورکس پر میٹ رہا تھا اور روز منادی کیوقت آکر پادری صاحب یا عیسائیوں کو دق کرتا
تھا اور اپنی بہن کے پاس جو کھوا میں رہتی تھی سکونت رکھتا تھا اور کہا کہ ایکروز میں انجیل پڑھتا تھا
ایک دن بہنوئی نے نکال دیا اور پادری صاحب کے پاس گجرات چلا آیا۔ ہماری دریافت کا نتیجہ یہ
تھا کہ وہ لڑکا نہایت بدچلن اور مشکوک سا آدمی گجرات میں تھا۔ اور اسلئے زناکاری کی علت میں
گجرات سے مشن والوں نے نکال دیا تھا۔ کسی صورت سے اسکو عیسائی نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ
نہایت ہی برا محمدی سمجھا جاتا تھا۔ گجرات میں اسکی دو دست بازاری عورتیں تھیں یا ایک شخص میراں بخش
جولاہا تھا جو مرزا صاحب کا سخت عقیدتمند مرید ہے۔ جب ہمنے یہ باتیں سنیں تو ہمارا اشتباہ
مرزا صاحب کی نسبت اور زیادہ ہوا کہ وہ قادیاں میں ٹوکری اٹھاتا رہا تھا اور آخر کار گالیاں دیکر
چلا آیا ہے۔ جس کا اصل مدعا یہ ہے کہ اس امر کا اشتباہ نہ ہو کہ اس نوجوان کی مرزا صاحب سے

حیات النبی

انکی پیشوائی کے لئے دو تین کوس جانا چاہیے مگر میری طبیعت نے نہایت کراہت کی اور
میں بیمار بھی تھا اسلئے نہ جا سکا۔ پس یہ امر بھی انکی ناراضگی کا موجب ہوا اور وہ چاہتے
تھے کہ میں دنیوی امور میں ہر دم غرق رہوں جو مجھسے نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر تاہم میں
خیال کرتا ہوں کہ مینے نیک نیتی سے نہ دنیا کے لئے بلکہ محض ثواب اطاعت حاصل کرنے
کیلئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کر دیا تھا اور اُنکے لئے دعا میں
بھی مشغول رہتا تھا اور وہ مجھے دلی یقین سے برّ بالوالدین جانتے تھے اور
بسا اوقات کہا کرتے تھے کہ میں صرف ترحم کے طور پر اپنے اس بیٹے کو دنیا کے
امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں ورنہ میں جانتا ہوں کہ جس طرف اسکی توجہ ہے یعنی دین
کی طرف صحیح اور سچ بات یہی ہے ہم تو اپنی عمر ضایع کر رہے ہیں"۔ ایسا ہی اُن کے

سازش ہے۔ اور مرزا صاحب جب مجھسے دریافت کیا گیا تو جو معلوم تھا کہدیا تھا۔ ہمنے جرائم کے ارتکاب کے اصول کا جو قانون ہے اسکی مطالعہ کیا ہے اور ہمکو معلوم ہے کہ بموجب اس علم کے جو شخص زنا پر آمادہ ہو اسکو قتل پر آمادہ کرنا آسان ہے۔ نیز ایسے اشخاص جنکو حوران بہشت کی تمنا ہو اور ایسے نوجوان کو جسکو زنا کی لت ہو قتل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں یعنے ایسے شخص کیواسطے حوران بہشت کا خیال بڑھکر لقمہ ہے۔ جان جاتی تو چلی جائے حوران بہشت تو ملیں گی۔ نیز ہمکو یہ بھی علم ہوا کہ وہ نوجوان ایک نکمے مسلمان خاندان جہلمی سے تھا جنکو مرنے کا ذرا خوف نہیں ہے۔ اور اگر وہ بطور مرید مرزا صاحب کے مرتا تو مرزا صاحب کی عزت تھی۔ اور اگر وہ بطور مسلمان کے مرتا تو شہید کہلاتا اور اگر یونہی مرجاتا تو اسکے چچا کو جائداد سے فائدہ تھا۔ ان باتوں کو مدنظر رکھکر ہم بیاس گئے اور روبرو گواہان ہمنے اُس نوجوان سے گفتگو کی۔ اور اور میرے وعدہ پر کہ ہم تمہارا برا نہیں چاہتے اُس لڑکے نے پانچ کس گواہان کے روبرو سے اقرار کیا اور خود لکھکر (حرف ہ سے ق) دیا جو ہمارے روبرو اُسنے لکھا تھا۔ اور پھر روبرو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر امرتسر کے تصدیق بھی کرا دیا تھا۔ علاوہ اس اقرارنامہ کے اس نوجوان نے از خود مجھے کہا کہ میں بابا مرزا صاحب جان بوجھکر انکو گالیاں دیکر آیا تھا۔ اور یہ بھی اُسنے

زیر سایہ ہونیکے ایام میں چند سال تک میری عمر کراہت طبع کیساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی۔ آخر چونکہ میرا جدا رہنا میرے والد صاحب پر بہت گران تھا اس لئے اُنکے حکم سے جو عین میری منشا کیموافق تھا میں نے استعفا دیکر اپنے تئیں اُس نوکری سے جو میری طبیعت کیمخالف تھی سبکدوش کر دیا اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس تجربہ سے مجھے معلوم ہوا کہ اکثر نوکری پیشہ نہایت گندی زندگی بسر کرتے ہیں۔ انمیں سے بہت کم ایسے ہونگے جو پورے طور پر صوم اور صلوٰۃ کے پابند ہوں اور جو اُن ناجائز حظوظ سے اپنے تئیں بچا سکیں جو ابتلا کے طور پر انکو پیش آتے رہتے ہیں۔ میں ہمیشہ انکے مونہہ دیکھکر حیران رہا اور اکثر کو ایسا پایا کہ انکی تمام دلی خواہشیں مال و متاع تک خواہ حلال کیوجہ سے ہو یا حرام کے ذریعہ سے

ہمکو کہا کہ ریل کا کرایہ بطور مزدوری ٹوکری اٹھانے کے مرزا صاحب نے دیا ہے اور پھر یہ بھی اُسنے
ہمکو کہا کہ جو خط مولوی نورالدین کو بیاس سے بھیجا تھا اس سے غرض یہ تھی کہ میری سکونت کا
اسکو پتہ ملے۔ اُسنے یہ بھی کہا کہ مولوی نورالدین کو اس سازش کا کچھ علم نہیں ہے اور نہ اُس نے
کبھی کچھ اسبارہ میں کہا تھا۔ پر سیدا اس کی زبانی ہمکو معلوم ہوا کہ اس نوجوان کے پیچھے دو آدمی
اور پھرتے تھے اور ہمارا خیال لیکھرام کے قاتل کے نہ پائے جانے پر غور کر کے یہ تھا کہ وہ
دو آدمی اسکو بھی مار ڈالینگے بعد اسکے کہ وہ مجھے قتل کرے۔ اسلئے ہمنے بڑے خرچ و احتیاط
سے اس نوجوان لڑکے کی جان کی حفاظت کی۔ ۳۱ جولائی ۹۷ء کو ہم اسکو پھر امرتسر لیگئے
اور حکام ضلع کو اطلاع دیا۔ پھر تحقیقات ہوئی جسکا ہمکو حال معلوم نہیں۔ ہمکو اندیشہ ہے کہ
مرزا صاحب کی ایما سے نقض امن ہونیکا احتمال ہے اور ہمکو اندیشہ ہے کہ وہ اور بھی سازشیں
کرنا چاہتا ہے۔ جو پیشگوئی مرزا صاحب نے ہماری نسبت کی ہے وہ ہتک آمیز ہے اور ممکن ہے
کہ ہماری طرف سے وہ نقض امن کرانا چاہتے ہیں کہ میں خود ان بے عزتی کے الفاظ کو دیکھکر نقض امن
کروں۔ ہمکو اپنی حفاظت کا اکثر انتظام کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ ہم ڈاکٹر ہیں ہمکو اکثر اوقات ہر قسم کے
اشخاص سے تعلق پڑتا ہے۔ اور اگر اس قسم کا اندیشہ لاحق حال رہے تو شاید نقض امن ہوجائے

محدود تھیں۔ اور بہتوں کی دن رات کی کوششیں صرف اسی مختصر زندگی کی دنیوی ترقی کے
لئے مصروف پائیں۔ میںنے ملازمت پیشہ لوگوں کی جماعت میں بہت کم ایسے لوگ پائے کہ جو
محض خدا تعالےٰ کی عظمت کو یاد کر کے اخلاق فاضلہ حلم اور کرم اور عفت اور تواضع
اور انکسار اور خاکساری اور ہمدردی مخلوق اور پاک باطنی اور اکل حلال اور صدق مقال
اور پرہیزگاری کی صفت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ بلکہ بہتوں کو تکبر اور بدچلنی اور لاپروائی دین
اور طرح طرح کے اخلاق رزیلہ میں شیطان کے بھائی پایا۔ اور چونکہ خدا تعالےٰ کی یہ حکمت
تھی کہ ہر ایک قسم اور ہر ایک نوع کے انسانوں کا مجھے تجربہ حاصل ہو اسلئے ہر ایک صحبت میں
مجھے رہنا پڑا۔ اور بقول صاحب مثنوی رومی وہ تمام ایام بحت کراہت اور درد کے ساتھ
میںنے بسر کئے ؎ من بہر جمعیتے نالاں شدم۔ جفت خوشحالان و بدحالان شدم۔

ہمارے خیال میں آیندہ کے لئے کوئی پیشگوئی جو میری نسبت نقصان یا موت وغیرہ کی کیجاے
اسکو نقض امن تصور کیا جاوے۔ بیاس پر ایک زندہ سانپ پکڑا گیا تھا تو عبد الحمید نے بڑی
منت اور زاری کی تھی کہ ڈاکٹر صاحب نے حکم دیا ہے کہ جب سانپ کوئی پکڑا جائے تو ہمارے
پاس لانا۔ حالانکہ ہمنے کوئی ایسا حکم نہیں دیا تھا۔ دستخط حاکم

نقل بیان مشمولہ مقدمہ عدالت فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

مرجوعہ	فیصلہ	نمبر بستہ	نمبر مقدمہ
۹ اگست ۹۷ء	زیر تجویز	از محکمہ	۳/۳

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی

جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

تتمہ بیان ڈاکٹر کلارک صاحب باقرار صالح ۱۲ر اگست ۹۷ء

پیشگوئی جو برخلاف سلطان محمد کے مسلمانوں سے کیگئی تھی اور عبد اللہ آتھم کی بابت جو عیسائیوں
سے مرزا صاحب نے کی تھی وہ پوری نہ ہوئی* اور صرف پیشگوئی برخلاف لیکھرام کے جو ہندوؤں

بقیہ حاشیہ

ہر کسے از ظن خود شد یار من - وز درون من نجست اسرار من - اور جب میں
حضرت والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور اُن ہی زمینداری کے کاموں
میں مصروف ہوگیا۔ مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں
کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا اور بسا اوقات حضرت والد صاحب کو وہ کتابیں سنایا بھی
کرتا تھا اور میرے والد صاحب اپنی ناکامیوں کی وجہ سے اکثر مغموم اور مہموم رہتے تھے۔
انھوں نے پیروی مقدمات میں ستر ہزار روپیہ کے قریب خرچ کیا تھا جس کا انجام آخر
ناکامی تھی۔ کیونکہ ہمارے بزرگوں کے دیہات مدت سے ہمارے قبضہ سے نکل چکے تھے
اور اُن کا واپس آنا ایک خیال خام تھا۔ اسی نامرادی کی وجہ سے حضرت والد صاحب
مرحوم ایک نہایت عمیق گرداب غم اور حزن اور اضطراب میں زندگی بسر کرتے تھے۔

* میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ دونوں پیشگوئیاں بڑی صفائی سے پوری ہوگئی ہیں۔ سلطان محمد یعنے احمد بیگ کا جو داماد ہے اسکی
نسبت جو پیشگوئی تھی اسمیں احمد بیگ اس کا خسر بھی شامل تھا اور پیشگوئی میں شرط توبہ تھی۔ چنانچہ احمد بیگ نے شوخی اور
تکذیب پر اصرار کیا اسلئے میعاد کے اندر فوت ہوگیا دیکھو یہ پیشگوئی کیسی صفائی سے پوری ہوئی۔ رہا اُس کا داماد سو احمد بیگ

کے واسطے تھی باقی تھی پیشگوئیوں کے پورا نہ ہونے کے واسطے مرزا صاحب کو آمدنی میں نقصان پہنچی
بعد مرگ لیکھرام کے مرزا صاحب نے ایک اشتہار (حرف [illegible]) جاری کیا جسمیں وہ لیکھرام کے قتل
کا ذکر کرتے ہیں (اشتہار پیش کیا گیا) ایک اور اشتہار جاری ہوا تھا (حرف [illegible]) مرزا صاحب کی
طرفسے جسمیں مرزا صاحب ——— ایک اور اشتہار پیش کیا جاتا ہے
(حرف ں) جسمیں عبد اللہ آتھم کے مرجانے پیشگوئی بابت صفائی سے تحریر ہوجانیکا مرزا صاحب
نے ذکر کیا ہے۔ بسوال عدالت ایک خط امرتسر سے عبد الحمید نے قادیاں کسی شخص کے نام
بھیجا تھا جس کا پتہ نہیں کون تھا۔ عبد الحمید نے مجھسے کہا تھا جب وہ امرتسر آیا تھا کہ میں سات سال
ہندو سے مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے پاس رہا تھا اور تعلیم پاتا رہا تھا۔ مجھکو یہ معلوم نہیں کہ
برہان الدین و لقمان کے درمیان ناراضگی ہے یا نہ۔ برہان الدین جو خاندان کا سرگروہ مرزا صاحب
کا مرید ہے بجواب وکیل مدعا علیہ۔ عبد المجید ۴ - ۵ بجے شام کے میری کوٹھی پر ۱۶ر جولائی ۹۷ء
کو مجھے آکر ملا تھا میں اپنے دفتر کے کمرہ میں تھا اسنے ہمارے پوچھنے پر کون ہو کیوں آئے ہو اسنے

اور مجھے اُن حالات کو دیکھکر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے کا موقعہ حاصل ہوتا تھا۔ کیونکہ
حضرت والد صاحب کی تلخ زندگی کا نقشہ مجھے اُس بے لوث زندگی کا سبق دیتا تھا جو
دنیوی کدورتوں سے پاک ہو۔ اگرچہ حضرت مرزا صاحب کے چند دیہات ملکیت باقی تھے
اور سرکار انگریزی کی طرفسے کچھ انعام بھی سالانہ مقرر تھا اور ایام ملازمت کی پنشن بھی تھی
مگر جو کچھ وہ دیکھ چکے تھے اس لحاظ سے وہ سب کچھ ہیچ تھا۔ اسیوجہ سے وہ ہمیشہ مغموم
اور محزون رہتے تھے۔ اور بارہا کہتے تھے کہ جسقدر میںنے اس پلید دُنیا کے لئے سعی کی ہے
اگر میں وہ سعی دین کے لئے کرتا تو شاید آج قطب وقت یا غوث وقت ہوتا۔ اور اکثر
یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ عُمر بگذشت و نماند ست جز ایامے چند۔ بہ کہ در یاد کسے صبح کنم
شامے چند۔ اور میںنے کئی دفعہ دیکھا کہ وہ ایک اپنا بنایا ہوا شعر رقت کیساتھ پڑھتے
تھے اور وہ یہ ہے۔ از در تو اے کس ہر بیکسے۔ نیست امیدم کہ روم نا امید۔ اور کبھی درد
دل سے یہ شعر اپنا پڑھا کرتے تھے۔ باب دیدہ عشاق خاکپا کسے۔ مرا دلیست کہ درخوں تپد بجائے کسے

اپنا نام وغیرہ سلسلہ وار بتلایا - آدھ گھنٹہ تک میرے پاس بیٹھا رہا تھا - جو کچھ اُس نے مجھسے گفتگو کی تھی وہ مینے اپنے بیان میں لکھا دی - اسکے علاوہ اور کوئی گفتگو نہیں ہوئی - عبد الحمید کے آتے ہی شکل دیکھ کر ہمکو اسکی نسبت شک ہوا کہ یہ وہ شخص ہے جسکو مرزا صاحب نے میرے قتل کے واسطے بھیجا ہے - مینے کسیکو یعنے پولیس وغیرہ کو اطلاع نہیں دی - مگر اپنے لوگوں کو کہا کہ اسکو رکھو اور دھیان رکھو مگر اپنا پتہ اسکو نہ دو - عبد الحمید کے پاس کوئی ہتھیار اور کوئی چیز نہیں تھی - ہمنے کسی سے یہ ذکر نہیں کیا کہ ہمارا اشتباہ اس شخص کی نسبت ہے کہ وہ ہم کو قتل کریگا - باہر کمرے کے دو تین آدمی تھے مگر ہماری باتیں نہیں سُنتے تھے - میرا حق ہے کہ اگر کوئی شخص مارنیکے واسطے بھی آوے میں اسکو تعلیم عیسوی دوں خواہ ہمکو شبہ ہو کہ وہ مارنے آیا ہے میں اسکو تعلیم دونگا - اور دوم ہمنے اس نوجوان کو اسواسطے رکھا کہ اگر کوئی شرارت ہی ہے تو اچھا ہے کہ انکو لینے کے دینے پڑجاویں (سوال - کیا آپ اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے) یہ سوال بے تعلق ہے میں جواب نہیں دیتا - عبد الحمید کو جلال الدین ملازم شفاخانہ ہسپتال میں بعد گفتگو لیگیا تھا - کیونکہ اسی جگہ ہمارے طالب علم رہتے ہیں اور جلال الدین کو بھی ہمنے کہا تھا کہ عبد الحمید پر نظر رکھنا - مگر کسی بھید سے واقف نہ کرنا - کسی خاص بھید کا ذکر نہ تھا عام طور پر کہا تھا ۲۲ جولائی ۹۷ء کی شام تک عبد الحمید کو شفاخانہ

حضرت عزت جل شانہ کے سامنے خالی ہاتھ جانے کی حسرت روز بروز آخری عمر میں اُنپر غلبہ کرتی گئی تھی بارہا افسوس سے کہا کرتے تھے کہ دنیا کے بیہودہ خرخشوں کیلئے مینے اپنی عمر ناحق ضایع کردی - ایک مرتبہ حضرت والد صاحب نے یہ خواب بیان کیا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک بڑی شان کیساتھ میرے مکان کی طرف چلے آتے ہیں جیسا کہ ایک عظیم الشان بادشاہ آتا ہے تو میں اُسوقت آپکی طرف پیشوائی کے لئے دوڑا جب قریب پہنچا تو مینے سوچا کہ کچھ نذر پیش کرنی چاہیے - یہ کہکر جیب میں ہاتھ ڈالا جسمیں صرف ایک روپیہ تھا اور جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی کھوٹا ہے - یہ دیکھکر میں چشم پُرآب ہوگیا اور پھر آنکھ کھل گئی " اور پھر آپ ہی تعبیر فرمانے لگے

میں رکھا گیا تھا - ۱۶ سے ۲۲ تاریخ تک شاید پیر کے دن ۱۹ تاریخ ۴ - ۵ بجے شام کے قریب
ہماری کوٹھی پر آیا خواہ مخواہ آیا بلایا نہ تھا اور ادھر ادھر جھانکتا تھا - مینے برآمدہ میں اسکو
ڈانٹا کہ کیوں بلا بلائے چلا آیا ہے جا چلا جا - اسوقت اُسکے ہاتھ میں کوئی چھڑی وغیرہ نہ تھا
ہمارے ڈاکٹر شفاخانہ نے ہمسے کہا تھا کہ عبدالحمید کو سوزاک ہے ڈاکٹر نے اسکا علاج کیا تھا
بیاس میں بھی ہمارے طالب علم ہیں اسلیئے ہمنے مناسب سمجھا کہ وہاں اسکو بھیجدیا جاوے
سانوں مہتر بیاس سے آیا ہوا تھا اُسکے ہمراہ ہی تھا اور ہدایت کی تھی کہ عبدالحمید کو پریمداس کے
حوالہ کر دو اور یہ خط دیدو - پریمداس کو ہدایت کی تھی کہ دین عیسوی کی تعلیم دو اور اس سے
کام لو نازک اندام نہیں ہے - جب وہ امرتسر میں رہا تھا اسکی ظاہر اشکل شباہت سے وہ قاتل
معلوم ہوتا تھا - اب ویسی اسکی شکل شباہت نہیں رہی جب سے اُسنے اقبال کرا ہے اسکی
رگ ہا ہیں ایک قسم کی حرکت معلوم ہوتی تھی اور آشوب والی آنکھیں تھیں جو بعد اقبال
نہیں رہی - مولوی عبدالرحیم نے بھی یہ تغیر اس میں معلوم کیا تھا جب تک وہ ہسپتال میں رہا
اور اسکی حالت حسب مذکورہ بالا ہم دیکھتے تھے جیسے ہمارا وہ شک جڑ پکڑ گیا اور پختہ ہوا جب
بیاس بھیجا تھا کسیکو نہیں کہا تھا کہ اپنا بھید نہ دینا اور اسکا دھیان رکھنا امرتسر میں سبکو

حاشیہ

کہ دنیا داری کے ساتھ خدا اور رسول کی محبت ایک کھوٹے روپیہ کی طرح ہے - اور
فرمایا کرتے تھے کہ میری طرح میرے والد صاحب کا بھی آخر حصہ زندگی کا مصیبت اور غم
اور حزن میں ہی گذرا اور جہاں ہاتھ ڈالا آخر ناکامی تھی اور اپنے والد صاحب یعنے میرے
پردادا صاحب کا ایک شعر بھی سُنایا کرتے تھے جس کا ایک مصرع راقم کو بھول گیا ہے
اور دوسرا یہ ہے کہ ع "جب تدبیر کرتا ہوں تو پھر تقدیر ہنستی ہے" - اور یہ غم اور درد
اُن کا پیرانہ سالی میں بہت بڑھ گیا تھا - اسی خیال سے قریباً چھ ماہ پہلے حضرت والد
صاحب نے اس قصبہ کے وسط میں ایک مسجد تعمیر کی کہ جو اسجگہ کی جامع مسجد ہے
اور وصیت کی کہ مسجد کے ایک گوشہ میں میری قبر ہو تا خدائے عزوجل کا نام میرے کان
میں پڑتا رہے کیا عجب کہ یہی ذریعہ مغفرت ہو - چنانچہ جس دن مسجد کی عمارت بہمہ وجوہ

کہا تھا کہ اس کا حال دریافت کرو کہ کون ہے اور اسکے حالات کیا ہیں۔ یہ اپنے حالات مختلف قسم کے بتلاتا تھا۔ خاصکر عبد الرحیم نے ہمسے کہا تھا کہ پتہ نہیں لگتا کہ کون ہے۔ ۲۴ر جولائی ۹۷ء؁ سے ۳۱ر جولائی ۹۷ء؁ تک عبد الحمید بیاس میں رکھا گیا تھا۔ دو تین دفعہ غالبًا ہم بیاس گئے مگر خلوت میں اسکو نہیں دیکھا تھا عام طور پر دیکھتے رہے تھے اُسنے کبھی کوئی کوشش مجھپر حملہ کرنے کی نہیں کی تھی ۳۱ر جولائی ۹۷ء؁ کو اُسنے اقبال کیا تھا۔ میں خاص اس کام کیواسطے وہاں اس روز گیا تھا اور اسکو کہا کہ سچ سچ بتلا۔ اُسنے اپنے آپکو دو چار دفعہ رلیا رام بھی بتلایا بعد میں اقبال کیا۔ بغیر کسی دباؤ اُسنے اقبال کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر مجھے کوئی خطرہ نہ ہووے تو بتلاتا ہوں اور پھر میرے وعدہ پر کہ تمھارا نقصان نہ ہوگا اقبال کیا تھا۔ پانچ آدمی موجود تھے پریمداس۔ وارث دین۔ عبد الرحیم۔ دیال چند اور ایک اور آدمی نام یاد نہیں۔ وارث دین میرے ماتحت نہیں ہے وہ عیسائی نہیں* ہے۔ بیاس میں ہماری کوٹھی کے کھانے والے کمرہ میں یہ گفتگو عبد الحمید سے ہوئی تھی اور اسیوقت اسکی قلم سے اقبال لکھوایا تھا۔ اس کی قلم کا لکھا ہوا بھی کاغذ ہمنے دیا تھا اول ایک اور کاغذ بطور مسودہ لکھا تھا۔ پھر اس کاغذ حرف II پر نقل کیا تھا۔ جہانتک مجھے علم ہے ہمنے یا ہمارے متعلقین نے کوئی لفظ یا حرف

حاشیہ

مکمل ہو گئی اور شاید فرش کی چند اینٹیں باقی تھیں کہ حضرت والد صاحب صرف چند روز بیمار رہکر مرض پیچش سے فوت ہو گئے اور اس مسجد کے اسی گوشہ میں جہاں انھوں نے کھڑے ہو کر نشان کیا تھا دفن کئے گئے۔ اللھم ارحمہ وادخلہ الجنۃ آمین۔ قریبًا اسی ۸۰ یا پچاسی ۸۵ برس کے عمر پائی۔

انکی یہ حسرت کی باتیں کہ مینے کیوں دنیا کے لئے وقت عزیز کھویا ابتک میرے دلپر دردناک اثر ڈال رہی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو دنیا کا طالب ہوگا آخر اس حسرت کو ساتھ لیجائیگا۔ جسنے سمجھنا ہو سمجھے۔ میری عمر قریبًا چونتیس یا پینتیس برس کے ہوگی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا مجھے ایک خواب میں بتلایا گیا تھا کہ اب انکے انتقال کا وقت قریب ہے۔ میں اسوقت لاہور میں تھا جب مجھے یہ خواب آیا تھا

* یہ بات غلط ہے بلکہ وارث دین عیسائی ہے۔

اسکو نہیں بتلایا تھا - ۲۸ اور ۲۹ جون کی شام کے درمیان کا یہ واقعہ ہے ۵ بجے کے بعد ٦ بجے سے پہلے لکھا گیا تھا - تین کس دیگر بھی ایک پوسٹ ماسٹر - پوسٹ ماسٹر دتار بابو بلائے گئے تھے اور انکو کہا گیا تھا کہ اس نوجوان سے پوچھ لو اور انھوں نے دریافت کیا تھا اور اُسنے کہا تھا کہ میں اپنی خوشی سے لکھتا ہوں اور یہ امر سچ ہے - یہ تینوں گواہ ہندو ہیں - ہمکو معلوم نہیں کہ آریہ ہیں یا نہ - چونی لال کو ہم پیش کرینگے - ہماری کوٹھی پر تینوں شخص بلائے ہوئے آئے تھے اُنکے آنے سے پہلے اقبال لکھا ہوا تھا اسی روز رات کی گاڑی میں ہم اسکو اپنے ساتھ لائے اور سلطان ونڈ کے شفاخانہ میں یعنے احاطہ مشن میں رانکو رکھا پہرہ بھی اسپر لگایا تھا کہ مبادا بھاگ نہ جائے اس اقبال کو جب لکھا گیا ہمنے سب سچ سمجھا گویا نہایت ہی سچ سمجھا تھا یہ بالکل ہی ناممکن ہے کہ کسی اور نے اسکو ہمارے پاس بھیجا ہو سوائے مرزا صاحب کے اور نہ یہ ہمنے سمجھا کہ کسی کی ترغیب سے وہ اقبال کر رہا ہے - میری رائے پہلے یہ تھی کہ مولوی نورالدین کا کوئی تعلق اس سے نہیں ہے - جب عبد الحمید نے مجھسے بیان کیا تھا - جب خط مولوی نورالدین کے نام اُس نوجوان نے بھیجا کچھ ہمارا شک ہوا کہ انکا بھی تعلق ہے گو نورالدین کے تعلق کی بابت اب بھی ہمکو شک ہے - لیکن جو بیان مرزا صاحب کی نسبت عبد الحمید نے کیا ہے اسکی بابت ہمکو اب بھی کوئی شک نہیں ہے مطلق نہیں ہے

بقیہ حاشیہ

تب میں جلدی سے قادیاں میں پہنچا اور انکو مرض زحیر میں مبتلا پایا - لیکن یہ امید ہرگز نہ تھی کہ وہ دوسرے دن میرے آنے سے فوت ہو جائینگے کیونکہ مرض کی شدت کم ہو گئی تھی اور وہ بڑے استقلال سے بیٹھے رہتے تھے دوسرے دن شدت دوپہر کے وقت ہم سب عزیز انکی خدمت میں حاضر تھے کہ مرزا صاحب نے مہربانی سے مجھے فرمایا کہ اسوقت تم ذرہ آرام کر لو کیونکہ جون کا مہینہ تھا اور گرمی سخت پڑتی تھی - میں آرام کے لئے ایک چوبارہ میں چلا گیا اور ایک نوکر پیر دبانے لگا کہ اتنے میں تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھے الہام ہوا وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِق یعنے قسم ہے آسمان کی جو قضا و قدر کا مبدء ہے اور قسم ہے اُس حادثہ کی جو آج آفتاب کے

جو بیان پہلے لکھنے سے یعنے اقبال سے عبدالحمید نے کیا تھا اسکو ہمنے جھوٹ سمجھا تھا یعنے جو بابت ہندو ہونے وغیرہ کے بیان کیا تھا وہ جھوٹا سمجھا تھا باقی بیانات کی بابت نہ ہمنے اعتبار کیا تھا اور نہ بے اعتباری تھی۔ ہندو سے مسلمان ہونے کا جو اُس نے بیان کیا تھا یہ بھی جھوٹ سمجھا ہمنے یقین کیا تھا کہ وہ قادیان سے آیا ہے۔ ہمنے یقین کیا تھا کہ وہ قلی کا کام کرتا رہا ہے اور ہمنے یقین کیا تھا کہ ایک شخص سنا تھا کہ قادیان میں ہے اور ہمنے زیادہ یقین اس امر کا کیا تھا کہ اسکے حالات کی تحقیقات مناسب ہے باقی جملہ حالات کو یا تو شکی تصوّر کیا تھا یا یقین کیا تھا قادیان سے دریافت کرنے سے مراد پختہ حالات معلوم کرنے کی تھی مرزا صاحب کے برخلاف مقدمہ کرنیکے واسطے نہ تھی ۳۱ جولائی ۹۷ء تک ہمارا کوئی ارادہ مقدمہ مرزا صاحب سے کرنے کا نہ تھا دریافت اسواسطے نہ کی تھی کہ مرزا صاحب پر مقدمہ بنایا جاویگا ۳۱ جولائی ۹۷ء سے پہلے ۳۰ جولائی ۹۷ء کو ہمیں معلوم ہو گیا تھا اور یقین ہوا تھا کہ عبدالحمید بدمعاش زانی اور لچا وغیرہ ہے ۲۵ جولائی ۹۷ء کو مرزا صاحب سے عبدالحمید کی بابت حالات کی خبر ہمکو ملی تھی ۳۰ جولائی ۹۷ء کو حالات جہلم سے معلوم ہوئے تھے مرزا صاحب کا بیان بغیر زیادہ دریافت کے ہمنے باور نہیں کیا تھا ہمکو تحقیقات سے معلوم

غروب کے بعد نازل ہوگا اور مجھے سمجھایا گیا کہ یہ الہام بطور عزاپُرسی خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے اور حادثہ یہ ہے کہ آج ہی تمہارا والد آفتاب کے غروب کے بعد فوت ہو جائے گا"۔ سبحان اللہ کیا شان خداوند عظیم ہے کہ ایک شخص جو اپنی عمر ضایع ہونے پر حسرت کرتا ہوا فوت ہوا ہے اسکی وفات کو عزاپُرسی کے طور پر بیان فرماتا ہے۔ اس بات سے اکثر لوگ تعجب کرینگے کہ خدا تعالےٰ کی عزاپُرسی کیا معنے رکھتی ہے۔ مگر یاد رہے کہ حضرت عزت جل شانہ جب کسی کو نظر رحمت سے دیکھتا ہے تو ایک دوست کی طرح ایسے معاملات اس سے کرتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کا ہنسنا بھی جو حدیثوں میں آیا ہے اُن ہی معنوں کے لحاظ سے ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب مجھے حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کی

ہوا تھا کہ عبدالحمید کبھی عیسائی نہیں ہوا تھا۔ قریب تین ماہ سے زیادہ وہ گجرات میں عیسائیوں کے
پاس رہا تھا۔ فروری مارچ اور کچھ حصہ ماہ اپریل کا شاید تھا سوائے گجرات کے اور کہیں ہمنے خود
ذاتی تحقیقات نہیں کی ہاتی شخص جنہوں نے تحقیقات کی تھی سب زندہ ہیں۔ عبدالحمید ایک جوان
طاقت ور ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہمسے طاقتور ہے یا نہ۔ جب میں اسکو امرتسر لایا تھا صاحب
مجسٹریٹ ضلع نے میرا اور اُس کا بیان لکھا اور اقبال کی تصدیق کی اور عبد... کی ضمانت کا وارنٹ
جاری کیا ہے ہمنے کوئی نیا استغاثہ ضلع گورداسپور میں نہیں کیا۔ روبروئے صاحب مجسٹریٹ ضلع کے
قبل از مثل بنام ملزم کے جو چٹھی مولوی نورالدین کے نام عبدالحمید نے لکھی تھی ہمنے نہیں دیکھی۔
یوسف خاں سے سُنا تھا کہ برہان الدین غازی ہے۔ یوسف برہان الدین کا پرانا دوست ہے
برہان الدین کو ہمنے کبھی نہیں دیکھا جو کچھ اسکی بابت ہمنے بیان کیا ہے یوسف خان کی زبانی ہو اور
اس سے سنا ہوا ہے ہمکو ذاتی علم نہیں ہے۔ عبدالحمید کی جائداد نقدی وغیرہ کی بابت بھی سنی سنائی
بات ہے پادری دیدار سنگھ صاحب سے سُنا تھا ہم لکھڑوں سے واقف ہیں ہمکو معلوم نہیں ہے
کہ وہ نمک حلال گورنمنٹ کے ہیں یا نہ۔ ۳۱ جولائی ۱۸۹۷ء سے جو میری نسبت پیشگوئی مرزا صاحب
نے کی تھی وہ حرف A جنگ مقدس میں صفحہ ۱۶۲ پر درج ہے اور فریق کے لفظ میں ہم اپنے آپکو

حاشیہ

نسبت اللہ جل شانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہوا جو میں نے ابھی ذکر کیا ہے تو بشریت کی وجہ سے مجھے
خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں پھر نہ معلوم کیا کیا
ابتلا ہمیں پیش آئے گا تب اسیوقت یہ دوسرا الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
یعنے کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے اور اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان
بخشا اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں دھنس گیا۔ پس مجھے اُس خدائے عزوجل کی
قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسنے اپنے اس مبشرانہ الہام کو ایسے طور سے
مجھے سچا کر کے دکھلایا کہ میرے خیال اور گمان میں بھی نہ تھا میرا وہ ایسا متکفل ہوا کہ کبھی
کسی کا باپ ہرگز ایسا متکفل نہیں ہوگا۔ میرے پر اُسکے وہ متواتر احسان ہوئے کہ بالکل محال ہو
کہ میں انکا شمار کرسکوں۔ اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہوگئے

شامل سمجھتے ہیں اور دوم انجام آتھم کے صفحہ ۴۴ حرف ۴۳ ہماری نسبت پیشگوئی موت کی کی ہے پہلی پیشین گوئیمیں پندرہ ماہ کی میعاد تھی جو گذر چکی ہے اور دوسری پیشگوئیکی تاریخ ۱۴ اگست ۹۶ء تک ہی۔ لیکن ایک اور اشتہار میں اس تاریخ کو وسعت دیگئی ہے حرف F ہماری نسبت خاص طور پر پیشگوئی ہے اور ہمارا نام موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے اشتہار حرف O میں عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنے کے قریب قریب ہی میری زندگی سے مراد ہے گواہ نے ازخود بیان کیا

دستخط

اشتہار حرف D ستمبر ۹۴ء کے بہت عرصہ بعد قبل از مرگ مسٹر عبد اللہ آتھم ہمنے جاری کیا تھا۔ جب عبد اللہ آتھم نہ مرا مرزا صاحب کے برخلاف جہان اٹھ کھڑا ہوا کہ وہ جھوٹا ہے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ عبد اللہ آتھم اسلئے نہیں مرا کہ وہ اندر سے مسلمان ہو گیا تھا جو خوف کا نتیجہ تھا تب مرزا صاحب نے اشتہار جاری کئے کہ اگر وہ خوف زدہ نہیں ہوا اور رجوع بحق نہیں ہوا تھا تو مباہلہ کرے اور قسم اٹھاوے عبد اللہ آتھم نے قسم اٹھانے سے انکار کیا کہ مسیحی مذہب میں قسم کھانا منع ہے۔ ✤ تب ہمنے اس اشتہار حرف G کو جاری کیا تھا کہ مرزا خوک کا گوشت کھا کر ثابت کرے کہ وہ مسلمان ہے کیونکہ اور مسلمان اسکو مسلمان نہیں مانتے تب عبد اللہ آتھم کو یہ کہنا اس کے برابر ہوگا۔ وکیل کی جرح شروع ہوئی عبد المجید کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اور تین بھائی اسکے

حاشیہ

یہ ایک پہلا دن تھا جو مینے بذریعہ خدا کے الہام کے ایسا رحمت کا نشان دیکھا۔ جسکی نسبت میں خیال نہیں کر سکتا کہ میری زندگی میں کبھی منقطع ہو سکے میں نے اس الہام کو ان ہی دنوں میں ایک نگینہ میں کھدوا کر اسکی انگشتری بنائی جو بڑی حفاظت سے ابتک رکھی ہوئی ہے غرض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد بزرگوار کے گذری۔ ایک طرف انکا دنیا سے اٹھایا جانا تھا اور ایک طرف بڑے زور شور سے سلسلہ مکالمات الہیہ کا مجھ سے شروع ہوا۔ میں کچھ بیان نہیں کر سکتا کہ میرا کونسا عمل تھا جسکی وجہ سے یہ عنایت الہی شامل حال ہوئی صرف اپنے اندر یہ احساس کرتا ہوں کہ فطرتاً میرے دل کو خدا تعالے کی طرف وفاداری کے ساتھ ایک کشش ہے جو کسی چیز کے روکنے سے رک نہیں سکتی سو یہ اسی کی عنایت ہے۔ مینے کبھی ریاضات شاقہ بھی نہیں کیں اور نہ زمانہ حال کے

✤ ڈاکٹر کلارک نے معہ اپنے تمام عیسائی گواہوں کے اس مقدمہ میں انجیل اٹھا کر قسم کھائی اب اسی موہنہ سے آتھم کا ذکر کیا ہے کہ اُسنے کہا قسم کھانی ہمارے مذہب میں منع ہے یہ عجیب بات ہے دکھانے کے دانت اور کھانے کے اور۔ اور ڈاکٹر صاحب نے آپ سخت گوئی کی شکایت کی اور مسلمانوں کے آگے خنزیر کھانیکے تو پیش کرتے ہیں کیا ایک مسلمان کو کہنا کہ خنزیر کھا سخت لفظ نہیں ہوگا؟ منہ

ہیں ہمکو معلوم نہیں کہ عبدالحمید کب قادیاں میں آیا تھا۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ کب تک
وہاں رہا تھا۔ عبدالرحیم کے بیان پر ہم کہتے ہیں کہ وہ قادیاں سے آیا تھا ۳۱ جولائی سنہ ۹۳ کو
پر سید اس نے مجھسے کہا تھا کہ دو آدمی اسکی بابت ذکر کرتے تھے۔ اقبال سے پہلے اُ ہمسے
کہا تھا اُسنے کہا تھا کہ بیاس میں وہ دو آدمی دیکھے تھے ہمنے خود عبدالحمید سے دو آدمیوں کی
بابت پوچھا تھا جنکا پر سید اس نے ذکر کیا تھا عبدالحمید نے کہا کہ مجھے انکا کچھ علم نہیں ہے پچاس
یا پچیس ہزار کے انعام کا اشتہار حال میں دیا ہے کہ جو مرزا صاحب کی طرف سے جاری شدہ دیکھا تھا
مگر پیش نہیں کر سکتا یاد نہیں کب دیکھا تھا معلوم نہیں کس کی بابت وہ اشتہار تھا ان اشتہارات
سے ہمنے یہ رائے قائم کی تھی کہ وہ اشتہارات کا روپیہ ادا کر سکتے ہیں مگر ادا نہیں کرینگے میں کبھی
قادیاں نہیں گیا اور نہ ذاتی علم انکی دانشمندی کا ہے میر محمد سعید بذریعہ ناطہ مرزا صاحب کا رشتہ دار
ہے مجھے زیادہ تشریح معلوم نہیں یوسف خاں کے عیسائی ہونیکے بعد میر محمد سعید عیسائی ہوا تھا
سنہ ۹۳ کے مباحثہ سے ہمارے دشمنی مرزا صاحب کی طرف سے ہوئی ہمکو ذرہ بھر بھی دشمنی
اُن سے نہیں ہے سنہ ۹۴ میں جب محمد سعید عیسائی ہو نے آیا ہمکو کوئی اشتباہ اسکی نسبت
نہیں ہوا کہ وہ ہمکو مار یگا یوسف خان بھی سنہ ۹۴ میں عیسائی ہوا تھا اسکی نسبت مجھے تو

بقیہ حاشیہ

بعض صوفیوں کی طرح مجاہدات شدیدہ میں اپنے نفس کو ڈالا اور نہ گوشہ گزینی کے
التزام سے کوئی چلہ کشی کی اور نہ خلاف سنت کوئی ایسا عمل رہبانیت کیا جس پر خدا تعالےٰ
کے کلام کو اعتراض ہو۔ بلکہ میں ہمیشہ ایسے فقیروں اور بدعت شعار لوگوں سے بیزار
رہا جو انواع اقسام کے بدعات میں مبتلا ہیں۔ ہاں حضرت والد صاحب کے زمانہ میں
ہی جبکہ انکا زمانہ وفات بہت نزدیک تھا ایکمرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر
پاک صورت مجھکو خواب میں دکھائی دیا اور اُسنے یہ ذکر کر کے کہ کسیقدر روزے انوار
سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سُنّت خاندان نبوت ہے" اس بات کی طرف اشارہ
کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجالاؤں سو مینے کچھ مدت تک التزام صوم کو
مناسب سمجھا مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس امر کو مخفی طور پر بجالانا بہتر ہے پس مینے

کوئی شک نہیں ہوا تھا۔ لیکن اور عیسائیوں بلکہ محمدیوں کو بھی شک ہوا تھا کہ آتھم کی پیشگوئی
پوری کرنے آیا ہے۔ ہمسے عیسائیوں نے کہا تھا کہ تم اچھا نہیں کرتے کہ اسکو آتھم صاحب
کے پاس جانے دیتے ہو۔ ہمنے مطلق خیال نہیں کیا تھا کہ وہ آتھم کو مار ڈالے گا کیونکہ اسکو
میں جانتا تھا کہ راست آدمی ہے سوائے کتاب مولوی محمد حسین کے ہم خود مرزا صاحب کے
اشتہارات سے قیاس کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو علم لیکھرام کے قتل کا خوب تھا میں

یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشست گاہ میں اپنا کھانا منگواتا اور پھر وہ کھانا پوشیدہ
طور پر بعض یتیم بچوں کو جنکو پہلے سے تجویز کر کے وقت پر حاضری کے لئے تاکید
کر دی تھی دیدیتا اور اسطرح تمام دن روزہ میں گذارتا اور بجز خدا تعالےٰ کے ان روزوں
کی کسیکو خبر نہ تھی۔ پھر دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو
ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں بہتر ہے کہ
کسیقدر کھانے کو کم کروں سو میں اس روز سے کھانیکو کم کرتا گیا یہانتک کہ میں
تمام رات دن میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا اور اسی طرح میں کھانیکو کم
کرتا گیا۔ یہانتک کہ شاید صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔
غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا اور باوجود اسقدر قلت غذا کے کہ دو تین
ماہ کا بچہ بھی اسپر صبر نہیں کر سکتا خدا تعالےٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے
محفوظ رکھا۔ اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے
وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں
کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلےٰ طبقہ کے اولیا اس امت میں گذر چکے ہیں اُن سے
ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو معہ حسنین و علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔
اور یہ خواب نہ تھی بلکہ ایک بیداری کی قسم تھی غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں
ہوئیں جنکا ذکر کرنا موجب تطویل ہے اور علاوہ اسکے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ

مولوی محمد حسین کو جانتا ہوں ۹۳ء سنہ میں جب عبد الحق کا مرزا صاحب سے مباہلہ ہوا تھا ایک یا دو دفعہ ہمسے ملے تھے یاد نہیں پہلے کب ملا تھا چھ ماہ گزشتہ سے مینے اسکو نہیں دیکھا سب سے آخری دفعہ ۹۵ء سنہ میں اُسکو دیکھا تھا مولوی محمد حسین و محمد علی آپ جسے چھ ماہ گزشتہ کے اندر ہمنے نہیں دیکھا اور نہ ہمنے انکو ۱۰ اگست ۹۷ء سنہ یا ۹ اگست ۹۷ء سنہ کو بمقام بٹالہ دیکھا ہے ہرگز بٹالہ میں نہیں دیکھا میں جانتا ہوں کہ مولوی محمد حسین اور مرزا صاحب کی سخت دشمنی ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آریہ لوگ بھی مرزا صاحب کے مخالف ہیں کسی خاص

ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جنکا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جنمیں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے انکو دل سے ایسا تعلق تھا کہ انکو دیکھکر دلکو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ انکو دیکھکر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورتیں ظاہر کیگئی تھیں یعنے وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہوگئی یہ روحانی امور ہیں کہ دُنیا انکو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جنکو ان امور سے خبر ملتی ہے۔

غرض اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع اقسام کے مکاشفات تھے۔ ایک اور فائدہ مجھے یہ حاصل ہوا کہ مینے ان مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو ایسا پایا کہ میں وقت ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے زیادہ صبر کرسکتا ہوں۔ مینے کئی دفعہ خیال کیا کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فربہی کے پہلوان بھی ہو میرے ساتھ فاقہ کشی کے لئے مجبور کیا جائے تو قبل اسکے کہ مجھے کھانے کے لئے کچھ اضطرار ہو وہ فوت ہو جائے۔ اس سے مجھے یہ بھی ثبوت ملا کہ انسان کسی حد تک فاقہ کشی میں ترقی کرسکتا ہے اور جب تک کسی کا جسم ایسا سختی کش نہ ہو جائے میرا یقین ہے کہ ایسا تنعم پسند

آریہ کا نام امرتسر میں یا اور جگہ ہمیں معلوم نہیں جسنے مجھے کہا ہو کہ مرزا صاحب نے لیکھرام کو
قتل کیا یا کرایا ہے لالہ رام بھج دت جو ہمارے طرف سے وکیل ہے اور موجود عدالت ہے آریہ ہے
کوئی فیس ہمنے انکو نہیں دی۔ اشتہار حرف m n o p ہمنے لالہ رام بھج سے لئے
ہیں۔ اب سے پہلے قبل از تقرری بطور پیروکار منجانب سرکار ہے ہم بھی آپکو گواہ سمجھتے تھے
یہ بھی ہمکو معلوم ہے کہ مسلمان بھی عموماً مرزا صاحب کے برخلاف ہیں۔ (اول گواہ نے
جواب ندیا پھر اپنے وکیل سے یہ صلاح لیکر جواب دوں یا نہ دوں کہا کہ مرزا صاحب کی نسبت
میری ذاتی رائے یہ ہے کہ وہ ایک خراب فتنہ انگیز اور خطرناک آدمی ہے اچھا نہیں ہے مرزا صاحب
کی اپنی تصنیفات سے ہمنے رائے مذکور قائم کی ہے۔ عیسوی مذہب کے برخلاف بھی مرزا صاحب نے

حاشیہ

روحانی منازل کے لائق نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا
کرے اور نہ مینے اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ مینے کئی جاہل درویش ایسے بھی دیکھے ہیں
جنھوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں اور آخر یبوست دماغ سے وہ مجنون ہو گئے اور
بقیہ عمر انکی دیوانہ پن میں گذری یا دوسرے امراض سل اور دق وغیرہ میں مبتلا ہو گئے انسانوں
کے دماغی قویٰ ایک طرح کے نہیں ہیں۔ پس ایسے اشخاص جنکے فطرتاً قویٰ ضعیف ہیں
انکو کسی قسم کا جسمانی مجاہدہ موافق نہیں پڑ سکتا اور جلد تر کسی خطرناک بیماری میں پڑ جاتے
ہیں۔ سو بہتر ہے کہ انسان اپنی نفس کی تجویز سے اپنے تئیں مجاہدہ شدیدہ میں نہ ڈالے
اور دین العجائز اختیار رکھے۔ ہاں اگر خدا تعالے کی طرف سے کوئی الہام ہو اور شریعت غراء
اسلام سے منافی نہ ہو تو اسکو بجا لانا ضروری ہے لیکن آجکل کے اکثر نادان فقیر جو
مجاہدات سکھلاتے ہیں اُنکا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ پس انسے پرہیز کرنا چاہیے۔
یاد رہے کہ مینے کشف صریح کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ سے اطلاع پاکر
جسمانی سختی کشی کا حصہ آٹھ یا نو ماہ تک لیا اور بھوک اور پیاس کا مزہ چکھا اور پھر
اس طریق کو علی الدوام بجا لانا چھوڑ دیا اور کبھی کبھی اسکو اختیار بھی کیا۔ یہ تو سب کچھ
ہوا لیکن روحانی سختی کشی کا حصہ ہنوز باقی تھا۔ سو وہ حصہ ان دنوں میں مجھے

بہت کچھ لکھا ہے جس سے ہم ناخوش ہیں۔ مرزا صاحب کے مرید امرتسر میں بھی ہیں۔ معلوم نہیں کہ کسقدر ہیں۔ میں قطب الدین۔ یعقوب اخبار نویس اور ایک اور شخص مریدان سے واقف ہوں۔ یہ معلوم نہیں کہ عبد اللہ آتھم نے سانپ فیروزپور والے کو بچشم خود دیکھا تھا یا نہ۔ یعنے دو دفعہ بندوق عبد اللہ آتھم پر چلتے نہیں دیکھی رائے میّا داس اکسٹرا اسسٹنٹ نے ہم سے ذکر کیا تھا۔ مکان میں آدمیوں کے داخل ہونے کی بابت بھی رائے میّا داس نے کہا تھا۔ ان حملوں کی بابت پولیس میں معلوم نہیں کہ کوئی رپٹ دی گئی تھی یا نہ یا کوئی استغاثہ کیا گیا تھا۔

اپنی قوم کے مولویوں کی بدزبانی اور بدگوئی اور تکفیر اور توہین اور ایسا ہی دوسرے جہلاء کے دُشنام اور دل آزاری سے ملگیا۔ اور جسقدر یہ حصہ بھی مجھے ملا میری رائے ہے کہ تیرہ سو برس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کم کسی کو ملا ہوگا۔ میرے لئے تکفیر کے فتوے طیار ہو کر مجھے تمام مشرکوں اور عیسائیوں اور دہریوں سے بدتر ٹھہرایا گیا اور قوم کے سفہاء نے اپنے اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے مجھے وہ گالیاں دیں کہ ابتک مجھے کسی دوسرے کے سوانح میں انکی نظیر نہیں ملی۔ سو میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ دونوں قسم کی سختی سے میرا امتحان کیا گیا۔

اور پھر جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالے نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ **تو اس صدی کا مجدّد ہے** اور اللہ تعالے کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ الرحمٰن عَلَّمَ القراٰن لِتُنذِرَ قومًا مَّا اُنذِرَ آبَاءُ ھُمْ وَلِتَستبین سبیل المجرمین۔ قُل اِنّی اُمِرتُ وَانَا اوّل المؤمنین۔ یعنے خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اور اسکے صحیح معنے تیرے پر کھولدیئے یہ اسلئے ہوا کہ تا تو ان لوگوں کو بد انجام سے ڈراوے کہ جو باعث پشت در پشت کی غفلت اور نہ متنبہ کئے جانے کے غلطیوں میں پڑ گئے اور تا ان مجرموں کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہونچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے انکو کہدے کہ میں مامور من اللہ اور اوّل المؤمنین ہوں۔

اگر کوئی استغاثہ ہوتا تو ضروری نہ تھا کہ ہمکو اطلاع ہوتی۔ عبدالرحیم حکمت کا کام کرتا ہے۔
اور پر سید اس ہمارا واعظ ہے۔ عبدالرحیم آٹھ نو ماہ سے ہمارے ماتحت ہے اور پر سید اس
مدعے للوعہ سال سے۔ سوال۔ کسنے آپکو مخفی طور پر اطلاع دی تھی کہ مرزا صاحب سے خبردار
رہو۔ جواب۔ ہم اس سوال کا جواب دینے کے قابل نہیں ہیں۔ سوال۔ کسی ہندو آریہ یا
مسلمان یا عیسائی یا سرکاری افسر نے آپکو خبردار کیا؟ جواب اس سوال کا جواب بھی دینے سے

حاشیہ

اور یہ الہام براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے جو اُن ہی دنوں میں جسکو آج اٹھارہ سال کا عرصہ ہوا ہے مینے تالیف کرکے شایع کی تھی۔ اس کتاب کے الہامات پر نظر غور ڈالنے سے ہر ایک کو معلوم ہوجائے گا کہ خدا نے کیوں اور کس غرض سے مجھے اس خدمت پر مامور کیا۔ اور کیا حالت موجودہ زمانہ کی اور صدی کا سر اس بات کو چاہتا تھا یا نہیں کہ کوئی شخص ایسے غربت اسلام کے زمانہ اور کثرت بدعات اور سخت بارش بیرونی حملوں کے دنوں میں خدا تعالے کی طرف سے تائید اور تجدید دین کے لئے آوے۔

اور اسجگہ یہ بات بھی ذکر کرنیکے لائق ہے کہ براہین احمدیہ کے زمانہ تک اس ملک کے اکثر علما میرے دعوی مجدد ہونے کی تصدیق کرتے تھے اور کم سے کم یہ کہ نہایت حسن ظن سے میرے الہامات پر بڑے بڑے سخت متعصبونکو بھی کوئی جرح نہ تھی۔ اور اکثر انہیں سے بڑی خوشی سے کہتے تھے کہ خدا نے اسلام کے لئے چودھویں صدی کو مبارک کیا کہ اپنی طرف سے ایک مجدد بھیجا اور بعض نے انہیں سے نہایت اخلاص سے براہین احمدیہ کا ریویو بھی لکھا اور اسمیں اسقدر میری تعریف کی کہ جسقدر ایک انسان کسی کامل درجہ کے راستباز اور پاک باطن اور خدارسیدہ اور ہمدرد اسلام کی تعریف کرسکتا ہے۔ حالانکہ اُس مولوی صاحب کو یہ بھی معلوم تھا کہ براہین احمدیہ میں وہ الہام بھی ہیں جن میں خدا تعالے میرا نام عیسےٰ اور مسیح موعود رکھا ہے۔ غرض اسوقت تک کہ تصریح کے ساتھ میری طرف سے

معذور ہوں - لیکھرام عیسوی مذہب کے خلاف تھا - اسکی تحریریں برخلاف عیسائی مذہب کے
ہمنے دیکھی ہیں شاید ایک دیکھی ہے وہ اچھا آدمی تھا گو اسکی اور میری رائے کا خلاف تھا -
لیکھرام عیسائی مذہب پر حملہ کیا کرتا تھا - جہانتک مجھکو علم ہے لیکھرام کی ذات کے برخلاف
کوئی عیسائی نہ تھا - سوال - آپکو معلوم ہے کہ بعض آریہ جس فریق کا لیکھرام نہ تھا اور
پرانے عقائد کے ہندو اور مسلمان لوگ لیکھرام کے برخلاف تھے - **جواب** - میں نہیں
بتلاسکتا - میں اخبار عام - سماچار - ٹریبیون - پایونیر اخبارات کو نہیں دیکھا کرتا - ستیارتھ
پرکاش کتاب ہمنے دیکھی ہے مگر پڑھی نہیں - ہمکو علم نہیں ہے کہ لیکھرام کے برخلاف دہلی

بقیہ حاشیہ

دعوی مسیح موعود ہونے کا نہیں ہوا تھا اور صرف مجدد چودھویں صدی ہونا عام
لوگوں میں مشہور تھا کوئی بڑی مخالفت علمار کی طرف سے نہیں ہوئی بلکہ اکثر ان میں
مصدق اور مطیع رہے - مگر اس دعوی **مسیحیت** کیوقت میں عجب طور کا شور علما میں
پھیلا - اور انمیں سے اکثر لوگوں نے انواع اقسام کی خیانت سے عوام کو دھوکہ دیا
اور بعض نے انمیں سے میری تکفیر کے بارہ میں استفتار طیار کیا اور بڑی کوشش کرکے
صدہا کم فہم اور موٹی عقل والے لوگوں کے اسپر دستخط کرائے - مگر جیسا کہ پہلے آثار نبویہ
میں لکھا گیا تھا کہ اُس آنے والے امام موعود کی تکفیر ہوگی اس پیشگوئی کو پورا کیا کیونکہ
اُن پاک نوشتوں کا پورا ہونا ضروری تھا - اور تعجب کہ مسیح موعود ہونیکے دعوی میں
کوئی ایسی نئی بات نہیں تھی کہ جو براہین احمدیہ میں اسوقت سے اٹھارہ برس پہلے
درج نہیں ہو چکی تھی - مگر پھر بھی نادان مولویوں نے اس دعوے پر بڑا شور برپا کیا -
آخر انکی فتنہ انگیزیوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ گھر گھر میں عداوت پڑ گئی مسلمانوں کا ایک گروہ
میرے ساتھ ہوگیا اور ایک گروہ کج فہم مولویوں کے پیچھے لگا اور ایک گروہ ایسا رہا
کہ نہ موافق اور نہ مخالف - اور اگرچہ ہمارا گروہ ابھی بکثرت دنیا میں نہیں پھیلا لیکن
پشاور سے لیکر بمبئی اور کلکتہ اور حیدر آباد دکن اور بعض دیار عرب تک ہمارے پیرو دنیا
میں پھیل گئے - پہلے یہ گروہ پنجاب میں بڑھتا پھولتا گیا اور اب میں دیکھتا ہوں کہ

بمبئی - ملتان - پشاور میں نالشات ہوئی تھیں یا نہ - عبد اللہ آتھم کی بابت پیشگوئی اُس کی درخواست پر نہیں کی گئی تھی - مرزا صاحب نے زبردستی یہ پیشگوئی کی تھی - عبد اللہ آتھم کی تحریر کو ہم پہچانتے ہیں - میں نہیں کہہ سکتا کہ اور لوگوں کے برخلاف درخواست یا بلا درخواست پیشگوئیاں مرزا صاحب نے کی تھیں - میں اپنے اصلی باپ کا نام نہیں جانتا - میں ہمیشہ سے عیسائی ہوں - ہمنے کبھی عبد الحمید سے نہیں کہا تھا کہ مرزا صاحب کا ایک مرید قادیان سے آیا ہے اس سے حال تمہارا دریافت کرتے ہیں (بسوال لالہ رام بھج وکیل استغاثہ) ہسپتال میں اور بھی متلاشی بھیجے جاتے ہیں - عبد الحمید اپنا حال جہلم کا پیشی سے پہلے مقبل ہو گیا تھا اور اُسنے اقبال لکھ دیا تھا - مولوی نور الدین مرزا صاحب کے ساتھ ملکر قتل کے مشورہ میں شامل ہے - میں لالہ رام بھج کو ۸½ بجے رات کے کل ملا تھا اور فقط مقدمہ کا حال پوچھتے رہے تھے - سنایا گیا درست تسلیم ہوا دستخط حاکم

ہندوستان کے اکثر حصوں میں ترقی کر رہا ہے - ہمارے گروہ میں عوام کم اور خواص زیادہ ہیں - اس گروہ میں بہت سے سرکار انگریزی کے ذیعزت عہدہ دار ہیں - جو ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور تحصیلدار وغیرہ معزز عہدوں والے آدمی ہیں ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے کئی رئیس اور جاگیردار اور اکثر تعلیم یافتہ ایف اے بی اے اور ایم اے اور بڑے بڑے تاجر اس جماعت میں داخل ہیں - غرض ایسے لوگ جو عقل اور علم اور عزت اور اقبال رکھتے تھے یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار انگریزی کی طرف سے مامور تھے یا رئیس اور جاگیردار اور تعلقہ دار اور نوابوں کی اولاد تھے اور یا ہندوستان کے قطبوں اور غوثوں کی نسل تھے جنکے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں - غرض اللہ تعالے کے فضل اور قدرت نے مولویوں کو اُنکے ارادوں سے نامراد رکھکر ہماری جماعت کو فوق العادت ترقی دی ہے اور دے رہا ہے - وہ لوگ جو درحقیقت پارسا طبع اور خدا ترس

نقل تتمہ بیان ڈاکٹر کلارک بصیغہ فوجداری اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

مرجوعہ	فیصلہ	نمبر بستہ	نمبر مقدمہ
۹ اگست ۹۷	متدایرہ	از محکمہ	۳/۲

مہر عدالت

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام میرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

تتمہ بیان ڈاکٹر کلارک باقرار صالح - ۱۳ اگست ۹۷ء

ہمارے والد کلارک صاحب نے ہمکو اطلاع دی تھی کہ خبردار رہو مرزا صاحب نقصان پہونچاوینگے۔
کل ہمنے جواب مصلحتاً نہیں دیا تھا - ڈاکٹر کلارک سنایا گیا درست ہے دستخط حاکم

بقیہ حاشیہ

اور نوع انسان سے ہمدردی کرنے والے اور دین کی ترقی کے لئے بدل و جان کوشش کرنیوالے اور خدا تعالیٰ کی عظمت کو دلمیں بٹھانیوالے اور عقلمند اور ذی فہم اور اولوالعزم اور خدا اور رسول سے سچی محبت رکھنے والے ہیں وہ اس جماعت میں بکثرت پائے جائیں گے۔ میں دیکھتا ہوں کہ خداوند کریم اس بات کا ارادہ کر رہا ہے کہ اس جماعت کو بڑھاوے اور برکت دے اور زمین کے کناروں تک سعادتمند انسانوں کو کھینچ کر اسمیں داخل کرے۔

اسجگہ اس بات کا لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ میرا یہ دعویٰ کہ میں مسیح موعود ہوں ایک ایسا دعویٰ ہے جسکے ظہور کی طرف مسلمانوں کے تمام فرقوں کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں اور احادیث نبویہ کی متواتر پیشگوئیوں کو پڑھکر ہر ایک شخص اس بات کا منتظر تھا کہ کب وہ بشارتیں ظہور میں آتی ہیں بہت سے اہل کشف نے خدا تعالےٰ سے الہام پاکر خبر دی تھی کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر ظہور کریگا - اور یہ پیشگوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے - مگر احادیث کے رو سے اسقدر تواتر تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عند العقل ممتنع ہے - اگر تواتر کچھ چیز ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مونہہ سے نکلیں کوئی ایسی

نقل بیان عدالت فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

مرجوعہ	فیصلہ	نمبر بستہ	نمبر مقدمہ
۹ اگست ۹۷ء	نمبر تجویز	از محکمہ	۲/۳

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری بنام مرزا غلام احمد قادیانی

بیان مرزا غلام احمد بلا حلف ۱۳ اگست ۹۷ء

ہمنے کبھی پیشگوئی نہیں کی کہ ڈاکٹر کلارک صاحب مرجاینگے۔ ہرگز ہمارا منشا کسی لفظ سے یہ نہ تھا کہ صاحب موصوف مرجاوینگے۔ عبداللہ آتھم کی بابت ہمنے شرطیہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر رجوع بحق نہ کریگا تو مرجاویگا۔ عبداللہ آتھم صاحب کی درخواست پر پیشگوئی صرف اُسکے واسطے کی تھی۔ کُل متعلقین مباحثہ کی بابت پیشگوئی نہ تھی۔ لیکھرام کی درخواست پر اُسکے واسطے بھی پیشگوئی کی گئی تھی۔ ہمنے کی تھی چنانچہ پوری ہوئی۔

سنایا گیا درست ہے۔ سب بیان درست درج ہوا ہے دستخط حاکم

پیشگوئی نہیں جو اس درجہ تواتر پر ہو۔ جیسا کہ اس پیشگوئی میں پایا جاتا ہے۔ جس شخص کو اسلامی تاریخ سے خبر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو تواتر کے رو سے اس پیشگوئی سے بڑھکر ہو۔ یہانتک کہ علما نے لکھا ہے کہ جو شخص اس پیشگوئی کا انکار کرے اُسکے کفر کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ متواترات سے انکار کرنا گویا اسلام کا انکار ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ باوجود اس تواتر کے ہمارے زمانہ فیج اعوج کے علمانے اس پیشگوئی کے صحیح صحیح معنے سمجھنے میں بڑا دھوکہ کھایا ہے اور بباعث سخت غلط فہمی کے اپنے عقیدہ میں قابل شرم تناقضات جمع کرلئے ہیں۔ یعنے ایکطرف تو قرآن شریف پر ایمان لاکر اور احادیث صحیحہ کو تسلیم کرکے انکو یہ ماننا پڑا کہ حضرت عیسےٰ درحقیقت فوت ہوگئے ہیں اور دوسری طرف یہ عقیدہ بھی انھوں نے رکھا کہ کسی زمانہ میں خود حضرت عیسےٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں نازل ہونگے اور وہ آسمانپر زندہ موجود ہیں فوت نہیں ہوئے۔ اور پھر ایکطرف آنحضرت

نقل بیان گواہ شمولہ مثل اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

مہر عدالت ،، دستخط حاکم مصدقہ عدالت

سرکار بذریعہ ہنری مارٹن کلارک ڈاکٹر مشنری امرتسر بنام مرزا غلام احمد سکنہ قادیاں

مستغیث مستغاث علیہ

جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

بیان گواہ استغاثہ باقرار صالح

عبدالحمید ولد سلطان محمود ساکن جہلم ذات گکھڑ عمر ہوش ۱۷ سال بیان کیا۔

میں اب متلاشی عیسائی ہوں پہلے محمدی تھا۔ میں عیسائی لوگوں کے پاس گجرات میں گیا تھا چار ماہ ہوئے ہیں۔ اسوقت مرزا صاحب سے میری واقفیت نہ تھی۔ مونگ سیول رلیف ورکس پر جانمحمد بابو کے تحت میٹ تھا۔ دو تین ماہ عیسائیوں کے پاس گجرات میں رہا تھا۔ وہاں محمدی لوگوں نے مجھے بدلا لیا تھا۔ اسلئے گجرات میں چلا آیا تھا۔ مرزا صاحب کے بہت مرید گجرات میں ہیں انھوں نے مجھے قادیاں میں بھیجا۔ جب میں وہاں گیا میرا چچا برہان الدین اسوقت قادیاں میں نہ تھا۔ مجھے صلاح دیگئی تھی کہ جو شکوک تمھارے ہیں قادیاں جاکر رفع کر لو۔ مجھے مولوی نورالدین اور مرزا صاحب نے سکھلایا تھا۔ قرآن کی تعلیم نہیں دی تھی۔ گجرات سے اگر صرف چار دن قادیاں میں ٹھہر رہا تھا۔ میں جہلم واپس چلا گیا تھا۔ اور چچا لقمان کے گھر میں جاکر رہا تھا۔ برہان الدین کے گھر نہیں گیا تھا۔ وہاں میرا چچا مولوی برہان الدین غازی ہے اور وہ مرزا صاحب کا مرید ہے

بقیہ حاشیہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا قرار دیا اور دوسری طرف یہ عقیدہ بھی رکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ایک نبی آنے والا ہے یعنے حضرت عیسٰے علیہ السلام جو کہ نبی ہیں۔ اور ایک طرف یہ عقیدہ رکھا کہ مسیح موعود دجّال کے وقت آئے گا اور دجّال کا تمام روئے زمین پر بجز حرمین شریفین تسلّط ہو جائے گا۔ اور دوسری طرف بموجب حدیث صحیح مرفوع متصل صحیح بخاری اس بات کو بھی انھیں ماننا پڑا کہ مسیح موعود صلیب کے غلبہ کے وقت آئیگا یعنے اُسوقت جبکہ عیسائی مذہب دنیا میں زور کے ساتھ پھیلا ہوا ہوگا اور عیسائی طاقت اور دولت سب طاقتوں اور دولتوں

دوسرا چچا میر لقمان ہے مگر وہ مرید مرزا صاحب کا نہیں ہے۔ میری ماں نے بعد میرے والد کے مرجانے کے لقمان سے نکاح کرلیا ہوا ہے اور اُس سے اولاد بھی ہے۔ میرے دونوں چچوں نے میری پرورش کی۔ دو تین دن جہلم رہکر پھر میں قادیاں میں چلا آیا۔ مرزا صاحب مجھسے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ ایک روز ایک علیحدہ مکان میں مجھے لیگئے اور کہا کہ جاؤ امرتسر میں اور ڈاکٹر کلارک صاحب کو پتھر مار کر مار دے۔ مینے کہا کہ میں کیوں یہ کام کروں۔ تو مرزا صاحب نے کہا کہ اگر دین محمدی پر ہوکر تم یہ قتل کروگے تو تم مقبول ہوجاؤ گے۔ پہلے مجھے پڑھایا کرتے تھے۔ پھر جب مجھے قتل کرنے کے واسطے مرزا صاحب نے کہا تو مجھے یہ کہا کہ اب تم چار پانچ روز مزدوری کرو تاکہ لوگ یہ کہیں کہ مزدوری کرتا آیا ہے اور پھر یہ کہا کہ جب تو جانے لگے تو ہمکو گالیاں نکالکر جاؤ۔ میں امرتسر چلا گیا اور ڈاکٹر صاحب مستغیث مقدمہ ہذا کے پاس گیا اور کہا کہ میں عیسائی ہونے آیا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے میری بڑی خاطر تواضع کی اور مجھے ہسپتال میں بھیجدیا۔ مجھے مرزا صاحب نے کہا تھا کہ پہلے اپنا نام رلارام بتلانا پھر عبدالمجید بتلانا کہ مسلمان ہوکر یہ نام حاصل کیا ہے۔ قریب ایکماہ میں ڈاکٹر صاحب کے پاس امرتسر میں رہا۔ پہلے پانچ چھ روز امرتسر رہا۔ پھر بیاس رہا۔ کاغذ حرف ۔۔۔ مشمولہ مثل میری قلم کا لکھا ہوا ہے جو بطور اقبال کے مینے ڈاکٹر صاحب کو لکھکر دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب اسوقت موجود تھے جب مینے لکھکر دیا تھا۔ بیاس سے ایک خط مینے مولوی نورالدین صاحب کو لکھا تھا کہ میں عیسائی ہو جاونگا یہ سچا دین ہے محمدی دین

بڑھی ہوئی ہوگی۔ اور پھر ایک طرف یہ عقیدہ رکھنا پڑا کہ مسیح اپنے وقت کا حاکم اور امام اور مہدی ہوگا۔ اور پھر دوسری طرف یہ عقیدہ رکھا کہ مسیح مہدی اور امام نہیں بلکہ مہدی کوئی اور ہوگا جو بنی فاطمہ میں سے ہوگا۔ غرض اس قسم کے بہت سے تناقضات جمع کرکے اس پیشگوئی کی صحت کی نسبت لوگونکو تذبذب اور شک میں ڈالدیا۔ کیونکہ جو امر تناقضات کا مجموعہ ہوگئی نہیں کہ وہ صحیح ہو۔ پھر اہل عقل لوگ کیونکر اسکو قبول کرسکیں اور کیونکر پر جو ہر عقل کو پیروں کے نیچے کچل کر اس ٹیڑھے طریق پر قدم ماریں۔ اسی وجہ سے حال کے ان نو تعلیم یافتہ لوگونکو جو نیچر اور قانون قدرت اور عقلی نظام کو

سچا نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا تھا کہ ایک مرید مرزا صاحب کا ہمارے پاس آیا ہی ہم
اُنسے پوچھتے ہیں کہ اسکو عیسائی بنائیں یا نہ۔ جب مولوی نورالدین صاحب کو خط لکھا ڈاکٹر
صاحب کو علم نہ تھا اور عیسائیونکو بتلایا تھا۔ کاغذ حرف ۲-C کے لکھنے سے پہلے خط مولوی
نورالدین صاحب کو لکھا تھا۔ بھگت رام اور ایک اور منشی جسکا نام یاد نہیں موجود تھے۔
جب مینے خط مولوی نورالدین صاحبکو لکھا تھا وہ دیکھ رہے تھے۔ قریب ایکماہ کے ہوا ہے
کہ میں قادیاں سے روانہ ہو کر امرتسر مرزا صاحب کے پاس سے ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تھا۔
مولوی نورالدین کی طرف خط بھیجنے سے یہ مطلب تھا کہ انکو معلوم ہو جائے کہ میں یہاں
میں ہوں۔ جب قادیاں سے امرتسر گیا تھا ۸؍ کرایہ دیا تھا اور قادیاں میں ٹوکری اٹھانے
کی اجرت میں ۲؍ مرزا صاحب نے مجھے دیئے تھے۔ مینے عبداللہ آتھم کی بابت سنا ہوا ہے
انکو دیکھا نہیں۔ اُنپر حملہ کئے جانے کی بابت مجھے کوئی علم نہیں ہے کہ کب حملے ہوئے اور
کیا کیا حملے ہوئے۔ اور کسنے حملے کئے۔ جب میں پہلے ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تو میرا
ارادہ مارنے کا تھا۔ بعد میں ارادہ بدل گیا۔ مجھے لقمان نے مرزا صاحب کے پاس نہیں بھیجا
تھا اور نہ ڈاکٹر صاحب کے پاس بھیجا ہے۔ ہمارے خاندان میں کوئی رنج مولوی برہان الدین
کے مرزا صاحب کا مرید ہو جانیسے نہیں ہے لقمان اسوقت جہلم میں ہے اور برہان الدین کا

بقیہ حاشیہ

واقعات کی صحت یا عدم صحت کیلئے ایک معیار قرار دیتے ہیں اس پیشگوئی سے
باوجود اعلیٰ درجہ کے تواتر کے جو اس میں ہے انکار کرنا پڑا اور درحقیقت اگر اس پیشگوئی
کے یہی معنے کئے جائیں کہ جو اسقدر تناقضات کو اپنے اندر رکھتے ہیں تو انسانی عقل
ان تناقضات کی تطبیق سے عاجز آکر آخر اس پریشانی سے رہائی اسی میں دیکھتی ہے
کہ اس پیشگوئی کی صحت سے بھی انکار کرے۔ **سو یہی سبب تھا** کہ نیچر اور
عقل کے دلدادہ باوجود پیشگوئی کی اسقدر تواتر کے اس عظیم الشان پیشگوئی سے
انکاری ہو گئے۔ لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے بھی انکار کرنے میں بڑی شتابکاری
سے کام لیا ہے کیونکہ اخبار متواترہ سے کوئی عقلمند انکار نہیں کرسکتا اور جو خبر تواتر

پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہے۔ (بسوال مستغیث کہا) کہ بھگت رام سے میری مراد بھگت پر بید اس سے ہے۔ جسکی موجودگی میں خط مولوی نور الدین کو لکھا تھا۔ مرزا صاحب نے مجھے کہا تھا کہ جب موقعہ لگے ڈاکٹر صاحب (مستغیث) کو مار دینا اور ہمارے پاس چلے آنا پھر تمھیں کوئی نہ مار یگا۔ امرتسر جاکر ملاقات ڈاکٹر صاحب سے کرنے پر میرا ارادہ بدل گیا تھا۔ امرتسر جانیسے پہلے کبھی ڈاکٹر صاحب کو آگے نہیں دیکھا تھا اور نہ جان پہچان تھا۔ (بسوال مرزا صاحب) جب میں مرزا صاحب کا مرید ہوا تھا تو مرزا صاحب نے مجھے کہا تھا کہ کہو میں احمد کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہوں اور کہا کہ پچھلے گناہوں کی معافی خدا سے چاہو اور آئندہ نماز پڑھو۔ قرآن پڑھو (نوٹ) مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ہمکو یاد نہیں ہے کہ گواہ ہمارا دست بیع ہوا تھا یا نہ) چھاپہ شدہ شرائط بیعت کی شرط چہارم مجھکو وقت بیعت کے مرزا صاحب نے نہیں سُنائی اور نہ سمجھائی تھی۔ حرف لا شامل کیا گیا

سنایا گیا درست تسلیم ہوا عبد الحمید بقلم خود

گواہ نے بعد بیان کرنے کے عرض کی کہ چونکہ اُسنے صاف صاف حالات بیان کر دیئے ہیں اُسکو جان کا اندیشہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ وہ اپنی حفاظت میں اُسکو رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ گواہ کو اجازت ڈاکٹر صاحب کے پاس رہنے کی دیگئی۔ دستخط حاکم

بقیہ حاشیہ

کے درجہ پر پہنچ جائے ممکن نہیں کہ اسمیں کذب کا شائبہ ہو۔ پس طریق انصاف اور حق پرستی یہ تھا کہ خبر متواتر کو رد نہ کرتے۔ ہاں اُن **معنوں** کو رد کر دیتے جو نادان مولویوں نے کئے جنسے کئی قسم کے تناقض لازم آئے اور کئی تناقض جمع بھی کر لیے اور درحقیقت یہ ناقص الفہم مولویوں کا قصور ہے جو انھوں نے ایک سیدھی اور صاف پیشگوئی کے ایسے معنے کرکے جو تناقضات کا مجموعہ تھے محقق طبع لوگوں کو بڑی پریشانی اور سرگردانی میں ڈالدیا۔ **اب خدا تعالےٰ نے** اسکے سچے اور صحیح معنے کھولکر جو تناقضات اور نامعقولیت سے بالکل پاک ہیں ہر ایک انصاف پسند محقق کو یہ موقعہ دیاہے کہ وہ اس خبر متواتر کو مان کر اُسکے مصداق کی تلاش

نقل تتمہ بیان شمولہ مثل اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

مرجوعہ	فیصلہ	نمبر بستہ	نمبر مقدمہ	
۱۵ اگست ۹۷ء	زیر تجویز		۳۹/۳	مہر عدالت — دستخط

سرکار دولتمدار مستغیث — جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری — بنام مرزا غلام احمد سکنہ قادیان مستغاث علیہ

تتمہ بیان عبد الحمید باقرار صالح

قادیاں سے جہلم لقمان کے پاس صرف ملنے ملاقات کیواسطے ٹھہر گیا تھا۔ اور کوئی کام نہ تھا۔
دو تین روز وہاں رہا تھا۔ چالیس روپیہ چچا لقمان کے گھر سے پہلی دفعہ لے آیا تھا۔
سنایا گیا درست ہے۔ عبد الحمید — دستخط حاکم

نبی لگ جائے اور خدا تعالےٰ کی صریح پیشگوئی سے انکار کر کے مکذبین میں داخل ہو
اس بیان کی تفصیل یہ ہے کہ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ نے چودھویں
صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرما کر اس پیشگوئی کی معقولیت کو کھولدیا اور ظاہر فرمادیا کہ مسیح
کا دوبارہ دنیا میں آنا اُسی رنگ اور طریق سے مقدر تھا جیسا کہ ایلیا نبی کا دوبارہ دنیا میں
آنا ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا گیا تھا۔ کیونکہ صحیفہ ملاکی میں اس بات کا بہ تصریح ذکر
تھا کہ وہ مسیح موعود جسکا یہود یوں کو انتظار تھا وہ دُنیا میں نہیں آئے گا جبتک کہ ایلیا
نبی دوبارہ دنیا میں نہ آلے۔ اگر ہمارے مخالفین میں سعادت اور حق جوئی کا مادہ
ہوتا تو وہ ملاکی نبی کی اس پیشگوئی سے جس پر یہود اور نصاریٰ دونوں کا اتفاق ہے بہت
فائدہ اٹھاتے۔ کیونکہ صحیفہ ملاکی کی ظاہر نص کے لحاظ سے ضرور کہنا پڑتا ہے کہ ایلیا
ابتک دنیا میں واپس نہیں آیا۔ حالانکہ حضرت مسیح کو دنیا میں آئے ہوئے قریبا انیس سو ۱۹۰۰
برس کے ہو گیا۔ پس اگر جیسا کہ ملاکی کے ظاہر الفاظ سے نکلتا ہے جس پر علماء یہود آج تک
بڑے زور سے جمے بیٹھے ہیں یہی صحیح ہے کہ ضرور مسیح سے پہلے ایلیا نبی کا بذاتہ
دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے تو اس صورت میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام سچے نبی نہیں
ٹھہر سکتے۔ اور سچے اُسی حالت میں ٹھہر سکتے ہیں کہ جب ایلیا نبی کے واپس آنے کی

بقیہ حاشیہ

نقل تتمہ بیان عبدالحمید شمولہ مثل فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپورہ

رجوع ۔ فیصلہ ۔ نمبر بستہ ۔ نمبر مقدمہ
۹ اگست ۹۷ء ۔ زیر تجویز ۔ از محکمہ ۔ ۳/۴

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری بنام میرزا غلام احمد قادیانی

تتمہ بیان عبدالحمید باقرار صالح بسوال عدالت

۲ بجے دن نماز ظہر کے وقت مرزا صاحب نے مجھے کہا تھا کہ جاؤ کلارک صاحب کو مارو۔ مسجد کے ساتھ کمرہ میں مرزا صاحب مجھے لیگئے اور کہا کہ ایک بات کہتا ہوں میں نے کہا دل وجان سے

کوئی تاویل کیجائے۔ یعنے یہ کہ ایلیا کے دوبارہ آنے سے کسی مثیل ایلیا کا آنا مراد لیا جائے اور وہ مثیل یوحنا تھا یعنے یحیٰی ذکریا کا بیٹا۔ جیسا کہ یہی تاویل یہودیوں کے مطالبہ کیوقت حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے بھی کی اور اس تاویل سے جو ایک نبی کے موتہہ سے ثابت ہوئی صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ مسیح کا دنیا میں دوبارہ آنا بھی ایلیا کے دوبارہ آنے کی مانند ہے۔ اور ایک نظیر جو قائم ہو چکی ہے اُس سے موتہہ پھیرنا اور ظاہری معنے کر کے کئی تناقضات کو اپنے عقیدہ میں جمع کر لینا یہ اُن لوگوں کا کام ہے جنکو عقل اور فہم سے بہت ہی کم حصہ ملا ہے۔ پیشگوئیوں پر اکثر مجازات اور استعارات غالب ہوتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کوئی حماقت نہیں ہوگی کہ پیشگوئی کے کسی لفظ کو اُس حالت میں بھی ظاہر پر حمل کیا جائے کہ جبکہ ظاہر پر حمل کرتے کئی تناقضات جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی عادت سے تو یہود ہلاک ہوئے۔

اور مسیح کے بارہ میں ایسی ہی ایک اور پیشگوئی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا اور کافروں سے لڑے گا۔ سو یہودیوں نے اس سے بھی ٹھوکر کھائی کیونکہ حضرت مسیح کو ظاہری بادشاہت نہیں ملی۔ اسیواسطے ابتک یہودی کہتے ہیں کہ جو مسیح کے حق میں پیشگوئیاں تھیں آجتک ایک حرف بھی اُنمیں سے پورا نہیں ہوا۔ یہی حجت یہودیوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے آگے پیش کی تھی اور بار بار یہ جتلایا تھا

ماتوں گا - مرزا صاحب کے مکان میں وہ کمرہ ہے - امرتسر میں ایک شخص قطب الدین مرید مرزا صاحب کا ہے - مرزا صاحب نے بتلایا تھا کہ تم اُسکے پاس جانا میں سیدھا اُسکے پاس گیا تھا - امرتسر کرموںکی ڈیوڑھی میں برتنوں کا کام کرتا ہے - آدھہ گھنٹہ اُسکے پاس ٹھہرا تھا - میں نے اسکو کہا تھا کہ مرزا صاحب نے مجھے کلارک صاحب کے قتل کے واسطے بھیجا ہے - اُسنے جواب دیا کہ اچھا جب تم یہ کام کرچکو میرے پاس آنا میں قادیاں میں پہنچا دونگا - ڈاکٹر صاحب کو مکرر

کہ سچے مسیح سے پہلے ایلیا کا دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے نہ یہ کہ کوئی اُس کا مثیل آوے کیونکہ ملاکی نبی کی کتاب میں ایلیا نبی کا بذاتہ واپس آنا لکھا ہے - یہ نہیں لکھا کہ اُس کا کوئی مثیل آوے گا" لیکن حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے انکو یہ جواب دیا کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنے سے مراد اُنکے مثیل کا آنا ہے جو اُنکی خو اور طبیعت پر ہو - اور بیان کیا کہ وہ شخص یوحنا ذکریا کا بیٹا یعنے یحیےٰ ہے - اور بادشاہی کی نسبت انھوں نے یہ تاویل کی تھی کہ میری آسمانی بادشاہت ہے زمینی نہیں ہے" - اور ان تاویلوں کو یہودیوں نے نہایت بعید اور تکلفات رکیکہ سمجھا تھا اور ابتک یہی سمجھ رہے ہیں کیونکہ وہ اپنی کتابوں کے ظاہر الفاظ پر زور مارتے تھے اور بظاہر یہودی لوگ سچ پر معلوم ہوتے تھے - اسلئے کہ وہ لوگ کتب مقدسہ کے نصوص صریحہ پیش کرتے تھے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام تاویلات سے کام لیتے تھے جو رکیک اور ضعیف معلوم ہوتی تھیں -

ہمارے علما بڑے خوش قسمت ہوتے اگر وہ ایلیا کے دوبارہ آنے کے قصے کو یاد کرکے اُس سے نصیحت پکڑتے اور حضرت عیسےٰ کے آسمان سے دوبارہ نازل ہونے کے وہی معنے کرتے جو خود حضرت عیسےٰ نے ایلیا نبی کے دوبارہ نازل ہونے کے معنے کئے ہیں - کاش وہ اس بات کو سوچتے کہ یہ راقم جو نزول مسیح کے معنے کرتا ہے وہ نئے معنے نہیں ہیں بلکہ وہی معنے ہیں جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی زبان سے پہلے نکل چکے ہیں کیونکہ نزول مسیح ابن مریم

ازالہ اوہام

اُسی روز شام کو میں پھر واپس قطب الدین کے پاس گیا اور کہا کہ ڈاکٹر صاحب سے مل آیا ہوں۔ اُنہنے مجھے ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی کا نشان دپتہ دیا تھا۔ مرزا صاحب مجھسے بہت پیار کرتے تھے۔ اور مجھسے مٹھیاں بھروایا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ ہماری بات (قتل) یاد ہے۔ میں کہا کرتا تھا کہ ہاں یاد ہے۔ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ کلارک صاحب رحم دل ہیں جب تم جاؤ گے وہ پاس رکھ لینگے۔ تم اُنکے سونے اُٹھنے بیٹھنے کے حالات دریافت کرکے جب موقعہ ملے پتھر مار کریا اور طرحسے ہلاک کر دینا۔ میرے باپ کا نام لقمان ہے۔ سلطان محمود غلطی سے لکھا یا تھا۔

بقیہ حاشیہ

کا مقدمہ نزول ایلیا نبی کے مقدمہ سے بالکل ہم شکل ہے۔ پس جسحالت میں آجتک یہودیوں کی یہ تمنا پوری نہیں ہوئی کہ ایلیا نبی آسمان سے اُترتا اور اسیوجہ سے وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے منکر رہے تو ان مولویوں کی تمنا کیونکر پوری ہو سکتی ہے کہ کسیوقت حضرت عیسےٰ علیہ السلام خود آسمان سے نازل ہوگا۔ عقلمند وہ ہے جو دوسرے کے ٹھوکر کھانے سے عبرت پکڑے۔

یہودی جو حضرت عیسےٰ پر ایمان لانے سے بے نصیب رہے اُسکی یہی وجہ وہ آجتک بیان کرتے ہیں کہ انکو وہی ملاکی نبی کی پیشگوئی تاکیداً سنائی گئی تھی کہ جب تک ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں نہ آئے وہ مسیح نہیں آئے گا جس کا انکو وعدہ دیا گیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ وہ مسیح بادشاہ کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ مگر یہ دونوں پیشگوئیاں حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر صادق نہ آئیں اسی لئے یہودی آجتک اسی بات کو روتے ہیں کہ ہم کیونکر یسوع بن مریم کو مان لیں۔ حالانکہ نہ ایلیا نبی اُس سے پہلے آیا اور نہ وہ بادشاہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور بظاہر یہودی حق پر معلوم ہوتے ہیں کیونکہ انکی کتابوں کے نصوص صریحہ سے یہی نکلتا ہے کہ درحقیقت مسیح سے پہلے ایلیا نبی آئے گا اور آخر مسیح بادشاہ ہو کر آئے گا۔

غرض یہ ایک ایسا مقدمہ تھا کہ مسیح موعود کے نزول اور دوسری علامات کو اس مقدمہ نے صاف کر دیا تھا اور منصفوں کے لئے ایلیا نبی کے نزول کی طرز مسیح کے نزول کے لئے ایک تشفی بخش نظیر تھی۔ مگر تعصب انسان کو نابینا کر دیتا ہے۔ زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ صحیح بخاری میں صاف لکھا تھا کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنے وہ مسیح موعود

سلطان محمود کے ساتھ شادی مگر میری ماں نے کی تھی۔ پہلے غلطی سے لکھایا ہے کہ لقمان سے
شادی ہوئی تھی۔ سلطان محمود کی ایک لڑکی ہے۔ لقمان کا اور بیٹا ہے جو میرا بھائی ہے۔ ہم
تین بھائی ہیں۔ میننے بیتسمہ کبھی نہیں لیا مستلاشی رہا تھا۔ مالاکنڈ میں فوج کے ساتھ نہیں گیا تھا
بوجہ کام نہ ہو سکنے کے مجھے برخاست کیا گیا تھا۔ جب واپس مالاکنڈ سے آیا مستلاشی نہ تھا۔
تحریری تھا۔ دو سال کے قریب اس بات کو ہوئے ہیں۔ قادیان آنے سے پہلے سلطان محمود
مجھسے ناراض ہوا تھا۔ اُسنے نکالا نہ تھا۔ وہاں سے تہر پر چلا گیا تھا۔ بوجہ نہ کام کرنے کے

بقیہ حاشیہ

اسی امّت میں سے ہوگا۔ اور اسیطرح صحیح مسلم میں **فامّکم منکم** لکھا تھا یعنے
مسیح تم میں سے ایک امّتی آدمی ہوگا اور تمھارا امام ہوگا۔ کیا یہ باتیں تسلی پانے کے لئے کافی
نہ تھیں؟ کیا یہ امر تسلی بخش نہ تھا کہ قرآن نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا فوت ہو جانا
بیان فرمایا؟ حدیثوں میں انکی عمر ایک سو بیس برس لکھکر یہ اشارہ فرمایا کہ وہ ۱۲۰ سنہ عیسوی
میں ضرور فوت ہو گئے ہیں۔ **توفی** کے معنے مارنا بیان فرمایا گیا اور آیت **فلمّا توفیتنی**
نے صاف طور پر خبر دیدی کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور وہ جھگڑا جو اس سے
پہلے ہو چکا ہے جو یہود اور حضرت عیسےٰ میں ایلیا نبی کے نزول کے بارہ میں تھا کوئی ایسا
مسلمان نہیں کہ اسمیں یہود کو سچا قرار دے۔ سو دنیا میں دوبارہ آنے کے معنے جو ایک
نبی نے کئے وہی معنے ہم حضرت عیسےٰ کے نزول کے بارہ میں کرتے ہیں۔ مگر ہمارے مخالف
مولوی جو معنے کرتے ہیں اُنکے پاس اُن معنوں کی کوئی سند موجود نہیں۔

اب سوچنا چاہیے کہ ہم تو اس عقیدہ کو پیش کرتے ہیں جسکی پہلی کتابوں میں نظیر
موجود ہے اور جس کا قرآن مصدق ہے۔ اور ہمارے مخالف حضرت عیسےٰ کے نزول کے
بارے میں اُس عقیدہ کو پیش کرتے ہیں جسکی تمام انبیاء کے سلسلہ میں کوئی نظیر موجود
نہیں اور قرآن اُس کا مکذب ہے۔ پھر ہمارے مخالف جبکہ اس بحث میں عاجز آجاتے
ہیں تو افترا کیطور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہمنے **نبوت** کا دعویٰ کیا ہے اور گویا
ہم معجزات اور فرشتوں کے منکر ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تمام افترا ہیں۔ ہمارا ایمان ہے

سلطان محمود ناراض ہوا تھا۔ برہان الدین اور سلطان محمود کا مذہبی تفرقہ ہے۔ برہان الدین مرزا صاحب کا مرید ہے۔ سلطان محمود نہیں ہے۔ اس بات سے ایک دوسرے کو برا سمجھتے ہیں۔ قادیاں میں جوبلی کے موقعہ پر میں نہ تھا۔ بعد میں آیا تھا۔ برہان الدین کو میں نے جب گیا وہاں دیکھا تھا۔ تین چار دفعہ مرزا صاحب نے قتل کی بابت مجھ سے ذکر کیا تھا۔ کہ دین محمدی پر ہو کر قتل کر دگے تو مقبول ہو گے۔ کیونکہ کلارک صاحب مخالف مذہب ہے۔ پانچوں وقت مرزا صاحب جب مسجد میں نماز کے واسطے آیا کرتے تھے میں مٹھیاں بھرتا تھا۔ اور وہ مجھ سے پیار

کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں اور ہم فرشتوں اور معجزات اور تمام عقائد اہل سُنّت کے قائل ہیں۔ صرف یہ فرق ہے کہ ہمارے مخالف اپنی جہالت سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نزول کو حقیقی طور پر انتظار کرتے ہیں اور ہم **بروزی طور پر** جیساکہ تمام متصوفین کا مذہب ہے اور ہم مانتے ہیں کہ نزول مسیح کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

رہی یہ بات کہ میرے اس دعویٰ مسیح ہونے پر دلیل کیا ہے تو واضح ہو کہ آثار صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص عیسائیت کے فتنہ کے وقت عیسےٰ پرستی کے فتنہ کو دور کرنے کے لئے صدی کے سر پر بطور مجدد کے ظاہر ہوگا اُسی مجدد کا نام مسیح ہے۔ پھر بعد اسکے احادیث کی غلط فہمی سے عوام نے یوں سمجھ لیا کہ خود حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر صدی کا مجدد ہوگا اور صدی کے سر پر آئیگا اور اکثر علما کی یہی رائے قائم ہوئی کہ وہ چودھویں صدی ہوگی۔ لیکن اس خیال میں غلطی یہ ہوئی کہ اصل منشا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ جس مجدد کو اس اُمّت کے مجددوں میں سے عیسائی حملوں کی مدافعت میں اسلام کی نصرت کرنی پڑیگی اُس کا نام بلحاظ عیسائیت کی اصلاح کے مسیح ہوگا۔ مگر ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ خود مسیح کسی زمانہ میں آسمان سے اتر آئےگا حالانکہ یہ صریح غلطی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فصیح اور پر حکمت بیان میں یہ غیر موزون اور بے تعلق اور

کیا کرتے تھے - مرزا صاحب نے کہا تھا کہ ۲۰-۳۰ تار کا پتھر اٹھا کر سوتے وقت یا اور موقعہ پاکر کلارک صاحب کو مارنا اور مار دینا - مینے یہ سب حال قطب الدین کو بتلایا تھا - اور اُسنے کہا تھا کہ بیشک تو یہہ کام کر اور میرے پاس چلا آ - (بسوال عدالت) اسوقت برہان الدین اور سلطان محمود مجھسے ناراض ہیں کہ میرا روپیہ و جائداد اُنکے پاس ہے اور وہ دینا نہیں چاہتے مولوی نور الدین کے پاس اسواسطے خط بھیجا تھا کہ مرزا صاحب اور وہ ایک ہی ہیں - جب میں امرتسر ہسپتال میں تھا میرا کوئی تعلق قطب الدین سے نہیں رہا تھا اور نہ کسی کے پاس مینے کوئی خط لکھا تھا - خط ع مینے بیاس میں ڈاکٹر صاحب کو لکھا تھا - (بسوال وکیل ملزم) لغمان

غیر معقول بات ہرگز مقصود نہ تھی کہ ایک نبی جو اپنی زندگی کے دن پورے کرکے حادثہ الید کیموافق خدا تعلےٰ اور نعیم آخرت کی طرف بلایا گیا پھر وہ اس دار تکالیف اور دار الفتن میں بھیجا جائے گا - اور وہ نبوت جسپر مہر لگ چکی ہے اور وہ کتاب جو خاتم الکتب ہے فضیلت ختمیت سے محروم رہجائے گی - بلکہ نہایت لطیف استعارہ کے طور پر یہ پیشگوئی کی گئی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب عیسائی لوگ اپنی مخلوق پرستی اور صلیب کے باطل خیالات میں انتہا درجہ کے تعصب تک پہنچ جائینگے اور اپنی کمال تحریف اور دجل کی وجہ سے مسیح دجال ہو جائینگے تب خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے اُن کی اصلاح کے لئے ایک آسمانی مسیح پیدا کریگا جو دلائل شافیہ سے انکی صلیب کو توڑ دیگا اس پیشگوئی کے سمجھنے میں اہل عقل و تدبر کرنیوالوں کے لئے کچھ بھی دقت نہ تھی کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مقدسہ ایسے صاف تھے کہ خود اس مطلب کی طرف رہبری کرتے تھے کہ ہرگز اس پیشگوئی میں نبی اسرائیلی کا دوبارہ دنیا میں آنا مراد نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ ایسی مشہور تھی کہ کسیکو اسکی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ

جب میں چھ سال کی عمر کا ہتھا مر گیا تھا۔ میںنے للعہ روپیہ بغیر علم سلطان محمود کے گھر سے لئے تھے۔ گھر والی عورتونکو اطلاع کر دی تھی۔ اور نہر پر چلا گیا تھا۔ میرے دو بھائی اور محمد کامل و محمد عالم گھر پر ہیں۔ میںنے محمد عالم کا زیور نہیں لیا۔ اُسنے جھوٹا دعوی کیا تھا کہ اسکے پاس میرا روپیہ تھا۔ پانچ چھ سال کی بات ہے۔ باپ کی زمین پر دوسرے بھائی میرے قابض ہیں۔ حصہ پیداوار لیتا ہوں وہ میری طرفسے کاشت کرتے ہیں۔ جائداد کی وجہ سے اور سوتیلے بھائی ہونے کی وجہ سے مجھسے خفار ہتے ہیں۔ سات ماہ سے جہلم سے نکلا ہوا ہوں۔ بُرہان الدین کا لڑکا محمد کامل کی لڑکی سے منسوب ہے۔ برہان الدین بھی میرے سے دشمنی کرتا ہے۔ برہان الدین اور

فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لاوے اس سے تو تمام تار و پود اسلام درہم برہم ہو جاتا تھا۔ اور یہ کہنا کہ حضرت عیسٰے نبوت سے معطل ہو کر آئے گا" نہایت بیحیائی اور گستاخی کا کلمہ ہے۔ کیا خدا تعالےٰ کے مقبول اور مقرب نبی حضرت عیسٰے علیہ السلام جیسے اپنی نبوت سے معطل ہو سکتے ہیں؟ پھر کون سا راہ اور طریق تھا کہ خود حضرت عیسٰے علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آتے۔ غرض قرآن شریف میں خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھکر اور حدیث میں خود آنحضرت نے لَا نَبِيَّ بَعْدِي فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا۔ اور پھر اس بات کو زیادہ واضح کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ آنیوالا مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ اور صحیح مسلم کی حدیث فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ جو عین مقام ذکر مسیح موعود میں ہے صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ وہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔!!!

پھر دوسرا فیصلہ کہ جو اس بارے میں قرآن اور حدیث نے کر دیا یہ موجود تھا کہ قرآن شریف نے صاف صاف لفظوں میں فرما دیا ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام فوت

سلطان محمود الگ الگ مسجدوں میں ہیں۔ جہلم سے پہلے پہل مونگ رسول گیا تھا۔ پادری ڈال گئی صاحب کے پاس گجرات میں رہا تھا۔ گجرات میں پادری صاحب کے پاس تین چار ماہ رہا تھا۔ وہاں بائبل پڑھی تھی۔ اسوقت مذہب عیسائی پسند آیا تھا۔ چال چلن کی وجہ سے بپتسمہ نہیں ملا تھا۔ کیونکہ میں محمدی لوگوں کو پسند کرتا تھا۔ پادری صاحب نے ایک آدمی اللہ دتا عیسائی میرے ساتھ کیا تھا اور کہا تھا کہ پنڈی کا اسکو ٹکٹ لے دو۔ اور پنڈی جاوے۔ میں یوسف کو جانتا ہوں۔ اُسکے پاس جاتا تھا اسلیئے جاتا تھا۔ اللہ دتا میرے ہمراہ اسٹیشن پر نہیں آیا تھا۔ امیر الدین مرزا صاحب کا مُرید مجھے ملگیا اور اُسکے ہاتھ میں مظہر آگیا۔ اسنے مجھے قادیاں

بقیہ نوٹ

ہو گئے ہیں۔ دیکھو آیت فلما توفیتنی صاف ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے ہیں، اور صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور نیز حدیث نبوی سے اس بات کا ثبوت دیدیا ہے کہ اسجگہ توفّی کے معنے مار دینے کے ہیں۔ اور یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ لفظ توفیتنی جو ماضی کے صیغہ میں آیا ہے در اصل اسجگہ مضارع کے معنے دیتا ہے یعنے ابھی نہیں مرے بلکہ آخری زمانہ میں جاکر مرینگے"۔ کیونکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جناب الٰہی میں عرض کرتے ہیں کہ میری امت کے لوگ میری زندگی میں نہیں بگڑے بلکہ میری موتکے بعد بگڑے ہیں۔ پس اگر فرض کیا جائے کہ ابتک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ ابتک نصاریٰ بھی نہیں بگڑے۔ کیونکہ آیت میں صاف طور پر بتلایا گیا کہ نصاریٰ کا بگڑنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موتکے بعد ہے اور اس سے زیادہ اور کوئی سخت بے ایمانی نہیں ہوگی کہ ایسی نص صریح سے انکار کیا جائے۔

اب جبکہ ایسی قرآن شریف کے صاف لفظوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ہی ثابت ہوتی ہے اور دوسری طرف قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھتا ہے اور حدیث ان دونوں باتوں کی مصدق ہے۔ اور ساتھ ہی حدیث نبوی یہ بھی بتلا رہی ہے کہ آنے والا مسیح اس امت میں سے ہوگا گو کسی قوم کا ہو

✣ حدیث میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اور حُلیہ تھا اور آنے والے مسیح موعود کا اور حلیہ سو یہ دو مختلف حُلیے بتلا رہے ہیں کہ وہ مسیح اور تھا یہ اور ہے دیکھو صحیح بخاری منہ

میں بھیجدیا۔ اور کہا کہ اوّل لاہور شیخ رحمت اللہ کے پاس جاؤ۔ پھر قادیاں جانا۔ دوسرے تیسرے روز گجرات جانے کے بعد واقف ہوئے تھے۔ مجھے عیسائیوں نے نکال دیا تھا کرایہ راولپنڈی کا مجھے نہیں دیا۔ امیرالدین مجھے روز روز سمجھایا کرتا تھا کہ مرزا صاحب کے پاس جاؤ۔ وہ پڑھا ہوا ہے۔ جہلم اور گجرات میں اچھے اچھے مولوی ہیں۔ مگر کسی سے مینے اپنے شکوک کی بابت نہیں پوچھا۔ مہینہ ڈیڑہ ماہ سے سوزاک ہوگیا۔ زیادہ آم کھانے سے۔ کنجری بازی سے سوزاک نہیں ہوا۔ ڈنگہ میں عیسائی مذہب کی بابت لوگوں میں مسائل بتایا کرتا تھا پہلے پہل قادیاں میں جوبلی سے ماہ ڈیڑہ ماہ پہلے گیا تھا۔ پانچ چھ دن وہاں رہا تھا۔ پھر لاہور اور وہاں سے جہلم گیا تھا۔ راستہ میں گجرات بھی ٹھہرا تھا۔ پادری صاحب کے پاس گیا تھا اور کہا تھا کہ قادیاں مرزا صاحب کے پاس سے ہوکر آیا ہوں مجھسے محبت پیار کرتے تھے۔ پہلی دفعہ مرزا صاحب نے قتل کی بابت کچھ نہیں کہا تھا۔ گجرات کے پادری صاحب ناراض ہوئے تھے کہ کیوں قادیاں گئے ہو۔ مینے کہا کہ میں بھول گیا۔ معاف کرو۔ اور مجھے رکھو۔ انھوں نے کہا کہ گھر جاؤ اور

حاشیہ

تو اسجگہ طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باوجود ایسی نصوص صریح کے جو حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات اور آنے والے مسیح کے امتی ہونے پر دلالت کرتی تھیں پھر کیوں اس بات پر اجماع ہوگیا کہ درحقیقت حضرت عیسٰے علیہ السلام آخری زمانہ میں آسمان سے اترینگے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس امر میں جو شخص اجماع کا دعوی کرتا ہے وہ سخت نادان یا سخت خیانت پیشہ اور دروغگو ہے۔ کیونکہ صحابہ کو اس پیشگوئی کی تفاصیل کی ضرورت نہ تھی وہ بلاشبہ بموجب آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي اس بات پر ایمان لاتے تھے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں۔ تبھی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اس بات کا احساس کرکے کہ بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں شک رکھتے ہیں زور سے یہ بیان کیا کہ کوئی بھی نبی زندہ نہیں ہے سب فوت ہوگئے۔ اور یہ آیت پڑھی کہ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اور کسینے اُنکے اس بیان پر انکار نکیا۔ پھر ماسوا اسکے

بائبل پڑھو - مجھکو رکھا نہ تھا - پھر میں جہلم چلا گیا - اسواسطے کہ میرا چچا میرے عیسائی ہونے سے ناراض تھا - مرزا صاحب نے میرے شکوک رفع کر دئیے تھے - چچا کو راضی کرنے کے واسطے گیا تھا - پھر دوبارہ جوبلی کے دو چار روز بعد میں مظہر قادیاں گیا تھا کہ مرزا صاحب نے پہلی دفعہ بیعت نہیں کیا تھا - ۱۷ - ۱۸ یوم وہاں رہا - جانے کے دو روز بعد دستی بیع مرزا صاحب سے ہوا - بہت سارے آدمی موجود تھے - حکیم نورالدین - حکیم فضل الدین وغیرہ قریب ۲۰ - ۳۰ آدمی تھے - اوپر والی مسجد میں بیعت کی تھی - بیعت سے ۹ - ۱۰ روز بعد مرزا صاحب زنانہ مکان کے بالاخانہ میں لے گئے تھے - جب ظہر کی نماز ہوچکی تو مرزا صاحب نے مجھے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو - جب لوگ سارے چلے گئے تو دروازہ کی راہ سے مرزا صاحب مجھے اُس کمرہ میں لیگئے - کوئی آدمی نہ تھے اُسوقت اوپر کے حصہ مسجد میں نہ تھا - اندر جا کر مجھے مرزا صاحب نے بٹھلا دیا اور کہا کہ تم امرتسر میں جاؤ اور اپنے آپکو ہندو ظاہر کرنا - اور کلارک صاحب کو پتھر مار کر مار دینا - مینے اقرار کر لیا - اندر اس لئے لیگئے تھے کہ شاید کوئی آدمی آجاوے - روز روز کہتے تھے کہ وہ کام یاد ہے کہ نہ - اور تیار ہو کہ نہ - میں

امام مالک جیسا امام عالم حدیث و قرآن و متقی اس بات کا قائل ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں - ایساہی امام ابن حزم جنکی جلالت شان محتاج بیان نہیں قائل وفات مسیح ہیں - اسی طرح امام بخاری جنکی کتاب بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے وفات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں - ایساہی فاضل و محدث و مفسر ابن تیمیہ و ابن قیم جو اپنے اپنے وقت کے امام ہیں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں - ایساہی رئیس المتصوفین شیخ محی الدین ابن العربی صریح اور صاف لفظوں سے اپنی تفسیر میں وفات حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تصریح فرماتے ہیں - اسیطرح اور بڑے بڑے فاضل اور محدث اور مفسر برابر یہ گواہی دیتے آئے ہیں اور فرقہ معتزلہ کے تمام اکابر اور امام یہی مذہب رکھتے ہیں - پھر کسقدر افترا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا اور پھر واپس آنا اجماعی عقیدہ قرار دیا جائے - بلکہ یہ اُس زمانہ کے عوام الناس کے خیالات ہیں جبکہ ہزارہا بدعات دین میں پیدا ہوگئی تھیں اور یہ وسط کا زمانہ تھا

کہتا تھا کہ یاد ہے اور تیار ہوں - یہ اُسوقت پوچھتے تھے جب میں مٹھیاں بھرا کرتا تھا - محبت بہت کرتے تھے - جیسے باپ بیٹے سے - سر پر ہاتھ پھیرتے تھے - پانچوں وقت مٹھیاں بھرتا تھا - لوگ بھی بھرا کرتے تھے - مسجد میں مٹھیاں بھرتے تھے - غُسل خانہ میں مٹھیاں نہیں بھرا کرتا تھا - وہ غسل خانہ نہانے اور پیشاب کرنے کی جگہ ہے - جس کمرہ بالاخانہ میں مجھے مرزا صاحب لیگئے تھے وہ بھی غسل خانہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے - قریب ۱۸ × ۱۲ فٹ کا کمرہ ہے ہر ایک کونہ میں غسل کرنے کی جگہ بنائی ہوئی ہے - پکی جگہ نہیں ہے - تختے لگائے ہوئے ہیں -

اقبال حرف H مینے خود لکھا تھا کسی نے مسودہ نہیں بنایا تھا - پہلے ایک دفعہ لکھا صحیح نہ تھا - پھر دوبارہ صاف کر کے لکھا تھا (**نوٹ** - گواہ سے ایک پرچہ پر نقل اقبال کرائی گئی - تین ۳ جگہ تحریر میں ہجوں میں غلطی کی - جنپر نشان × کیا گیا ہے اور نشان حرف H لگایا گیا ہے -) گواہ - مینے اُس کمرہ کو غسل خانہ سمجھا تھا - روبروئے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر امرتسر غسل خانہ کا لفظ نہیں لکھوایا تھا - صبح کی نماز پڑھکر تھوڑا سا دن نکل آیا تھا جب قادیاں سے آیا تھا اسمٰعیل بیگ کے سالے کا یکہ شاید تھا - اُسی روز ریل پر چڑھکر امرتسر چلا گیا تھا - ۱۱ بجے وہاں پہونچا - سیدھا قطب الدین کے پاس گیا - آدھہ گھنٹہ اُس کے پاس

جس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج رکھا ہے - اور فیج اعوج کے لوگوں کی نسبت فرمایا ہے کہ **لَیسوا مِنّی ولَسْتُ مِنھُم** یعنے نہ وہ مجھسے ہیں اور نہ میں اُن میں سے ہوں - ان لوگوں نے اس عقیدہ کو اختیار کرنے سے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ آسمانپر چلے گئے اور وہاں قریباً اُنیس ۱۹۰۰ سو برس سے زندہ بجسم عنصری موجود ہیں اور پھر کسیوقت زمین پر واپس آئینگے قرآن شریف کی چار جگہ مخالفت کی ہے - **اوّل** یہ کہ قرآن شریف صریح لفظوں سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات ظاہر فرماتا ہے جیساکہ بیان ہوا اور یہ لوگ اُنکے زندہ ہونے کے قائل ہیں - **دوسرے** یہ کہ قرآن شریف صاف اور صریح لفظوں میں فرماتا ہے کہ کوئی انسان بجز زمین کے کسی اور جگہ زندہ نہیں رہ سکتا - جیساکہ وہ فرماتا ہے

ٹھہرا۔ تاریخ نہیں بتلا سکتا۔ قطب الدین نے پتہ ڈاکٹر صاحب کے مکان کا دیا۔ کوٹھی پر
میں جا ملا۔ ہال بازار مسجد میں سو رہا تھا۔ قریب تین بجے کے کوٹھی پر گیا تھا۔ دو آدمی میرے
ساتھ نہ تھے۔ دس بارہ منٹ میں کوٹھی پر پہونچگیا۔ اپنے دفتر کے کمرہ میں ڈاکٹر صاحب تھے
اوّل خانساماں کو ملا پھر بیرہ کو۔ اُسنے صاحب کو اطلاع دی۔ مجھے اندر بلایا گیا۔ ایک سردار کسی
کام کے واسطے وہاں کھڑا تھا چٹھی لیکر چلا گیا تھا۔ اندر جاتے ہی مینے کہا کہ میں متلاشی
ہوں۔ عیسائی ہونے آیا ہوں۔ صاحب نے پوچھا کہاں سے آیا ہے۔ مینے کہا کہ قادیاں سے۔
پھر مینے اپنا ہندو نام رلا رام بیان کیا اور سب حالات بیان کئے جو پہلے بیان کرچکا ہوں۔ مگر
وہ سارا بیان جھوٹ تھا۔ میرے دلمیں تھوڑا خیال ہوا تھا کہ یہ قتل نہیں کرونگا۔ تین چار روز
کے بعد جب میں بیاس گیا تو میرا ارادہ قتل کا بدل گیا تھا۔ پانچ چھ روز میں امرتسر رہا تھا۔ امرتسر ہسپتال
کے ڈاکٹر کے ماتحت میں کام کرتا تھا اور تعلیم پاتا تھا۔ زخمونکو دھویا کرتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب سوائے
ایک روز کے روز بروز ملا کرتے تھے۔ دو دفعہ کوٹھی پر میں گیا تھا۔ اُسی دفتر والے کمرہ میں مُظہر ملا
تھا۔ اوسیطرح اکیلا ملا تھا۔ جیسے کہ پہلے روز ملا تھا۔ ہر دفعہ ڈاکٹر صاحب پوچھتے تھے کہ تم کون
تھے اور کہاں سے آئے ہو۔ مینے پہلا بیان کردیا تھا۔ کوئی خاص ارادہ سوائے اسکے کہ بائبل صاحب سے

فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ یعنے تم زمین میں ہی
زندہ رہوگے اور زمین میں ہی مروگے اور زمین سے ہی نکالے جاؤگے۔ مگر یہ لوگ
کہتے ہیں کہ ”نہیں اِس زمین اور کرہ ہوا سے باہر بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے
جیسا کہ ابتک جو قریبًا اُنیسویں صدی گذرتی ہے حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمان پر
زندہ ہیں“۔ حالانکہ زمین پر جو قرآنکے رو سے انسانونکے زندہ رہنے کی جگہ ہے باوجود
زندگی کے قائم رکھنے کے سامانونکے کوئی شخص اُنیس سو برس تک ابتدا سے آجتک
کبھی زندہ نہیں رہا تو پھر آسمان پر اُنیس سو برس تک زندگی بسر کرنا باوجود اس امر کے
کہ قرآنکے رو سے ایک قدر قلیل بھی بغیر زمین کے انسان زندگی بسر نہیں کرسکتا کسقدر
خلاف نصوص صریح قرآن ہے جسپر ہمارے مخالف ناحق اصرار کر رہے ہیں۔

یسی تھی اور نہ تھا۔ پہلی دفعہ کتاب مجھکو دیگئی تھی۔ مگر دوسری کی سی دوسری دفعہ کتاب مجھکو دیگئی تھی۔ بیاس تعلیم کیواسطے ڈاکٹر صاحب نے بھیجدیا تھا اور ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ مولوی عبدالرحیم ڈرتا ہے کہ تم اسکو مار نہ ڈالو۔ اسلئے بیاس چلے جاؤ اور لوگ بھی کہتے ہیں کہ تم خون کرنے آئے ہو سوائے قطب الدین کے مینے کسی سے ذکر نہیں کیا تھا کہ میں قتل کرنے کے ارادہ سے آیا ہوں سانون سنگھ بیاس میرے ساتھ گیا تھا۔ ایک ہفتہ اُسجگہ رہا تھا۔ تین چار روز کے بعد مینے مولوی نورالدین کو چٹھی لکھی تھی۔ ایک کوٹھی نئی بن رہی تھی وہاں مینے چٹھی لکھی تھی۔ بھگت رام کے سامنے لکھی تھی۔ دو راج دو تین مزدور بھی وہاں تھے۔ بھگت سے پیسہ یا ٹکٹ خط روانہ کرنے کے واسطے نہیں مانگے تھے۔ اقبال ۲/۱ ۵ کے قریب لکھا تھا بیٹھنے کے کمرہ میں خط لکھا تھا۔ کھانے والے کمرے کے پاس ہے۔ (پھر کہا کہ) پتہ نہیں کھانے والا کمرہ کون ہے۔ میرے اقبال لکھنے کیوقت اسٹیشن ماسٹر۔ تار بابو اور ڈاک بابو موجود تھے (پھر کہا کہ) لکھ چکا تھا۔ دستخط کر رہا تھا جب وہ آئے تھے۔ دو تین آدمی اور تھے جنکے روبرو لکھا تھا۔ وہ عبدالرحیم۔ بھگت رام

بقیہ حاشیہ

تیسرے یہ کہ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ کسی انسان کا آسمان پر چڑھ جانا عادۃ اللہ کے مخالف ہے جیسا کہ فرماتا ہے قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَسُولًا۔ لیکن ہمارے مخالف حضرت عیسےٰ کو اُنکے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھاتے ہیں۔ **چوتھے** یہ کہ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں مگر ہمارے مخالف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خاتم الانبیا ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو صحیح مسلم وغیرہ میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کے نام سے یاد کیا ہے وہاں حقیقی نبوت مراد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جب وہ اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء ٹھہر سکتے ہیں؟ نبی ہونے کی حالت میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام نبوت کے لوازم سے کیونکر محروم رہ سکتے ہیں؟!

غرض ان لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کرکے چار طور سے قرآن شریف کیمخالفت

شیخ وارث تھے - اور ڈاکٹر صاحب بھی تھے - بیاس میں مظہر نے کسی سے نہیں کہا تھا کہ میں
ڈاکٹر صاحب کو مارنے آیا ہوں - بھگت پر بید اس سے بھی نہیں کہا تھا - ڈاکٹر صاحب مجھکو
ہمراہ امرتسر لے آئے تھے - اور مجھے انھوں نے معافی دیدی تھی کہ نقصان نہیں پہنچایا جائیگا
بیاس سے چلکر اُسی دن سورج غروب ہونے سے پہلے امرتسر پہونچ گئے تھے - رات کو
ڈاکٹر صاحب نے سلطان پنڈ میں جو امرتسر سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے بھیجدیا اور وارث اور

کی ہے - اور پھر اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام
اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے ؟ تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور
نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا
لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں - مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا
لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور
نزیل مسافر کو کہتے ہیں - چنانچہ ہمارے ملک کا بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر
کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اُترے ہیں - اور اس بول چال میں کوئی
بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ شخص آسمان سے اُترا ہے - اگر اسلام کے تمام فرقوں کی
حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے
جسمیں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسٰے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر
کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئینگے - اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم
ایسے شخص کو **بیس ہزار روپیہ** تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام
اپنی کتابوں کا جلا دینا اسکے علاوہ ہوگا جسطرح چاہیں تسلی کر لیں -

افسوس ہے کہ ہمارے سادہ لوح علما صرف نزول کا لفظ احادیث میں
دیکھکر اس بلا میں گرفتار ہو گئے ہیں کہ خواہ نخواہ امیدیں باندھ رہے ہیں کہ حضرت
عیسٰے علیہ السلام آسمان سے واپس آئینگے اور وہ دن ایک بڑے تماشے اور
نظارہ کا دن ہوگا کہ اُنکے دائیں بائیں فرشتے ساتھ ساتھ ہونگے جو اُنکو آسمان سے

اشتہار

پربیداس وعبدالرحیم میرے ساتھ رہے تھے - ایک دیسی عیسائی کے گھر ہم سارے رہے تھے
جب قادیاں سے بٹالہ آیا تھا مولوی غلام مصطفےٰ چھاپہ والے کے مکان پر نہیں گیا تھا -
مرزا صاحب نے بوجہ بدچلنی مجھے قادیاں سے نہیں نکلوایا تھا - ڈاکٹر صاحب پیار اور خلق سے
جب پہلے میں گیا پیش آئے تھے - ڈاکٹر صاحب میرے سے مضبوط ہیں - لیکن حملہ کرنے والا
جو بھیجا جائے اُسکو اپنا کام کرنا پڑتا ہے - اپنی زندگی کے پہلے کبھی ایسا ارادہ مینے نہیں کیا اور

اٹھا کر لائینگے - افسوس کہ یہ لوگ کتابیں تو پڑھتے ہیں مگر آنکھ بند کرکے - فرشتے تو ہر ایک
انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور بموجب حدیث صحیح کے طالب العلموں پر اپنے پروں کا
سایہ ڈالتے ہیں - اگر مسیح کو فرشتے اٹھائیں تو کیوں نرالے طور پر اس بات کو مانا جائے
قرآن شریف سے تو یہ بھی ثابت ہے کہ ہر ایک شخص کو خدا تعالےٰ اُٹھائے پھرتا ہے حملنا
ھُم فی البحر والبر - مگر کیا خدا کسی کو نظر آتا ہے ؟ یہ سب استعارات ہیں - مگر ایک
بیوقوف فرقہ چاہتا ہے کہ انکو حقیقت کے رنگ میں دیکھیں اور اس طرح پر ناحق مخالفوں کو
اعتراض کا موقعہ دیتے ہیں - یہ نادان نہیں جانتے کہ اگر حدیثوں کا مقصد یہ تھا کہ وہی
مسیح جو آسمان پر گیا تھا واپس آئیگا تو اس صورت میں نزول کا لفظ بولنا بے محل تھا -
ایسے موقعہ پر یعنے جہاں کسی کا واپس آنا بیان کیا جاتا ہے عرب کے فصیح لوگ رجوع
بولا کرتے ہیں نہ نزول - پھر کیونکر ایسا غیر فصیح اور بے محل لفظ اُس افصح الفصحاء اور
اعرف الناس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے جو تمام فصحاء کا سردار ہے -

ایک بڑا دھوکہ اِن کم فہم علماء کو یہ لگا ہوا ہے کہ جب قرآن شریف میں یہ
لوگ یہہ آیت پڑھتے ہیں کہ ما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم
اور نیز یہ آیت کہ بَل رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيهِ تو اپنی غایت درجہ کی نادانی سے یہ
خیال کر لیتے ہیں کہ نفی قتل اور نفی صلیب اور لفظ رفع اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت
عیسےٰ علیہ السلام یہود کے ہاتھ سے بچکر اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے
گئے - گویا بجز آسمان کے اور کوئی جگہ اُنکے پوشیدہ کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کو

نہ کبھی مارنے پر مامور ہوا تھا۔ جب میں مسلمان تھا میں قتل کرنا جُرم اور گناہ سمجھتا تھا مگر جب مرزا صاحب نے کہا کہ تم مقبول ہو جاؤ گے تو میرے خیال میں تبدیلی ہوئی اور پکا یقین ہو گیا کہ میں بہشت میں جاؤں گا اس سے پہلے کہ میں مرزا صاحب سے ملوں میرا پہ خیال یہ تھا کہ قتل کرنا گناہ ہے۔ گو محمدی مذہب کے رو سے کسی کافر کو مارنا ثواب ہے۔ یہ بات قرآن میں درج ہے۔ مینے خود پڑھا ہے۔ ترجمہ لکھا ہوا دیکھکر پڑھ لیتا ہوں۔ میرے چچے نے

بقیہ حاشیہ

زمین پر نہیں ملتی تھی۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے ہاتھ سے محفوظ رکھنے کے لئے تو ایک وحشت ناک اور سانپوں سے بھری ہوئی غار کفایت ہو گئی مگر مسیح کے دشمن زمین پر اُسکو نہیں چھوڑ سکتے تھے خواہ اللہ تعالےٰ انکو بچانے کے لئے زمین پر کیسی ہی تدبیر کرتا اسلئے مجبوراً یہودیوں سے اللہ تعالےٰ نے نعوذ باللہ عاجز آکر اُنکے لئے آسمان تجویز کیا۔ قرآن میں تو **رفع الی السّماء** کا ذکر بھی نہیں بلکہ **رفع الی اللہ** کا ذکر ہے جو ہر ایک مومن کے لئے ہوتا ہے۔

یہ لوگ یہ بھی نہیں سوچتے کہ اگر یہی قصہ صحیح ہے تو قرآن شریف نے جو اس قصہ کو لکھا تو ان آیات کی شان نزول کیا تھی اور کونسا جھگڑا یہود اور نصاریٰ میں حضرت عیسےٰ کے آسمانپر معہ جسم عنصری کے جانیکے متعلق تھا جس جھگڑے کو قرآن شریف نے ان آیات کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہا۔ ظاہر ہے کہ قرآن شریف کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ یہود اور نصاریٰ کے اختلافات کو حق اور راستی کے ساتھ فیصلہ کرے۔ سو یاد رہے کہ یہود اور نصاریٰ میں جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت اختلاف تھا اور اب بھی ہے وہ اختلاف اُنکے رفع روحانی کے بارے میں ہے۔ یہود نے صلیب دیئے جانے سے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ حضرت عیسےٰ کا رفع روحانی نہیں ہوا اور نعوذ باللہ وہ ملعون ہیں۔ کیونکہ اُنکے مذہب کے رو سے ہر ایک مومن کا مرنے کے بعد خدا تعالےٰ کی طرف رفع ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص صلیب کے ذریعہ سے مارا جائے اُسکا خدا تعالےٰ کی طرف رفع نہیں ہوتا یعنے وہ شخص لعنتی ہوتا ہے۔ پس یہودیوں کی یہی حجت تھی کہ حضرت

پڑھایا تھا - اور ایک مُلّا نے بھی پڑھایا تھا - میں بلا معنے کے قرآن پڑھتا رہا ہوں - ۳۱ رجولائی ۹۷ء

کو وعدہ معافی مجھے دیا گیا تھا اسلئے مینے اقبال لکھدیا تھا - اگر کوئی شخص کسی کو مارنے جائے اور مار دیوے تو مجرم ہے ورنہ نہیں - تاریخ تحریر اقبال سے برابر ڈاکٹر صاحب کے پاس میں رہا ہوں تین چار روز ہوئے انارکلی میں مولوی محمد حسین کو دیکھا تھا - پہلے اس سے کبھی نہیں دیکھا تھا - مینے کوئی خط مرزا صاحب کو نہیں لکھا - بائبل میں لکھا ہے کہ تو خون نہ کر اسلئے میرا ارادہ بدل گیا - کہ کیوں ایسے نیک آدمی کو جیسے کہ ڈاکٹر کلارک ہیں قتل کروں - ہمارے خاندان سے کسی نے کبھی قتل نہیں کیا - غازی کا مطلب مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہے - بیاس میں بھگت پریمداس نے ایک سانپ سیاہ رنگ کا پکڑا تھا - مار کر ڈاکٹر صاحب کے پاس میں لایا تھا - دوسرا سانپ جو پکڑا تھا وہ بھاگ گیا تھا - یعنے پہلے دن دو سانپ پکڑے گئے تھے ایک مرگیا اور دوسرا بھاگ گیا تھا - تیسرے روز ایک اور سانپ پکڑا گیا تھا اُسکو بھی مار ڈالا تھا - صرف ڈاکٹر صاحب کو دکھلانے کے واسطے سانپ بیجانا چاہا تھا - (بسوال عدالت) بھگت پریمداس نے روکدیا تھا - (وکیل) قطب الدین کو میں پہلے نہیں جانتا تھا - مرزا صاحب نے کوئی خط اُسکی طرف نہیں دیا تھا -

---

بقیہ حاشیہ

عیسٰے علیہ السّلام مصلوب ہو گئے اسلئے اُن کا رفع روحانی نہیں ہوا اور وہ لعنتی ہیں اور نالائق عیسائیوں نے بھی تین دن کے لئے حضرت عیسٰے کو رفع سے محروم سمجھا اور لعنتی ٹھہرایا - اب قرآن شریف کا اس ذکر سے مدعا یہ ہے کہ حضرت عیسٰے کے روحانی رفع پر گواہی دے - سو اللہ تعالےٰ نے مَا قَتَلُوہُ وَمَا صَلَبُوہُ کہہ کر نفی صلیب کی اور پھر اُس کا نتیجہ یہ نکالا کہ بَل رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیہِ اور اسطرح جھگڑے کا فیصلہ کر دیا اب انصاف دیکھو کہ اسجگہ رفع جسمانی کا تعلق اور واسطہ کیا ہے - یہودیوں میں ابتک لاکھوں تک زندہ موجود ہیں - اُنکے عالموں فاضلوں کو پوچھ لو کہ کیا آپ لوگ حضرت عیسٰے علیہ السّلام کے مصلوب ہونے سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انکا رفع روحانی نہیں ہوا یا یہ کہ انکا رفع جسمانی نہیں ہوا - ایسا ہی یہود یہ کہتے تھے کہ سچا مسیح اُسوقت آئے گا کہ جب ایلیا نبی ملاکی کی پیشگوئی کے موافق دوبارہ دنیا میں آجاوے گا - پھر جبکہ

قطب الدین نے کہا تھا کہ تم کوٹھی دیکھ آؤ۔ پھر میں بتلاونگا اٹھا لیجانا اور اُسے مار دینا
ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا تھا کہ ہم مرزا صاحب کو چٹھی لکھتے ہیں کہ یہ شخص عیسائی ہونیکو آیا ہے
مینے منع کیا تھا۔ اسلیئے کہ جب بپتسمہ ہوجاوے تب چٹھی لکھنا۔ آج میں قادیاں گیا تھا۔ عبدالرحیم
اور دو سپاہی اور وارث دین۔ دو سپاہی اور بھی ساتھ گئے۔ (بسوال پیروکار) ایک دفعہ پہلے
پہل بھی مرزا صاحب مجھے اُس اوپر والے کمرہ میں لیگئے تھے۔ خیر الدین کی مسجد واقعہ امرتسر
میں میں سو گیا تھا۔ اسلیئے ٹھہر گیا۔ مجھسے پوچھا نہ گیا اسلیئے مینے پہلے اقبال نہیں کیا تھا۔ سلطان محمود
نے مجھے قرآن پڑھایا تھا۔ چچا برہان الدین مالاکھنڈ نہیں گیا تھا۔ دونوں دفعہ جب میں امرتسر
کوٹھی پر ملا تھا ڈاکٹر صاحب خوشی سے ملے تھے دونوں دفعہ از خود گیا تھا۔ بلایا نہ گیا تھا۔ بیاس
جلتے وقت طلب کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے جھڑکی برانڈہ میں نکلکر نہیں دی تھی کہ کیوں
بے بلائے آئے ہو۔ عبدالحمید (دستخط حاکم)

سنایا گیا درست ہے دستخط حاکم

خدا تعالےٰ نے اپنی کمال حکمت سے جسکی حقیقت انسانوں پر نہیں کھل سکتی یہود کو اس
امتحان میں ڈالا کہ ایلیا نبی جسکا انکو انتظار تھا آسمان سے نازل نہ ہوا اور حضرت ابن مریم
نے مسیح ہونے کا دعویٰ کردیا تو یہ دعویٰ یہودیوں کو خلاف نصوص صریحہ معلوم ہوا۔
اور انھوں نے کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پھر نعوذ باللہ توریت باطل ہے اور ممکن
نہیں کہ خدا کی کتابیں باطل ہوں۔ پس تمام جڑ انکار کی یہی تھی۔ اسیوجہ سے یہودی
حضرت مسیح کے سخت دشمن ہوگئے اور انکو کافر اور مرتد اور دجال اور ملحد کہنے
لگے اور تمام علما کا فتویٰ اُنکے کفر پر ہوگیا اور انمیں زاہد اور راہب اور ربانی بھی
تھے وہ سب اُنکے کفر پر متفق ہوگئے۔ کیونکہ انھوں نے سمجھا کہ یہ شخص ظاہر نصوص کو
چھوڑتا ہے۔ یہ تمام فتنہ صرف اس بات سے پڑا کہ حضرت مسیح نے ایلیا نبی کے
دوبارہ آنے کے بارہ میں یہ تاویل پیش کی تھی کہ اس سے مراد ایسا شخص ہے جو
اُسکی خو اور طبیعت پر ہو۔ اور وہ یوحنا یعنے یحییٰ زکریا کا بیٹا ہے"۔ مگر یہ تاویل یہودیوں کو

نقل تحریر مشمولہ مثل فوجداری اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

مرجوعہ ۔ فیصلہ ۔ نمبر بستہ ۔ نمبر مقدمہ

۹ اگست ۹۷ء ۔ ستدارہ ۔ از محکمہ ۔ ۳/۲

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

منکہ عبد الحمید ولد سلطان محمود سکنہ جہلم کا ہوں حال وارد بیاس ۔ جو کہ میں موضع قادیاں میں سے مرزا صاحب غلام احمد قادیاں سے راوانہ کیا گیا تھا ۔ کہ تم ڈاکٹر کلارک صاحب نقیضان کردیں یعنے مار ڈالا ۔ اور مجھکو اس کام کے واسطے میں چلا آیا ہوں ۔ یہ قادیاں میں زبانی غسل خانہ میں کہی ۔ دستخط حاکم ....

نوٹ ۔ یہ پرچہ عبد الحمید گواہ سے لکھوایا گیا دستخط 13/8/97

پسند نہ آئی ۔ اور جیسا کہ مینے ابھی لکھا ہے انھوں نے انکو ملحد قرار دیا کہ جو نصوص کو اُنکی ظاہر سے پھیرتا ہے ۔ لیکن چونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام درحقیقت سچا نبی تھا اور اُنکی تاویل بھی گو بظاہر کیسی ہی بعید از قیاس تھی مگر خدا تعالےٰ کے نزدیک درست تھی اسلئے بعض لوگ جنکے دو نہیں یہ بھی خیال تھا کہ اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو راستبازی کے انوار کیوں اسمیں پائے جاتے ہیں اور کیوں سچے رسولونکی طرح اس سے نشان ظاہر ہوتے ہیں ۔ پس اس خیال کے دور کرنے کے لئے یہودیونکے مولوی ہر وقت اسی تدبیر میں لگے ہوئے تھے کہ کسی طرح عوام کو یہ یقین دلایا جائے کہ یہ شخص نعوذ باللہ کاذب اور ملعون ہے آخر انکو یہ بات سوجھی کہ اگر اسکو صلیب دیجائے تو البتہ ہر ایک پر صاف طور پر ثابت ہوجائیگا کہ یہ شخص نعوذ باللہ لعنتی اور اس رفع سے بے نصیب ہے جو راستبازونکا خدا تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے اور اس سے اس کا کاذب ہونا ثابت ہوگا ۔ کیونکہ توریت میں یہ لکھا تھا کہ جو شخص صلیب پر کھینچا جائے وہ لعنتی ہے یعنے اُسکا خدا تعالےٰ کی طرف رفع نہیں ہوتا ۔ سو انھوں نے اپنی دانست میں ایسا ہی کیا یعنے صلیب دیا ۔ اور یہ امر نصاریٰ پر بھی مشتبہ ہوگیا ۔ اور انھوں نے بھی گمان کیا کہ حضرت مسیح حقیقت میں

نقل بیان مشمولہ مثل اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپورہ

سرکار دولتمدار بنام مرزا غلام احمد سکنہ قادیان جرم ۰۷ ضابطہ فوجداری

۱۰ اگست ۹۷ء بیان عبدالرحیم باقرار صالح

ولد جے سنگہ ذات عیسائی ساکن حال امرتسر عمر ۔ سال بیان کیا کہ مجھے ڈاکٹر صاحب مستغیث نے عبدالحمید گواہ کے حالات دریافت کرنے کے واسطے تعینات کیا تھا۔ ۲ یوم

نورالقرآن

مصلوب ہو گئے ہیں۔ اور پھر اس اعتقاد سے یہ دوسرا عقیدہ بھی انھیں اختیار کرنا پڑا کہ وہ لعنتی بھی ہیں۔ مگر لعنت کے چھپانے کے لئے اور اُس کا کلنک دور کرنے کیلئے یہ تجویز سوچی گئی کہ انکو خدا تعالےٰ کا بیٹا بنایا جائے۔ ایسا بیٹا جسنے دنیا کے تمام گنہگاروں کی لعنتیں اپنے سر پر اٹھالیں اور بچائے دوسرے ملعونوں کے آپ ملعون بنگیا اور پھر ملعونوں کی موت سے مرا یعنے مصلوب ہوا۔ کیونکہ بنی اسرائیل میں قدیم سے یہ رسم تھی کہ جرائم پیشہ اور قتل کے مجرموں کو بذریعہ صلیب ہی ہلاک کیا کرتے تھے۔ اس مناسبت سے صلیبی موت لعنتی موت شمار کی گئی تھی مگر عیسائیوں کو یہ بڑا دھوکہ لگا کہ انھوں نے اپنے پیر و مرشد اور نبی کو ملعون ٹھہرایا۔ وہ بہت ہی شرمندہ ہونگے جب وہ اس بات میں غور کرینگے کہ لعنت کا مفہوم لُغت کی رو سے اس بات کو چاہتا ہے کہ شخص ملعون درحقیقت خدا سے مرتد ہو گیا ہو۔ کیونکہ لعنت ایک خدا کا فعل ہے اور یہ فعل انسان کے اُس فعل کے بعد ظہور میں آتا ہے کہ جب انسان عمداً بے ایمان ہو کر خدا تعالیٰ سے تمام تعلقات توڑ دے اور خدا سے بیزار ہو جائے اور خدا اُس سے بیزار ہو جائے سو جب ایسے شخص سے خدا بھی بیزار ہو جائے اور اُسکو اپنی درگاہ سے رد کر دے اور اُسکو دشمن پکڑے تو اس صورت میں اس مردود کا نام ملعون ہوتا ہے اور یہ امر ضروری ہوتا ہے کہ یہ شخص ملعون خدا سے بیزار ہو اور خدا تعالےٰ اس سے بیزار ہو اور شخص ملعون خدا تعالےٰ کا دشمن ہو جائے اور خدا تعالےٰ اُس کا دشمن ہو جائے۔ اور شخص ملعون خدا تعالیٰ کی معرفت سے بکلّی بے نصیب ہو جائے اور اندھا اور گمراہ ہو جائے

کے قریب اس بات کو ہوئے ہیں۔ بٹالہ میں مینے دریافت کیا تو جو بیانات عبد الحمید نے
کئے تھے سب جھوٹ پائے گئے۔ دوسرے روز قادیان میں ٹھہر گیا۔ وہاں سید حامد مرزا صاحب
کے مکان حجرہ میں جہاں وہ رہتے ہیں چلا گیا۔ اور کسی شخص سے بات چیت نہیں کی اُن سے
کہا کہ ایک شخص رلارام نام تھا جو مسلمان ہوا عبد المجید کے نام سے اب اپنے آپکو بتلاتا ہے
اس کا کیا حال ہے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ وہ ہندو سے مسلمان نہیں ہوا بلکہ پیدایشی

اور ایک ذرہ خدا کی محبت اُسکے دل میں نہ رہے۔ اسی لئے لُغت کے رو سے لعین
شیطان کا نام ہے۔

پس ظاہر ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام بالکل اس تہمت سے پاک ہیں کہ
نعوذ باللہ انکو ملعون کہا جائے اور رفع الی اللہ سے انکو بے نصیب سمجھا جائے
لیکن عیسائیوں نے اپنی حماقت سے اور یہودیوں نے اپنی شرارت سے انکو ملعون
قرار دیا اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں لعنت کا لفظ رفع کے لفظ کی نقیض ہے۔ پس اس سے
یہ لازم آیا کہ وہ نعوذ باللہ موت کے بعد خدا کی طرف نہیں بلکہ جہنم کی طرف گئے کیونکہ
لعنتی یعنے وہ شخص جس کا خدا تعالےٰ کی طرف رفع نہ ہوا وہ جہنم کی طرف جاتا ہے
یہ متفق علیہ اہل اسلام اور یہود کا عقیدہ ہے اسی لئے نصاریٰ کو یہ عقیدہ رکھنا پڑا
کہ حضرت عیسٰے مرنے کے بعد تین دن تک جہنم میں رہے۔ بہرحال ایک سچے نبی کی
ان دونوں قوموں نے بڑی بے ادبی کی۔ اسلئے خدا تعالےٰ نے چاہا کہ حضرت عیسٰے
علیہ السلام کو اس الزام سے بری کرے۔ پس اوّل تو خدا تعالےٰ نے قرآن شریف
میں یہ فرمایا کہ مسیح ابن مریم درحقیقت سچا نبی اور وجیہ اور خدا تعالےٰ کے مقربوں میں سے
تھا۔ اور پھر یہود اور نصاریٰ کے اس وسوسہ کو بھی دور کیا کہ وہ مصلوب ہوکر لعنتی
ہوا۔ اور فرمایا وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم۔ اور یہ بھی
فرما دیا کہ بل رفعہ اللہ الیہ۔ پس اسطرح وہ لعنت اور عدم رفع کی تہمت
جو چھ سو برس سے یہود اور نصاریٰ کی طرف سے انپر وارد کی گئی تھی اسکو دور فرمایا۔

مسلمان ہے جہلم کا رہنے والا ہے - برہان الدین کا بھتیجا ہے - راولپنڈی میں اس لڑکے
نے بپتسمہ پایا تھا - پھر مسلمان ہوگیا - اب قریباً آٹھ یوم سے چلا گیا ہے - تم اسکو اگر
اچھا کھانا اور اچھے کپڑے دوگے تو تمھارے پاس ٹھہر جاویگا - پھر میں نیچے مکان کے
اتر آیا - تو ایک شخص جوان عمر سابق عیسائی نے جس کا نام سائیداس ہے اور ایک
لڑکے نے کہا کہ عبدالحمید مرزا صاحب کو علانیہ گالیاں دیکر چلا گیا ہے - مرزا صاحب

حاشیہ

سو ان آیات کی شان نزول یہی ہے کہ اُسوقت کے یہود اور نصاریٰ حضرت مسیح
کو ملعون خیال کرتے تھے اور نہایت ضروری تھا کہ اُن شریروں اور احمقوں کی غلطی
ظاہر کرکے اُنکے جھوٹے الزام سے حضرت مسیح کو بری کردیا جائے - پس اس ضرورت
کے لئے قرآن شریف نے یہ فیصلہ کردیا کہ مسیح مصلوب نہیں ہوا اور جبکہ مصلوب
نہ ہوا تو یہ اعتراض سراسر غلط ٹھہرا کہ خدا کی طرف اسکا رفع نہیں ہوا اور نعوذباللہ
وہ ملعون ہوا بلکہ خدا تعالےٰ نے اور مقربوں کی طرح اسکو بھی رفع کی خلعت سے ممتاز کیا
اور خدا تعالےٰ نے اس فیصلہ میں حضرت عیسےٰ کے ملعون اور غیر مرفوع ہونیکے
بارے میں عیسائیوں اور یہودیوں دونوں کو جھوٹا ٹھہرایا -

اب اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسےٰ کی بریت اور انکا صادق
اور غیر کاذب ہونا جسمانی رفع پر موقوف نہ تھا - اور جسمانی رفع کے نہ ہونے سے انکا
کاذب اور ملعون ہونا لازم نہ آتا تھا - کیونکہ اگر صادق اور مقرب الٰہی ہونے کے
لئے جسمانی رفع کی ضرورت ہے تو بموجب عقیدہ ان نادان علماء کے لازم آتا ہے
کہ صرف حضرت عیسےٰ ہی خدا کے مقرب ہوں اور باقی تمام نبی جنکا جسمانی رفع
جسم عنصری کے ساتھ خدا تعالےٰ کی طرف نہیں ہوا وہ نعوذباللہ قرب الٰہی سے
بے نصیب ہوں - اور جبکہ جسمانی رفع کچھ شئے نہ تھا اور کسی نبی کے صادق اور
مقرب الٰہی ہونے کے لئے جسمانی طور پر اسکا آسمان پر جانا ضروری نہ تھا تو کیونکر
ممکن تھا کہ خدا کی کلام میں جو پر حکمت ہے یہ فضول اور لغو اور بے تعلق جھگڑا

نے یہ بھی کہا تھا کہ عبد المجید قلی یعنے ٹوکری اٹھانے کا کام بھی کرتا ہے۔

گواہ کو سنایا گیا درست ہے۔ دستخط حاکم عبد الرحیم بقلم خود

نقل تتمہ بیان عبد الرحیم باقرار صالح بصیغہ فوجداری اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

تتمہ بیان عبد الرحیم باقرار صالح

۱۳ اگست ۹۷ء میں پہلے ہندو تھا نائی۔ پھر مسلمان ہوا۔ ۲ سال مسلمان رہا۔ ۱۱ اکتوبر ۹۶ء کو عیسائی ہوا۔ یکم فروری ۹۷ء سے ڈاکٹر صاحب کے ماتحت ہوں۔ ۲۰

شروع کیا جاتا۔ حالانکہ یہود کا یہ مدعا اور مقصود نہ تھا کہ حضرت مسیح کے رفع جسمانی میں بحثیں کریں اور ایسی بحث سے انکو کچھ حاصل نہ تھا۔ اُن کا تمام مقصد جسکے لئے اُنکی قوم میں معاندانہ جوش پیدا ہوا تھا اور ابتک ہے صرف یہ تھا کہ وہ اُنکے مصلوب ہونے سے یہ نتیجہ نکالیں کہ انکا روحانی رفع نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے انھوں نے اپنی دانست میں انکو صلیب دیا۔ اور توریت میں اس بات کی صاف تصریح ہے کہ جو شخص لکڑی پر لٹکایا جائے یعنے صلیب دیا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے یعنے اللہ تعالےٰ کا قُرب اسکو مُیسر نہیں ہوتا دوسرے لفظوں میں یہ کہ رفع الی اللہ نہیں ہوتا بلکہ اسفل السافلین میں گرایا جاتا ہے۔ پس یہ صلیب کا لفظ اور جو اُسکا نتیجہ لعنت بیان گیا گیا ہے یہی پُکار پکار گواہی دے رہا ہے کہ یہود کا تمام شور و غوغا اسوقت یہی تھا کہ صلیب ملنے سے مسیح کا لعنتی ہونا ثابت ہے اور لعنتی ہونے سے عدم رفع ثابت۔ پس جو جھوٹا الزام لگایا گیا تھا خدا نے اُسی کا فیصلہ کرنا تھا۔ ہاں اگر مصلوب ہونے کا نتیجہ توریت کے رو سے یہ بیان کیا جاتا کہ جو شخص مصلوب ہو اُسکا جسمانی رفع نہیں ہوتا تو ممکن تھا کہ خدا تعالےٰ مسیح کو جسمانی طور پر آسمان پر پہنچاتا اور کچھ بھی شبہ نہ رہنے دیتا مگر اب تو یہ خیال سراسر بے تعلق اور اصل جھگڑے اور اُسکے فیصلہ سے کچھ لگاؤ نہیں رکھتا

تنخواہ پاتا ہوں۔ جب مرزا صاحب سے دریافت کیا تو جو کچھ مرزا صاحب نے عبدالحمید کی بابت بیاں کیا سچ معلوم ہوا۔ عبدالحمید کا بیان جھوٹ پایا گیا۔ ۲۳ رجولائی ۹۷ء کو قادیان گیا تھا۔ اتوار کو واپس آکر صاحب کو اطلاع دی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کو لڑکے پر شبہ ہوا۔ مجھ سے رائے پوچھی۔ مینے کہا کہ میں رائے نہیں دیسکتا کہ اسکو عیسائی کیا جائے یا نہ۔ پھر لڑکے کو بیاس بھیجا گیا اور میں ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ بیاس گیا۔ عبدالحمید سے ڈاکٹر صاحب کے

اور خدا تعالےٰ کی شان اس سے منزہ ہے کہ اس بیہودہ اور لغو اور بےتعلق امر کے بحث میں اپنے تیئں ڈالے۔ خدا کی تعلیمیں نجات اور قرب الٰہی کی راہیں بتلاتی ہیں اور اُن الزاموں کا نبیوں پر سے ذب اور دفع کرتی ہیں جنکی رو سے اُنکے مقرب اور ناجی ہونے پر حرف آتا ہے۔ مگر آسمان پر اس جسم کے ساتھ چڑھ جانا نجات اور قرب الٰہی سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ ورنہ ماننا پڑتا ہے کہ بجز حضرت مسیح کے نعوذ باللہ باقی تمام نبی نجات اور قرب الٰہی سے محروم ہیں اور یہ خیال صریح کفر ہے۔

ہمارے نادان مولوی اتنا بھی نہیں سوچتے کہ یہ تمام جھگڑا رفع اور عدم رفع کا صلیب کے مقدمہ سے شروع ہوا ہے یعنے توریت نے صلیب پر مرنے والوںکو روحانی رفع سے محروم ٹھہرایا ہے۔ پھر اگر توریت کے معنے یہ کئے جائیں کہ صلیب پر مرنے والا رفع جسمانی سے بےنصیب رہتا ہے تو ایسے عدم رفع سے نبیوں اور تمام مومنوں کا کیا حرج ہے۔ ہاں اگر یہ فرض کرلیں کہ نجات کے لئے رفع جسمانی شرط ہے تو نعوذ باللہ ماننا پڑتا ہے کہ بجز مسیح تمام انبیا نجات سے محروم ہیں۔ اور اگر رفع جسمانی کو نجات اور ایمان اور نیک بختی اور مراتب قرب سے کچھ بھی تعلق نہیں جیسا کہ فی الواقع یہی سچ ہے تو قرآن کے لفظ رفع کو اصل مقصد اور مراد سے پھیر کر اور اُسکی شان نزول سے لاپرواہ ہوکر خودبخود رفع جسمانی مراد لے لینا کسقدر گمراہی ہے قرآن شریف میں تو یہ بھی ہے کہ خدا تعالےٰ نے بلعم کا رفع کرنا چاہا تھا لیکن وہ زمین کی طرف جھک گیا۔ تو کیا اسجگہ بھی یہ کہوگے کہ اللہ تعالےٰ کا ارادہ تھا کہ بلعم کو بجسم

روبرو دے دیا۔ بات کیا کہ تم نے جو بیان کیا درست معلوم نہیں ہوتا - اُسنے کہا کہ سو نہ چھوٹا اور بڑی بات ہے - صاحب نے معافی دی اور اُسنے سچ سچ بتلا دیا کہ ڈاکٹر صاحب کو مارنے کے واسطے آیا ہوں - جب میں امرتسر میں قادیاں سے واپس آکر پہنچا تھا اس سے دوسرے یا تیسرے روز امرتسر سے بیاس ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ گیا تھا - بیاس میں شاید بیٹھنے کے کمرہ میں صاحب نے اور میں نے لڑکے سے پوچھا تھا - وارث دین - پریمداس ایک اور عیسائی موجود تھا - پھر ڈاکٹر صاحب نے اسکو کہا کہ لکھدو - عبد المجید نے میرے روبرو لکھا ۶ بجے شام سے پہلے لکھا تھا - لکھکر ×تیچے اور گواہ حاشیہ بلائے گئے تھے - پھر اُسی روز ۶ بجے کی گاڑی پر سوار ہو کر امرتسر چلے آئے تھے - ریل سے اتر کر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اس لڑکے کی حفاظت کرو - میں پریمداس اور وارث ہمراہ ہو کر لڑکے کو سلطان ونڈ لے گئے - ڈاکٹر صاحب کوٹھی پر شاید عبد الحمید کو لیگئے تھے یا نہ ہم سیدھا اسکو سلطان ونڈ لے گئے تھے بسوال عدالت - جب لڑکا پہلے پہل آیا تو اسکی شکل و شباہت خونی کی معلوم ہوتی تھی - بازار سے روٹی لاکر کھائی تھی - عبد الرحیم بقلم خود سنایا گیا درست ہے دستخط حاکم

ضمیمہ

عنصری آسمانپر اٹھا دے - سو ہر ایک شخص یاد رکھے اور بے ایمانی کی راہ کو اختیار نہ کرے کہ قرآن شریف میں ہر ایک جگہ رفع سے مراد رفع روحانی ہے -

بعض نادان کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں یہ آیت بھی ہے کہ رفعناہ مکانا علیا اور اسپر خود تراشیدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ادریس تھا جسکو اللہ تعالے نے معہ جسم آسمانپر اٹھا لیا تھا - لیکن یاد رہے کہ یہ قصہ بھی حضرت عیسے علیہ السلام کے قصے کی طرح ہمارے کم فہم علما کی غلطی ہے اور اصل حال یہ ہے کہ اسجگہ بھی رفع روحانی ہی مراد ہے - تمام مومنوں اور رسولوں اور نبیوں کا مرنے کے بعد رفع روحانی ہوتا ہے اور کافر کا رفع روحانی نہیں ہوتا چنانچہ آیت لا تفتح لھم ابواب السمآء کا اسی کی طرف اشارہ ہے - اور اگر حضرت ادریس معہ جسم عنصری آسمانپر گئے ہوتے تو بموجب نص صریح آیت

× یہ لفظ نہیں پڑھا گیا -

نقل بیان مشمولہ مثل اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

سرکار دولتمدار بنام مرزا غلام احمد سکنہ قادیان جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

۱۰ اگست ۱۸۹۷ء بیان پریمداس باقرار صالح

ولد ہیرا ذات عیسائی ساکن حال امرتسر عمر ۱۸ سال بیان کیا کہ اقبال حرف H میرے روبرو عبدالحمید نے لکھا تھا۔ ایک اور خط بھی اُسنے میرے روبرو مولوی نورالدین صاحب کی طرف لکھا تھا یہ دونوں خط و اقبال بمقام بیاس لکھے گئے تھے۔ خط میں عبدالحمید نے مولوی نورالدین صاحب کو لکھا تھا کہ دین محمدی جھوٹا ہے اور دین عیسوی سچا ہے۔ میں عیسائی ہونے لگا ہوں۔ میں اسوقت بیاس میں ہوں۔ اگر اب مجھے سمجھانا چاہتے ہیں تو آکر سمجھا دیں۔ اور مجھسے ٹکٹ کیواسطے پیسے مانگے۔ مینے کہا تھا کہ تم مولوی صاحب کو اتنا پیار کرتے ہو تو بیرنگ خط بھیجدو۔ اُسنے بھیجدیا۔ پھر جواب کوئی اُس خط کا نہ آیا ڈاکٹر صاحب بیاس گئے تھے انکے روبرو عبدالحمید نے کہا تھا کہ پہلے وہ برہمن تھا رلارام نام تھا۔ پھر مسلمان ہوگیا۔ اب مسلمان ہوں اور عبدالحمید نام ہے۔

فیہا تحیون جیسا کہ حضرت مسیح کا آسمانوں پر سکونت اختیار کرلینا ممتنع تھا ایسا ہی انکا بھی آسمانپر ٹھہرنا ممتنع ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ اس آیت میں قطعی فیصلہ دے چکا ہے کہ کوئی شخص آسمانپر زندگی بسر نہیں کرسکتا بلکہ تمام انسانوں کے لئے زندہ رہنے کی جگہ زمین ہے۔

علاوہ اسکے اس آیت کے دوسرے فقرہ میں جو فیہا تموتون ہے یعنے زمین پر ہی مروگے صاف فرمایا گیا ہے کہ ہر ایک شخص کی موت زمین پر ہوگی۔ پس اس سے ہمارے مخالفوں کو یہ عقیدہ رکھنا بھی لازم آیا کہ کسیوقت حضرت ادریس بھی آسمان پر سے نازل ہونگے۔ حالانکہ دنیا میں یہ کسی کا عقیدہ نہیں اور طرفہ یہ کہ زمین پر حضرت ادریس کی قبر بھی موجود ہے جیسا کہ حضرت عیسےٰ کی قبر موجود ہے۔

بعض علما ان پختہ ثبوتوں سے تنگ آکر یہ کہتے ہیں کہ فرض کیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مرگئے مگر کیا اللہ تعالےٰ قادر نہیں کہ آخری زمانہ میں انکو پھر زندہ کرے

عبدالحمید کے آنے کے ۸ روز بعد میں ریل پر پرچہ مسیحی دین کے تقسیم کرنے کے واسطے گیا تھا جب واپس آیا تو کھوہ کے پاس ایک شخص تھا۔ اور ایک اور فاصلہ پر تھا۔ ایک نے مجھسے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو مینے کہا کہ گھر جاتا ہوں۔ اُسنے کہا کہ تمھارے پاس کوئی لڑکا عبدالحمید ہے مینے کہا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ وہ لڑکا پہلے ہندو تھا رلارام اُس کا نام ہے بٹالہ اسکے گھر ہیں پہلے بے ایمانی اُسنے کی کہ مسلمان ہوا اور اب عیسائی ہونے آیا ہے مینے کہا کہ جو تاریکی اُسکے دلمیں تھی دور ہو جاوے گی اور تمکو تکلیف پھر نہیں دیگا۔ پھر وہ دونوں شخص وہیں رہے اور مین اپنے ہسپتال کو چلا گیا۔ سفید پوش آدمی تھے۔ ٹھیک نہیں کہہ سکتا کہ ہندو تھے یا مسلمان تھے۔ داڑھی مُنڈی ہوئی تھی۔ پنجابی بولی تھی۔ سرحدی بولی نہ تھی۔ پھر اُن آدمیونکو نہیں دیکھا۔ اوس شخص نے اسٹیشن ماسٹر سے بھی ذکر کیا تھا کہ یہ لڑکا ہندوؤں کا ہے۔ مجھے سٹیشن ماسٹر نے کہا تھا۔ میں نے عبدالحمید سے اُن دو آدمیونکی بابت ذکر کیا تھا کہ وہ تمھارے پنڈ کے ہیں یا کیا۔ اُسنے مجھے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ پرمید اس سنایا گیا درست ہے دستخط حاکم

شہادت استغاثہ ہو چکی ہے مستغاث علیہ کی طرف سے وکیل نے پرسوں آنا ہے پرسوں پیش ہووے۔ دستخط حاکم

تبصرہ

مگر ہم کہتے ہیں کہ قطع نظر اس بات کے کہ قرآن شریف کے رو سے مردہ کا زندہ ہو کر دنیا میں آکر آباد ہونا بالکل ممتنع ہے اور آیت فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ اس دوبارہ روح کے آنے سے مانع ہے پھر اگر بطور فرض محال مان بھی لیں کہ حضرت عیسےٰ زندہ ہو کر آئینگے تو ہمیں کسی حدیث یا اثر صحابی سے نشان بتلانا چاہیے کہ کونسی قبر پھٹے گی جس سے وہ زندہ ہو کر نکل آئیں گے۔ افسوس کہ ہمارے مخالف ایک جھوٹے عقیدہ میں پھنسکر ناحق گلے پڑا ڈھول بجا رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ایسے بیہودہ اور لغو عقائد سے دین کو بہت نقصان پہونچایا ہے اور مخالفوں کو اعتراض کرنے کا موقعہ دیا ہے۔ ایک فرقہ مسلمانوں کا جو نیچر اور قانون قدرت کا عاشق ہو رہا ہے وہ ان ہی لوگوں کی نہایت غیر معقول تقریروں سے مسیح کے دوبارہ آنے

نقل بیان پریمداس شمولہ مثل فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپورہ

سرکار بذریعہ ڈاکٹر صاحب ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

بیان پریمداس باقرار صالح واقعہ ۱۳ اگست ۱۸۹۷ء

میں قریب ۱۶ سال یا کم و بیش سے عیسائی ہوں ڈاکٹر صاحب کے ماتحت ۱۲ سال ہو گئے ہیں۔ اسوقت بیاس پر تعینات ہوں۔ عبد الحمید ۲۱-۲۲ جولائی ۹۷ء کو میرے پاس بھیجا گیا

کی پیشگوئیوں سے منکر ہو گیا جو اسلامی تواریخ میں اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہے کیونکہ جبکہ ان لوگوں نے جو نو تعلیم یافتہ اور محققانہ طرز پر خیالات رکھتے تھے ان لوگوں کی یہ تقریریں سُنیں کہ آخری زمانہ میں ایک دجال پیدا ہوگا جس کا گدھا قریباً تین سو ہاتھ لمبا ہوگا اور وہ دجال اپنے اختیار سے مینہ برسائیگا اور آفتاب نکالے گا اور مُردے زندہ کریگا اور بہشت اور دوزخ اُسکے ساتھ ہونگے اور خدا کی تمام چیزوں اور دریاؤں اور ہواؤں اور آگ اور خاک اور چاند اور سورج وغیرہ مخلوقات پر اسکی حکومت ہوگی اور ایک آنکھ سے کانا اور ایک آنکھ میں پھولا ہوگا اور خدا کے پرستار اسکے وقت میں تنگی اور امساک باراں سے مرینگے اُنکی دعا بھی قبول نہیں ہوگی۔ اور دجال کے پرستار بڑے مزے میں ہونگے۔ عین وقت پر دجال اُنکی کھیتیوں میں مینہ برسا دے گا اور پھر آسمان سے مسیح بڑی شان سے اُتریگا۔ دائیں بائیں اُسکے فرشتے ہونگے جہانتک اُسکا سانس پہونچے گا کافر لوگ اس سے مرینگے۔ مگر دجال کو اپنے سانس سے مار نہیں سکے گا۔ آخر بڑے جد و جہد اور جانکاہی سے حربہ کے ساتھ اُس کا کام تمام کریگا‘‘۔ اِن تقریروں سے نو تعلیم یافتہ لوگ بہت گھبرائے اور درحقیقت گھبرانے کا محل تھا۔ کیونکہ اگر دجال ایسا ہی ذو الاقتدار ہے تو جبحالت میں کہ مخلوق پرست لوگ بغیر اسکے کہ اپنے معبودوں سے کوئی خدائی کا کرشمہ دیکھیں ناحق مخلوق پرستی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور کروڑہا تک اُنکی نوبت پہونچ گئی ہے تو پھر ایسا شخص کہ جو درحقیقت خدائی کی قدرتیں دکھلائے گا اُسکے پرستاروں کا کہاں تک شمار پہونچے گا اور ایسے لوگوں کو کیوں معذور

تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے چٹھی میں لکھا تھا کہ اس عزیز کو دین عیسائی سکھلاؤ اور کام لو۔ ٹوکری اُٹھا سکتا ہے نازک اندام نہیں ہے ۳۱ر جولائی ۹۷ء تک جبتک اقبال لکھا گیا عبد الحمید نے نہیں کہا تھا کہ وہ ڈاکٹر کلارک کو مارنے آیا ہے۔ بیاس میں ایک نیا کمرہ ڈاکٹر صاحب کا بنتا ہے وہاں عبد الحمید نے روبرو میرے یوسف خان اور میرے مولوی نور الدین کو خط لکھا تھا۔ میرے دل میں ۳۱ر جولائی ۹۷ء تک کوئی شک عبد الحمید کی نسبت نہیں ہوا تھا۔ بلکہ دو آدمیوں نے اسکی بابت کہا تھا کہ یہ ہندوؤں کا لڑکا ہے اور مجھکو اُس سے ہمدردی ہے۔ ایک روز دو سانپ پکڑے گئے تھے۔ پرسیداس بقلم خود سنایا گیا درست ہے۔ (دستخط حاکم)

نہ سمجھا جائے جنہوں نے اُسکی پوری خدائی دیکھ لی ہوگی۔ دیکھو مسیح ابن مریم دنیا میں اگر ایک چوہا بھی پیدا نہ کر سکا تب بھی چالیس کروڑ کے قریب مخلوق پرست لوگ اُسکی پوجا کر رہے ہیں۔ پھر ایسا شخص جسکے ہاتھ میں خدا کی قدرت کا تمام نظام ہوگا وہ کسقدر دنیا میں فتنہ ڈال سکتا ہے اور خدائے کریم و رحیم کی سُنّت اور عادت سے بالکل بعید ہے کہ ایسے ایمان سوز فتنہ میں لوگونکو مُبتلا کرے۔ اس سے تو نعوذ باللہ قرآن شریف کی ساری توحید خاک میں ملتی ہے اور تمام فرقانی تعلیم درہم برہم ہو جاتی ہے۔ پھر کیونکر ایسا دجّال اہل عقل اور بصیرت کو سمجھ آسکتا۔ اسی طرح مسیح ابن مریم کا برخلاف نصوص صریحہ کتاب اللہ کے صدہا برس آسمان پر زندگی بسر کرکے اور پھر ملائک کے گروہ میں ایک مجمع عظیم میں نازل ہونا اور سانس سے تمام کافروں کو مارنا اور یہ نظارہ دنیا کے لوگونکو دکھائی دینا جو ایمان بالغیب کے بھی منافی ہے درحقیقت ایسا ہی امر تھا جو نیچر اور قانون قدرت کے ماننے والے اُس سے انکار کرتے۔ کیونکہ اس قسم کے معجزات کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں اور قرآن اسکا مکذب ہے جیساکہ آیت قل سبحان ربّی سے ظاہر ہے۔

سو یہ تمام گناہ ہمارے علماء کی گردن پر ہے کہ دجّال کو خُدائی کا پورا جامہ پہنا کر اور مسیح کو ایسی طرز پر آسمان سے اتار کر جسکی نظیر تمام سلسلہ معجزات

نقل بیان گواہ استغاثہ بصیغہ فوجداری اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری بنام مرزا غلام احمد قادیانی

بیان مولوی نورالدین گواہ استغاثہ باقرار صالح ...... ۲۰ اگست ۹۷ء

ولد غلام رسول ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور قوم قریشی عمر ۵۵ سال - بیان کیا -

میں مرزا صاحب کا مرید ہوں - بہت عرصہ سالہا سال سے - مجھے کبھی دائیں ہاتھ کے فرشتے

کا لقب نہیں ملا - اور نہ خلیفہ کا لقب ملا ہے - مجھے بڑے بزرگ نہیں کہا جاتا - عبدالحمید

ہماری برادری سے نہیں ہے - ہم قریشی ہیں اور عبدالحمید گکھڑ ہے کوئی تعلق نہیں ہے - مجھے

کوئی خط عبدالحمید کا بیرنگ نہیں آیا - میں تین قسم کا خط بیرنگ لیتا ہوں - گھر سے آئے ہوئے - یا

اگر کوئی ٹکٹ لگا کر بھیجے اور بیرنگ اتفاقیہ ہو جائے تو میں اسکا محصول دیدیتا ہوں یا کتابوں کی بلٹیوں

والے خط بیرنگ لیتا ہوں باقی میں بیرنگ خط واپس کرتا ہوں - عبدالحمید سے میں واقف ہوں

دو دفعہ قادیاں میں آیا تھا اور مجھ سے کہا تھا کہ مرزا صاحب کی بیعت کرا دو - میں نے مرزا صاحب سے

بقیہ حاشیہ

اور قانون قدرت میں پائی نہیں جاتی محققوں کو نہایت توحش اور حیرانی میں ڈالدیا -

آخر وہ بیچارے ان دونوں پیشگوئیوں سے منکر ہو گئے - حالانکہ یہ دونوں پیشگوئیاں

اسلامی تواریخ اور احادیث اور آثار صحابہ میں اس درجہ تواتر پر ہیں کہ یہ تواتر کسی دوسری

پیشگوئی میں پایا نہیں جاتا اور کوئی عقلمند اخبار متواترہ سے انکار نہیں کر سکتا - پس اگر

یہ نافہم علماء ان پیشگوئیوں کے سیدھے اور صحیح معنے کرتے تو یہ فرقہ لائق رحم اس بلاء

انکار میں نہ پڑتا - اور ان عقلمندوں پر ہرگز امید نہ تھی کہ اگر وہ سیدھے اور صاف اور

قریب قیاس معنے پاتے تو اس اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی کو جس پر اسلام کے تمام فرقوں کا

اتفاق ہے بلکہ نصاریٰ کی انجیل بھی اسپر گواہ ہے رد کر دیتے - کیونکہ دجّال کے

یہ سیدھے معنے ہیں جو خود دجل کے لفظ سے ہی معلوم ہو رہے ہیں یعنے یہ کہ

جو فروش گندم نما کے طور پر دھوکہ دہی کے پیشہ کو کمال کی حد تک پہونچا نا یہی معنے

پیشگوئیمیں مقصود ہیں جو کوئی معقول پسند انکے ماننے میں تأمل نہیں کر سکتا اور

عرض کی انھوں نے کہا کہ ہم اسقدر جلدی بیعت نہیں کرتے اور نہ ایسی بیعت کو ہم پسند کرتے ہیں
کہ بیعت کرنے والے کا حال اچھی طرح معلوم نہ ہووے - عبدالحمید دو چار روز رہکر چلا گیا یاد نہیں
کہ کب آیا تھا - پھر معلوم نہیں کہ کس عرصہ کے بعد دوبارہ آیا تھا مگر زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا
دوسری دفعہ کی بابت یاد نہیں کہ کتنے روز رہا تھا - مرزا صاحب عبدالحمید سے نہ سختی اور نہ پیار کرتے
تھے - ایک دفعہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ اجنبی لوگونکو زیادہ مت رہنے دیا کرو تا وقتیکہ شرافت
کا حال معلوم نہ ہو - بنگال میں معلوم نہیں کہ کوئی مرید مرزا صاحب کا ہے یا نہ - حیدرآباد میں دو
مرید ہیں - بمبئی میں ایک شخص - کراچی میں کوئی نہیں - کابل میں کوئی نہیں - لکھنؤ میں کوئی نہیں دہلی
میں ایک ہی - پنجاب میں مرید ہیں تعداد یاد نہیں - مرزا صاحب کتابیں تصنیف کرتے ہیں - بعض
اُنکے مُرید مفت کتابیں لیجاتے ہیں اور بعض قیمت دیجاتے ہیں اور نذر بھی دیتے ہیں - میں سمجھتا ہوں
کہ مرزا صاحب ۵۰۰ روپیہ تک انعام دیسکتے ہیں - یوسف خان جب تک قادیان میں رہا
ہمسے الگ رہا مگر اسکی خرابی کوئی نہیں دیکھی - مرزا صاحب نے عبدالحمید کو کرایہ نہیں دیا تھا - حکم دیا تھا کہ

حاشیہ

اسی دجالیت کے لحاظ سے حدیثوں میں دو قسم کے صفات دجّال معہود کے بیان
فرمائے گئے ہیں - ایک یہ کہ وہ نبوّت کا دعوےٰ کریگا - اور دوسرے یہ کہ وہ خدائی
کا دعوےٰ کریگا - ان دونوں باتوںکو اگر حقیقت پر حمل کیا جائے تو کسی طرح تطبیق
ممکن نہیں کیونکہ نبوت کا دعویٰ اس باتکو مستلزم ہے کہ شخص مدعی خدا تعالےٰ
کا قائل ہو - اور خدائی کا دعوے اسبات کو چاہتا ہے کہ شخص مدعی آپ ہی خدا بن
بیٹھے اور کسی دوسرے خدا کا قائل نہ ہو - پس یہ دونوں دعوے ایک شخص سے
کیونکر ہو سکتے ہیں -

پس اصل بات یہ ہے کہ دجّال ایک شخص کا نام نہیں ہے - لُغت
عرب کے رو سے دجّال اُس گروہ کو کہتے ہیں جو اپنے تئیں امین اور متدین ظاہر کرے
مگر در اصل نہ امین ہو اور نہ متدین ہو بلکہ اُسکی ہر ایک بات میں دھوکہ دہی اور فریب دہی
ہو - سو یہ صفت عیسائیوںکے اُس گروہ میں ہے جو پادری کہلاتے ہیں - اور وہ گروہ

نکال دوسکتے آدمیوں کو وہ نہیں رہنے دیتے ۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے اور یاد ہے میں نے ۲ ر
اُسکو دیئے تھے ۔ مرزا صاحب نے اُسکو کچھ نہیں دیا تھا ۔ عبد المجید کو چھاپہ خانہ میں کام کرتے
مینے خود نہیں دیکھا ۔ سُنا تھا کہ کام کرتا تھا ۔ گالیوں کی بابت سُنا تھا کہ مرزا صاحب کو گالیاں اُسنے
دی ہیں ۔ میرے روبرو کے گالیاں مرزا صاحب کو اُسنے نہیں دی تھیں ۔ جوبلی کے دن عبد المجید
کی بابت نہیں کہہ سکتا کہ وہاں تھا یا نہیں ۔ جوبلی پر برہان الدین آیا تھا اُسنے مجھسے کہا تھا کہ
یہ لڑکا اچھا نہیں ہے تم اس سے خطا کھاؤگے ۔ یعنے تمکو تکلیف دیگا ۔ خبر نہیں کس نے عبد المجید کو
کہا تھا کہ چلے جاؤ ۔ مینے نہیں کہا تھا ۔ **بسوال وکیل ملزم** ۔ جب پہلی دفعہ عبد المجید قادیان
آیا میں اُس سے واقف ہوا تھا ۔ جہاں عام لوگ ملاقاتی یا فقیر وغیرہ رہتے ہیں وہاں وہ رہتا
تھا ۔ مرزا صاحب کے گھر سے سو گز دور جگہ ہے ۔ مرزا صاحب وہاں نہیں آیا کرتے ۔ چار
سال سے برابر مرزا صاحب کے پاس رہتا ہوں ۔ وہ خلوت میں رہتے ہیں ۔ صرف پانچ وقت
نماز کے واسطے باہر نکلتے ہیں اور کبھی کبھی ہواخوری کے واسطے باہر جاتے ہیں ۔ صبح ۔ ظہر ۔ عصر

حاشیہ

جو طرح طرح کی کلوں اور صنعتوں اور خدائی کاموں کو اپنے ہاتھ میں لینے کی فکر میں
لگے ہوئے ہیں جو یورپ کے فلاسفر ہیں[۲] وہ اسوجہ سے دجّال ہیں کہ خدا کے بندوں کو
اپنے کاموں سے اور نیز اپنے بلند دعووں سے اس دھوکہ میں ڈالتے ہیں کہ گویا کارخانہ
خدائی میں انکو دخل ہے ۔ اور پادریوں کا گروہ اس وجہ سے نبوت کا دعویٰ کر رہا
ہے کہ وہ لوگ اصل آسمانی انجیل کو گم کر کے محرّف اور مغشوش مضمون بنام نہاد ترجمہ
انجیل کے دنیا میں پھیلاتے ہیں ۔ اور اگر اُس اصل انجیل کا مطالبہ کیا جائے جو حضرت
عیسےٰ کی تین[۳] برس کی الہامی کلام تھی جسکی نسبت وہ بیان کرتے ہیں کہ "میں کچھ نہیں
کہتا مگر وہی جو خدا نے مجھکو کہا" تو اُس کا کچھ بھی پتہ نہیں بتلا سکتے کہ وہ کتاب کہاں
غائب ہو گئی ۔ اور یہ ترجمے جو پیش کرتے ہیں تو بلاشبہ یہ انکی اپنی طبع زاد انجیلیں
ہیں جنکی صحت کا وہ کچھ بھی ثبوت نہیں دے سکتے ۔ پس جس گستاخی اور دلیری سے
وہ ان بے اصل تراجم کو شایع کر رہے ہیں یہی فعل انکا دوسرے لفظوں میں گویا نبوت

مغرب اور عشاء کے وقت باہر آتے ہیں اُسوقت عام مجمع ہوتا ہے - ہر ایک آدمی وہاں موجود ہوتا ہے - کوئی شخص اندر مکان مرزا صاحب کے نہیں جاتا - میں خود کبھی نہیں گیا - عام طور پر مرزا صاحب نے حکم دیا تھا کہ جو اجنبی لوگ ہیں سوائے مخصوصوں کے باقی لوگوں کو نکال دیا جائے - جب برہان الدین نے کہا تھا کہ یہ لڑکا اچھا نہیں ہے میں نے مرزا صاحب سے اسکی بابت ذکر نہیں کیا تھا - بلکہ برہان الدین سے کہا تھا کہ برے اچھے ہو جاتے ہیں آپ کیوں ایسی بدظنی اسپر رکھتے ہیں - اُسنے کہا تھا میں زیادہ تجربہ اسکی بابت رکھتا ہوں - عبدالمجید میرے درس میں کبھی نہیں بیٹھا اور مرزا صاحب سے تو ملا ہی نہیں - اسکو سوزاک کی بیماری ہے - میں نے اُسکا علاج کیا تھا - دوبارہ جب وہ قادیاں آیا میں اسی جگہ تھا - دوبارہ آنے پر نکالا گیا تھا - شاید برہان الدین اسوقت اُسجگہ نہ تھا یہ غالب اُمید ہے - محمد یوسف کے نکالے جانے کی بابت اب میں نے فقط سُنا ہے کہ وہ نکالا گیا تھا - دراصل وہ خود چلا گیا تھا - حرف F صفحہ ۴۴ میں جو عبارت درج ہے وہ راستی اور جھوٹھ کی بابت ہی کہ کوئی شخص جو راستی پر نہ ہووے اُسکو خدا ضایع کریگا خواہ کوئی ہووے

تفسیر

کا دعویٰ ہے - کیونکہ انھوں نے جعل سازی سے نبوت کے منصب کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے - جو چاہتے ہیں ترجمہ کے بہانہ سے لکھ دیتے ہیں اور پھر اُسکو خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں - پس یہ طریق اُنکا نبوت کے دعوے سے مشابہ ہے اور اس دام میں گرفتار اکثر عوام عیسائی ہیں - اور یہ دجل پادریوں کا منصب ہی -

اور دجال کی دوسری جزو جنکے افعال خدائی کے دعوے سے مشابہ ہیں وہ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے یورپ کے فلاسفروں اور کلوں کے ایجاد کرنیوالوں کا گروہ ہے - جنھوں نے اسباب اور علل کے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیا ہے - اور بہت سی کامیابیوں کی وجہ سے آخر اس ردی اعتقاد تک پہونچ گئے ہیں کہ خدا کی قدرت اور اُسپر ایمان رکھنا کچھ چیز نہیں ہے - اور اس گروہ کے تابع اکثر یورپ کے خواص عیسائی ہیں - اور وہ دن رات ان تلاشوں میں

اسمیں مرزا صاحب بھی شامل ہیں - یہ عبارت پیشگوئی نہیں ہے - کوئی شخص ہو شریر یا درجھوٹے
کا انجام اچھا نہیں ہے - عبارت کے آخر میں لفظ جھوٹ کا درج ہے جھوٹے کا نہیں ہے
محمد سعید کو جو عیسائی ہوگیا ہے جانتا ہوں - اسکو مرزا صاحب نے قادیاں سے نکال دیا تھا
یوسف خان اور محمد سعید اکٹھے یکجا رہتے تھے - دونوں قادیاں سے اکٹھے نہیں گئے علیحدہ
گئے تھے - اندر مکان غسلخانہ کا حال مجھے معلوم نہیں کہ کہاں ہے - مسجد کا عام غسل خانہ ہے -
(بسوال پیروکار) مرزا صاحب کا کوئی حجرہ مسجد میں نہیں ہے - (بسوال عدالت) عبدالحمید کی بیعت
نہیں ہوئی تھی - بیعت کی شرائط اسکو کوئی میں نے نہیں پڑھائی تھیں - (حرف ٨) نور الدین
سنایا گیا درست ہے نور الدین دستخط حاکم -

لگے ہوئے ہیں کہ ہم خود ہی کسی طرح پر اس راز کے مالک ہو جائیں کہ جب چاہیں
بارش برسا دیں اور جب چاہیں کسی کے گھر میں لڑکا یا لڑکی پیدا کر دیں اور جب
چاہیں کسی کو عقیمہ بنا دیں - پس کچھ شک نہیں کہ یہ طریق دوسرے لفظوں میں
خدائی کا دعوے ہے -

غرض دجال کی نبوت اور الوہیت کے دعوے یہ ایک ایسے معنے
ہیں کہ کوئی دانشمند اس سے انکار نہیں کر سکتا - اور بلاشبہ پادریوں نے نبوت
کی امانت میں جو الہام اور وحی الٰہی ہے ایسی بیجا دست اندازی کی ہے کہ ایک
مدعی کے طور پر منصب نبوت میں ہاتھ ڈالا ہے - اور ہر ایک ترجمہ جو انجیل کے
نام سے یہ لوگ شایع کرتے ہیں وہ گویا ایک نئی انجیل ہوتی ہے جو اپنی طرف سے
پیش کرتے ہیں - اگر خدا تعالےٰ کا خوف ہوتا تو جسقدر ترجمے شایع کئے گئے
ہیں ساتھ اُنکے اصل کو بھی شایع کرتے جیسا کہ قرآن شریف کے شایع کرنے میں
مسلمانوں کا طریق ہے - مگر ان لوگوں نے اصل کو چھپایا اور اُن ترجموں کو شایع
کیا جو خود انکے ہاتھوں کے کرتب ہیں - پس بلاشبہ ایک طور سے یہ دعوی نبوت
ہے کہ کسی اپنی کلام کو پیش کرکے پھر اسکو خدا کی طرف منسوب کرنا -

نقل بیان گواہ استغاثہ بصیغہ فوجداری اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر مجسٹریٹ ضلع گورداسپور سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری ۱۳ اگست ۹۷ء

(مہر عدالت)

بیان شیخ رحمت اللہ باقرار صالح

ولد شیخ عبد الکریم ذات شیخ ساکن گجرات حال لاہور عمر ۳۵ سال بیان کیا کہ میں تجارت کا کام کرتا ہوں۔ مرزا صاحب کا مرید ہوں قریب چھ سال سے۔ تعداد مریدوں کی مجھے معلوم نہیں عبد الحمید کو غالباً ماہ مئی میں بمقام لاہور دیکھا تھا میری دوکان پر آیا تھا۔ میرے پاس گجرات کے محمدیوں نے اُسکو نہیں بھیجا تھا۔ امیر الدین نے میرے پاس نہیں بھیجا تھا۔ ٹھیک تاریخ یاد نہیں۔ اُسنے مجھے کہا تھا کہ میں برہان الدین کا بھتیجا ہوں عیسائی ہوگیا تھا۔ مگر اب میرا عقیدہ پھر گیا ہے مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ مینے پہلے بھی سُنا ہوا تھا کہ ایک بھتیجا برہان الدین کا عیسائی ہے۔ معلوم نہیں کسنے کہا تھا۔ دو یا تین روز میرے مردانہ مکان پر رہا تھا۔ اُسنے قادیاں آنے کا ارادہ کیا اور مجھسے کرایہ مانگا۔ مینے ۸ ر کے پیسے اسکو دیئے تھے۔ مجھے کوئی

ایساہی دعوی الوہیت اُنکے فلاسفروں کی ان حرکات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ رازِ آفرینش الٰہی میں ایسے طور سے ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں جس سے تمام الوہیت کے کاموں پر قبضہ کرلیں اور یہ ایک طبعی امر ہے کہ جب انسان خدا تعالےٰ کے نظام بری اور بحری اور ارضی اور سماوی میں دخل دینا چاہے اور طبعی تحقیقاتوں میں پڑکر اور ہر ایک شئے کی کُنہ تک پہونچکر نظام عالم کے سلسلہ کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہے تو جسقدر اُسکو اس فلسفیانہ تحقیقات اور تفتیش اور کھوج لگانے اور جانچ اور پڑتال میں کامیابیاں ہوتی ہیں اور الٰہی نظام کے کاموں کو اپنے طور پر بھی ادا کرنے لگتا ہے یہ تمام کامیابیاں اس میں وہ متکبرانہ صفات پیدا کر دیتی ہیں جو خاصہ حضرت کبریائی ہے۔ اور اس غرور کے نشے میں ایسے ایسے طور سے انانیت کا رنگ اُسکے نفس رذیل پر چڑھ جاتا ہے جسکو دوسرے لفظوں میں خدائی کا دعوےٰ کہہ سکتے ہیں۔ بالخصوص جبکہ ایسا متکبر فلسفی کسی اپنی علمی حکمت سے مثلاً کسی طوفان ہوا یا طوفان آب کے پیدا کرنے پر قادر ہو جاتا ہے یا

اطلاع نہیں آئی تھی کہ وہ پہونچگیا ہے۔ کسی آئے گئے سے معلوم ہوا تھا کہ پہونچ گیا ہے۔ چوتھے پانچویں روز بعد پھر واپس آیا۔ مگر میں وہاں نہ تھا۔ میرے آدمیوں نے کہا کہ آیا تھا اور جہلم گیا ہے۔ اُسکے بعد پھر مینے اُسکو نہیں دیکھا۔ میں عموماً قادیاں میں جاتا ہوں اور بفضل خدا مالدار ہوں ماہ‌ۭ‌ ٹکس ادا کرتا ہوں۔ قادیاں میں مہمان خانہ میں رہتا ہوں جو مرزا صاحب کے مکان سے الگ ہے۔ مرزا صاحب کا خلوت خانہ نہیں ہے۔ مسجد میں عوام الناس سے عام لوگوں سے ملتے ہیں۔ میرے علم میں کوئی خاص جگہ نہیں ہے جہاں وہ مشورے کرتے ہوں۔ اگر میری طاقت ہو اور اسلام کی خاطر روپیہ کی ضرورت ہووے تو میں مرزا صاحب کو امداد دینے کو حاضر ہوں۔ ۱۶۔ اور ۲۲ جولائی ۹۷ء کے درمیان میں گجرات گیا تھا۔ میں کہہ نہیں سکتا کہ عبدالمجید نے میرے پاس کیا نام ظاہر کیا تھا۔ یوسف خان کو جانتا ہوں۔ میرے سامنے کبھی امامت نہیں کی اور نہ وہ اس قابل ہے کہ امام مقرر ہو۔ (بسوال وکیل ملزم) عبدالمجید کو میں بدمعاش جانتا ہوں۔ اُسنے مجھے کہا تھا کہ کچھ شکوک ہیں جو مٹانے کے واسطے قادیاں جاتا ہوں۔ مسجد کیسا تھ

مینہ برسانے پر قدرت پاتا ہے تو اس قسم کی کامیابیاں تقاضا کرتی ہیں کہ وہ ایک الوہیت کا نشان اپنے اندر ملاحظہ کرے اور حضرت عزت جلشانہٗ کو تحقیر کی نظر سے دیکھے۔ پس ایسے انسان کے دلسے وقتاً فوقتاً خدا تعالےٰ کی عظمت گھٹتی جاتی ہے اور اُسکے دل میں یہ بات جم جاتی ہے کہ شاید اسی طرح سلسلہ علل و معلول کی ناسمجھی کی وجہ سے لوگ خدا کے وجود کے قائل ہوگئے ہیں۔ پس وہ ان منحوس کامیابیوں کی شامت سے جو آب و ہوا اور دریاؤں اور سمندر اور نباتات اور حیوانات اور جمادات اور طرح طرح کے کاموں اور طرح طرح کی ایجادوں اور اجرام فلکی اور نظام شمسی کے متعلق فلسفہ جدیدہ اور کیمسٹری وغیرہ کے ذریعہ سے اسکو حاصل ہو جاتی ہیں اور دوربینوں کے ذریعہ سے آفتاب اور چاند اور ستاروں کی کیفیتوں کو دریافت کرتا ہے اور نہ صرف یہ کہ اُن چیزوں کے طبعی نظام پر اُسکو علم ہوتا ہے بلکہ وہ خدا تعالے کی طرح عملی طور پر کئی امور کر کے بھی دکھا دیتا ہے تو اس صورت میں یہ ضروری امر ہے کہ جو طبعاً پیش آسکتا ہے کہ اس ناقص العقل کو

ایک غسل خانہ ہے اسمیں پیشاب کرتے اور نہاتے ہیں - بیٹھنے کی جگہ وہاں نہیں ہے - حجرہ کوئی نہیں ہے - چھ سال کے عرصہ میں مجھے کبھی مرزا صاحب سے مکان کے اندر خلوت میں ملنے کا موقعہ نہیں ہوا - اگر کبھی تین چار سو آدمی جمع ہوں کسی جلسہ کے موقعہ پر تو زنانہ مکان خالی کر دیا جاتا ہے اور سب لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں ورنہ کوئی اُسجگہ نہیں جاتا - سوائے پانچ وقت کی نماز دنکے کسی سے وہ نہیں ملتے - سوال - رانجو قادیاں یکہ ہا کلارک صاحب نے بھیجے تھے - جواب تین یکے صاحب موصوف نے بھیجے تھے - سوال - گردھاری لعل آریہ کو آپ جانتے ہیں - جواب دیکھا ہے ذاتی واقفیت نہیں ہے رانکے وقت قادیاں گیا تھا - عبدالحمید صبح قادیاں گیا ہے گنگا رام کو جانتا ہوں - وہ مدرس تھا قادیاں میں وہ بھی قادیاں عبدالحمید کے ساتھ گیا ہے - گنگا رام کو میں جانتا ہوں کہ آریہ ہے - بسوال پیرو کار - غسلخانہ کا ایک دروازہ ہے جو بند ہو جاتا ہے - اُسکے اوپر ایک منزل ہے - صاف میدان اور عام طور پر نماز میں استعمال آتا ہے اور اُسجگہ مرزا صاحب بھی آتے ہیں - مسجد میں سے ایک دروازہ مرزا صاحب کے مکان کو جاتا ہے اور ایک سیڑھیوں میں سے - دستخط بحط انگریزی - سنایا گیا درست ہے - دستخط حاکم

نقل بسمت

یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ تمام امور جو لوگ اپنی نادانی سے دعاؤں کے ساتھ خدا تعالیٰ سے مانگا کرتے تھے یہ طریق تو کچھ چیز نہیں ہے بلکہ انسان خود اپنی حکمت عملیوں سے یہ تمام امور پیدا کر سکتا ہے اور کچھ شک نہیں کہ یہی خدائی کا دعوے ہے کہ جو اس زمانہ میں یورپ کے لوگوں کے دلوں میں بھرا ہوا ہے اور وہ تو وہ دوسرے لاکھوں انسان اُنکی تعجب انگیز طبعی تحقیقاتوں اور عجیب در عجیب ایجادوں اور حکمت عملیوں سے اُس عظمت کی نظر سے اُنکو دیکھتے ہیں کہ گویا ایک حصہ خدائی کا اُنمیں ثابت کر رہے ہیں - چنانچہ یہ ہمارا ایک چشم دید ماجرا ہے کہ ایک ہندو جو ایک معزز عہدہ پر تھا اُسکے روبرو کچھ ذکر خدا تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کا ہوا تو اُسنے بڑے غیظ اور غضب میں آکر کہا کہ لوگ جب کنہ اشیاء کے سمجھنے سے عاجز آجاتے ہیں تو خدا کی قدرت بیان کرنے لگتے ہیں انگریزوں نے وہ خدائی دکھلائی ہے کہ قدرت کا پردہ کھولدیا ہے اور طبعی تحقیقاتیں

نقل بیان گواہ استغاثہ بصیغہ فوجداری اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور
سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری ۱۳ اگست ۹۷ء

مولوی محمد حسین گواہ استغاثہ باقرار صالح

ولد شیخ رحیم بخش ذات شیخ ساکن بٹالہ - عمر ۵۰ سال بیان کیا کہ میں مرزا صاحب کو بہت دیر سے جانتا ہوں - انھوں نے بہت پیشگوئیاں کی ہیں - ۲۰ - ۲۵ پیشگوئیاں کی ہیں - انجام آتھم میں صفحہ ۴۴ پر جو عبارت آخر صفحہ کے درج ہے کہ جھوٹھ کی بیخ کنی خدا کریگا اسکا مطلب یہ ہے کہ جھوٹھ ضایع ہوگا - اس عبارت سے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی خاص ذاتی دشمنی مرزا صاحب کی کلارک صاحب سے ہے - مباحثہ مذہبی ہے - مذہبی معاملات میں میرا مرزا صاحب سے اتفاق نہیں ہے اس بارہ میں انھوں نے کہ مسلمانان و عیسائیوں وغیرہ میں پھوٹ پیدا کرائی ہے ایکدوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے ہیں یہ اُنکی تعلیم کا اثر ہے - وہ فتنہ انگیز آدمی ہے - محمدیوں کے خیالات مذہبی سے میں واقف ہوں - اگر کلارک صاحب مر جائیں تو مرزا صاحب کو اپنے تابعین سے

نور افشاں

انسان کو خدائی کا مرتبہ دیتی جاتی ہیں" - سو اُس ہندو نے جو انگریز وںکو خدا ٹھہرادیا اسکی یہی وجہ تھی کہ انکی عجائب صنعتیں اُسکے خیال میں ایسی عظیم الشان معلوم ہوئیں جو اُسنے خدا کے وجود کو غیر ضروری سمجھا اور میں دیکھتا ہوں کہ یہ اثر مسلمانوں خاصکر نو تعلیم یافتہ لوگوں میں بہت پھیلا ہوا ہے - اور یورپین فلاسفروں کی ایک ایسی عظمت اُنکے دلوں میں بیٹھ گئی ہے کہ اگر جھوٹھ کے طور پر بھی کوئی شخص مثلاً یہ بیان کرے کہ یوروپ کے فلاں ملک میں یہ نئی ایجاد ہوئی ہے کہ وہ ایک حکمت عملی سے آم کے بیج کو زمین میں بو کر اور بعض چیزوں کی قوت اسکو پہنچا کر ایک ہی دن میں اُسکو ایسا نشوونما دیدیتے ہیں کہ پھل بھی لگ جاتا ہے اور شام تک خوب کھانے کے لائق ہو جاتا ہے تو نو تعلیم یافتہ لوگوں میں سے شاید کوئی بھی انکار نہ کرے - بہتیرے نادان کہتے ہیں کہ یورپینوں سے کوئی بات ان ہونی نہیں - ممکن ہے کہ وہ آیندہ زمانہ میں کسی حکمت عملی سے آسمان تک بھی پہونچ جائیں - انسان کا قاعدہ ہے کہ چند تجربوں سے کسی شخص کی قوت اور قدرت ایسی

بہت عزت ہوگی اور انکی شراکت ثابت ہوگی۔ عبد اللہ آتھم بعد میعاد فوت ہوا اور انجام آتھم میں مرزا صاحب نے لکھا کہ اسکی پیشگوئی کے مطابق فوت ہوا ہے۔ سنہ ۹۵ء میں مظہر کلارک صاحب سے ملا تھا۔ پھر اسکے بعد کبھی نہیں ملا بلکہ انسے شکایت ہے اور رنج ہے کہ ایک خاص امر کیواسطے انکو ملا تھا اور انھوں نے ہمدردی نہ کی۔ میرے بھائی سے وہ کبھی نہیں ملے۔ مینے ایک کتاب ۸۰ صفحہ کی لکھی ہے لیکھرام کے قتل کی بابت۔ خلاصہ اُسکا یہ ہے کہ لیکھرام کے قتل کی نسبت نہ کہ مرزا صاحب ذمہ وار ہیں۔ کیونکہ بقول اُنکے خدا انکو ہر بات کی خبر دیتا ہے۔ قاتل کا کیوں پتہ نہیں دیتا۔ سوا اسکے جو صفحہ ۴۴ حرف F پر پیشگوئی ہے اور کوئی پیشگوئی کلارک صاحب کی بابت مرزا صاحب نے نہیں کی۔ سوال۔ میں اہل حدیث ہوں جنکو پہلے غلطی سے وہابی کہتے تھے (اہل حدیث کے برخلاف دیگر مذہب کے مسلمان یعنے حنفی شیعہ وغیرہ ہیں یا نہ۔ عدالت نے یہ سوال نامنظور کیا۔) خون کا پیاسا ہونے سے میرا مطلب ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کے برخلاف ہوں انکو انکے پیرو کاٹ ڈالیں یعنے کاٹنے والے سمجھیں۔ یہ انکی

بقیہ حاشیہ

مان لیتا ہے کہ مبالغہ کو انتہا تک پہونچا دیتا ہے۔ یہی حال اس ملک کے اکثر لوگوں کا ہو رہا ہے۔ مثلاً اگر چند کس جو معتبر ہوں محض ہنسی کے طور پر ہندوستان کے ایک مشہور رئیس اور معزز نامور مثلاً سر سید احمد خاں صاحب بالقابہ کے پاس یہ ذکر کریں کہ یورپینوں نے ایک ایسا مادہ جاذبہ نباتات کا پیدا کیا ہے کہ اُس مادہ کو ایک درخت کے مقابل رکھنے سے فی الفور وہ درخت معہ بیخ و بُن اُکھڑ کر اُس مادہ کے پاس حرکت کرتا ہوا آجاتا ہے تو کیا ممکن ہے کہ سید صاحب ذرہ بھی انکار کریں۔ لیکن اگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و سلم کا یہ معجزہ پیش کیا جائے کہ کئی مرتبہ آپکے پاس آپکے اشارے سے بعض درخت حرکت کرکے آگئے تھے تو سید صاحب ضرور اس معجزہ سے انکار کرینگے اور معاً اس فکر میں لگ جائیں گے کہ کسیطرح اس حدیث کو موضوع ٹھہرایا جائے !!!

اب سوچنا چاہیے کہ اس زمانہ کی حالت کس حد تک پہونچگئی ہے کہ خدا اور اُسکے رسول کی عظمت اسقدر بھی لوگوں کے دلوں میں نہیں رہی جسقدر ان لوگوں کی

تعلیم ہے - گواہ نے کتاب آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۰۱ پیش کرکے بیان کیا کہ صفحہ ۶۰۰ پر جو سوال حرف S ہے وہ مینے لکھا ہے اور جواب حرف R ہے وہ مرزا صاحب کا ہے - براہین احمدیہ پر ریویو مینے تصنیف کیا تھا - حرف T صفحہ ۶، ۷ الغایت ۱۸۸ - اسوقت مرزا صاحب کے حالات اچھے تھے اور مینے ایسا ہی لکھا تھا اور لکھا تھا کہ مرزا صاحب کے والد نے غدر میں امداد دی تھی کتاب اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ حرف U میں مینے مرزا صاحب کی نسبت کفر کا فتوےٰ دیا تھا - مرزا صاحب کو میں مسلمان نہیں سمجھتا دہریہ ہے - مولوی غلام قادر حنفی مجھکو فتنہ انگیز نہیں کہتا اور نہ اہلحدیث کو کافر کہتا ہے - ہماری تحریرات اور تعلیمات کی وجہ سے بھی لوگوں میں تنازعات ہیں مگر ایسے

عفلت ہے جنکو کافر کہا جاتا ہے - اس تمام تقریر سے ہماری غرض یہ ہے کہ در اصل یہی لوگ دجال ہیں جنکو **پادری یا یوروپین فلاسفر** کہا جاتا ہے - یہ پادری اور یوروپین فلاسفر دجال معہود کے دو جبڑے ہیں جنسے وہ ایک اژدہا کی طرح لوگوں کے ایمان کو کھاتا جاتا ہے - اول تو احمق اور نادان لوگ پادریوں کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں اور اگر کوئی شخص انکے ذلیل اور جھوٹے خیالات سے کراہت کرکے اُنکے پنجے سے بچا رہتا ہے تو وہ یوروپین فلاسفروں کے پنجے میں ضرور آجاتا ہے - میں دیکھتا ہوں کہ عوام کو پادریوں کے دجل کا زیادہ خطرہ ہے اور خواص کو فلاسفروں کے دجل کا زیادہ خطرہ -

اب یقیناً سمجھو کہ یہی دجال ہے جس کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا - یہ تو ہرگز ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر کسی میں خدائی کی طاقتیں پیدا ہو جائیں - تمام قرآن شریف اول سے آخر تک اس کا مخالف ہے - پس دجال کی خدائی سے مراد یہی امور اور اُسکے عجائبات ہیں جو آجکل یوروپ کے فلاسفروں سے ظاہر ہو رہے ہیں - یہی پیشگوئی کا منشا تھا جو ظہور میں آگیا - دجال کا لفظ بھی بیان کر رہا ہے کہ دجال میں کوئی حقیقی قدرت نہیں ہوگی صرف دجل ہی دجل ہوگا - اب اگر کوئی سعید ہے تو اس بات کو قبول کرے - درحقیقت یہ فتنہ جو پادریوں اور یوروپین فلاسفروں سے ظہور میں آیا ہے ایسا فتنہ ہے کہ آدم کے وقت سے آجتک اس کی

نہیں ہیں جس سے خون ہوں - عدالت میں بھی مقدمات ہوئے ہیں - مینے سلطان روم کی تائید اور ہمدردی میں ایک آرٹیکل لکھا ہے - مرزا صاحب نے سلطان روم کے برخلاف لکھا ہے -

(اس موقعہ پر انگریزی چٹھے میں جو عدالت نے نوٹ دیا ہے وہ ہم ذیل میں درج کردیتے ہیں -)

"I conaider oufficient evidence has been recorded regarding the hostility of the witness to the Mirza and there is no necessityto stray further from the main lines of the case."

ترجمہ - میں خیال کرتا ہوں کہ کافی شہادت لکھی جاچکی ہے کہ گواہ کو مرزا صاحب سے عداوت ہے - اور اب زیادہ ضرورت نہیں کہ مقدمہ کے خاص امر سے ہم دوسری طرف چلے جاویں -

(بقیہ بیان گواہ) لیکھرام کے قتل کی بابت جو کچھ مینے کہا ہے کہ مرزا صاحب کی سازش سے قتل ہوا ہے وہ خود مرزا صاحب کی تحریروں سے اخذ ہے - (مکرر کہا کہ) مرزا صاحب اس

تریاق

کوئی نظیر نہیں پائی جاتی - کیا یہ سچ نہیں کہ اس فتنہ سے لوگوں کے ایمان کو ضرر عظیم پہنچا ہے - اور لاکھوں انسانوں کے دلوں سے خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہوگئی ہے بعض دلوں پر تو یہ فتنہ پورا محیط ہوگیا ہے - اور بعض پر کچھ نہ کچھ اسکا اثر پڑگیا ہے - اے بندگان خدا سوچو کہ سچ یہی ہے -

میں دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ جو نیچر اور صحیفہ قدرت کے پیرو بننا چاہتے ہوں اُنکے لئے خدا تعالےٰ نے یہ نہایت عمدہ موقعہ دیا ہے کہ وہ میرے دعوے کو قبول کریں کیونکہ وہ لوگ اُن مشکلات میں گرفتار نہیں ہیں جنمیں ہمارے دوسرے مخالف گرفتار ہیں کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہوگئے - اور پھر ساتھ اسکے انھیں یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود کی نسبت جو پیشگوئی احادیث میں موجود ہے وہ اُن متواترات میں سے ہے جنسے انکار کرنا کسی عقلمند کا کام نہیں - پس اس صورتمیں یہ بات ضروری طور پر انھیں قبول کرنی پڑتی ہے کہ آنیوالا مسیح اسی اُمت

قتل کے ذمہ وار ہیں اُنکو قاتل نہیں کہتا نہ سازش ہے وہ ذمہ وار ہے نشاندہی کا اپنی تحریر دے۔ جو لوگ مرزا صاحب کے پیرو ہیں اُنکی تعداد بموجب ایک فہرست کے بقدر سات سو یا اسکے قریب ہے۔ سوال۔ سوائے اِن مریدان کے اور مسلمان لوگ مرزا صاحب کے ہندوستان میں برخلاف ہیں۔ (عدالت نے سوال نامنظور کیا) عبد الحمید کو ۸ یا ۹ راگست ۱۸۹۷ء کو دیکھا تھا ایک عیسائی اُسکو ساتھ لئے جاتا تھا۔ بٹالہ میں میں ڈاکٹر کلارک صاحب کی کوٹھی پر نہیں گیا۔ پشینگوئی ہو یا نہ ہو کلارک صاحب کے مرنے سے مرزا صاحب فائدہ اُٹھائینگے۔ میرے مرنیسے بھی مرزا صاحب کو فائدہ ہوگا۔ میں عیسائیت کے برابر خلاف ہوں۔ بقلم محمد حسین

سنایا گیا درست تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

میں سے ہوگا۔ البتہ یہ سوال کرنا انکا حق ہے کہ ہم کیونکر یہ دعوے مسیح موعود ہونے کا قبول کریں؟ اور اسپر دلیل کیا ہے کہ وہ مسیح موعود تم ہی ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس زمانہ اور جس ملک اور جس قصبہ میں مسیح موعود کا ظاہر ہونا قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور جن اعمال خاصہ کو مسیح کے وجود کی علت غائی ٹھہرایا گیا ہے اور جن حوادث ارضی اور سماوی کو مسیح موعود کے ظاہر ہونے کی علامات بیان فرمایا گیا ہے اور جن علوم اور معارف کو مسیح موعود کا خاصہ ٹھہرایا گیا ہے وہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے مجھ میں اور میرے زمانہ میں اور میرے ملک میں جمع کر دی ہیں۔ اور پھر زیادہ تر اطمینان کے لئے آسمانی تائیدات میرے شامل حال کی ہیں ؎

چوں مرا حکم از پئے قوم مسیحی دادہ اند	مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں	ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

اب تفصیل اسکی یہ ہے کہ اشارات نصّ قرآنی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسےٰ ہیں اور آپ کا سلسلہ خلافت حضرت موسےٰ کے سلسلہ خلافت سے بالکل مشابہ ہے۔ اور جسطرح حضرت موسیٰ کو

نفس

نقل بیان پربھدیال گواہ استغاثہ مشمولہ مثل فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع
سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری گورداسپور
(زیر مہر عدالت) کرمکو حاکم

پربھدیال گواہ استغاثہ باقرار صالح ۱۳ اگست ۹۷ء

ولد راچند ذات برہمن ساکن قادیان عمر ۔ سال ۔ بیان کیا کہ میں حلوائی کی دوکان کرتا ہوں
میری دوکان سے شیرینی خرید اکرتا تھا یہ یاد نہیں ہے کہ کس کس تاریخ کو مٹھائی خریدی تھی ۔
قریب ایک ماہ کے ہوا ہے کہ وہاں اُسکو دیکھا تھا اور کچھ معلوم نہیں ہے ۔ اُسوقت
اور کپڑے تھے ۔ سر پر پگڑی لال اور بوٹ پاؤں میں تھے ۔ پاجامہ بھی پہنا ہوا تھا ۔ کپڑے
اتار کر ننگا ٹوکری اٹھانے کا کام کرتا تھا ۔ مرزا صاحب کو ہم رئیس مانتے ہیں ۔ محل ماڑیاں زمینات
کے مالک ہیں ۔ (بسوال وکیل ملزم) ہندو لوگ بھی اچھا سمجھتے ہیں ۔ آج سپاہی لایا ہے ۔

پربھدیال سنایا گیا درست ہے دستخط حاکم

وعدہ دیا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں یعنے جبکہ سلسلہ اسرائیلی نبوت کا انتہا تک پہونچ جائے گا
اور بنی اسرائیل کئی فرقے ہوجائیں گے اور ایک دوسرے کی تکذیب کریگا یہانتک کہ بعض
بعض کو کافر کہیں گے تب اللہ تعالیٰ ایک خلیفہ حامی دین موسیٰ یعنے حضرت عیسےٰ علیہ السلام
کو پیدا کرے گا ۔ اور وہ بنی اسرائیل کی مختلف بھیڑ ونکو اپنے پاس اکٹھی کریگا اور بھیڑئیے
اور بکری کو ایک جگہ جمع کردے گا اور سب قوموں کے لئے ایک حکم بنکر اندرونی اختلافات کو
درمیان سے اُٹھا دے گا ۔ اور بُغض اور کینوں کو دور کردے گا ۔
یہی وعدہ قرآن میں بھی دیا گیا تھا جسکی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ آخرین
مِنهُم لَمَّا يَلحَقُوا بِهِم ۔ اور حدیثوں میں اسکی بہت تفصیل ہے چنانچہ لکھا ہے کہ یہ اُمت
بھی اسیقدر فرقے ہوجائیں گے جسقدر کہ یہود کے فرقے ہوئے تھے ۔ اور ایکدوسرے کی
تکذیب اور تکفیر کرے گا اور یہ سب لوگ عناد اور بغض باہمی میں ترقی کرینگے ۔ اُسوقت
تک کہ مسیح موعود حکم ہو کر دنیا میں آوے ۔ اور جب وہ حکم ہو کر آئے گا تو بغض اور
شحنا کو دور کردے گا اور اُسکے زمانہ میں بھیڑیا اور بکری ایک جگہ جمع ہوجائینگے ۔ چنانچہ یہ

نقل بیان عبدالحمید بصیغہ فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپورہ

مرجوعہ	فیصلہ	نمبر مقدمہ	نمبر بستہ
۹ اگست ۹۷	سنہ ایضاً	۳/۲	از محکمہ

سرکار بذریعہ مسٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ تعزیرات ہند

یہ عبارت انگریزی چٹھے سے ترجمہ کیگئی ہے

اُس بیان کی بنا پر جو عبدالحمید نے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کے آگے بیان کیا ہے عبدالحمید کو بطور ایک سرکاری گواہ کے پھر شہادت کے لئے بلایا گیا اور اُسکا بیان لیا گیا۔

بیان عبدالحمید گواہ باقرار صالح ۲۰ اگست ۹۷ء۔ بسوال عدالت

مینے کپتان صاحب پولیس کے روبرو بٹالہ میں ایک بیان کیا تھا۔ ایک تھانہ دار مجھکو صاحب کے پاس لایا تھا۔ نام نہیں جانتا۔ اُسوقت میں انارکلی (بٹالہ) میں تھا۔ ہم تین آدمی گاڑی میں تھے۔ ایک میں ایک تھانہ دار اور ایک سائیس۔ اُسوقت میں وارث دین عیسائی بھگت پریمداس اور دو پولیس سپاہیونکی حفاظت میں تھا۔ تھانہ دار سید ھا صاحب کے پاس مجھے لیگیا تھا۔ میں سب سے پہلے امرتسر ہال دروازہ میں نورالدین عیسائی کے پاس گیا تھا۔ قادیاں سے آکر دو روز چھاپہ خانہ غلام مصطفےٰ میں مظہر رہا تھا۔ ملازمت چھاپہ خانہ

ضمیمہ

بات تمام تاریخ جاننے والوں کو معلوم ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایسے ہی وقت میں آئے تھے کہ جب اسرائیلی قوموں میں بڑا تفرقہ پیدا ہو گیا تھا اور ایک دوسرے کے مکفّر اور مکذب ہو گئے تھے۔ اسی طرح یہ عاجز بھی ایسے وقت میں آیا ہے کہ جب اندرونی اختلافات انتہا تک پہونچ گئے اور ایک فرقہ دوسرے کو کافر بنانے لگا۔ اس تفرقہ کیوقت میں امت محمدیہ کو ایک **حکم** کی ضرورت تھی سو خدا نے **مجھے حکم** کر کے بھیجا ہے اور یہ ایک عجیب اتفاق ہو گیا ہے جسکی طرف نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا اشارہ پایا جاتا ہے کہ جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام حضرت موسےٰ سے تیرہ سو برس

کے واسطے وہاں ٹھہرا تھا۔ مگر وہاں کام نہ تھا۔ پھر میں امرتسر نور دین کے پاس گیا۔ نور دین نے پادری گرے صاحب کے نام مجھے چٹھی دی تھی۔ نور دین کے پاس بطور متلاشی عیسائیت گیا تھا۔ میں قطب الدین کے پاس ہرگز نہیں گیا تھا۔ میرا پہلا بیان کہ اُس کے پاس گیا تھا سچ نہیں ہے۔ اُس سے مظہر واقف تک بھی نہیں ہے۔ پادری گرے صاحب سے مینے عرض کی تھی کہ مجھے عیسائی کرو۔ انھوں نے مجھے نور دین کے پاس واپس بھیجدیا۔ اور کہا کہ اپنا خرچ کھاؤ تو عیسائیت سکھلائینگے۔ مینے یہ شرط منظور کی اور نور دین کے پاس واپس گیا۔ اُسنے مجھے کہا کہ ڈاکٹر کلارک صاحب کے پاس جاؤ وہ روٹی بھی دینگے اور عیسائیت بھی سکھلائینگے۔ میں ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ ہندو سے مسلمان ہوا ہوں۔ یہ بھی بات نور دین سے بھی کہی تھی اور مینے کہا کہ قادیاں سے آیا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اچھا ہم دریافت کرتے ہیں۔ مینے کہا کہ جب بپتسمہ ہوجائے تب دریافت کرنا۔ تب ڈاکٹر صاحب نے مجھے ہسپتال میں بھیجدیا وہاں عبدالرحیم عیسائی تھا۔ اُسنے مجھسے دریافت کیا مینے اُس سے بھی کہا کہ قادیاں سے آیا ہوں۔ دوسرے تیسرے روز وہ مجھے ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی پر لیگیا مجھے ڈاکٹر صاحب نے بلایا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مولوی عبدالرحیم کہتا ہے کہ تو خون کرنے آیا ہے۔ مینے کہا کہ نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ بچہ ہے یہ ایسا کام کسطرح کرسکتا ہے پھر مجھے بیاس میں بھیجدیا۔ عبدالرحیم نے مجھے دو تین دفعہ یہ بات کہی کہ مجھے پتہ ملگیا ہے کہ

بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوئے اسیطرح یہ عاجز بھی چودھویں صدی میں خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی لحاظ سے بڑے بڑے اہل کشف اسی بات کی طرف گئے کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی میں مبعوث ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ نے میرا نام **غلام احمد قادیانی** رکھکر اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ اس نام میں تیرہ سو کا عدد پورا کیا گیا ہے۔ غرض قرآن اور احادیث سے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ آنے والا مسیح چودھویں صدی میں ظہور کرے گا اور وہ تفرقہ مذاہب اسلام اور غلبہ باہمی عناد کیوقت میں آئے گا۔

تم کس کام کے واسطے آئے ہو - مینے کہا کہ میں صرف عیسائی ہونے آیا ہوں اور کسی کام کے واسطے نہیں آیا - پھر میں بیاس چلاگیا - وہاں عبدالرحیم دو روز کے بعد آیا - چار بجے دن کے وقت آیا تھا - مجھسے ملا - ہسپتال میں جہاں میں پڑھ رہا تھا - مجھے کہا کہ بتلاؤ تم کسطرح آئے ہو کہ ہمکو پتہ لگ گیا ہے - سچ بتلاؤ ورنہ کپتان صاحب پولیس کے حوالہ کر دینگے - مینے کہا کہ عیسائی ہونے آیا ہوں اور کوئی بات نہیں ہے - اُسنے کہا کہ تم خون کرنے آئے ہو مگر یہ نہیں کہا تھا کہ کسکو مارنے کے واسطے - پھر وہ چلاگیا - دوسرے تیسرے روز ڈاکٹر صاحب معہ یوسف خان اور ایک اور بوڑھا سا آدمی لے آئے - اور میرا فوٹو ڈاکٹر صاحب نے اتارا اور امرتسر چلے آئے - اُسوقت اور نوکروں نے بھی تصویریں لیں - اُسوقت تک کوئی ذکر ڈاکٹر صاحب نے مجھسے نہیں کیا - اسکے بعد دو روز گذر کر تار آئی کہ ڈاکٹر صاحب مجھے امرتسر بلاتے ہیں - ایک سانپ مارا بھگت پریداس نے مارا تھا - اُسنے مجھے کہا کہ یہ سانپ مرا ہوا ساتھ لیجاؤ صاحب کو دکھلانا - اسٹیشن پر سے محمد یوسف مجھے کوٹھی پر لیگیا اور وہاں میرا فوٹو لیا گیا - خراب نکلا - پھر مجھے ڈاکٹر صاحب نے محمد یوسف کے ہمراہ بازار میں بھیجا اور وہاں میری تصویر اتاری گئی - پھر میں کھانا کھانے بازار گیا اور بعد کھانا کھانے کے محمد یوسف مجھے کوٹھی پر لیگیا - اُسی بازار میں دوکان بھی جہاں یوسف تھا - دام کھانے کا یوسف نے دیا تھا - جب کوٹھی گیا وہاں سے بیاس پر مجھے بھیجا گیا - بیاس جانے سے پہلے مجھے ہسپتال میں بھیجا گیا تھا اور وہاں سے

حاشیہ

علاوہ ان سب امور کے ایک عظیم الشان علامت مسیح موعود کی احادیث صحیحہ میں یہہ لکھی گئی ہے کہ وہ ایسے وقت میں آئے گا کہ جبکہ صلیبی مذہب زمین پر بڑے جوش سے پھیلا ہوا ہوگا - جیسا کہ حدیث یکسر الصلیب جو صحیح بخاری میں ہے اسی پر دلالت کرتی ہے - سو ایسے وقت میں اور ایسے زمانہ میں یہ عاجز آیا ہے -

اور دوسری علامت اشارات احادیث سے مسیح موعود کے لئے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ ممالک مشرقیہ میں مبعوث ہوگا - کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا پتہ و نشان مشرق ہی بتلایا تھا - جیسا کہ حدیث واومی الی المشرق سے ظاہر ہے

پرچہ جات سٹیشن پر لانے کے واسطے اکیلا بھیجا گیا - عبدالرحیم وہاں تھا - اُسنے کہا کہ تو سچ سچ بتلادے جس بات کے واسطے آیا ہے مجھکو معلوم ہوگیا ہے - ورنہ قید ہو جاویگا اسکے بعد میری فوتو لی گئی - اور کوٹھی پر گیا اور پھر یوسف نے مجھے ٹکٹ لے دیا اور میں بیاس چلا گیا - دو روز کے بعد ڈاکٹر صاحب - عبدالرحیم - وارث دین - بھگت پریم داس اور ایک اور جوان عیسائی وہاں آئے - اور وارث دین عبدالرحیم نے سب کے روبرو مجھے کہا کہ اب بتلاؤ جس کام کے واسطے تو آیا ہے - مینے کہا کہ میں عیسائی ہونے کو آیا ہوں - انھوں نے کہا کہ تجھکو مرزا نے بھیجا ہے - مینے کہا کہ نہیں اُسنے مجھے کچھ نہیں کہا ہے - عبدالرحیم میرے پاس بیٹھا ہوا تھا اُسنے مجھے کہا کہ تو یہ بات کہہ کہ مرزا غلام احمد نے مجھے بھیجا ہے کہ ڈاکٹر کلارک کو پتھر سے مار دے - مجھے تصویر دکھلائی اور کہا کہ جہاں جاؤ گے پکڑے جاؤ گے ورنہ یہ بات کہدو - مینے اُسکے کہنے کے بموجب ویساہی کہدیا - تب ڈاکٹر صاحب نے اور دوسروں نے کہا کہ ہمکو ایسا تحریر کردو مینے تحریر کردیا - اور لکھا "نقصان کر" تو مجھے عبدالرحیم نے کہا کہ لفظ "مار ڈال" کا بھی لکھدو - کان میں یہ بات کہی تھی - میرے ساتھ بیٹھا ہوا تھا - وقت تحریر اقبال وہ میرے پہلو بہ پہلو بیٹھا ہوا تھا - دو دفعہ اقبال لکھا تھا - بار اول لفظ صرف نقصان لکھا تھا - دوسری دفعہ جب لکھنے لگا تو بموجب اُسکے کہنے کے مار ڈال کا لفظ بھی لکھدیا - پھر جب دستخط کرتا تھا - پوسٹماسٹر وغیرہ کو انھوں نے بلایا انھوں نے

بقیہ حاشیہ

پس اس صورت میں اس حدیث سے صاف طور پر یہ اشارہ نکلتا ہے کہ مسیح موعود مشرق سے پیدا ہوگا - کیونکہ جبکہ دجال کا مستقر اور مقام مشرق ہوا تو مسیح جو دجالی کارروائیوں کو نابود کرنے کے لئے آئے گا ضرور ہے کہ وہ بھی مشرق میں ظہور کرے - اور یہ تو ظاہر ہے کہ ہمارا ملک ہند خاصکر پنجاب کا حصہ مکہ معظمہ سے بجانب مشرق واقعہ ہے - اور عجب تر یہ کہ دمشقی حدیث میں بھی جو مسلم میں ہے منارہ مشرقی کا ذکر کرکے مسیح موعود کے ظہور کے لئے مشرق کی طرف ہی اشارہ کیا گیا ہے -

ایساہی احادیث میں یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ مہدی موعود ایسے قصبہ کا رہنے

مجھسے پوچھا۔ مارے ڈر کے مینے کہاکہ ہاں رضامندی سے لکھ دیتا ہوں جب مینے لکھدیا تو ڈاکٹر صاحب اور سب نے کہاکہ ٹھیک تو ہمارے دلکی مراد پوری ہو گئی ہے پھر ۶ بجے کی ٹرین میں مجھے امرتسر لیکر ڈاکٹر صاحب وغیرہ آئے اور کوٹھی پر لے گئے وارث دین عبد الرحیم بھگت پریمداس ساتھ تھے جبرو زاقبال لکھا اُس روز سوائے عبدالرحیم کے بھگت پریمداس و وارث دین بھی مجھے کہتے تھے کہ تو اسطرح بیان کر دے مرزا کو پھنسا دے۔ تجھکو کچھ نہیں ہوگا کہ تمکو ڈاکٹر صاحب نے معافی دیدی ہے۔ راتکو مجھے سلطان ونڈ لے گئے۔ خیر الدین ڈاکٹر کے مکان پر مجھے رکھا اور مجھے سکھلاتے رہے کہ تم یہ بات کہدینا کہ مرزا نے بھیجا ہے کہ ڈاکٹر کو پتھر سے مار دو۔ مینے ڈر کے مارے کہاکہ ایسا ہی کہونگا۔ راتکو میں بڑا بے چین رہا؛ در پیخواب رہا کہ مجھسے جھوٹ کہلواتے ہیں۔ صبح مجھے گاڑی میں بٹھلاکر کوٹھی پر لائے اور کہتے رہے کہ تمکو کچھ بھی نہیں کہا جائے گا یہ ہی بیان کرنا ڈپٹی کمشنر کے روبروے میرے اظہار ہوئے۔ مینے رلیارام اپنا نام از خود بتلایا تھا۔ نوردین کے پاس ایک شخص ہندو تھا یا مسلمان کے کہنے پر کہا تھا کہ وہ جیسائی کرتا ہے۔ سب سے پہلے جب میں ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تو مینے نہیں کہا تھا کہ مرزا صاحب نے مجھے بھیجا ہے۔ اپنا پتہ کھجوری دروازے کا بھی مینے خود بخود بتلایا تھا۔ یہ باتیں اسواسطے مینے کی تھیں کہ پہلے میں سکاچ مشن گجرات میں تھا۔ اور بوجہ بدچلنی مجھے نکالا گیا تھا اس غرض

حاشیہ

والا ہو گا جس کا نام کدعہ یا کدیہ ہوگا۔ اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ کدعہ دراصل قادیاں کے لفظ کا مخفف ہے۔ اور بعض روایات میں یہ جو آیا ہے کہ "وہ کدعہ یمن کی بستیوں میں سے ایک گاؤں ہے" یہ حدیث کے لفظ نہیں ہیں۔ بلکہ کسی شخص نے اجتہادی طور پر یہ خیال کیا ہے۔ شاید اس نام کے مشابہ کوئی گاؤں یمن میں دیکھکر کسی کو خیال آگیا ہے کہ شاید وہ یہی گاؤں ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اب ایسا کوئی گاؤں ملک یمن میں آباد نہیں ہے اور نہ اس سرزمین میں کسی نے ایسا دعویٰ کیا۔ مگر قادیاں اسوقت موجود ہے اور نیز مسیحیت اور مہدویت کا مدعی بھی موجود۔

سے مینے اپنے آپکو ہندو ظاہر کیا تھا کہ پہلا حال معلوم نہ ہووے۔ مولوی نوردین کو چھٹی مینے بیاس سے ضرور لکھی تھی کہ میں عیسائی دین کو اچھا سمجھتا ہوں۔ وارث دین۔ بھگت پریمداس و عبدالرحیم نے مجھے کہا تھا کہ تو اس چھٹی کی بابت یہ کہنا کہ مرزا صاحب اور مولوی نورالدین ایک ہی ہیں۔ اسلئے انکو چھٹی لکھی تھی کہ میرے حالات کی انکو خبر ہو جائے۔ عبدالرحیم۔ پریمداس اور وارث دین نے انار کلی میں مجھے سکھلایا تھا کہ یہ کہنا کہ مرزا صاحب کو گالیاں دیکر چلا آیا تھا۔ مرزا صاحب کے دو آدمیوں سے بوجہ انکے نصیحت دینے کے میرا تکرار ضرور ہوا تھا۔ مگر مرزا صاحب کو مینے کوئی گالی برا نہیں کہا۔ مجھے کوئی علم دو آدمیوں کا جو بیاس میں دیکھے جانے بیان کئے گئے ہیں نہیں ہے۔ سلطان ونڈ میں عبدالرحیم وغیرہ نے مجھے کہا تھا کہ تم یہ بات کہنا کہ ڈاکٹر صاحب کو دیکھکر میری نیت قتل کرنے کی بدل گئی ہے۔ جب میرا اظہار ہو چکا تھا۔ مجھے کوٹھی امرتسر میں لیجا کر بند کر دیا تھا اور عبدالرحیم و وارث دین و پریمداس کہتے تھے کہ تمکو مرزا صاحب کا کوئی آدمی ماردیگا۔ دو دہتر میرا تھیٹر مکان میں بند کی گئی تھی۔ وہ بھی سکھلاتے رہتے تھے۔ قطب دین کی بابت مجھے وارث دین عبدالرحیم و پریمداس نے کہا تھا کہ اُس کا نام لو۔ وکیل صاحب (لالہ رام بھجدت) نے انار کلی میں مجھسے پوچھا تھا کہ تمھارے ساتھ کوئی اور آدمی بھی تھا یا نہ۔ جبتک کسی اور آدمی کا ذکر نہ ہووے تم پرندہ نہ تھے کہ مار کر اُڑ جاتے عدالت باور نہیں کرے گی۔ اسپر وارث دین وغیرہ نے قطب دین کی شمولیت کی بابت مجھے سکھلایا تھا۔✤ مینے وکیل صاحب کو پتہ قطب الدین کا

حاشیہ

ایسا ہی مسیح موعود کے وجود کی علت غائی احادیث نبویہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عیسائی قوم کے دجل کو دور کرے گا اور اُنکے صلیبی خیالات کو پاش پاش کرکے دکھلا دیگا۔ چنانچہ یہ امر میرے ہاتھ پر خدا تعالے نے ایسا انجام دیا کہ عیسائی مذہب کے اصول کا **خاتمہ کر دیا**۔ مینے خدا تعالے سے بصیرت کاملہ پاکر ثابت کر دیا کہ وہ لعنتی موت کہ جو نعوذ باللہ حضرت مسیح کی طرف منسوب کیجاتی ہے جسپر تمام مدار صلیبی نجات کا ہے وہ کسی طرح حضرت عیسٰے علیہ السلام کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ اور کسی طرح لعنت کا مفہوم کسی راستباز پر صادق نہیں آسکتا۔ چنانچہ فرقہ پادریان اس جدید طرز

✤ اس جگہ سے ظاہر ہے کہ دیسی عیسائی کس چلن کے آدمی ہیں اور جھوٹھ کو کیسا شیر مادر سمجھتے ہیں اور کیسے جھوٹے منصوبے ظلم کرنے کے لئے باندھتے ہیں۔ منہ

نہیں بتلایا تھا۔ میرے ہاتھ پر پریداس نے کرمونکی ڈیوڑھی اور قطب الدین کا پتہ لکھدیا تھا کہ جب اظہار دوگے یاد رکھنا۔ پنسل سے لکھا تھا۔ پنسل وارث دین کی تھی۔ یہی پنسل ہے جو اسوقت وکیل کے ہاتھ میں ہے اور اسی سے لکھا تھا۔ **نوٹ**۔ تسلیم کیا گیا کہ پنسل وارث دین کی ہے) اور بھی بہت پنسلیں سکول میں تھیں۔ وارث دین وغیرہ قطب دین کا حلیہ بیان کرتے تھے۔ مگر میں اُسکو مطلق نہیں جانتا۔ رات کو انھوں نے مجھ سے حلیہ وغیرہ قطب دین کا ذکر کیا تھا۔ وکیل سے مینے حلیہ وغیرہ کا ذکر نہیں کیا تھا بھگت پریداس۔ وارث دین اور عبدالرحیم کے سکھلانے پر مینے بیان کیا تھا کہ مرزا صاحب کو مٹھیاں بھرا کرتا تھا۔ میں مرزا صاحب کے مکان پر کبھی نہیں گیا تھا صرف ایک دفعہ انکو مسجد میں دیکھا تھا۔ صرف ان لوگوں کے کہنے سے سب بیان کیا ہے۔ اُن ہی کے کہنے سے بیان کیا تھا کہ امرتسر مسجد خیر الدین میں مظہر سویا رہا تھا۔ یہ بات بھی بٹالہ میں مجھ کو سکھلائی گئی تھی۔ مارے ڈر کے پہلے میرا بیان جھوٹا لکھواتے رہے ہیں۔ جب تھانہ دار بلانے گیا تھا وہ اندر تھا۔ باہر وارث دین نے مجھے کہا کہ خبردار پہلا بیان مت بدلنا تمکو ڈاکٹر صاحب نے وعدہ معافی دیا ہوا ہے۔ دو سپاہی پولیس کے سکھ تھے۔ انھوں نے بھی مجھے کہا تھا کہ خبردار اظہار مت بدلنا۔ ایک مدرس نہال چند نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔ آج صبح عبدالغنی عیسائی میرے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ شیخ وارث دین اور یوسف کہتے ہیں کہ تمکو ڈاکٹر صاحب

بقیہ حاشیہ

کے سوال سے جو حقیقت میں اُنکے مذہب کو پاش پاش کرتا ہے ایسے لاجواب ہوگئے کہ جو جن لوگوں نے اس تحقیق پر اطلاع پائی ہے وہ سمجھ گئے ہیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی تحقیق نے صلیبی مذہب کو توڑ دیا ہے۔ بعض پادریوں کے خطوط سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس فیصلہ کرنے والی تحقیق سے نہایت درجہ ڈر گئے ہیں اور وہ سمجھ گئے ہیں کہ اس سے ضرور صلیبی مذہب کی بنیاد گریگی۔ اور اُسکا گرنا نہایت ہولناک ہوگا۔ اور وہ لوگ درحقیقت اس مثل کے مصداق ہیں کہ یُرجی برءٌ من جرحه السنان۔ ولا یرجی برءٌ من مزقه البرهان۔ یعنے جو شخص نیزہ سے زخمی کیا جاوے اُس کا اچھا ہونا امید کیجاتی ہے لیکن جو شخص

سے معافی دلوا دینگے اور تم بچ رہوگے اگر پہلا اظہار دوگے - کپتان صاحب کو مینے اس
امر کی اطلاع دے دی تھی - صاحب بہادر غسل کر رہے تھے خانساماں خاکروب وغیرہ سب احاطہ والوں
کو خبر ہے کہ انھوں نے اسکو دیکھا تھا - مینے کوئی کمرہ مرزا صاحب کا نہیں دیکھا ہوا - اور
نہ غسلخانہ کا کوئی علم ہے صرف ان لوگونکے کہنے سے مینے ایک کمرہ کا جو مسجد کے اوپر کے
حصہ سے ملا ہوا ہے نام لے دیا تھا - ڈر کے مارے میں سب بیان کرتا رہا تھا - نورالدین
عیسائی نے مجھے کہا تھا کہ تمھارا گذارہ میرے پاس نہیں ہو سکے گا - ڈاکٹر صاحب کے
پاس جاؤ - اسلئے میں ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تھا ورنہ پہلے کوئی واقفیت ڈاکٹر صاحب
سے نہ تھی - اقبال کا مطلب مجھے عبدالرحیم نے بتلایا تھا اور مینے لکھدیا تھا - لفظ بھی
مجھے اُسنے بتلائے تھے - پہلے جو تحریر مینے کی تھی وہ مجھسے لیکر انھوں نے چاک کر دی
تھی - جو بیان مینے اب لکھایا ہے یہ بالکل درست اور سچ ہے - پہلا بیان مارے خوف اور
ترغیب کے لکھایا تھا - مینے خود بخود یہ بیان جواب لکھوایا ہے کسی کی ترغیب یا تحریص سے
نہیں لکھوایا (بسوال وکیل استغاثہ) میں اسوقت تک محمدیوں سے نہیں رلا - یعنے نہ
محمد صاحب کو سچا جانتا ہوں اور قرآن کو - متلاشی عیسائی ہوں - میں لاہور سے قادیاں

حاشیہ

برہان سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اُس کا اچھا ہونا امید نہیں کیجاتی -
ایسا ہی مینے خدا تعالےٰ سے علم پاکر ثابت کر دیا کہ مسیح کا رفع جسمانی بالکل جھوٹ
ہے - عیسائی تواریخ پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ مدت تک عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا
کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام درحقیقت فوت ہو گئے ہیں اور اُن کا رفع روحانی ہوا ہے
پھر بعد میں جب عیسائی لوگ یہودیوں کے مقابل پر رفع روحانی کا کوئی ثبوت نہ دیسکے
کیونکہ روح نظر نہیں آتی تو یہ بات بنائی گئی کہ یسوع کو آسمان کی طرف جاتے فلاں شخص نے
دیکھا تھا - اور پھر رویت کے لحاظ سے دلوں میں یہ بات سما گئی کہ جسم عنصری کیساتھ یسوع

مولوی نورالدین کے ساتھ کبھی نہیں آیا اور نہ امرتسر میں - پہلے پہل جب قادیاں گیا تھا سالم یکہ بٹالہ سے لیا تھا - شیخ رحمت اللہ کو دو دفعہ مینے لاہور میں دیکھا تھا یعنے ملا تھا پہلی دفعہ اُسنے ۸ ر مجھے دیئے تھے - ڈاکٹر نبی بخش کو لاہور دیکھا تھا - لاہور سے بٹالہ تک آیا وہ اوّل درجہ کی گاڑی میں تھا اور میں سوم درجہ میں تھا - بٹالہ اُسکے پاس میں نہیں ٹھہرا تھا - صرف رات رہا اور صبح قادیاں چلا گیا تھا - قادیاں جانے کے وقت سے مولوی نور دین سے واقف ہوا ہوں - میری سفارش کسی نے مولوی نورالدین سے نہیں کی تھی - میران بخش گجراتی نے مجھے کہا تھا کہ مرزا صاحب کے پاس قادیاں جاؤ اور تعلیم پاؤ - دوسری دفعہ گجرات نوکری کے واسطے مظہر گیا تھا - میرے پاس دو روپیہ تھے جب قادیاں گیا تھا مولوی نورالدین کی میرے چچا برہان الدین سے خبر نہیں کہ دوستی ہے یا نہ - جب میں پہلی دفعہ قادیاں آیا برہان الدین وہاں نہ تھا - دوسری دفعہ میرے آنے سے پہلے وہ وہاں تھا - وہ اور میں اکٹھے نہ رہتے تھے - برہان الدین سے میری پہلے بھی صلح تھی تب بھی تھی - جب بٹالہ میں یہ مقدمہ ہو رہا تھا خبر نہیں برہان الدین تھا - اب بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے - کیونکہ میں پہرہ میں تھا - مینے ٹوکری اٹھانے کا کام از خود کیا تھا کسی کے

بقیہ حاشیہ

آسمان پر چلا گیا - آسمان پر چڑھانے سے اصل غرض تو یہ تھی کہ تا یہودیوں کے اس الزام سے یسوع کو بری کریں کہ وہ نعوذ باللہ لعنتی ہے اور خدا تعالےٰ کی طرف اٹھایا نہیں گیا - مگر جن لوگوں نے اس اعتراض سے بچنے کے لئے یسوع کے جسم کو آسمان پر چڑھا دیا انھوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ لعنت جسپر یہود زور مارتے تھے اُس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مصلوب ہونیسے کسی کا جسم آسمان پر نہیں جاتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ ملعون کی روح خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائی نہیں جاتی - یہودیوں کا یہ خیال نہ تھا کہ ملعون کا جسم آسمان پر نہیں جاتا اور نہ اُن کا یہ خیال تھا کہ جو لوگ ملعون نہیں ہوتے وہ معہ جسم آسمان پر چلے جاتے ہیں - توریت

کہنے سے نہیں کیا تھا۔ چھاپہ خانہ میں علیحدہ کام کیا تھا۔ مینے برہان الدین کو وہاں تب نہیں دیکھا تھا۔ صرف ایک جوڑہ کپڑوں کا میرے پاس تھا جب میں قادیاں گیا تھا۔ مجھے وارث دین وغیرہ کہتے تھے کہ تم کہو کہ دو تین جوڑے تھے جب گیا تھا۔ غلام مصطفےٰ میرا پہلے واقف نہ تھا۔ مسلمان جانکر کھانا اُسنے دو روز دیا تھا۔ بٹالہ میں دریافت کر کے اسکے چھاپہ خانہ میں گیا تھا۔ ۹ بجے دنکے گاڑیمیں سوار ہو کر امرتسر گیا تھا۔ جاتے ہی حال بازار سے نورالدین کا پتہ مجھے ملا تھا کہ وہ عیسائی منادہے۔ کھانا کھا کر بٹالہ سے چلا تھا۔ دو تین بجے دنکے گرے صاحب کے پاس گیا تھا اور اسی روز ڈاکٹر صاحب کے یہاں گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے میرے نانکے وغیرہ کا حال پوچھا تھا اور میں جواب کافی نہ دیسکا تھا ٹم ٹم میں تھانہ دار مجھے چڑھا لایا تھا۔ سائیس کے سامنے مجھے پیچھے بٹھایا تھا۔ شام کو پریمداس و وارث دین وغیرہ کپتان صاحب کے بنگلہ پر آئے تھے کہ لڑکا ہمکو ملجاوے راستہ میں تھانہ دار نے مجھسے کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ مینے پوچھا تھا کہ کیوں مجھے کپتان صاحب نے بلایا ہے اُسنے کہا تھا کہ خبر نہیں۔ سیدھا بنگلہ پر تھانہ دار لے گیا۔ بموجب حکم کپتان صاحب کے تھانہ دار نے مجھسے دریافت کیا۔ وہ دوسرا تھانہ دار تھا درخت

بقیہ حاشیہ

سے ثابت ہے کہ حضرت یوسف کی ہڈیاں چارسو برس بعد فوت کے حضرت موسےٰ کنعان کی طرف لیگئے۔ اگر وہ ہڈیاں آسمان پر چلی جاتیں تو زمین سے کیونکر دستیاب ہوتیں۔ توریت سے یہ بھی ثابت ہے کہ انسان مرنے کے بعد خاک میں جائے گا کیونکہ وہ خاک سے پیدا کیا گیا ہے۔ غرض اس میں کسی کو کلام نہیں کہ مرنے کے بعد تمام نبی زمین میں ہی دفن ہوتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ تمام نبی خدا کے مقرب تھے نہ ملعون۔ پھر اگر ملعون ✤ کی یہ علامت ہے کہ وہ معہ جسم آسمان پر نہیں اٹھایا جاتا تو نعوذ باللہ تمام نبی ملعون ہونگے اور ایسا خیال صریح باطل ہے۔ لہذا قطعی طور پر یہ ماننا پڑا کہ ملعون سے مراد وہ شخص ہے

✤ اگر ملعون معہ جسم آسمان پر نہیں جاتا تو ماننا پڑے گا کہ جو لوگ ملعون نہیں وہ ضرور معہ جسم آسمان پر جاتے ہیں اور یہ صریح باطل ہے۔ منہ

کے نیچے جو احاطہ بنگلہ میں ہے تھانہ دار مجھے لیگئے اور مجھسے دریافت کیا۔ قریب پچیس ۲۵ گز کے درخت دور تھا۔ انھوں نے مجھے کہاکہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ سچ نہیں بولتا۔ مینے جواب دیاکہ میں سچ کہتا ہوں۔ جو لکھایا ہے سچ ہے۔ پھر انھوں نے کپتان صاحب سے کہاکہ یہ لڑکا سچ نہیں بتلاتا ہے۔ صاحب نے حکم دیاکہ میرے روبرو لاؤ۔ محمد بخش پوچھنے والوں میں نہ تھا۔ صرف ایک آدمی پوچھتا تھا جو دوسرا تھانہ دار ہے نام نہیں جانتا۔ وہ تھانہ دار نہیں پوچھتا تھا جو گاڑی میں لایا تھا۔ محمد بخش نے کوئی بات مجھسے نہیں پوچھی تھی۔ محمد بخش اور دوسرا تھانہ دار اور ایک اور سپاہی یا منشی وہاں تھے۔ وہ منشی ہندو تھا۔ وہ منشی کسی مقدمہ کے فیصلہ ہونے کا ذکر کرتا تھا اسلئے معلوم ہوا کہ وہ منشی ہے۔ مجھے محمد بخش نے نہیں کہا تھاکہ تمنے مرزا صاحب کے برخلاف لکھوانے میں گناہ کیا ہے۔ مجھے کوئی آدمی مرزا صاحب کا نہیں ملا۔ صرف چار پانچ منٹ درخت کے نیچے گفتگو ہوئی تھی تین چار قدم کے فاصلہ پر چارپائی تھی اُسپر پھر میں لمبا پڑا رہا تھا۔ ایک دو گھنٹے کے بعد نوکر اٹھا اور مظہر کو کپتان صاحب کے روبرو حاضر کیا گیا۔ میرے پاس کوئی آدمی نہیں آیا۔ اور نہ کسی نے تھانہ دار سے گفتگو کی تھی۔ جب کپتان صاحب نے مجھسے اول دریافت کیا تو

بقیہ حاشیہ

جسکی روح کو خدا کے قرب میں جگہ نہ ملے اور **خدا کی طرف** نہ اٹھایا جائے۔

اور میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ توریت کے رو سے جو شخص لکڑی پر لٹکایا جائے یعنے مصلوب ہو وہ لعنتی ہے۔ اور اسی سے یہود نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسے علیہ السلام لعنتی ہیں۔ اور اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ لعنت کو جسم سے کچھ تعلق نہیں اور نہ عدم لعنت سے جسم کا آسمان پر جانا مانا گیا ہے۔ لہذا یہود کا اعتراض حضرت مسیح کی نسبت صرف یہ تھا کہ وہ انکو ملعون ٹھہرا کر اس مقام قرب اور رحمت سے بے نصیب ٹھہراتے تھے جہاں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب وغیرہ نبیوں کی روحیں گئی ہیں۔ پس اس مقام میں یہ خیال پیش کرنا کہ

مینے وہی حالات بیان کیا جو پہلے لکھوایا تھا۔ صاحب نے کہا کہ جھوٹھ بولتے ہو اب تمکو
انارکلی میں نہیں بھیجا جاویگا۔ گورداسپور لیجاوینگے۔ پھر مینے کہا کہ مینے سچ بولا ہی صاحب
نے کہا کہ نہیں تم جھوٹ بولتے ہو جب تمھارے شک رفع ہو گئے تھے تو کیوں پھر عیسائیوں کے
پاس گئے تھے۔ مینے کہا تھا کہ نوکری کے واسطے گجرات گیا تھا۔ صاحب نے کہا تھا کہ مرزا صاحب
کے تمکو بھیجنے کی بابت جھوٹا معلوم ہوتا ہے سچ سچ بتلاؤ۔ مینے خدا کے خوف سے ڈر کر پھر سب حال
سچ سچ بتلا دیا جو لکھا یا گیا ہے۔ انسپکٹر صاحب اور محمد بخش تھانہ دار اور ایک اور منشی اُسوقت
موجود تھے جب کپتان صاحب نے میرا بیان لکھا تھا۔ صاحب سوال کرتے رہے تھے اور میں
مسلسل بیان لکھوا رہا تھا۔ اُسی روز مجھے گورداسپور لے آئے تھے۔ جب اقبال لکھا گیا
تھا ڈاکٹر صاحب پانچ چار قدم کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عبدالرحیم کہتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب
تمکو بچا لینگے اور دھمکی بھی دیگئی تھی کہ تمھاری تصویر ہمارے پاس ہے جہاں جاؤ گے پکڑے
جاؤ گے۔ لفظ "مارڈال" کا میرے کان میں عبدالرحیم نے کہا تھا کہ لکھو۔ جس رات لالہ رام بھج
نے مجھسے پوچھا تھا اُس سے دوسرے دن میری شہادت دوبارہ ہوئی تھی اور پیشی عدالت
سے پہلے عبدالرحیم وغیرہ نے قطب الدین وغیرہ کی بابت سکھلایا تھا۔ پہلی دفعہ جب وکیل بارہ بجے

حاشیہ

حضرت مسیح معہ جسم آسمان پر چلے گئے ہیں پھر اس سے اُنکی خدائی نکالنا یہ ایک ایسا امر ہے
جو یہودیوں کے اعتراض سے کچھ تعلق نہیں رکھتا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے گذرنے کے بعد یہ دعوے
کہ یسوع آسمان پر چلا گیا ہے اس غرض سے کیا گیا تھا کہ تا یہودیوں کے اعتراض لعنت کو دفع
کیا جائے اور اُسوقت تک عیسائیوں کا یہی خیال تھا کہ خدا کی طرف مسیح کی روح اٹھائی گئی۔
کیونکہ خدا کی طرف روح جاتی ہے نہ کہ جسم اور پھر دوسرے زمانہ میں اصل بات بگڑ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ مسیح کا
جسم آسمان پر چلا گیا ہے اور وہ خدا ہے۔ حالانکہ اصل مدعا یہ تھا کہ مسیح کو صلیب کے نتیجہ سے
بچالیا جائے اور وہ روحانی رفع پر موقوف تھا۔ اور روحانی رفع اسی غرض سے تھا کہ تا یہ

آیا اُسنے مجھسے کہا تھا کہ تم پرند نہیں ہو کہ اُڑ کر امرتسر گئے تھے کوئی اور آدمی بھی تمھارے ساتھ ہوگا۔ اور تب عبدالرحیم وغیرہ نے مجھے قطب الدین کی شمولیت کی بابت کہا تھا۔ **نوٹ** وکیل استغاثہ نے تسلیم کیا کہ ہمنے دوسرے آدمی کی شمولیت کی بابت گواہ سے شام کے وقت بھی پوچھا تھا"۔ شام کے وقت پھر وکیل نے پوچھا تھا اور مینے حسب گفتہ عبدالرحیم وغیرہ قطب الدین کا نام بتلایا تھا۔ وکیل نے مجھے کہا تھا کہ عدالت اس بات کو نہیں مانیگی کہ تو اکیلا مار کر چلا گیا یا چلا جاوے گا۔ کسی اور آدمی کی شمولیت ضرور ہوگی۔ تب بارہ بجے کے بعد حسب سکھلاوٹ قطب الدین کا نام بیان کیا تھا۔ مسجد کے ساتھ ایک کمرہ ہے جس کی بابت مینے ذکر کیا تھا۔ پہاڑ کی طرف ہے۔ معلوم نہیں اُسکا دروازہ کدھر کو ہے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ قطب الدین کا رنگ و حلیہ کیا ہے۔ اور نہ کسی نے مجھے بتلایا تھا۔ نہ ابتک میں اسکے حلیہ وغیرہ سے آگاہ یا واقف ہوا ہوں۔ (بسوال عدالت) پیشی عدالت سے پہلے بارہ بجے دن کے وقت وکیل رام بھج میرے پاس آیا اور مجھے کہا کہ تم پرند نہیں ہو کہ مار کر اُڑ جاتے اسکے بعد وارث دین وغیرہ نے مجھے قطب دین کا نام بتلایا۔ اور جب شام کو وکیل نے پھر مجھے ذکر کیا تو قطب الدین کا نام مینے بتلایا تھا اور میری ہتھیلی پر دوسری دفعہ عدالت میں پیش

بقیہ حاشیہ

دکھلایا جائے کہ وہ لعنت کے داغ سے پاک ہے مگر توریت کے منشاء کے موافق لعنت کے داغ سے وہ پاک ہو سکتا ہے جس کی روح خدا کی طرف اٹھائی جائے نہ کہ جسم آسمان کی طرف جائے۔ عیسائی اس بات کو بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح بقول انکے صلیبی موت سے اس الزام کے نیچے آگئے تھے کہ وہ لعنتی ہوں اور اُس لعنت سے مراد ابدی لعنت تھی۔ پھر اس عقیدہ کے موافق اول اعتراض تو یہی ہوتا تھا کہ وہ ابدی لعنت یعنے یہ کہ رحمت الٰہی سے مردود ہو جانا اور خدا کا دشمن ہو جانا اور خدا سے بیزار ہو جانا اور شیطان سیرت ہو جانا جیسا کہ لُغت کی رو سے مفہوم لعنت کا ہے وہ تین۳ دن تک کیوں محدود ہو گئی۔ کیا توریت

ہونیسے پہلے پریمداس نے پتہ قطب دین کا لکھا تھا۔ (بسوال وکیل ملزم) جب دوبارہ شہادت بٹالہ میں ہوئی اُسکے بعد ڈاکٹر صاحب کے پاس رہا تھا۔ دو پاہی اور دو چوہڑے اور تین عیسائی میری حفاظت پر تھے یعنے اُنکے پہرہ میں مظہر تھا۔ مرزا صاحب کا کوئی آدمی مجھے نہیں ملا اور نہ اُس بیان کو مینے کسی کی ترغیب اور تحریص سے لکھایا جو پولیس والے صاحب کے روبرو لکھایا گیا ہے۔ صرف صاحب نے کہا تھا کہ ہم سچ دریافت کرنا چاہتے ہیں اور مینے خدا کے خوف سے سچ لکھا دیا۔ تھانہ داروں نے مجھے کوئی خوف یا ترغیب نہیں دی تھی۔ مرزا صاحب نے ہرگز مجھے نہیں کہا تھا کہ تم جا کر ڈاکٹر صاحب کو مار ڈالو۔ مسجد کے ساتھ والے کمرے میں کوئی شخص نہیں جاسکتا وہ زنان خانہ صاحب مکان کا ہے۔ مجھے اُسکے دروازے کا بھی حال معلوم نہیں ہے۔ شیخ وارث دین بھگت پریمداس اور ایک اور عیسائی بوڑھا اور عبدالرحیم مجھے سکھلاتے رہے تھے۔ اُس رات کو جسکے دوسرے دن میری دوبارہ شہادت ہوئی ہے تالا باہر سے مکان کو لگا کر مجھے اندر مکان کے بند رکھتے تھے۔ انارکلی میں مجھے سکھلاتے رہے تھے کہ تم بیان کرنا کہ مرزا صاحب نے مجھے مارنے کیواسطے بھیجا تھا۔ وکیل نے جب شام کے وقت مجھسے پوچھا تھا اُسوقت ڈاکٹر صاحب ذرا فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وکیل نے کہا تھا کہ جو سوال ملزم کی طرفسے وکیل کرے اُسکا جواب

کا مطلب صرف تین دن میں یا ابدی لعنت ہے؟ اس **خود تراشیدہ** عقیدہ سے تو توریت باطل ہوتی ہے اور ممکن نہیں کہ خدا کا نوشتہ باطل ہو۔

علاوہ اسکے توریت کا مطلب تو یہ تھا کہ صلیب پر مارے جانے سے خدا کی طرف روح اٹھائی نہیں جاتی بلکہ جہنم کی طرف جاتی ہے۔ چنانچہ یہہ موخرالذکر جز وعیسائیوں کے عقیدہ میں داخل ہے اسیوجہ سے وہ لوگ نعوذ باللہ حضرت عیسے علیہ السلام کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تین دن تک جو لعنت کے دن تھے وہ نعوذ باللہ جہنم میں رہے۔ اور

الٹا دیتا۔ میں یہ بات سچ اور ایمان سے کہتا ہوں کہ وکیل رام بھج نے مجھکو حسب مذکورہ بالا کہا تھا۔ میرے ساتھ ایک سپاہی آریہ قادیان گیا تھا۔ آریوں کے ہاں ٹھہرا تھا اور آریوں نے گواہ بنا دیئے تھے۔ نہال چند مدرس عیسائی ہے۔ عبدالحمید بقلم خود

سنایا گیا درست ہے تسلیم کیا گیا دستخط حاکم

نقل ترجمہ بیان ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

دستخط حاکم (مہر عدالت)

ترجمہ بیان ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب باقرار صالح ۲۰ اگست ۱۸۹۷ء

ہمکو عبدالحمید کے اس دوسرے بیان کی نسبت کچھ معلوم نہیں ہے۔ عبدالرحیم ۳ بجے اور چھ بجے کے درمیان بیاس جا کر امرتسر واپس آسکتا تھا۔ جب ہم سب بیاس گئے تو کسی شخص کو عبدالحمید کیساتھ علیحدہ بات کرنے کا موقعہ نہیں تھا۔ عبدالحمید کے اقبال کیوقت عبدالرحیم ذرا فاصلے پر موجود تھا اور کان میں بات نہیں کر سکتا تھا۔ اُسنے ہمارے پاس اقبال کیا۔ عبدالرحیم اقبال کرنیکے وقت نہیں بولا۔ اقبال میں لفظ نقصان اول عبدالحمید نے لکھا تھا اور پھر لفظ مار ڈالنا اُسنے از خود لکھا تھا۔ ہم نے لڑکے کو مسٹر ال ساپ صاحب

حقیقت الوحی

جب لعنت کے دن ختم ہو چکے تو وہ اسی جسم کے ساتھ جو یعنی صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور بذریعہ سزا جہنم خاص نہیں کیا گیا تھا خدا تعالے کی طرف اٹھائے گئے۔ سو عیسائی لوگ اس بات کو خود مانتے ہیں کہ لعنت کے دنوں نے تقاضا کیا کہ تا حضرت یسوع کی روح جہنم میں جاوے اور پھر جو لعنت سے پاک ہونے کے دن تھے اُن دنوں نے تقاضا کیا کہ تا انکی روح خدا تعالے کی طرف اٹھائی جائے۔ اب چونکہ وہ لعنت کے دنوں کی نسبت اقرار کر چکے ہیں کہ یسوع کی محض روح جہنم میں گئی تھی اسلئے انھیں اس دوسرے پہلو میں بھی یہی اقرار کرنا پڑے گا کہ

ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بہادر کی درخواست اور اُنکی اپنی درخواست پر رکھا تھا۔ ہمنے مسٹر گرے اور اُسکے اُنکے پاس جانے کی نسبت بعد میں سُنا۔ (بسوال وکیل ملزم۔) ہم ڈاکٹر مشنری ہیں۔ ہمنے اپنے وکیل کا سفر خرچہ اور محنتانہ نہیں دیا۔ ہمکو یاد نہیں ہے کہ آیا ہمنے رام بھج دت کو وکیل مقرر کیا یا وہ از خود آیا۔ ہم لوگ ایک شخص جو سب کا دشمن ہے کی بابت ملکر کارروائی کرتے ہیں (بسوال عدالت) عبد الرحیم ۳۲ سال ملازمت مشن میں رہا۔ جب لڑکا آیا۔ عبد الرحیم ایک بڑی خوف زدہ حالت میں تھا اور اقبال کیا کہ وہ اُسکو مارڈالنے آیا ہے لڑکے کی روانگی کے دن ہم عبد الرحیم کو اُسکے ظاہر ارادوں کے بارہ میں ناراض ہوئے۔ ہمکو سوجھ گئی تھی کہ اشارہ نادرست نہیں تھا۔ اور لڑکے کے چہرے پر ظاہرا ایک رنگ آتا تھا اور دوسرا جاتا تھا۔ ~~پیچھے سے~~ کوئی سوال نہیں ہوا۔ (دستخط حاکم)

نقل بیان مسٹر لیمارچند صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور بعدالت فوجداری اجلاسی مسٹر ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری (مہر عدالت) دستخط حاکم

۲۰ اگست ۹۷ء بیان مسٹر لیمارچند صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس باقرار صالح۔

۱۳ تاریخ کو صاحب مجسٹریٹ ضلع نے ہمسے فرمایا تھا کہ عبد الحمید کے بیان سے پوری تسلی انکی نہیں ہوئی اور زیادہ حال دریافت کرنا ضروری ہے۔ ہمنے ڈاکٹر کلارک صاحب سے قبل اسکے

شحنۂ حق

خدا کی طرف بھی محض انکی روح ہی گئی تھی اور اسکے ساتھ وہ جسم نہیں تھا جو نعوذ باللہ لعنتی صلیب سے ناپاک ہو چکا تھا۔ کیونکہ جسحالت میں لعنت کے دنوں میں جسم تین دن تک قبر میں رہا اور جہنم میں لعنت کا نتیجہ بھگتنے کے لئے محض روح گئی تو پھر خدا جو بموجب قول اُنکے روح ہے کیونکر اسکی طرف جسم اٹھایا گیا۔ حالانکہ جسم کا جہنم میں جانا ضروری تھا کیونکہ گو لعنت مسیح کے دل پر پڑی مگر جسم بھی دل کے ساتھ شریک تھا بالخصوص اس وجہ سے کہ عیسائیوں کا جہنم محض ایک جسمانی آتشخانہ ہے کوئی روحانی عذاب اس میں نہیں غرض

که وه جائیں دریافت کیا که کسطرح عبدالحمید کو ہم لائیں۔ انھوں نے نہال چند منشی کا پته دیا
که اسکو لکھکر بلالیں - ۱۴ر تاریخ کو محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹاله مسانیاں سے واپس بٹاله آیا اور ہم نے
اسکو نہال چند کے پاس معه ایک چٹھی کے بھیجا - جب وه عبدالحمید کو لایا ہمارے پاس
بہت کام تھا - ہمنے محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر کو حکم دیا که اس لڑکے کو باہر درخت کے نیچے اپنے
زیر نگرانی رکھو - انسپکٹر صاحب جلال الدین کو بھی حکم دیا تھا که حفاظت رکھو - ہمکو علم ہے
که یه دونوں افسر قادیاں والے مرزا صاحب کے ہرگز مرید نہیں ہیں - جب کام سے ہم
فارغ ہوئے - ہمنے عبدالحمید کو بلوایا - درخت کے نیچے جہاں وه بیٹھے ہوئے تھے - ہم
دیکھه سکتے تھے - قریب دو گھنٹه کے بعد ہمنے صرف عبدالحمید کو بلوایا تھا - دونوں افسر
اسکو لائے تھے - قبل اسکے که عبدالحمید کو لادیں انسپکٹر صاحب نے ہمسے کہا که اگر فرصت
نہیں ہے تو عبدالحمید کو واپس انارکلی بھیجدیا جاوے کیونکه وه جانا چاہتا ہے اور مقدمه
کی بابت کچھه اصلیت ظاہر نہیں کرتا - ہمنے تب کہا که اُسکو ہمارے روبرو حاضر کرو - جب وه
آیا تو وہی کہانی اُسنے بیان کی جو پہلے مرزا صاحب کے اسکو امرتسر براے قتل ڈاکٹر کلارک
صاحب بھیجنے کی نسبت بیان کی تھی - ہمنے دو صفحے لکھے اور اسکو کہا که ہم اصلیت صرف
دریافت کرنا چاہتے ہیں ناحق وقت کیوں ضایع کرتے ہو - اس بات کے کہنے پر عبدالحمید

نتیجه

اس تمام تحقیق سے ثابت ہوا که عیسائیوں نے یسوع کا مع جسم اٹھایا جانا اقرار دیکر اپنے
عقیدہ کو غلطیوں اور تناقضوں سے پر کر دیا ہے اور اصل بات یہی ہے که اسکی فقط روح خدا
تعالے کی طرف اٹھائی گئی اور وه بھی صلیب کے ایک مدت دراز کے بعد۔

اور اس تحقیق سے یه بھی ثابت ہوا که یسوع کا خدا کی طرف اٹھائے جانا جو اُسکے
خدا ہونے کی دلیل ٹھہرائی گئی ہے یه سراسر بیہودگی اور حماقت ہے - اصل بات یه ہے که
جب یہودی لوگ اپنے زعم میں حضرت مسیح کو مصلوب کر چکے تو انھوں نے ہر روز عیسائیوں کو

ہمارے پاؤں پر گر پڑا اور زار زار رونے لگا - بڑا پشیمان معلوم ہوتا تھا اور کہا کہ میں اب سچ سچ
بیان کرتا ہوں جو اصل واقعہ ہے اور تب اُسنے وہ بیان ہمارے روبرو کہا جو ہم نے
حرف بحرف اسکی زبان سے لکھا اور عدالت میں پیش ہے - ہم نے تب ڈپٹی کمشنر بہادر کو
تار دی اور گواہ کو گورداسپور لائے - وہ جب سے بیان لکھا ہے ہمارے احاطہ میں
رہتا ہے - اور اپنی مرضی سے جہاں جی چاہتا ہے آتا جاتا ہے - آج صبح عبدالحمید نے ہمسے
کہا تھا کہ ایک شخص نے (عبدالغنی - یاد دلانے پر گواہ نے نام کی بابت کہا کہ یہی نام ہے) اسکو
کہا ہے کہ پہلے بیان کے مطابق پھر بیان لکھوانا ورنہ بند ہو جاؤ گے - ہمارے خدمتگار ولی
نے اُس شخص کو دیکھا تھا جب عبدالحمید ہمکو کہنے آیا تو معلوم ہوا کہ عبدالغنی احاطہ سے چلا گیا
تھا - ڈاکٹر گرے صاحب نے ہمسے دریافت کیا تھا اور انھوں نے ہمکو چھٹی لکھی ہے جو پیش کیجاتی ہے
حرف V - دستخط بخط انگریزی - سنایا گیا درست ہے تسلیم ہوا - دستخط حاکم

نقل بیان وارث دین گواہ بحلف بمقدمہ فوجداری اجلاسی مسٹر ایم ڈبلیو ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر گورداسپور
سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری (مہر عدالت) دستخط حاکم

۲۰ اگست ۹۷ء - بیان وارث دین گواہ بحلف -

ولد احسان علی ذات عیسائی ساکن جنڈیالہ عمر ۱۶ سال بیان کیا کہ جب محمد بخش تھانہ دار عبدالحمید کو

تنگ کرنا شروع کیا کہ یسوع نعوذ باللہ لعنتی اور خدا سے دور اور مہجور تھا تبھی تو مصلوب ہو گیا
اور یسوع گو زندہ بچ گیا تھا مگر اُس کا پھر ظالم یہودیوں کے سامنے جانا مصلحت نہ تھی اس لئے
عیسائیوں نے یہ بات کہکر پیچھا چھوڑایا کہ فلاں عورت یا مرد کے روبرو یسوع لعنت کے
دنوں کے بعد آسمان پر چلا گیا ہے - مگر یہ بات یا تو بالکل جھوٹا منصوبہ اور یا کسی مراقی
عورت کا وہم تھا - کیونکہ اگر خدا تعالےٰ کا یہ ارادہ ہوتا کہ یسوع کو جسم کے سمیت آسمان پر
پہنچا دے اور اسطرح پر مشاہدہ کرا کر لعنت کے داغ سے پاک کرے تو ضروری تھا کہ دشمن

لینے کے واسطے انارکلی گیا تو بہادر سنگھ سپاہی گاڑی میں ساتھ بیٹھنے لگا تھا تو تھانہ دار نے
کہا کہ سائیس بہتر ہے ساتھ نہ بیٹھو - پھر شام کے وقت میں گیا تو تھانہ دار نے کہا کہ اب لڑکا
نہیں مل سکتا - جب اقبال عبدالحمید نے بیاس میں لکھا تھا اُسوقت ڈاکٹر صاحب بیز کے
سامنے بیٹھے ہوئے تھے - جیسے کہ مجسٹریٹ عدالت میں اسوقت بیٹھا ہوا ہے اور عبدالحمید
سامنے بیٹھا ہوا تھا - ایکے دائیں ہاتھ عبدالرحیم - پریمداس دیال چند بیٹھے ہوئے تھے اور
بائیں ہاتھ مظہر تھا - دائیں طرف اول پریمداس دوم دیال چند اور سوم عبدالرحیم تھے - مینے
سنا تھا کہ لڑکے نے وکیل صاحب کو بتلایا ہے کہ وہ امرتسر میں ایک آدمی کو ملا تھا جب وہ
پہلے امرتسر گیا تھا - بمقام انارکلی بٹالہ بہال چند کی زبانی مجھے معلوم ہوا تھا کہ ایک اور شخص
بھی قتل کرنے کے مشورہ میں امرتسر شامل ہے - تب مینے عبدالحمید سے دریافت کیا تو اُسنے
نام قطب الدین اور پتہ دوکان کا بتلایا - شاید ۱۲ تاریخ ماہ حال تھی شام کا وقت تھا - حلیہ کسی کو
اُسنے نہیں بتلایا تھا (بسوال وکیل ملزم) میں پہلے مسلمان تھا - ۱۸۷۴ء میں عیسائی ہوا تھا
ڈاکٹر صاحب سے صرف صاحب سلامت ہے اور کوئی تعلق نہیں ہے - مشن کی طرف سے
مدارس کا ملاحظہ کیا کرتا ہوں - لڑکے نے پہلے مسودہ لکھا تھا اور پھر نقل دوبارہ کیا تھا -
دیال چند نے قلم دوات اور کاغذ لادیا تھا - عبدالحمید نے جو مسودہ لکھا تھا وہ پڑھا نہیں گیا تھا

نقش یسوع کیسا

بیس یہودیوں کے رئیسوں اور سردار کاہنوں اور مولویوں کے روبرو یسوع کو آسمان
پر معہ جسم اُٹھایا جاتا تا اُنپر حجت پوری ہوتی نہ یہ کہ کوئی ایسی مجہول الحال عورت جیسا یہ لوگ
میں سے دیکھتی یا ایسا ہی کوئی اور عیسائی مشاہدہ کرتا جنکے بیان پر لوگ ٹھٹھا کرتے اور
انکو مصداق مثل مشہور "پیراں نمے پرند مُریداں مے پرانند" کا ٹھہراتے - آخر اس
بیہودہ صعود سے فائدہ کیا ہوا جس کا کوئی بھی ثبوت نہیں اور عیسائی اس قول سے
خود جھوٹے ٹھہرتے ہیں کہ جبکہ جہنم کی طرف لیجانے کے وقت جسم کو ساتھ نہیں لیگئے

میرے سامنے لکھا گیا اور نقل بھی کیا گیا تھا - پہلے غلطی ہوگئی تھی اسلیئے دوبارہ نقل کیا تھا -
لفظ "نقصان" اور "مار ڈال" خود عبد الحمید نے لکھے تھے - میرا دستخط اس اقبال پر نہیں ہے
عبد الحمید نقل کر رہا تھا جب پوسٹماسٹر وغیرہ آئے تھے قریباً ختم ہونے والا تھا - کھانے والے
کمرہ میں دری پر ہم سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے - صرف ڈاکٹر صاحب دری پر نہ تھے
وہ کرسی پر تھے - ڈاکٹر صاحب میز کے ایک پہلو کے ساتھ بیٹھے ہوئے اور ہم لوگ
انکے آگے بیٹھے ہوئے تھے - عبد الحمید کو ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ جو کچھ کہتے ہو لکھکر
دیدو اور اُسنے بلا حیل و حجت لکھدیا تھا - میں دوران مقدمہ میں بٹالہ آیا تھا - جب ڈاکٹر
صاحب چلے گئے تو میں پیچھے رہا تھا - رات کو یہاں آیا ہوں - خرچ آمد و رفت کا اپنے
پاس سے کیا ہے - بیاس سے امرتسر آتے ہوئے لڑکے کو رائے ✤ وتندر رکھا تھا اور میں
وہاں ساتھ رہا تھا اول ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی پر گئے تھے اور پھر سلطان ونڈ گئے تھے
کوٹھی پر ساتھ میں گیا تھا اور جب صاحب ڈپٹی کمشنر کے روبروئے امرتسر بیان ہوا تب
بھی ساتھ گیا تھا - وارث دین سنایا گیا درست تسلیم ہوا - دستخط حاکم

✤ انگریزی میں سلطان ونڈ تک -

یہ کیسا صاف مسئلہ ہے کہ جبکہ جہنم کی طرف صرف روح لعنت کے اثر سے گئی تھی تو
وہی روح پاک ہونے کی حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف جانی چاہیئے تھی جسم کا کیا دخل تھا اور
اثر لعنت بجسم ناپاک بھی تھا - مگر یاد رہے کہ ہم تو اس بات کو نہیں مانتے کہ نعوذ باللہ کسی وقت حضرت عیسےٰ
علیہ السلام ملعون بھی ہوگئے تھے اور جیسا کہ لعنت کا مفہوم ہے خدا سے بیزار اور خدا
کے دشمن اور شیطان کی راہ کو پسند کرنے والے ہوگئے تھے ہاں اگر مصلوب ہوگئے
تھے تو یہ سب کچھ ماننا پڑے گا - اسوقت تو ہماری بحث یہ ہے کہ ہماری اس جدید تحقیق
سے جو کسر صلیب کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمکو عطا ہوئی ہے یہ دو باتیں
خوب صفائی سے ثابت ہوگئی ہیں یعنے ایک یہ کہ مسیح علیہ السلام کا ہرگز رفع جسمانی

نقل بیان یوسف خان بمقدمہ فوجداری اجلاسی مسٹر ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپور سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری (زیر عدالت) دستخط حاکم

۲۰ اگست ۹۷ء یوسف خان گواہ باقرار صالحہ

ولد اخوند احمد شاہ خاں ذات افغان عیسائی ساکن گجرات تحصیل مردان عمر ۲۵ سال بیان کیا کہ میں زمینداری کرتا ہوں۔ میں پہلے محمدی تھا۔ ۲۳ سال کی عمر تک محمدی رہا۔ میں مرزا صاحب کا مُرید ہوا تھا اور محمد سعید کا میں مددگار تھا جو کتب خانہ کے چارج میں تھا۔ بعد محمد سعید کے چلے جانے کے میں انچارج ہوا تھا۔ میں جنڈیالہ میں قبل از مناظرہ ۹۳ء گیا تھا کہ مسلمان لوگ مرزا صاحب کو مباحثہ کیواسطے منتخب کریں۔ اختتام مباحثہ پر ۵ جون ۹۳ء کو مرزا صاحب نے پیشگوئی کی کہ جو حرف A پر درج ہے اور انہوں نے کہا کہ جو فریق ناحق پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔ **نوٹ**۔ گواہ نے پیشگوئی کو پڑھکر کہا کہ جو فریق غلطی پر ہے شکست کھائے گا یعنے برباد ہوگا۔ اسوقت مینے یہہ ہی سمجھا تھا کہ عبد اللہ آتھم کے واسطے یہ پیشگوئی ہے۔ مگر بعد میں مرزا صاحب نے زبانی تشریح کی تھی کہ جو جو شخص فریق مخالف کا ہے ہر ایک کے واسطے یہ پیشگوئی ہے۔ قادیاں آٹھ نو روز بعد پہونچکر دریافت کیا تھا۔ جب ڈاکٹر کلارک صاحب بیمار ہوئے تھے تو مرزا صاحب

نہیں ہوا نہ اُس رفع کا کچھ ثبوت ہے اور نہ اسکی کچھ ضرورت تھی۔ ہاں ایکسو بیس برس کے بعد رفع روحانی ہوا ہے جس کی قرآن شریف نے شہادت دی ہے۔ مگر صلیب کے دنوں میں رفع روحانی بھی نہیں ہوا بلکہ وہ اسکے بعد ستاسی [۸۷] برس اور زندہ رہے ہیں۔ ہمارے علماء کی یہ غلطی ہے کہ معاً صلیب کے ساتھ ہی حضرت عیسےٰ کا رفع جسمانی مانتے ہیں حالانکہ دوسری طرف یہ اقرار بھی رکھتے ہیں کہ انکی عمر ایکسو بیس [۱۲۰] برس کی ہوئی تھی۔ اب اُن سے کوئی پوچھے کہ جبکہ یہود اور نصاریٰ کی تاریخ متواتر سے جیسے یونانی اور رومی کتب تاریخ بھی

نے کہا تھا کہ ضرور اُسکو بھی سزا ملنی چاہیے یعنے سزائے موت - اشتہار مورخہ ۵ اکتوبر سنہ ۹۴ حرف N گواہ نے پیش کیا نیز اشتہار مورخہ ۵ ستمبر سنہ ۹۴ حرف 36 گواہ نے پیش کیا - اسوقت ڈاکٹر صاحب سے مرزا صاحب سخت ناراض تھے - جولائی سنہ ۹۳ میں مرزا صاحب نے ایک روز بہت لوگوں کے روبرو اپنی خواب بیان کی کہ ایک سانپ نے مجھے ہمنے ہاتھ پر کاٹا اور میں اپنے والد کے پاس گیا - میرے والد نے اُس زخم کو اُسترے سے کاٹنا شروع کر دیا اور سینہ تک کاٹ دیا - اور اس سے مرزا صاحب نے پیشگوئی کی کہ آتھم کو سانپ کاٹے گا - اسکی بابت سیالکوٹ وغیرہ میں لوگونکو بذریعہ خط اطلاع دیگئی تھی - ایک سال بعد مناظرہ کے میں عیسائی ہوا تھا - مارچ سنہ ۹۴ء میں مرزا صاحب سے جدا ہوا تھا - مولوی برہان الدین کو سنہ ۶۹ سے جانتا ہوں - **نوٹ** پیشگوئی حرف ۸ گواہ نے پڑھی اور اُسکا مطلب اس طرح ادا کیا جیسے ڈاکٹر کلارک صاحب نے - (بسوال وکیل ملزم) میں نے کوئی امتحان عربی - فارسی - انگریزی کا پاس نہیں کیا - یرد الی النصاری کے معنے یہ ہیں کہ ہمنے الٹا دیا اسکو طرف عیسائیوں کے - مرزا صاحب عبد اللہ آتھم کی طرف معنے اس پیشگوئی کے نکالتے ہیں میں نہیں نکالتا - میں عیسائی تھا جب پیشگوئی کی میعاد گذری - محمد سعید اور میں قادیاں میں اکٹھے رہتے تھے میرے پیچھے محمد سعید قادیاں سے چلا گیا تھا وہ بھی عیسائی ہے - میں مرزا صاحب کی باتونکو اچھا نہیں سمجھتا - یوسف خاں بقلم خود - سنایا گیا درست تسلیم ہوا دستخط حاکم

قادیانی

شہادت دیتی ہیں یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام تینتیس ۳۳ برس کی عمر میں مصلوب ہوئے اور یہی چاروں انجیلوں کی نصوص صریحہ سے سمجھا جاتا ہے تو پھر ایکسو بیس ۱۲۰ برس کی عمر کس حساب سے وہ ٹھہرائے گئے - حالانکہ حدیث ایکسو بیس برس کی محدثین کے نزدیک صحیح اور رجال اُسکے ثقات ہیں اور ایکسو بیس برس کی حد لگا دینا یہ امر بھی دلالت کرتا ہے کہ اس کے بعد اُن کی موت ہوئی -

نقل بیان مرزا غلام احمد قادیانی بلا حلف بمقدمہ فوجداری اجلاسی مسٹر ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۵۰۰ ضابطہ فوجداری (مہر عدالت) تحکم حاکم

۲۰ اگست ۱۸۹۷ء **بیان مرزا غلام احمد قادیانی بلا حلف**

جب مباحثہ ۱۸۹۳ء کا ختم ہوا آخر پر ہمنے حسب درخواست عبد اللہ آتھم کے اسکی نسبت پیشگوئی کی تھی۔ ڈاکٹر کلارک صاحب کی بابت یہ پیشگوئی نہ تھی اور نہ وہ اس پیشگوئی میں شامل تھا۔ فریق سے مراد آتھم ہی ہے۔ جیساکہ عبارت سے ظاہر ہے۔ فریق اور شخص کے ایک ہی معنے ہیں اور اسمیں ہم بھی شامل ہیں۔ کوئی حملہ آتھم کے اوپر نہیں کیا گیا تھا اگر ہوتا تو وہ خود کوئی استغاثہ کرتا یا رپوٹ دیتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ پندرہ ماہ کے عرصہ کے بعد عبد اللہ آتھم فوت ہوئے تھے پندرہ ماہ گذرنے کے بعد عبد اللہ آتھم سے ہمنے سنا تھا کہ اپنے دوستوں کے پاس بیان کیا تھا کہ اُسپر تین بار حملے ہوئے۔ اسپر بھی ہمنے اسکو متنبہ کیا کہ میں ایسا سنتا ہوں کہ آپ میرے پر الزام لگاتے ہیں کہ میرے پر تین حملے ہوئے۔ اگر یہ صحیح ہے تو چاہیے کہ آپ قسم کھائیں یا عدالت میں نالش کریں یا خانگی طور پر باضابطہ اس کا ثبوت دیں۔ مگر کوئی جواب مجھے نہیں ملا۔ اس سے پہلے اُسنے کبھی بیان نہیں کیا تھا نہ کسی اخبار میں نہ اور طرح پر۔ مینے کوئی پیشگوئی سانپ کی بابت نہیں کی تھی عبد الحمید کو ایک دفعہ مینے مسجد میں دیکھا تھا کسی

بقیہ حاشیہ

اب خلاصہ کلام یہ کہ مسیح کا مصلوب ہونا توریت کی رو سے صرف اس بات کا مانع تھا کہ اور تمام صلحا اور راستبازوں کی طرح اس کا رفع روحانی ہو۔ اور یہی بار بار یہود کا اعتراض بھی تھا۔ پس نصاریٰ کا اس پہلو کو اختیار کر لینا کہ حضرت مسیح درحقیقت مصلوب ہو گئے ہیں اور پھر یہ بات بنانا کہ گویا وہ بعض عیسائیوں کے رو برو صلیب سے نجات پاکر تین دن بعد مع جسم آسمان پر چلے گئے تھے یہ نہایت لغو اور بیہودہ عذر ہے کیونکہ جبکہ انھوں نے توریت کے موافق اس بات کو مان لیا کہ یسوع مصلوب ہو کر درحقیقت مورد لعنت ہو گیا تھا

شخص نے ذکر کیا تھا کہ یہ شخص عیسائی ہو گیا تھا اب یہاں آیا ہے۔ میرا اسکے ساتھ کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی۔ مجھے نہیں معلوم کسنے اسکو مزدوری وغیرہ کا کوئی کام دیا تھا۔ مینے کوئی کام نہیں دیا تھا۔ مینے کوئی پیشگوئی نہ اشارتاً اور نہ کنایتاً ڈاکٹر کلارک صاحب کی بابت کی۔ مینے سنا تھا کہ عبدالحمید اچھے چال چلن کا لڑکا نہیں ہے۔ اسلئے مینے گھر سے ایک رقعہ لکھکر بھیجدیا تھا کہ اسکو نکال دینا چاہیئے۔ مجھے پھر خبر نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا۔ مینے ایک پیسہ تک اسکو جاتے ہوئے نہیں دیا۔ نہ امرتسر بھیجا۔ جھوٹ کی بیخکنی سے مراد ہے کہ جھوٹ ضایع ہو جاوے گا۔ ڈاکٹر کلارک صاحب کی طرف اشارہ نہیں ہے۔ جبتک کوئی شخص رضامندی ظاہر نہ کرے پیشگوئی نہیں کیجاتی۔ خط مورخہ ۵ مئی ۹۳ء دستخطی عبداللہ آتھم پیش کرتا ہوں جسمیں وہ نشان معجزہ یا دلیل قاطع مانگتے ہیں۔ (حرف Y) حرف O میں دوبارہ روشنی ڈالنی سے مراد ہے کہ پیشگوئی کے پورا ہونے نے یقین کو زیادہ کیا۔ دستخط مرزا غلام احمد

سنایا گیا سب بیان صحیح اور درست مندرج ہے درست تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

بعدالت کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور

ملکہ قیصرہ ہند بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور جرم زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

حکم

کارروائی تحقیقات ہذا اُس اطلاع سے پیدا ہوئی جو ڈاکٹر مارٹن کلارک سی ایم ایس کیجانب سے

ضمیمہ

تو اب بلاشبہ توریت اُسکو آسمان پر چڑھنے سے روکتی ہے ورنہ توریت خود باطل ہوتی ہے۔ یہ کیونکر مان لیا جائے کہ توریت کے لعنت کا حکم اوروں کے لئے ابدی اور یسوع کے لئے صرف تین دن تک محدود تھا۔ توریت میں کوئی ایسی تخصیص نہیں بلکہ اُس لعنت سے ابدی لعنت مراد ہے کہ جو کبھی بھی گلے سے نہیں اترے گی۔ اگر موسے کی کتاب توریت میں کہیں تین دن کا ذکر بھی ہے تو حضرات عیسائیان ہم کو

روبرو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر بدیں مضمون دیگئی کہ ایک نوجوان بعمر اٹھارہ سال عبدالحمید نامی نے
بیان کیا ہے کہ اُسکو مرزا غلام احمد قادیانی نے اُسکے (ڈاکٹر مارٹن کلارک) قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے غلام احمد کی گرفتاری کے لئے ایک وارنٹ جاری کیا اور نوٹس دیا کہ وہ انکو وجہ بتلائیں
کہ کیوں اُس سے حفظ امن کے لئے مچلکہ نہ لیا جائے مگر بعد ازاں معلوم کرکے کہ اسکو اختیار قانونی حاصل نہیں ہے
اُسنے مثل کو ضلع ہذا میں بھیجدیا کیونکہ غلام احمد کی سکونت اس ضلع میں واقع ہے۔ بادی النظر میں یہ مقدمہ ایسا
معلوم ہوتا تھا کہ اسمیں پولیس کیجانب سے مزید تحقیقات کیجائے اور پھر سیشن سپرد کیا جاے۔ مگر ڈاکٹر کلارک بوجہ بیماری
پہاڑ پر جانا چاہتا تھا اور اُسکو ڈر تھا کہ شاید اُس کا سب سے بڑا گواہ ورغلایا جائے۔ اسیواسطے اُسنے یہ خواہش
ظاہر کی کہ جہانتک جلد ممکن ہو عدالتی تحقیقات کیجائے۔ یہ معلوم ہوا کہ بطور تمہیدی کارروائی تحقیقات زیر دفعہ
۱۰۷ ضابطہ مذکور جوان حالات کی رو سے قائم ہوا اور جو اصل حقیقت پر پہونچنے کا بہترین ذریعہ ہی کیجائے
لہذا جدید نوٹس غلام احمد کے نام جاری کیا گیا تاکہ وہ انکو وجہ بیان کرے کہ کیوں اُس سے ضمانت نہ لیجاے
شہادت ڈاکٹر مارٹن کلارک سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۸۹۳ء میں اُسنے مابین عبداللہ آتھم عیسائی اور مرزا غلام احمد
قادیانی کے مباحثہ کرایا تھا جس میں ڈاکٹر کلارک موجود تھا اور دو موقعوں پر خود ڈاکٹر کلارک نے عیسائیو نکی

بقیہ حاشیہ

وہ مقام دکھلاویں۔ ہم محض ثالث کے طور پر یہ گواہی دیتے ہیں کہ اگر حضرت یسوع درحقیقت
مصلوب ہو گئے ہیں تو اس صورت میں یہود انکو لعنت ابدی اور جہنمی ہونے کا مصداق ٹھہرانے
میں بلاشبہ حق پر ہیں ✤ اور توریت میں ایک حرف بھی ایسا نہیں ہے جو تین دن کی لعنت کے
بارے میں عیسائیو نکی تائید کرسکے۔ صلیب کے قبول کرنے کے بعد عیسائیو نکو کوئی بھی گریز کی جگہ

حاشیہ در حاشیہ

✤ یسوع کا جہنم میں جانا ان کتابوں سے ثابت ہوتا ہے۔ انجیل متی کی تفسیر خزانۃ الاسرار تالیف پادری عماد الدین
صفحہ ۴۹۸ سطر ۳۰ میں "خدا کا سارا غضب جو گناہ کے سبب سے ہے اُس پر آگیا" اب ظاہر ہے کہ یہ غضب ہی چیز ہے
جسکو دوسرے لفظوں میں جہنم کہتے ہیں۔ پھر اسی خزانۃ الاسرار کی بائیسویں سطر میں مسیح کی نسبت زبور ۸۸-۶
سے یہ پیشگوئی نقل کی ہے "تو نے مجھے گڑھے کے اسفل میں ڈالا اندھیرے مکانوں میں گہراؤ دیا" ظاہر ہے

طرف سے کارروائی کی تھی۔ مباحثہ کے اختتام پر مرزا غلام احمد نے پیشگوئی کی کہ عیسائی جو مباحثہ میں شامل ہیں پندرہ مہینے کے اندر مر جائیں گے۔ اور ڈاکٹر کلارک بیان کرتا ہے کہ اس عرصہ کے دوران میں چار صاحب ✠ مع آتھم کی جان پر کئے گئے پیشگوئی بالآخر پوری نہیں ہوئی اور ڈاکٹر کلارک نے غلام احمد کو پبلک میں جھوٹا پیغمبر ظاہر کیا۔ مباحثہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب کے دو مرید محمد یوسف خان جو مباحثہ میں اسکا سکریٹری تھا اور محمد سعید جو بروئے نکاح رشتہ دار تھا عیسائی ہو گئے اور یہ امر بوجہ اُس نقصان شعبدہ بازیکے جو اکی پیشگوئیوں کے خطا جانیکے پیدا ہوا مرزا صاحب کے لئے باعث رنج عظیم ہوا۔ ڈاکٹر کلارک نے ایک انتخاب شہادۃ القرآن سے جو ایک رسالہ مصنفہ مرزا صاحب ہے جسمیں مرزا صاحب نے تین مختلف مذاہب کے تین نامی آدمیوں عبد اللہ آتھم احمد بیگ اور لیکھرام کی موت کی نسبت پیشگوئی کی تھی پیش کیا۔ آتھم اور احمد بیگ کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی لیکن لیکھرام حال ہی میں میعاد مقررہ کے اندر بری طرح سے کسی نامعلوم شخص کے ہاتھ سے قتل کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر کلارک نے بیان کیا کہ غلام احمد کی یہ پالسی ہے کہ اپنے مخالفونکے دلوں میں انکی ہلاکت کی پیشگوئی کر کر خوف بٹھانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اسکا سلوک اُسکے یعنے ڈاکٹر کلارک کی نسبت مابعد مباحثہ لگاتار کینہ ورہا ہے۔ زیادہ تر خاصکر کے آتھم کی وفات کے روز سے ڈاکٹر کلارک بجائے اُسکے عیسائی سرگروہ

بقیہ حاشیہ

نہیں رہی اور اقرار صلیب کے بعد یہ عذر کہ فلاں عورت یا فلاں مرد نے اُنکو آسمان پر چڑھتے دیکھا تھا نہایت نکما اور فضول اور لغو عذر ہے۔ کاش یہ چڑھنا یہود کے علما اور فقیہوں کو دکھلایا ہوتا اور اگر وہ دیکھتے بھی تو اس کا یہی نتیجہ ہوتا کہ وہ سمجھ لیتے کہ توریت منجانب اللہ نہیں ہے مگر اب تو عیسائیوں نے خود یہود کا ہاتھ بلند کر دیا کیونکہ جب یسوع کو مصلوب مان لیا تو اب

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

کہ یہ اندھیرے کے مکان عیسائیوں کے نزدیک جہنم ہے۔ پھر کتاب جامعۃ الفرائض مطبوعہ امریکن مشن پریس لودھیانہ ١٨٦٢ء صفحہ ٦٢ سطر ١٦ و ١٧ میں مسیح کی نسبت یہ عبارت ہے۔ "کیونکہ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کو اُس کا خون صاف نکرے اور کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا اُسنے بدلہ نہ دیا ہو اور کوئی سزا گناہ ایسی نہیں جو اُسنے نہ اٹھائی ہو" اور ظاہر ہے کہ گنہگاروں کی خاص سزا جہنم ہے جس کا اٹھانا پوری سزا اُٹھانے کے لئے ضروری ہے

✠ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک کا یہ بیان صحیح نہیں ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور ہم اپنا بیان کر چکے ہیں کہ پیشگوئی دو پہلو رکھتی تھی۔ ایک یہ کہ آتھم میعاد کے اندر عیسائیت پر استقلال دکھلا کر یعنے پیشگوئی سے خوف زدہ نہ ہونے کی حالت میں خود پندرہ مہینے تک فوت ہو جائیگا۔ دوسرے یہ کہ خوف زدہ ہونے کی حالت میں

سمجھا جاتا ہے - ایک انتخاب اُس رسالہ سے پیش کیا گیا ہے جکو انجام آتھم کہتے ہیں اور جکو غلام احمد نے شایع کیا ہے جس میں بموجب تصریح ڈاکٹر کلارک یہ بیان ہے کہ وہ ایک سال کے اندر مر جائے گا اور یہ میعاد ۱۴ ستمبر ۹۵ء کو ختم ہوگی - ڈاکٹر کلارک بیان کرتا ہے کہ ۱۸۹۴ء سے اُسنے غلام احمد سے خط و کتابت بند کر دی ہے اور یہ کہ اکثر رسالجات جنمیں اُسکا ذکر ہوتا ہے قادیاں سے اُسکے پاس آتے رہے ہیں - لیکن تھوڑے عرصہ سے وہ لگاتار سلسلہ بند ہو گیا ہے - جس سے وہ استدلال کرتا ہے کہ تا وہ حفاظت سے بیفکر ہو جائے ڈاکٹر کلارک نے پیشگوئیونکی ایک فہرست پیش کی ہے جو وقتاً فوقتاً منجانب مرزا غلام احمد شایع ہوتی رہیں جنمیں بہت سے اشخاص کی نسبت موت اور نقصان کی پیش از وقت اطلاع دی گئی ہے - ۲۶ جولائی ۹۷ء کو ایک اٹھارہ سالہ نوجوان ڈاکٹر کلارک کے پاس امرتسر میں آیا اور کہا کہ اس کا نام عبد المجید ہے اور وہ عیسائی ہونا چاہتا ہے وہ جنم سے برہمن تھا - اسکا نام رلیارام ولد رام چند سکنہ کھجوری دروازہ شہر بٹالہ ہے - وہ غلام احمد کے ہاتھ سے مذہب اسلام میں داخل ہوا - جب وہ پندرہ برس کا تھا - وہ سات برس تک قادیاں میں رہا اور غلام احمد کو برا آدمی سمجھکر

بقیہ حاشیہ

ابدی لعنت کو ماننا انھیں لازم آگیا - اور یہ کہنا کہ ابدی لعنت یسوع پر نہیں پڑ سکتی یہ ایک نیا دعوےٰ ہے جس کا ثبوت ابتک عیسائیوں نے توریت کے رو سے نہیں دیا - درحقیقت عیسائی لوگ بڑی مصیبت میں ہیں - کیونکہ اگر فرض محال کے طور پر بلا دلیل یہ بھی مان لیا جائے کہ ادروں پر تو ابدی لعنت صلیب سے پڑتی ہے مگر یسوع پر صرف تین دن تک پڑی تو اس سے بھی عیسائی جھوٹے ٹھہرتے ہیں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۲ سطر ۱۴ - ۱۵ میں سزا کی تشریح یہہ لکھی ہے - ”دیندار لوگ مرتے وقت ہی آرام کی جگہ میں داخل ہوتے ہیں اور بیدین اُسی وقت دوزخ میں گرتے ہیں“ - اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع نے سب گناہ اپنے پر لیکر ضرور جہنم کی سزا اٹھائی - اور رسالہ معمودیۃ البالغین کے صفحہ ۲۹۱ سطر ۲ میں یسوع کی نسبت عیسائیوں کا عقیدہ یہہ لکھا ہے - ”صُلِبَ ومات وقُبِر ونزل الی الجحیم“ یعنے یسوع مصلوب ہوا اور مر گیا اور قبر میں داخل ہوا اور جہنم میں اترا - اب ان تمام عبارتوں سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح جہنم میں گیا اور اُسنے ساری سزائیں اٹھائیں - عیسائی اس بات کے بھی قائل

* حال کے بعض عیسائی کتابوں میں بجائے جہنم ادس لکھا ہے جو ایک یونانی لفظ ہے جسکے معنے ہاویہ ہے جکو عبرانی میں اوث کہتے ہیں - درحقیقت یہ دونوں لفظ ادس اور اوث عربی کے لفظ ہاویہ سے لئے گئے ہیں - منہ

چلا آیا اور اب وہ عیسائی مذہب میں اصطباغ لینا چاہتا ہے۔ ڈاکٹر کلارک کو شبہات فوراً پیدا ہوئے انکو
تعجب ہوا کہ اس قصہ کی مشابہت اُس قصے سے ہی جو لیکھرام کے قاتل نے بیان کیا تھا۔ اُسنے نوجوان
کی حفاظت کی اُسنے اُس سے گفتگو کی اور اسکی نسبت تحقیقات کرائی اس سے معلوم ہوا کہ عبد الحمید
(عرف عبد المجید) کسی قدر عیسائیت سے واقف ہی۔ موخر الذکر نے بیان کیا کہ ایک سابق عیسائی سائیاں
نامی سے بمقام قادیاں سیکھ رہا تھا چند روز کے وقفے کے بعد ڈاکٹر کلارک نے اس نوجوان کو بیاس
پر اپنے شفاخانے میں بھیجدیا۔ جب وہ وہاں تھا تو اُس نوجوان نے ایک چٹھی قادیان کو بنام نور الدین
بھیردی بھیجی جو فی الحال غلام احمد کے مریدوں کا سرگروہ ہے جسمیں اُسنے مولوی مذکور کو اطلاع دی کہ وہ
عیسائی ہونے کے لئے فیصلہ کر چکا ہے چٹھی مذکور بلا علم ڈاکٹر کلارک بھیجی گئی مگر اسکے اور عیسائی ماتحتوں
کو جو بیاس میں رہتے ہیں علم تھا۔ اس اثنا میں ڈاکٹر کلارک کی تحقیقات دربارہ نوجوان جاری رہی
عبد الرحیم ایک کرسٹان نو مہینے سے عیسائی ہے اور وہ غلام احمد سے ناآشنا ہے قادیاں کو گیا اُسوقت
مرزا صاحب نے اُسے کہا کہ نوجوان مذکور قادیاں میں رہتا رہا اسکو یقین ہے کہ وہ عیسائی تھا وہ قادیاں

[illegible]

کیونکہ لُغت کے رو سے خود لعنت ایک ایسا لفظ ہے جو دل سے متعلق ہے اور لعین اُسے کہتے ہیں
کیسکو کہا جاتا ہے کہ جب شیطان کی تمام خصلتیں اُسکے اندر آجاتی ہیں اور وہ مردود اور دشمن خدا
ہوجاتا ہے تو کیا ایک دم کے لئے بھی یہ حالتیں حضرت عیسٰے علیہ السلام کے لئے تجویز کر سکتے ہیں

ہیں کہ صلیب کی سزا تو صرف چند گھنٹے تھی لیکن لعنت موت کے بعد تین دن تک رہی۔ اب ظاہر ہے کہ لعنت کے
ایام میں کسی قسم کا عذاب یسوع کے شامل حال ہوگا اور وہ عذاب بجز دوزخ کے اور کوئی نہیں اور نیز جبکہ
یسوع کا فرض تھا کہ وہ آپ سزا اٹھا کر خدا تعالےٰ کا عدل پورا کرے تو پھر اگر صرف دنیا کا چند گھنٹوں کا دکھ اُس نے
دیکھا اور جہنم میں نہیں گیا تو اس صورت میں خدا کا عدل کیونکر پورا ہوگا۔ حالانکہ انجیل متی کی تفسیر میں پادری
عماد الدین لکھتے ہیں کہ " خدا مسیح کے دل کے سامنے سے ہٹ گیا تاکہ اپنی عدالت خوب پوری کرے "
یعنے بباعث لعنت یسوع کا دل تاریک ہوگیا۔ اور تفسیر کتاب اعمال ملقب بہ تذکرۃ الابرار مطبوعہ ۱۸۷۴ء
امریکن مشن پریس لودھیانہ میں مسیح کی نسبت یہ عبارت ہی " مسیح خداوند کا شکر ہو کہ اُسنے شریعت کی

سے اپنی ناپسندیدہ چال چلن کی وجہ سے نکال دیا گیا ہے اور یہ کہا کہ اگر اسکو کھانا اور کپڑا دیا جائے تو وہ غالباً (عبدالرحیم) کیساتھ ٹھہر جائیگا۔ عبدالرحیم نے یہ بھی بیان کیا کہ مرزا صاحب کے ایک مرید نے اسے کہا تھا کہ اس نوجوان نے جانے سے پہلے غلام احمد کو علانیہ گالیاں نکالی تھیں۔ اور تحقیقات سے ظاہر ہوا کہ نوجوان ایک مشہور خاندان مولویاں سکنہ جہلم سے ہے اسکا ایک چچا جو برہان الدین خازی کے نام سے مشہور ہے مرزا صاحب کا مرید ہے۔ یہ پایا گیا کہ وہ گجرات اور پنڈی میں بطور متلاشی عیسائی کے رہتا رہا ہے مگر گجرات مشن سے زناکاری اور دروغگوئی کیوجہ سے نکالدیا گیا تھا۔ اسکا یہ بیان کہ وہ جنم سے برہمن ہے جھوٹا ہے اسکا اصلی نام عبدالحمید ہے۔ وہ قادیان میں سات برس تک نہیں رہا بلکہ صرف چند روز رہا۔ عبدالرحیم قاصد نے جو قادیان بھیجا گیا تھا ڈاکٹر کلارک کی توجہ کو اس امر واقعہ کی طرف منتقل کیا کہ نوجوان کی آنکھ خونی معلوم ہوتی ہے اور چونکہ ڈاکٹر کلارک مجربانہ علم قیافہ کا عالم ہے اسنے اسکی وضع قطع میں وہ خط و خال معلوم کئے جو اسکے قاتلانہ میلان کے شاہد تھے۔ مزید براں وہ ایک متعصب خاندان سے تعلق رکھتا ہے اسنے خیال کیا کہ چونکہ قادیان میں عام طور سے گالیاں دی گئیں اور نیز اس خیال سے کہ عبدالحمید کو باوجود

بقیہ حاشیہ

تو پھر وہ لعنت جو صلیب کا نتیجہ تھا کیونکر یسوع پر پڑ سکتی ہے۔ اور اگر نہیں پڑی تو یسوع مصلوب بھی نہیں ہوا۔ اُسنے سچ کہا تھا کہ "میں یونس کی طرح تین دن قبر میں رہوں گا"۔ اور وہ خوب جانتا تھا کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں نہیں مرا تھا اور ممکن نہیں کہ اُس کے مونہہ کی مثال غلط نکلے۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

ساری لعنت کو اپنی صلیبی موت میں اپنے اوپر اٹھا کے ہمیں جو اسپر ایمان لاتے ہیں شریعت کی لعنت سے آزاد کر دیا کہ وہ آپ ہمارے بدلے لعنتی ہوا۔ ہم سب حقیقت میں لعنتی تھے اور یہ لعنت ابد تک ہمارے اوپر تھی کبھی ہم اُسکے نیچے سے نکل نہ سکتے کیونکہ لاچار اور کمزور تھے پر وہ ہمارے لئے لعنتی ہوا کہ ہماری لعنت اُسنے اپنے اوپر اٹھالی اور ہمیں اس سے مخلصی دی اور آپ بھی اُس لعنت کے نیچے سے تیسرے دن نکل آیا"۔ اب اسجگہ عیسائیوں کے عدل کی حقیقت بھی کھل گئی کہ اوروں کے لئے ابدی لعنت اور بیٹے کے لئے صرف تین دن۔ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ایک منٹ کی لعنت بھی شیطان سیرت بنا دیتی ہے چنانچہ کتاب جامعۃ الفرائض صفحہ ۹۲ میں لکھا ہے کہ "اُس بے ایمانوں کے لشکر کے ساتھ شیطان ہو بیٹھے"۔ بہر حال عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے

مولویوں کا رشتہ دار ہونے کے کینہ کام کرنیکو دیا گیا ہے یہ مرزا صاحب کی طرفسے اسواسطے پیش بندی کے طور پر انتظام کیا گیا کہ شبہ حائد نہ ہو۔ عبدالرحیم کا یہ خیال تھا کہ وہ نوجوان قادیان سے اسکو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے مگر ڈاکٹر کلارک نے صورت حالات سے مطلع ہو کر یہ نتیجہ نکالا کہ میں ہی مقصود قربانی ہوں لہٰذا وہ بیاس کو گیا اور روبرو عبدالرحیم و پریماس و وارث الدین وہاں چند اور خود ڈاکٹر کلارک کے نوجوان عبدالحمید نے بعد انکار و عذرات اور نیز ڈاکٹر کلارک کے اُس وعدہ کے بعد کہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہونچیگا یہ اقبال کیا کہ مرزا غلام احمد نے اس سے کہا تھا کہ جاؤ اور ڈاکٹر کلارک کو کسی مناسب موقعہ پر نقصان پہنچاؤ یعنے قتل کرو اُسنے آخرکار بموجودگی اشخاص مذکورہ بالا یہ اقبال تحریر کیا۔ بعدازاں اُسنے بیان کیا کہ اُسنے قادیان کو مولوی نورالدین کے نام اس غرض سے خط لکھا ہے کہ انکو پتہ معلوم ہو جاوے کہ میں کہا ہوں۔ اُسنے علانیہ مرزا صاحب کو لعنت بھیجی تاکہ موخرالذکر شخص کی طرفسے شبہ پیدا نہ ہو۔ اسپر ڈاکٹر کلارک عبدالحمید کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کے پاس لیگیا اور بعد اسکے اسکا بیان قلمبند ہوا۔ بدرخواست ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ڈاکٹر مذکور نے نوجوان کو اپنی حفاظت میں لیا تاوقتیکہ اسکا آخری اظہار عدالت میں قلمبند نہ ہوا۔ ایک گواہ پریماس نامی نے بیان کیا کہ اُسنے بیاس پر دو آدمی دیکھے تھے جو عبدالحمید کو پوچھتے پھرتے تھے اور

غرض اس تمام تحقیقات سے ثابت ہو کہ یسوع کا آسمان پر معہ جسم جانا ایک جھوٹا مسئلہ ہو جو عیسائیوں نے بنایا ہے جس حالت میں عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ یسوع جہنم میں جسم کے ساتھ نہیں گیا بلکہ محض روح گئی تھی تو وہ جسم جو جہنم کی سزا پاکر لعنت سے ابھی پاک نہیں کیا گیا وہ آسمان پر کیونکر چڑھ گیا

کہ تین دن جو لعنت کے دن تھے یسوع جہنم کا عذاب بھگتا رہا*۔ اور کتاب راہ زندگی مطبوعہ الہ آباد ۱۸۸۸ء صفحہ ۶۹ سطر ۷ میں لکھا ہے کہ "یہ سزا (یعنے گنہگار کی سزا) اکثر موت کے لفظ سے مذکور ہوتی ہے موت نہ صرف جسم کی بلکہ روح کی بھی نہ صرف دنیاوی بلکہ ابدی"۔ اور اسی کتاب راہ زندگی میں جو تالیف ڈاکٹر ایچ ذی ذی باشندہ امریکہ ہو لکھا ہے کہ "لعنت اور موت اور غضب اور وہ سزا جو گنہگار و ملے گی سب ایک ہی چیز ہیں"۔ اور پھر یہی اس عقیدہ کی تائید میں لکھا ہو کہ "مسیح نے کہا ہے کہ گنہگار جہنم کی اس آگ میں جو کبھی نہیں بجھے گی ڈالے جائینگے۔" (مرقس ۹ باب ۴۳) منہ

* بعض نادان عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع ہاوس یعنے جہنم میں تحت الثریٰ کے قیدیوں کو منادی کرنے گیا تھا مگر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ لعنت کے دنوں کا کیا تقاضا تھا کیا سزا اُٹھانیکے لئے جانا یا نصیحت کیلئے۔ ایک ملعون دوسرے کو کیا نصیحت کر سکتا ہے

ڈاکٹر کلارک اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اندیشہ تھا کہ مبادا اُسے کچھ ضرر پہنچایا جائے - عبدالحمید کی شہادت سے جو اُسنے عدالت میں دی یہ ظاہر ہوا کہ وہ قادیان میں دو دفعہ گیا ہے ایک دفعہ ماہ مئی میں پانچ روز کے لئے اور پھر ماہ جون میں قریب دس دن کے لئے - وہ مرزا صاحب کو پہلے کبھی نہیں جانتا تھا اسکے دو چچوں میں سے ایک چچا برہان الدین مرزا صاحب کا مرید ہے اور دوسرا سلطان محمود مخالف ہے اسکا گھر جہلم ہے مگر وہ وہاں بہت ہی کم جاتا ہے کیونکہ اسکے خاندان کے لوگ اسکی قدر نہیں کرتے اُسنے بیان کیا کہ اُسکے ارادے و نیت ڈاکٹر کلارک کے متعلق بدل گئے کیونکہ وہ اسکو نیک آدمی معلوم ہوا اسکو گجرات مشن کے نکالے جانے کے بعد ایک شخص میران بخش نامی نے جو مرزا صاحب کا معتقد ہے قادیان میں جانے کی ہدایت کی تھی - اسکی شہادت نے عموماً اُس بیان کی تائید کی جو ڈاکٹر کلارک نے دیا ہے -

تحقیقات ۱۰ اگست کو شروع ہوئی اور جس شہادت کا یہانتک ذکر آچکا ہے وہ ۱۳ اگست تک جاری رہی - عبدالحمید اسوقت تک بالکل بعض ماتحت عیسائیوں کی نگرانی میں رہا جو سکاچ مشن کے ملازم ہیں - خاصکر عبدالرحیم وارث الدین پریمداس - ڈاکٹر کلارک کی یہ رائے کہ وہ اس سے زیادہ جانتا ہے جتنا کہ اُسنے افشا کیا ہے - ہمنے بذات خود اُسکے بیان کو جیسا کہ ہے نہایت ہی بعید العقل خیال کیا - اُسکے اُس بیان میں جو اُسنے امرتسر میں لکھایا بمقابلہ اُس بیان کے جو میرے سامنے لکھایا اختلافات

فٹ نوٹ

اور یہ کیسا ظلم ہے کہ جہنم میں تو محض روح جائے اور خدا کے پاس جسم اور روح دونوں جائیں - کیا عیسائیونکا یہ مذہب نہیں ہے کہ جہنم ایک جسمانی آتشخانہ ہے جسمیں گندھک کے بڑے بڑے پتھر ہیں پھر اُس آتشخانہ میں ایسا جسم کیوں نہیں جلایا گیا جسپر تمام دنیا کی لعنتیں ڈالی گئی تھیں - اگر باپ نے عدل سے انحراف کرکے بیٹے کی یہ **رعایتیں** کیں کہ بجاے ابدی لعنت کے تین دن رکھا اور بجائے جسمانی جہنم کے صرف روح کو جہنم میں بھیجا تو کاش یہ رعایتیں مخلوق سے کیجاتیں کیونکہ اگر بیٹے کیساتھ عدل سے انحراف کرنا جائز ہے تو اوروں کے ساتھ کیوں جائز نہیں ؟ یہی تمام غلطیاں ہیں جنپر خدا تعالیٰ نے **مجھے** مطلع کیا تا میں گمراہوں کو متنبہ کروں اور انکو جو تاریکی میں رہتے ہیں روشنی میں لاؤں -

ہیں اور ہم اسکی وضع قطع سے جبکہ وہ شہادت دے رہا تھا مطمئن نہیں ہوئے تھے - علاوہ اسکے ہمنے یہ معلوم کیا کہ جتنی دیر تک بٹالہ مین مشن کے ملازموں کی نگرانی میں رہا اتنا ہی اسکی شہادت مفصل اور طویل ہوتی گئی - اسکے پہلے بیان میں جو اسنے ۱۲ تاریخ کو میرے سامنے لکھا بہت سی باتیں تھیں - اس بیان میں نہیں تھیں جو اسنے اول ڈاکٹر کلارک کے سامنے کیا یا جب اسکا اظہار ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر نے لیا - اور جب اسنے دوبارہ ہمارے سامنے ۱۳ اگست کو اظہار دیا تو اس نے بہت سی باتیں زائد بڑھا دیں - اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ یا تو کوئی شخص اسکو یا اشخاص سکھلاتے پڑھاتے ہیں یا یہ کہ اسکو اس سے اور زیادہ علم ہے جتنا کہ وہ اب تک ظاہر کر چکا ہے - لہذا ہمنے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو کہا کہ آپ اسکو اپنی ذمہ واری میں لیں اور آزادانہ طور سے اس سے پوچھیں ۱۴ اگست کو مسٹر لیمار چنڈ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کو بھیجا کہ وہ عبد الحمید کو سی ایم ایس کوارٹر انار کلی میں جاکر حفاظت کی جگہ سے یہاں لے آوے - اسکو محمد بخش سیدھا مسٹر لیمار چنڈ کے پاس گاڑی میں لیگیا - اول الذکر شخص اسوقت پہلے سے کسی کام میں مصروف تھا اور کچھ عرصہ کے لئے اسکو جلال الدین انسپکٹر کے سپرد کیا - موخر الذکر نے کھلے میدان میں محمد بخش و دیگر اشخاص کی موجودگی میں اس سے پوچھا کچھ دیر کے بعد انسپکٹر مذکور نے مسٹر لیمار چنڈ کے پاس آکر بیان کیا کہ وہ لڑکا اپنے سابقہ بیان پر قائم ہے اور کچھ ایزاد نہیں کرتا اور وہ انار کلی واپس جانیکو چاہتا ہے - انسپکٹر مذکور نے مسٹر لیمار چنڈ کو اطلاع دی کہ اس کو واپس بھیجدیں - موخر الذکر نے اس امر کو اپنا فرض سمجھا کہ جو کچھ نوجوان بیان کرے لکھ لیا جائے اسلئے اسکو بلا بھیجا - انھوں نے بیان کے دو تختے کم و بیش اسی شہادت کے مطابق لکھے جو سابق میں عدالت کے سامنے دیگئی تھی کہ ناگہاں نوجوان زار زار رونے لگا اور مسٹر لیمار چنڈ کے پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں اس مقدمہ میں عبد الرحیم اور وارث الدین اور پریماس ملازمان مشن کی سازش سے جنکی تحویل میں وہ رہا برابر جھوٹھ بولتا رہا - وہ کئی روز تک

بقیہ حاشیہ

اور مینے نہ صرف یہ کیا کہ معقول بیان کے ساتھ عیسائیونکی غلطیاں انپر کھولدوں بلکہ آسمانی نشانوں کے ساتھ بھی انکو ملزم کیا - اور ایسا ہی ان مسلمانوں کو بھی جو ان ہی خیالات میں مقید تھے اور ایک ایسے فرضی دجال اور فرضی مسیح کے منتظر تھے جن کے ماننے سے نئے سرے اس شرک کی بنیاد پڑتی ہے جسکی قرآن شریف بیخکنی کر چکا ہے اور مسئلہ ختم نبوت بھی ہاتھ سے جاتا ہے سو خدا تعالے نے مجھے بھیجا تا میں اس خطرناک حالت کی اصلاح کروں اور لوگوں کو خالص توحید کی راہ بتاؤں چنانچہ میں نے سب کچھ

پہرے میں رکھا گیا۔ وہ سخت مصیبت میں گرفتار رہا اور فی الحقیقت اُسنے خودکشی کا ارادہ کرلیا تھا۔ لہٰذا اس نے مسٹر لیمارچنڈ کے سامنے پر پورا بیان کردیا۔ لیمارچنڈ صاحب نے شہادت میں بیان کیا کہ اسکے خیال میں جس طرز سے یہ دوسرا بیان ہوا ہے اُس سے یہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اُسنے نوجوان کو نہ تو دھمکایا اور نہ اُسسے کوئی معافی کا وعدہ دیا۔ نوجوان کی صورت حال اور وضع قطع سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ فی الحقیقت مصیبت اور تکلیف میں تھا عبدالحمید کو عدالت نے بیسؐ اگست پر دوبارہ طلب کیا اسنے کہا کہ جو بیان وہ اب کرنے لگا ہے صحیح ہے اور اس بیان کے کرنے میں اسکو کسی نے نہیں سکھلایا۔ یہ بات سچ ہے کہ وہ قادیان میں گیا تھا اور کل دو ہفتے رہا اسکو بوجہ اسکے شتبہ چال چلن کے نکالدیا گیا۔ مُسنے مرزا صاحب کو کبھی گالیاں نہیں دیں مگر وہاں سے چلنے سے پیشتر اُسکی مریدوں میں سے ایک کے ساتھ جھگڑا ہوگیا تھا۔ وہ امرتسر چلا گیا۔ اور کسی شخص سے کسی عیسائی واعظ کے مکان کا پتہ دریافت کیا۔ وہ اتفاقاً ایک شخص نورالدین امریکن مشن کے پاس بھیجا گیا۔ اسنے نورالدین کے آگے بیان کیا کہ وہ قادیاں سے آیا ہے۔ وہ فی الاصل ایک ہندو رلیارام نامی تھا پھر مسلمان ہوگیا اب وہ عیسائی ہونا چاہتا ہے نورالدین نے اسے ڈاکٹر گرے کے پاس بھیجا جسنے صرف اس شرط پر اُسے لیا منظور کیا کہ وہ اپنا گذارہ آپ کرے اور کچھ گفتگو کے بعد اسکو نورالدین کے پاس واپس بھیجدیا مگر وہ اپنے ہی خرچ پر عیسائی ہونے پر طیار نہیں تھا نورالدین نے اسکو صلاح دی کہ وہ ڈاکٹر کلارک کے پاس جائے کیونکہ وہ اچھا آدمی ہے (ان میں سے اکثر بیانات کی تائید علاوہ ازاں ڈاکٹر گرے کی چٹھی کے مضمون اور نورالدین عیسائی کی شہادت سے ہوتی ہے) وہ ڈاکٹر کلارک کے پاس چلا گیا جسنے اسکو عبدالرحیم کے حوالہ کردیا۔ اور شہر کے شفاخانہ میں اُسے کام کرنیکو دیا۔ وہ خیال کرتا ہے کہ عبدالرحیم نے فوراً اُسپر شبہ کیا کیونکہ اسنے اس سے اصرار اور تاکید سے پوچھا کہ وہ قادیاں سے مشن میں کسواسطے آیا ہے اور اُسنے ڈاکٹر کلارک کو بھی اسکے سامنے کہا کہ اسکا یقین ہے کہ عبدالحمید کسی شخص کو قتل کرنے آیا ہے

بتادیا۔ اور نیز میں اسلئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانونکو قوی کروں اور خدا تعالےٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کرکے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہوگئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیساکہ یقین دنیا اور دُنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیساکہ اسکو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اسکو خدا تعالےٰ اور عالم آخرت

جس بات کے متعلق ڈاکٹر کلارک عبدالرحیم کے سامنے اُنکے ساتھ ہنسی کرتا رہا بعدازاں ڈاکٹر کلارک نے اسکا فوٹو
اتروایا۔ پھر اسی مطلب کے لئے بیاس سے جہاں پر وہ بھیجا گیا تھا امرتسر لایا گیا وہ اس موقعہ پر کتابیں لانے کے
لئے ہسپتال میں بھیجا گیا اور عبدالرحیم نے پھر اُسے تنگ کرنا شروع کیا اور یاد دلایا کہ اسکا فوٹو لیا جا چکا ہے
وہ بھاگ نہیں سکتا اسکی رپورٹ پولیس میں کیجائے گی ورنہ بہتر ہے کہ وہ سچ سچ بیان کردے کہ وہ قتل
کرنے کے ارادے پر آیا ہے کچھ دنوں کے بعد ڈاکٹر کلارک و عبدالرحیم و وارث الدین اور پریداس سب کے
سب بیاس میں آئے اُس سے تاکید سے پوچھا گیا۔ عبدالحمید معہ دیگر اشخاص کی جماعت میں فرش کے اوپر بیٹھا
ہوا تھا اور ڈاکٹر کلارک کچھ فاصلے پر ایک کرسی پر بیٹھا تھا وہ استقلال سے انکار کرتا رہا کہ وہ کسی بُرے
ارادے سے یہاں پر نہیں آیا مگر عبدالرحیم نے اُسکے کان میں کہا کہ بہتر ہے کہ وہ تسلیم کرے کہ وہ ڈاکٹر کلارک
کو مرزا صاحب کے کہنے پر ایک پتھر سے مار ڈالنے کے لئے آیا ہے ورنہ اسکے لئے زیادہ خرابی کا باعث ہوگا
اور ڈاکٹر کلارک اس بات کا ذمہ وار ہوگا کہ اسکو کوئی نقصان نہیں پہونچے گا۔ اُسنے اسکو مان لیا اور اقبال
لکھدیا۔ پہلے اسنے لفظ نقصان لکھا اور عبدالرحیم نے اسے کہا کہ بجائے اسکے لفظ مار ڈالنا درج کرو (الفاظ
یہ ہیں۔ "نقصان یعنے مار ڈالنا") بعدازاں انہوں نے کہا ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں ہماری مراد پوری ہوگئی
عبدالرحیم و پریداس اور وارث الدین بعدازاں مفصل جھوٹی شہادت تیار کرتے رہے جو مجبوراً انکے کہنے سے
اُسے عدالت میں دینی پڑی۔ اُسنے یہ بھی بیان کیا کہ اُسنے اپنا نام عبدالمجید بجائے عبدالحمید کے بنایا تھا اور نیز
اپنا ہندو جنم محض اسی خیال سے بتایا تھا کہ وہ پہلے گجرات مشن سے نکالا جا چکا تھا اور چاہتا تھا کہ امرتسر میں
گرفت نہ ہو۔ اُسنے خیال کیا تھا کہ اغلب ہے کہ مشن کے لوگ اسکی بابت تفتیش کر بیٹھیں۔ اسنے نورالدین
مولوی کو قادیان میں اس غرض سے چٹھی لکھی تھی تاکہ انکو معلوم ہو کہ اسکا ارادہ عیسائی بننے کا ہے۔ نورالدین

پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح
نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی
حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں
بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور
دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علت غائی ہیں مجھے بتلایا گیا ہے

نے اُسے قادیاں تعلیم دی تھی اور اسکی بیماری کا علاج کیا تھا (یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اُسنے بیرنگ چھٹی بھیجی تھی نورالدین کہتا ہے کہ مینے ایسی چھٹی کبھی نہیں لی) عبدالرحیم نے اُسے بٹالہ میں کہا تھا کہ وہ اس چھٹی بھیجنے کو کسی اور امر کی طرف منسوب کردے یعنے یہ کہ اسنے نورالدین کو اسلئے چھٹی لکھی تھی کہ مرزا صاحب کو اُس کا پتہ معلوم ہو جائے۔ عبدالرحیم نے بٹالہ میں اُسے یہ بھی کہا تھا کہ ٹھیک ہو کہ اُسنے مرزا صاحب کو جانیسے پہلے گالیاں دی تھیں حالانکہ اُسنے کوئی گالی نہیں دی تھی۔ امرتسر میں اسکو کہا گیا کہ تو یہ کہدینا کہ میرا دل اسو اسطے بدل گیا کہ مینے ڈاکٹر کلارک کو اچھا آدمی پایا۔ ۱۳ تاریخ کو بوقت جرح عبدالحمید نے پہلی ہی بار مرزا غلام احمد صاحب کے ایک مرید قطب دین نام کا ذکر کیا جو امرتسر میں رہتا ہے اور کہا کہ میں سب سے پہلے قادیان سے امرتسر میں پہونچتے ہی اسکے پاس گیا تھا اور قطب الدین نے ایک پتھر وزنی تیس سیر جسکے ساتھ ڈاکٹر کلارک کو مارڈالنا تھا مہیا کرنے کا ذمہ لیا تھا اور بعد اس کام کے ختم ہونیکے اُسنے قطب الدین ہی کے پاس پناہ لینی تھی۔ عبدالحمید نے بیان کیا کہ یہ تمام تفصیل وارث الدین نے بٹالہ میں بتائی تھی اور اُسنے قطب الدین کو اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ عبدالحمید نے یہ بھی بیان کیا کہ ڈاکٹر کلارک کے وکیل رام بھج دت نامی نے اُس سے کئی دفعہ بٹالہ میں سوالات کئے اور اسکے ایک ریمارک سے ہی قطب الدین کے ذکر کرنے کی ضرورت پڑی۔ وکیل نے اسے کہا تھا کہ تو پرندہ نہیں ہے تو نے کسطرح امرتسر سے بھاگ کر جانے کا ارادہ کیا تھا تمھارا ضرور اس جرم میں کوئی ساتھی ہوگا اور وہ کون ہے۔ عبدالحمید نے اس امر سے انکار کیا اسکے بعد وارث الدین اسکے پاس آیا اور اُسنے کہا کہ تم قطب الدین کا نام لے لو اور اسکی رہایش کی جگہ کا پتہ بتلایا۔ جب وکیل واپس آیا تو اُسنے ایسا ہی بیان کردیا اور یہ واقعہ ۱۳ اگست کو جرح میں ٹھیک ٹھیک ظاہر ہوگیا۔ اسنے یہ بھی بیان کیا کہ پیشتر اسکے کہ وہ عدالت میں گیا پریمداس نے قطب الدین کا نام اُسکی یعنے عبدالحمید کے

کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا۔ بعد اسکے کہ بہت دور ہوگیا تھا۔ سو میں ان ہی باتوں کا مجدد ہوں اور یہی کام ہیں جنکے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اور منجملہ ان امور کے جو میرے مامور ہونے کی علت غائی ہیں مسلمانوں کے ایمان کو قوی کرنا ہے اور انکو خدا اور اسکی کتاب اور اسکے رسول کی نسبت ایک تازہ یقین بخشنا۔ اور یہ طریق ایمان کے تقویت کا دو طور سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آیا ہے۔ **اوّل** قرآن شریف کی

ہاتھ کی ہتھیلی پر اسواسطے لکھدیا کہ وہ اُسے بھول نہ جائے - مزید سوالات کرنے پر اُسنے کہا کہ اس نے پنسل ہے جو وکیل ڈاکٹر کلارک کے ہاتھ میں ہے اور پنسل مذکور کی طرف اشارہ کرکے کہا یہی ہے اور یہ وارث الدین کی ہے - یہ تسلیم کیا گیا کہ ایسا ہی ہے - شہادت میں اول دفعہ تو بمقام بٹالہ بیان کیا گیا تھا کہ عبدالحمید مرزا صاحب کے پاؤں پلا کرتا تھا - عبدالحمید نے بیان کیا کہ یہ بات بھی وارث الدین کی ایجاد ہے - ڈاکٹر کلارک کا دوبارہ اظہار اوسکی درخواست پر لیا گیا - اُسنے اُن ترغیبوں کی بابت جو عبدالحمید کو بیاس کے مقام پر اظہار لکھانے سے پیشتر دیگئی ہیں بیان کیا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ ایسی ترغیبیں میرے علم کے بغیر دیگئی ہوں اور مینے ہرگز نہیں دیکھا کہ کوئی اس قسم کی بات کی گئی ہو - خواہ عبدالحمید کا پہلا بیان سچا ہے یا دوسرا تاہم یہ بات ظاہر ہے کہ اسمیں وجوہات کافی نہیں ہیں کہ مقدمہ ہذا میں مرزا غلام احمد کے برخلاف کارروائی کیجائے - عبدالحمید جو بڑا گواہ ہے وہی شریک جرم ہے اور اُس نے دو مختلف بیان لکھوائے ہیں - ہمارا میلان اس خیال کی طرف ہے کہ فی الجملہ دوسرا بیان غالباً سچا ہے اور یہ کہ مرزا غلام احمد نے عبدالحمید کو ڈاکٹر کلارک کے پاس نہیں بھیجا اور نہ اُسنے اسکو ڈاکٹر کلارک کے مار ڈالنے کو سکھلایا ہے وجوہات حسب ذیل ہیں - (١) خود عبدالحمید ایسی جانبازی اور ذمہ داری کے کام کے لائق نہیں وہ ایک لمبا بڑھا ہوا کمزور دل کا نوجوان ہے - اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ اسی کے خیالات بدکاری کی طرف مائل ہیں اور نہ وہ ذرا بھی خبطی ہے - فی الواقع اسکے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسنے اپنا وقت عیسائیت اور اسلام میں کبھی ادہر اور کبھی اودھر کاٹا ہے جہاں کہیں اوسکو روٹی کپڑے کے ملنے کا یقین ہوا تو وہ اپنی قسمت کو اسی طرح اختیار کرنیکو مستعد ہوگیا - مسٹر گرے بیان کرتا ہے کہ وہ اُسے محض ایک مغزی معلوم ہوا جہانتک کہ وہ اپنے معلومات عیسائیت کے متعلق ظاہر کرتا ہے -

(٢) یہ تسلیم کیا گیا کہ غلام احمد نے صرف اسکو قریب دو ہفتہ کے دیکھا بڑے سے بڑا وقت یہی ہے وہ ایسے تھوڑے سے عرصہ میں کافی طور سے ایسی واقفیت پیدا نہیں کرسکتے تھے کہ ایسے نازک کام کے لئے اسپر بھروسہ کرتے - نہ یہ بات ہے کہ وہ اُسپر کوئی

ضمیمہ

تعلیم کی خوبیاں بیان کرنی - اور اسکے اعجازی حقائق اور معارف اور انوار اور برکات کو ظاہر کرنے سے جنسے قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ میری کتابوں کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ کتابیں قرآن شریف کے عجائب اسرار اور نکات سے پر ہیں اور ہمیشہ یہ سلسلہ جاری ہے اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ جسقدر مسلمانوں کا علم قرآن شریف کی نسبت ترقی کرے گا اسیقدر اُن کا ایمان بھی ترقی

بڑا اثر پیدا کر سکتے ہوں۔ (۳) جس طریق سے عبدالحمید نے اس کام کو بیان کیا ہے اسکی تدبیر بھی بالکل بھونڈی اور احمقانہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ امر قرین قیاس نہیں ہے کہ عبدالحمید کو اس بات کے کہنے کی تعلیم دیگئی ہو کہ وہ بٹالہ کا ایک ہندو تھا۔ اور یہ ایسا بیان ہے جسکی تکذیب ڈاکٹر کلارک دو ایک گھنٹے میں کر سکتا۔ غلام احمد کے پچیس[25] جولائی کے اس اقبال کے بعد کہ وہ نوجوان قادیان میں آیا تھا۔ اگر ڈاکٹر کلارک پر کوئی حادثہ پڑتا تو یہ یقینی امر تھا کہ مرزا صاحب کے خلاف اسکی جان کے بدلے میں کوئی عدالتی کارروائی کیجاتی۔ اور اس امر کی نسبت خود مرزا صاحب بھی قبل از وقت پیش بینی کر سکتے تھے۔ یہ بات کسی طرح بھی باور نہیں ہو سکتی کہ مرزا صاحب نے اپنے آپکو ایسے خطرہ میں ڈالا ہو (۴) یہ ثابت ہے کہ وہ نوجوان اول ڈاکٹر گرے کے پاس امرتسر میں گیا اور اگر وہ اسکو کھانے پینے اور مکان کا وعدہ کرتے تو وہ اسکے پاس رہتا۔ اگر فی الاصل ڈاکٹر کلارک کے پاس بھیجا گیا تھا تو پھر اس امر کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ مسٹر گرے امریکن مشن کے عیسائی کے پاس وہ کیوں چلا گیا۔ یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ محض اتفاق سے ڈاکٹر کلارک کی طرف رستہ بتلایا گیا۔ (۵) اُسنے نور الدین عیسائی امریکن مشن کو کہا تھا کہ وہ قادیان سے آیا ہے اور کہ وہ فی الاصل ہندو تھا اور ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اسکا یہ بیان کرنا نہ تو مرزا صاحب کی سازش سے ہے اور نہ لیکھرام کے قاتل کے فعل سے مشابہت کے لئے ہے بلکہ بقول اسکے بیان کے اسواسطے ہے کہ مشنریوں سے اس امر واقعہ کو پوشیدہ رکھے کہ وہ گجرات مشن سے نکالا گیا تھا اسیوجہ سے اُسنے عبدالحمید کی بجائے جھوٹا نام عبدالمجید بیان کیا۔ (۶) اگر عبدالحمید کا بیان جو بمقام بیاس اُسنے کیا ہے سچا ہوتا تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں اُسنے بعد تسلیم کر لینے اس ضروری امر کے کہ وہ ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مارنے کے لئے آیا ہے تفصیلات کے بیان کرنے سے رکا رہا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ بہت سی تفصیلات اُسوقت ظاہر ہوئیں جبکہ وہ نوجوان وارث الدین اور پریمداس اور عبدالرحیم کی حفاظت میں بٹالہ تھا لہذا ہماری یہ رائے ہے کہ عبدالرحیم اور وارث الدین اور پریمداس ہی صرف اس پہلی کہانی کے جواب دہ ہیں اور غالباً وہی

ضمیمہ

پذیر ہوگا۔ اور **دوسرا** طریق جو مسلمانوں کا ایمان قوی کرنے کے لئے مجھے عطا کیا گیا ہے تائیدات سماوی اور دعاؤں کا قبول ہونا اور نشانوں کا ظاہر ہونا ہے۔ چنانچہ ابتک جو نشان ظاہر ہو چکے ہیں وہ اس کثرت سے ہیں جنکے قبول کرنے میں کسی منصف کو گریز کی جگہ نہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا جو نادان عیسائی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور پیشگوئیوں سے انکار کرتے تھے اور آج وہ زمانہ ہے جو تمام پادری ہمارے سامنے ٹکڑے

اسکو تمام وقت ورغلاتے رہے - یہ تو ظاہر امر ہے کہ اس نوجوان کے آنے پر مشن کے کبوتر خانہ میں بہت چرچا ہوا ہوگا خصوصاً جبکہ اُس نے بیان کیا کہ وہ کسی اور جگہ سے نہیں بلکہ قادیان ہی سے آیا ہے اور عیسائی ہونا چاہتا ہے - اسکی شکل و شباہت بعض عیسائی ماتحت ملازم ہونیکے پاس اسکی سفارش بکثرت کی اور اُسنے کہدیا کہ وہ ہندو تھا ایسا ہی لکھا گیا کے قائل نے کیا تھا انھوں نے وہ تو بخوبی کٹھے کر لیا اور یہ یقینی بات ہے کہ عبدالرحیم سے اکثر اس بارے میں پوچھا گیا کہ اسکے آنے کے کیا وجوہ ہیں - ڈاکٹر کلارک بیان کرتا ہے کہ عبدالرحیم کو خود اپنی جان کا خطرہ پڑ گیا تھا - یہ یاد رہے کہ یہ وہی شخص ہے جسنے اول ہی اول ڈاکٹر کلارک کو کہا تھا کہ نوجوان قاتلانہ ارادہ سے آیا ہے اور جسنے اسکی خونی آنکھ کی طرف توجہ دلائی تھی یہ ممکن ہے کہ اُسنے اور وارث الدین اور پریمداس نے فی الحقیقت ایسا یقین کر لیا ہو کہ نوجوان قتل کرنے کے ارادہ سے آیا ہے اور اسکے اس امر کو تسلیم کرانے میں انکو خیال آیا ہو کہ وہ زبردستی صداقت کو نکال رہے ہیں بعد ازاں اپنی غلطی پاکر انھوں نے اس جھوٹے قصہ کو اور تفصیلات سے ارادہ کر لیا ہے کہ اس معاملہ کو برابر چلا ئینگے درباب اُن ترغیبات کے جو ڈاکٹر کلارک کی موجودگی میں ہوئیں جنکی نسبت وہ بیان کرتا ہے کہ نہیں ہو سکتی ہیں یہ ممکن ہے کہ وہ اسوقت وقوع میں آئے ہوں جبکہ اسکی توجہ اور طرف مصروف تھی وہ غالباً تو جو اسکی نگرانی غور سے کر رہا تھا جسکو ارد گرد سے عبدالرحیم وارث دین اور پریمداس گھیرے ہوئے تھے - اور ان تینوں میں سے میرا خیال ہے کوئی نہ کوئی عبدالحمید کے کانوں میں پھونک دیتا تھا اور اسکو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا - خواہ کچھ ہی حقیقت ہو ہمیں بالکل یقین ہے کہ اگر عبدالحمید کو فی الحقیقت عبدالرحیم نے اپنے پہلے بیان کے کرنے میں ورغلایا ڈاکٹر کلارک کو دوران کارروائی میں کامل طور سے دھوکا دیا گیا ہے اور اُسے اسکی ان مصنوعی کارروائی سے بالکل اطلاع نہیں ہے - یہ بات بھی لکھنے کے قابل ہے کہ مرزا غلام احمد نے اس امر کو کشادہ پیشانی سے مان لیا ہے اور عدالت میں ڈاکٹر کلارک کو ہر ایک قسم کی شمولیت سے مبرا قرار دیا ہے - شہادت میں بہت سی تحریری شہادت پیش کی گئی ہے جسمیں سے کسیقدر متعلق

بقیہ حاشیہ:

نہیں ہو سکتے - آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں پیشگوئیاں ظہور میں آرہی ہیں - اور خوارق لوگوں کو حیرت میں ڈال رہے ہیں - پس کیسا ہی وہ انسان نیک قسمت ہے کہ اب اُن انوار اور برکات سے فائدہ اٹھائے اور ٹھوکر نہ کھائے !!!

اور وہ حوادث ارضی اور سماوی جو مسیح موعود کے **ظہور کی علامات** ہیں وہ سب کیوقت میں ظہور پذیر ہو گئی ہیں - مدت ہوئی کہ خسوف کسوف رمضان کے

سمجھی جاتی اگر اصل بیان جسکا اوپر ذکر ہوچکا ہے ثابت ہوجاتا۔ مرزا غلام احمد زور سے اسبات کا انکار کرتا ہے کہ اُسنے کبھی ڈاکٹر کلارک کے ضرر دہی کے لئے صریحاً یا کنایتاً کبھی کوئی پیشگوئی کی ہو وہ سنہ ۱۸۹۳ء کی پیشگوئیوں کے جو مباحثہ کے بعد کی گئی تھی داخل نہیں سمجھتا اور نہ اسکا اس پیشگوئیوں میں کچھ اشارہ ہے جواب بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ابھی باقی ہے اور جسکا انجام آتھم سے حوالہ دیا گیا۔ سنہ ۱۸۹۳ء کی ابتدائی پیشگوئی اسطرح ہے (وہ فریق جو دانستہ جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور ضعیف انسان کو خدا بنا رہا ہے ہلاک ہوگا وغیرہ وغیرہ اور (وہ شخص جو سچے خدا کو مان رہا ہے بڑی عزت پائیگا۔ لفظ "ضعیف آدمی کو خدا بنانا" صاف طور سے فریق کا تعلق عیسائی گروہ سے ظاہر کرتے ہیں جس فریق میں سے ڈاکٹر کلارک بھی ہے اور قیاساً وہ "شخص" جسکا بعد ازاں ذکر ہے مرزا صاحب ہے مرزا صاحب اس سے انکار کرتے ہیں کہ الفاظ فریق اور شخص کا اطلاق کسی خاص شخص پر تھا اور بیان کرتے ہیں کہ ہر صورت میں صرف انکا اشارہ عبد اللہ آتھم سے تھا نہ ڈاکٹر کلارک سے٭ ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ الفاظ جو انکی طرف سے استعمال کئے گئے ہیں اس بات کی تائید نہیں کرتے۔ مگر میعاد متعینہ گذر چکی ہے اور اب پیشگوئی غیر متعلق ہے۔ ایک اور پیشگوئی میں جسکی میعاد ستمبر سنہ ۱۸۹۷ء میں منقضی ہوگی غلام احمد (موٹے حروف میں) ڈاکٹر کلارک یا دیگر کسی پادری کو مباہلہ کے لئے طلب کرتے ہیں۔ وہ اپنے دلسے امید کرتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک منتخب ہوں اور وہ اُسے ذلیل سا بزدل آدمی کہتے ہیں۔ اگر ڈاکٹر کلارک شیطانی تدابیر کو اختیار کر کے بچنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالے خود اپنے طور سے جھوٹ کی بیخکنی کر دیگا۔ ڈاکٹر کلارک کہتا ہے کہ جھوٹ سے اسکی ہی ذات کی طرف اشارہ ہے اور یہاں جو جھوٹ کا لفظ ہے وہ اُس جھوٹ سے ملتا ہے جو سنہ ۱۸۹۳ء کی پیشگوئی میں درج ہے۔ مگر مرزا صاحب اس اتہام سے انکار کرتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئیاں ٹھیک الہاموں کی طرح دو پہلو رکھتی ہیں اور اسی میں فائدہ ہے کہ وہ ایسی ہوں۔ مرزا صاحب کچھ مطلب بیان کرتے ہیں اور ڈاکٹر کلارک کچھ۔ اور اس صورت میں اس امر کا ثابت کرنا ناممکن ہو کہ ڈاکٹر کلارک کے معنے ٹھیک ہوں۔ مرزا صاحب

مہینے میں ہوچکا ہے اور ستارہ ذو السنین بھی نکل چکا۔ اور زلزلے بھی آئے اور مری بھی پڑی اور عیسائی مذہب بڑے زور شور سے دنیا میں پھیل گیا اور جیسا کہ آثار میں پہلے سے لکھا گیا تھا بڑے تشدد سے میری تکفیر بھی ہوئی۔ غرض تمام علامات ظاہر ہوچکی ہیں اور وہ علوم اور معارف ظاہر ہوچکے ہیں جو دلوں کو حق کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔

٭ یہ خوب نہیں کہ الہامی پیشگوئیوں کے پہلو یکدفعہ معلوم ہو جائیں اسی لئے ہمارا خیال ہیں ابتدا سے یہی رہا کہ یہ پیشگوئی خاص آتھم کے متعلق ہے اور آتھم کے نام ہی بار بار اشتہار جاری ہوئے اور دیکھو قسم کے لئے بلایا گیا۔ ہاں جبکہ بعض اور عیسائیان شریک بحث تھے پس اس پیشگوئی کا اثر واقعہ یہ بھی پایا کہ خدا تعالے کے نزدیک یہ بھی اس میں داخل ہونگے مگر در اصل ابتدا سے ہمارا علم یہی تھا کہ اس پیشگوئی کا مقصد از طرف آتھم ہے ہماری نیت میں کبھی کوئی اور نہ تھا

کہتے ہیں کہ انھوں نے ڈاکٹر کلارک کی موت کی نسبت کبھی کوئی پیشگوئی نہیں کی اور جسقدر مطبوعہ شہادت پیش کی گئی ہے ہم منجملہ اسکے کسی میں بھی کوئی صاف اور صریح امر نہیں پاتے جس سے مرزا صاحب کے بیان کی تردید ہوتی ہو۔ غلام احمد نے اپنے اظہار میں بیان کیا ہے کہ انکو اُن حملات کا کچھ بھی علم نہیں ہے جو آتھم کی جان پر کئے گئے۔ مگر کہا کہ لیکھرام کی نسبت اُسکو علم تھا کہ وہ مرجائیگا اور نیز اُسنے دن اور گھنٹہ کی پیش از وقت اطلاع دیدی تھی۔ جہانتک ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ سے تعلق ہے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظ امن کے لئے ضمانت لیجائے یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جائے لہٰذا **وہ بری کئے جاتے ہیں**✤۔ لیکن ہم اس موقعہ پر مرزا غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جسکو انھوں نے خود پڑھ لیا اور اُسپر دستخط کردیئے ہیں باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ اُن مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُسنے اشتعال اور غصہ دلانیوالے رسالے شایع کئے ہیں جن سے اُن لوگوں کی ایذا متصور ہے جنکے مذہبی خیالات اُس کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں۔

جو اثر کہ اُسکی باتوں سے اُسکے بےعلم مریدوں پر ہوگا اسکی ذمہ واری اُن ہی پر ہوگی اور ہم انھیں متنبہ کرتے ہیں کہ جبتک وہ زیادہ ترمیانہ روی کو اختیار نکرینگے وہ قانون کے رو سے بچ نہیں سکتے بلکہ اُسکی زد کے اندر آجاتے ہیں۔ دستخط ایم ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء

تریاق

میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ قرآن شریف کی رو سے کوئی دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا اکمل اور اتم طور پر اس صورت میں ثابت ہو سکتا ہے کہ جبکہ تین ۳ پہلو سے اُس کا ثبوت ظاہر ہو۔ **اوّل** یہ کہ نصوص صریحہ اسکی صحت پر گواہی دیں یعنے وہ دعوے کتاب اللہ کے مخالف نہ ہو۔ **دوسرے** یہ کہ عقلی دلائل اسکے مؤید اور مصدق ہوں **تیسرے** یہ کہ آسمانی نشان اُس مدعی کی تصدیق کریں۔ سو ان تینوں وجوہ استدلال کے رو سے میرا دعویٰ ثابت ہے۔ نصوص حدیثیہ جو طالب حق کو بصیرت کامل تک پہنچاتی ہیں اور میرے دعوے کی نسبت اطمینان کامل بخشتی ہیں اُنمیں سے مسیح موعود اور مسیح بنی اسرائیلی کا اختلاف حلیہ ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کے صفحہ ۴۸۵ و ۸۷۶ و ۱۰۵۵ وغیرہ میں جو

✤ یہ حکم بری کرنیکا جو ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو مجسٹریٹ ضلع کی قلم سے نکلا اور یہ نوٹس جو بطور تہدید لکھا گیا یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جنسے ہماری جماعت کو فائدہ اٹھانا چاہیئے کیونکہ انکو ایک مدت پہلے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر ان دونوں باتوں کی خبر دیگئی تھی۔ اب انھیں سوچنا چاہیئے کہ کیونکر ہمارے خدا نے یہ دونوں غیب کی باتیں پیش از وقت اپنے بندہ پر ظاہر کردیں جن لوگوں نے یہ نشان بچشم خود دیکھ لیا چاہیئے کہ وہ ایمان اور تقویٰ میں ترقی کریں اور غفلت [illegible] منہ

یہ تمام مقدمہ جو معہ رائے حاکم لکھا گیا ہے اسمیں غور کرنیسے ظاہر ہے کہ عیسائیوں کیطرفسے
یہ ایک بناوٹ تھی جسکو صاحب مجسٹریٹ ضلع نے بخوبی دریافت کرلیا اور ہر ایک شخص جو اس تحریر
پر غور کریگا اور اس مقدمہ کو اوّل سے آخر تک غور سے پڑھے گا وہ دلی یقین سے سمجھ لیگا کہ ان لوگوں

مسیح موعود کے بارے میں حدیث ہے جسمیں یہ بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو
عالم کشف میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اسمیں اُسکا حلیہ یہ لکھا ہے کہ وہ گندم گوں تھا
اور اُسکے بال گھونگروالے نہیں تھے بلکہ صاف تھے۔ اور پھر اصل مسیح علیہ السلام جو اسرائیلی
نبی تھا اُسکا حلیہ یہ لکھا ہے کہ وہ سرخ رنگ تھا جسکے گھونگروالے بال تھے۔ اور صحیح بخاری
میں جا بجا یہ التزام کیا گیا ہے کہ آنے والے مسیح موعود کے حلیہ میں گندم گون اور سیدھے
بال لکھدیا ہے اور حضرت عیسےٰ کے حلیہ میں جا بجا سُرخ رنگ اور گھونگروالے بال لکھتا گیا
ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود کو ایک
علیحدہ انسان قرار دیا ہے اور اسکی صفت میں امامکم منکم بیان فرمایا ہے اور حضرت
عیسےٰ علیہ السلام کو علیحدہ انسان قرار دیا ہے۔ اور بعض مناسبات کے لحاظ سے عیسےٰ
بن مریم کا نام دونوں پر اطلاق کردیا ہے۔

اور ایک اور بات غور کرنے کے لائق ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جہاں مسیح موعود کا ذکر کیا ہے اسجگہ صرف اسی پر کفایت نہیں کی کہ اُسکا حلیہ گندم گون اور
صاف بال لکھا ہے بلکہ اُسکے ساتھ دجّال کا بھی جا بجا ذکر کیا ہے مگر جہاں حضرت عیسےٰ
علیہ السلام بنی اسرائیلی کا ذکر کیا ہے وہاں دجال کا ساتھ ذکر نہیں کیا۔ پس اس سے
بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں عیسےٰ بن مریم دو تھے ایک وہ
جو گندم گوں اور صاف بالوں والا ظاہر ہونیوالا تھا جسکے ساتھ دجّال ہے۔ اور دوسرا
وہ جو سُرخ رنگ اور گھونگریالے بالوں والا ہے اور بنی اسرائیلی ہے جسکے ساتھ دجال نہیں
اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام شامی تھے اور شامیوں کو
آدم یعنے گندم گون ہرگز نہیں کہا جاتا مگر ہندیوں کو آدم یعنے گندم گون کہا جاتا ہے۔ اس

نے جو مسیح کے خون سے پاک ہو جانے کا دعویٰ کرتے ہیں کیونکر ایک ناحق کے خون کے لئے پختہ سازش کی تھی۔ یہ ظاہر ہے اور ڈاکٹر کلارک کو اس بات کا اقرار ہے کہ جب انہوں نے ایک عیسائی عبدالرحیم نام کو عبدالحمید کا حال دریافت کرنے کے لئے میرے پاس بھیجا تو مینے اسکی نسبت کچھ بھی اخفا

دلیل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ گندم گون مسیح موعود جو آنے والا بیان کیا گیا ہے وہ ہرگز شامی نہیں ہے بلکہ ہندی ہے۔

اسجگہ یاد رہے کہ نصاریٰ کی تواریخ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰے گندم گون نہیں تھے بلکہ عام شامیوں کی طرح سرخ رنگ تھے۔ مگر آنے والے مسیح موعود کا حلیہ ہرگز شامیوں کا حلیہ نہیں ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

اور منجملہ اُن دلائل کے جو نصوص حدیثیہ سے صحت و صدق دعویٰ اس راقم پر قائم ہوئے ہیں وہ حدیث بھی ہے جو مجدّد دین کے ظہور کے بارہ میں ابوداؤد اور مستدرک میں موجود ہے یعنے یہ کہ اس امت کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر مجدّد پیدا ہوگا اور انکی ضرورتوں کے موافق تجدید دین کریگا۔ اور فقرہ **یجدّد لہا** جو حدیث میں موجود ہے یہ صاف بتلا رہا ہے کہ ہر ایک صدی پر ایسا مجدّد آئے گا جو مفاسد **موجودہ** کی تجدید کرے گا۔ اب جب ایک منصف غور سے دیکھے کہ چودھویں صدی کے سر پر کونسے سخت خطرناک مفاسد موجود تھے جنکی تجدید کے لئے مجدّد دین لیاقتیں چاہییں۔ تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا فتنہ جس سے لاکھوں انسان ہلاک ہو گئے پادریوں کا فتنہ ہے۔ اور اس سے کوئی عقلمند اور دردخواہ اسلام کا انکار نہیں کریگا کہ اس صدی کے مجدّد کا بڑا فرض یہی ہونا چاہیے کہ وہ کسر صلیب کرے اور عیسائیوں کی حجتوں کو نابود کر دیوے اور جبکہ چودھویں صدی کے مجدّد کا کسر صلیب فرض (کام) ہوا تو اس سے ماننا پڑا کہ وہی مسیح موعود ہے کیونکہ حدیثوں کی رو سے مسیح موعود کی بھی یہی علامت ہے کہ وہ صدی کا مجدّد ہوگا اور اس کا کام یہ ہوگا کہ کسر صلیب کرے۔ بہرحال اسوقت کے مولوی اگر دیانت اور دین پر قائم ہو کر سوچیں تو انھیں ضرور اقرار کرنا پڑے گا کہ چودھویں صدی کے مجدّد کا کام کسر صلیب ہے۔

نہیں کیا بلکہ ظاہر کر دیا کہ وہ اچھا آدمی نہیں اور جو اپنا نام ریلا رام بیان کرتا ہے یہ بیان سراسر جھوٹ ہے۔ اب عقلمند اسی بات سے سمجھ سکتا ہے کہ اگر میں نے درحقیقت عبدالحمید کو خون کرنیکے لئے بھیجا تھا تو پھر میں اسکی چال چلن سے کیونکر ڈاکٹر کلارک کو متنبہ کرتا۔ ماسوا اسکے عدالت میں یہ بات بھی ثابت

اور چونکہ یہ وہی کام ہے جو مسیح موعود سے مخصوص ہے اسلئے بالضرورت یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود چاہیے۔ اور اگرچہ چودھویں صدی میں اور فسق و فجور بھی مثل شراب خوری و زناکاری وغیرہ بہت پھیلے ہوئے ہیں مگر بغور نظر معلوم ہوگا کہ اُن سب کا سبب ایسی تعلیمیں ہیں جن کا یہ مدعا ہے کہ ایک انسان کے خون نے گناہوں کی بازپرس سے کفایت کر دی ہے۔ **اسی وجہ سے** ایسے جرائم کے ارتکاب میں یورپ سب سے بڑھا ہوا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کی مجاورت کے اثر سے عموماً ہر ایک قوم میں بیقیدی اور آزادی بڑھ گئی ہے۔ اگرچہ لوگ بیماریوں سے ہلاک ہو جائیں اور اگرچہ وبا انکو کھا جائے مگر کسیکو خیال بھی نہیں آتا کہ یہ تمام عذاب شامت اعمال سے ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ یہی تو ہے کہ **خدا تعالےٰ کی محبت ٹھنڈی ہو گئی ہے۔** اور اُس ذوالجلال کی عظمت دلوں پر سے گھٹ گئی ہے۔ غرض جیسا کہ **کفّارہ** کی بیقیدی نے یورپ کی قوموں کو شراب خواری اور ہر ایک فسق و فجور پر دلیر کیا ایسا ہی اُن کا نظارہ دوسری قوموں پر اثر انداز ہوا اسمیں کیا شک ہے کہ فسق و فجور بھی ایک بیماری متعدی ہے ایک شریف عورت کنجریوں کی دن رات صحبت میں، گو اگر صریح بدکاری تک نہیں پہونچے گی تو کسیقدر گندے حالات کے مشاہدہ سے دل اُس کا ضرور خراب ہوگا۔ غرض **صلیبی عقیدہ** ہی تمام **بیقیدیوں** اور **آزادیوں کی جڑ ہے** اور اسمیں کچھ بھی کلام نہیں کہ وہ عقیدہ ان ملکوں میں نہایت خطرناک طور پر پھیل رہا ہے اور کئی لاکھ تک اُن لوگوں کا شمار پہونچ گیا ہے کہ جو پادریوں کے دام میں آکر جوہر ایمان کھو بیٹھے ہیں اور یا پوشیدہ مرتد ہو کر مثلاً شیعوں کے رنگ میں پھرتے ہیں اسلئے خدا تعالےٰ کی غیرت اور رحمت نے چاہا کہ صلیبی عقیدے کے زہرناک اثر سے لوگوں کو بچاوے اور جس دجالیت سے انسان کو خدا بنایا گیا ہے

ہو گئی کہ عبدالحمید براہ راست ڈاکٹر کلارک کے پاس نہیں گیا تھا بلکہ اوّل نورالدین عیسائی کی چٹھی لیکر پادری گرے کے پاس گیا تھا۔ اگر اصل مقصد اس کا ڈاکٹر کلارک کو قتل کرنا ہوتا تو پادری گرے کے ساتھ اس کا کیا کام تھا۔ عدالت میں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عبدالحمید نے جو اپنا نام بدلا یا یہ صرف اس غرض سے تھا کہ گجرات کے

اس وجاہلیت کے پردے کھول دیوے اور چونکہ چودھویں صدی کے شروع تک یہ بلا کمال تک پہونچ گئی تھی۔ اسلئے اللہ تعالےٰ کے فضل اور عنایت نے چاہا کہ چودھویں صدی کا مجدد و کسر صلیب کرنیوالا ہو کیونکہ مجدّد بطور طبیب کے ہے اور طبیب کا کام یہی ہے کہ جس بیماری کا غلبہ ہو اُس بیماری کی قلع قمع کی طرف توجہ کرے۔ پس اگر یہ بات صحیح ہے کہ کسر صلیب مسیح موعود کا کام ہے تو یہ دوسری بات بھی صحیح ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد جس کا فرض کسر صلیب ہے مسیح موعود ہے۔

لیکن اسجگہ طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو کیونکر اور کن وسائل سے کسر صلیب کرنا چاہیے؟ کیا جنگ اور لڑائیوں سے جسطرح ہمارے مخالف مولویوں کا عقیدہ ہے؟ یا کسی اور طور سے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مولوی لوگ (خدا انکے حال پر رحم کرے) اس عقیدہ میں سراسر غلطی پر ہیں۔ مسیح موعود کا منصب ہرگز نہیں ہے کہ وہ جنگ اور لڑائیاں کرے بلکہ اُس کا منصب یہ ہے کہ **حجج عقلیہ** اور **آیات سماویہ** اور **دُعا** سے اس فتنہ کو فرو کرے۔ یہ تین ہتھیار خدا تعالےٰ نے اُسکو دیئے ہیں اور تینوں میں ایسی اعجازی قوت رکھی ہے جسمیں اُس کا غیر ہرگز اُس سے مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ آخر اسی طور سے صلیب توڑا جائے گا یہانتک کہ ہر ایک محقق نظر سے اسکی عظمت اور بزرگی جاتی رہے گی اور رفتہ رفتہ توحید قبول کرنیکے وسیع دروازے کھلینگے۔ یہ سب کچھ **تدریجًا** ہوگا کیونکہ خدا تعالےٰ کے سارے کام تدریجی ہیں۔ کچھ ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہوگا۔ اسلام ابتدا میں بھی تدریجًا ہی ترقی پذیر ہوا ہے اور پھر انتہا میں بھی تدریجًا اپنی پہلی حالت کی طرف آئیگا۔

بعض نادان مولوی کہتے ہیں کہ "ابتک تمنے کونسی کسر صلیب کی"؟ پس انکو یاد رہے

ش‌ن سے وہ بوجہ بدچلنی نکالا گیا تھا - اور اسکو اندیشہ تھا کہ اگر میں اصل نام بیان کروں تو پھر مجھے نہیں لینگے اور اُس کا عیسائی ہونا محض کھانے پینے کے لئے تھا - اور عدالت میں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اُسکے بیان میں بہت تناقض تھا اور یقینی طور پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر روز اسکو سکھلایا جاتا ہے - ان ہی

کہ نشان[1] ظاہر ہوئے اور پیشگوئیاں[2] ظہور میں آئیں اور پادریوں[3] کا مونہہ بند کیا گیا اور اگر وہ حیا سے کام لیں تو آئندہ اعتراض کی انکو جگہ نہ رہے - اور قرآن کی اعلیٰ تعلیم نے جو میری طرف سے بیان کیگئی بڑے بڑے جلسوں میں لوگوں کا سر جھکا دیا ✤ - اور عیسائی مذہب کے اصول کو ایسے طور سے توڑا گیا کہ کبھی کسیکو پہلے اس سے میسر نہ آیا - بھلا اگر یہ صحیح نہیں ہے تو ہمارے مخالف مولوی یا پادری صاحبو نکی طرف سے وکیل بنکر کوئی ایک سوال اُن کا تو ایسا پیش کریں جسکو ہم نے براہین قطعیہ سے کالعدم نہیں کر دیا - یا یہی دکھا دیں کہ ہم سے پہلے اس تحقیقی طور سے کبھی کسی نے جواب دیا تھا - ان لوگوں کو خدا تعالےٰ سے شرم کرنی چاہیے - کہانتک اور کب تک سچائی سے لڑینگے ؟!!

ازانجملہ نصوص حدیثیہ میں ایک دلیل مسیح موعود کے زمانہ کی یہ لکھی ہے کہ اُسکے ظہور سے پہلے زمین ظلم اور جور سے بھری ہوئی ہو گی اور پھر وہ مہدی موعود عدل اور انصاف سے زمین کو پُر کریگا اور وہ روشن پیشانی اور اونچی ناک والا ہو گا - کذا فی المشکوٰۃ رواہ ابوداؤد والحاکم ایضًا - اب ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں ہر ایک قسم کے ظلم یعنے معصیت اور افراط اور تفریط اور فسق اور فجور سے زمین بھری ہوئی ہے اور زمین کی تمام تاریکیاں زور کیساتھ جوش مار رہی ہیں اکثر دلوں پر دنیا اور دُنیا کی خواہشیں اس درجہ پر غالب ہیں کہ گویا انہیں خدا تعالےٰ کی جگہ کچھ بھی باقی نہیں رہی نہ زبانوں میں تقویٰ باقی ہے نہ آنکھوں میں نہ کانوں میں اور نفسانی جذبات کا سیلاب زور سے بہ رہا ہے نہ ایمانی حالتیں درست ہیں نہ عملی - اخلاقی بصیرتیں گم ہیں - فراستیں مفقود ہیں - وہ محبت الٰہی اور وہ اُنس اور وہ ذوق اور وہ غربت اور انکسار اور تقویٰ اور خوف اور خشوع اور صدق اور راستبازی جو قرآن نے سکھلائی تھی معدوم کی طرح ہو گئی ہے - مخلوق پرست شرک پھیلانے میں سرگرم ہیں اور فاسق لوگ جابجا فسق کی دوکانیں کھولے بیٹھے ہیں اور ایمان ایک ایسی چیز ہو گئی ہے جو صرف زبانوں میں اس کا دعویٰ رہ گیا ہے - الا قلیل

✤ دانشمند لوگ اس مضمون کو پڑھیں جو مہوتسو کے جلسہ میں میری طرف سے پڑھا گیا تھا جو تمام قوموں کی تقریروں کے ساتھ کتاب کے طور پر شائع ہو چکا ہے تا معلوم ہو کہ کیسے عجیب معارف آیات قرآنی اسمیں لکھے گئے ہیں جو بطور اعجاز مانے گئے - منہ

تمام وجوہات اور خود اسکے اقرار سے مقدمہ کی اصلیت یہ ثابت ہوئی کہ عبدالرحیم اور وارث دین وغیرہ عیسائیوں کی تعلیم سے یہ مقدمہ کھڑا کیا گیا تھا۔ لیکن اللہ جل شانہ کا شکر ہے کہ اُسنے اُسکی اصلیت حکام پر کھولدی اور مجھے

من العباد۔ سو درحقیقت یہ وہی زمانہ ہے جو حدیث کے منشا کے موافق ہے یعنے جسمیں ہر ایک قسم کا گناہ اور ہر ایک قسم کی بدکاری اور ہر ایک قسم کی بد اعتقادی پھیل گئی ہے اور شرک جو ظلم عظیم ہے اسکا جھنڈا نہایت زور سے کھڑا کیا گیا ہے اور یہ حدیث نہایت وضاحت سے بیان کر رہی ہے کہ حالت موجودہ کا ظلم اور جور جس طرز کا ہوگا اُسی کی اصلاح کے لئے وہ مہدی موعود آئے گا۔ اور یہ جو روشن پیشانی ✤ اور اونچی ناک والا اسکو لکھا ہے یہ علامت صرف ظاہری حلیہ تک محدود نہیں کیونکہ اس ظاہری حلیہ میں تو ہزاروں انسان شریک ہیں بلکہ اسجگہ علاوہ اس ظاہری علامت کے ایک باطنی حقیقت بھی مراد ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالے اُسکی پیشانی میں ایک نور صدق رکھدیگا جو دلوں کو اپنی طرف کھینچے گا اور اُسکی ناک میں کبریائی کی ایک علامت ہوگی جو بلندی ناک سے مشابہ ہے اور کبریائی یہ ہے کہ اس کا رعب اور اُس کی عظمت دلوں میں خدائی سیاست ڈالیگی اور اگرچہ یہ دونوں علامتیں خدا تعالے کے ہر ایک خاص بندے میں ہوتی ہیں مگر حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مہدی موعود میں نہایت قوت سے اور نمایاں طور پر پائی جائیں گی۔ اُسکی پیشانی کا نور کثرت سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچے گا۔ یہانتک کہ نادان خیال کرینگے کہ شاید یہ شخص ساحر ہے ایسا ہی اُس کا رعب بشدت مخالفوں پر پڑے گا۔ اور کبریائی کی علامت جس کا مظہر ناک ہے نہایت جلال سے ظاہر ہوگی۔ وہ اپنی کبریائی کے استغنا کے سبب سے بلند مزاجی دکھلائے گا اور شریروں کے آگے تذلل نہیں کریگا اور آخر شریر خود تذلل ظاہر کرینگے۔

اسجگہ یاد رہے کہ آجسے اٹھارہ برس پہلے براہین احمدیہ میں ان دونوں علامتوں کی طرف الہام الٰہی میں اشارہ کیا گیا ہے جیساکہ ایک الہام یہ ہے کہ **اَلقَیتُ علیکَ محبّۃً منّی** یعنے میں نے اپنی طرف سے کشش محبت کا نشان تجھ میں رکھدیا ہے کہ جو شخص تعصب سے خالی ہو کر تجھے دیکھے گا وہ بالطبع تجھ سے محبت کریگا اور تیری طرف کھینچا جائے گا۔ اور دوسرا یہ الہام ہے کہ **نُصِرتَ بالرُّعب** یعنے تجھ میں ایک علامت رعب بھی رکھدی ہے۔ اور سوچنے والے اور موجودہ حالات

✤ یہ دونوں علامتیں ظاہری طور پر بھی میرے ہادی جناب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال پُر انوار کی رونق اور حُسن کو دو بالا کر رہی ہیں فداہ امی وابی۔ خاکسار کاتب۔

پہلے سے بذریعہ الہام اطلاع دے دی تھی کہ ایسا مقدمہ ہوگا اور آخر تمہیں بری کیا جائیگا۔ اور وہ الہامات اسوقت میں نے اپنی جماعت میں شایع کئے جبکہ مقدمہ کا ابھی نام و نشان نہ تھا۔ ہماری جماعت کا غالباً دو سو کے قریب

کو دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ یہ دونوں علامتیں اس بندہ حضرت عزّت میں پوری ہوتی جاتی ہیں۔ اکثر نیک دل آدمی کھینچے جا رہے ہیں اور مخالفوں پر دن بدن رُعب زیادہ ہو رہا ہے۔ وہ اپنے ارادوں سے نومید ہوتے جاتے ہیں اور بعض توبہ کرتے جاتے ہیں۔

اور منجملہ نصوص حدیثیہ کے ایک وہ دلیل ہے جو مسلم نے لکھی ہے یعنے یہ کہ **لوکان الدین عند الثریا لذھب بہ رجل من فارس** یعنے اگر دین ثریا کے پاس بھی ہو تب بھی ایک مرد فارس میں سے اُسکو لے آئیگا۔ یہ حدیث صاف دلالت کرتی ہے کہ اسلام پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے کہ حب دین اور علم اور ایمان میں ضعف آجائے گا اور جور اور ظلم زمین پر پھیل جائے گا اور اُسوقت ایک شخص فارسی الاصل پیدا ہوگا جو اُسکو پھر زمین پر واپس لائے گا۔ اور ابھی گذشتہ حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ شخص جسکے ہاتھ سے ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق زوال پذیر ہونگے وہی مہدی موعود ہے اور حدیث **لا مھدی الا عیسٰی** سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مسیح موعود ہے۔ اور اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ مسیح موعود فارسی الاصل ہوگا۔ سو غور کرنے والے کے لئے اس مقام میں نہایت بصیرت حاصل ہوتی ہے اور تمام حدیثیں ہر ایک قسم کے تناقض سے صاف ہو کر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ شخص جو پھر آسمان سے ایمان اور دین اور علم کو واپس لائیگا یعنے دوبارہ دنیا کو طرح طرح کے نشانوں سے خدا پر سچا یقین بخشے گا اور ایمانوں کو قوی کریگا اور عقائد کی تصحیح کریگا اور قرآن کے حقائق و معارف سمجھائے گا وہ فارسی الاصل ہوگا اور وہی مسیح موعود ہوگا۔ اور حدیث بخاری اور ابوداؤد سے ثابت ہو چکا ہے کہ اسکا زمانہ وہ ہوگا کہ جب دنیا میں سب سے زیادہ نصاریٰ کی سلطنت کی شوکت و شان بڑھی ہوئی ہوگی اور اکثر ملک اُنکے تصرف میں ہونگے۔ اور صحیح بخاری اور مسلم میں یہ حدیث بھی ہے کہ وہ نہ ہتھیار اٹھائے گا اور نہ لڑائی کریگا بلکہ حجج سماویہ یعنے نشان اور براہین عقلیہ سے غیر ملتوں کو ہلاک کر دیگا اور اُس کا حربہ آسمانی ہوگا نہ زمینی۔ سو فکر کرو کہ

ایسا آدمی ہوگا جنکو پہلے از وقت اُن الہامات کی خبر ملگئی تھی۔ سو وہ مقدمہ اور وہ ابتلا تو ختم ہوگیا اور اُس کا نتیجہ ایک عظیم الشان
پیشگوئی اور نصرت الٰہی کا نشان رہ گیا جو ہمیشہ بطور یادگار رہیگا۔ اب جگہ ہمیں اپنی **محسن گورنمنٹ کا شکر**

تمہارے وقت میں اور تمہارے ملک میں خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا۔ اُن لوگوں کیا ایمان نفع دیگا جو پوری
روشنی کے بعد آئینگے۔ حدیث میں اسی فارسی الاصل کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر آج سے اٹھارہ برس پہلے
براہین احمدیہ میں خدا تعالےٰ کے الہام نے کر دیا ہے اور وہ یہ ہے انّا فتحنا لک فتحاً مبیناً فتح الولی فتح
وقربناہ نجیّاً۔ اشجع الناس۔ ولو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ انار اللّٰہ برھانہ۔ یا احمد
فاضت الرحمۃ علی شفتیک ...... انی رافعک الی والقیتُ علیک محبۃ مِنّی ...... خذوا التوحید
التوحید یا ابناء الفارس۔ وبشر الذین آمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم۔ واتل علیھم ما
اوحی الیک من ربّک ولا تصعّر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس۔ اصحاب الصفہ وما
ادراک ما اصحاب الصفہ۔ تریٰ اعینھم تفیض من الدمع۔ یصلون علیک۔ ربّنا اننا
سمعنا منادیاً ینادی للایمان وداعیاً الی اللّٰہ وسراجاً منیراً۔ املوا۔ دیکھو صفحہ ۲۴۱-
۲۴۲- براہین احمدیہ۔ ترجمہ۔ ہمنے تجھے کھلی فتح دی ہے یعنے دینگے۔ ولی کی فتح ایک بزرگ فتح ہے
اور ہمنے اُسے اپنا مقرب اور راز دار بنایا ہے وہ سب سے زیادہ بہادر ہے۔ اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو وہاں سے پا لیتا
خدا اُسکے برہان کو روشن کریگا۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور
اپنی محبت تیرے پر ڈالونگا یعنے لوگ ایک روحانی کشش سے تجھ سے محبت کرینگے اور تیری طرف کھینچے جاینگے۔ توحید کو پکڑو
توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ اور اُنکو خوشخبری دے جو تجھ پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ خدا کے نزدیک صادق ٹھہر گئے اور اُنکا
صدق قدم ثابت ہوا تو اُنکو میرے الہامات سُنا اور مخلوق اللہ سے مونہہ نہ پھیر اور اُنکی ملاقات سے مت ملول ہو۔
یعنے وہ وقت آتا ہے کہ وہ کثرت سے اور فوج در فوج تیرے پاس آئینگے سو خلق اور برداشت سے اُنکی ملاقات
کرنا۔ اور پھر فرمایا کہ انہیں سے ایک گروہ ہوگا (جو اکثر حاضر رہینگے) جن کا نام خدا تعالےٰ کے نزدیک اصحاب الصُفّہ ہے
اور تو کیا جانتا ہے کہ اصحاب الصفہ کیا چیز ہیں یعنے اُنکی شان بہت بڑی ہے۔ تو دیکھے گا کہ اکثر اوقات اُن کی
آنکھوں سے آنسو جاری ہونگے اور تجھ پر درود بھیجیں گے یعنے جبکہ وہ کوئی حکمت کی کلمے اور معارف و حقائق سُنینگے
یا نشان دیکھیں گے بانشراح اور یقین کی حالت اُنپر غلبہ کرے گی تو وہ محبت اور تودد کے جوش سے تجھ پر

الہامات اسکو تھیں

ادا کرنا ضروری ہے کہ باوجودیکہ مقدمہ پادریوں کی طرف سے تھا مگر مجسٹریٹ صاحب نے جو ایک انگریز تھا ہرگز روا نہ رکھا کہ ایک ذرہ پادریوں کی رعایت کیجائے اور جو کچھ انصاف کا تقاضا تھا وہی کیا اور اسکی بصیرت اور فراست نے فی الفور دریافت کر لیا کہ

درود بھیجیں گے اور تیرے حق میں دعا کرینگے یہ کہتے ہوئے کہ ای ہمارے رب ہمنے ایک منادی کرنیوالے کی آواز سنی جو ایمان کے لئے منادی کرتا ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے اور چراغ روشن ہے۔ (الخ وغیرہ)

ان الہامات میں صاف طور پر بتلا دیا کہ بڑا کام تمہارا ایمان کی منادی ہے۔ اور حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ اس فارسی الاصل کو یہی سخت ضرورت پیش آئیگی کہ لوگوں کا ایمان تازہ ہو اور اسکو قدرت دیجائیگی کہ اگر ایسا زمانہ بھی ہو کہ ایمان بکلی زمین پر سے معدوم ہو جائے تب بھی وہ ایمان کو آسمان سے واپس لائیگا۔ ان حدیثوں میں یہ بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ اسکے اول زمانہ میں ایمانی حالت لوگوں کی نہایت ہی گری ہوئی ہوگی اور وہ اس لئے آئیگا کہ پھر دوبارہ بڑی طاقت اور قوت اور نشانوں کے ساتھ اس حالت کو دلوں میں قائم کرے تب نہ بت رہینگے اور نہ صلیب رہیگی اور مجھدار لوگوں سے انکی عظمت اُٹھ جائیگی اور یہ سب باتیں باطل دکھائی دینگی اور سچے خدا کا پھر چہرہ نمایاں ہو جائیگا۔ مگر یہ نہیں کہ دنیا کی جنگوں کی طرح مسیح موعود کوئی جنگ کریگا یا دنیا کے ہتھیاروں کی طرف حاجت پڑیگی بلکہ خدا اپنے بزرگ نشانوں کے ساتھ اور اپنے نہایت پاک معارف کیساتھ اور نہایت قوی دلائل کیساتھ دلوں کو اسلام کیطرف پھیر دیگا اور وہی منکر رہ جائیں گے جنکے دل مسخ شدہ ہیں۔ خدا ایک ہوا چلائیگا جسطرح موسم بہار کی ہوا چلتی ہے اور ایک روحانیت آسمان سے نازل ہوگی اور مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائیگی اور جسطرح بجلی مشرق اور مغرب میں اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے ایسا ہی اُس روحانیت کے ظہور کے وقت ہوگا۔ تب جو نہیں دیکھتے تھے وہ دیکھیں گے اور جو نہیں سمجھتے تھے وہ سمجھیں گے اور امن اور سلامتی کیساتھ راستی پھیل جائیگی۔

یہی روح اور مغز اُن تمام پیشگوئیوں کا ہے جو مسیح موعود کے بارے میں ہیں۔ حدیثوں میں بہت صفائی سے بتلایا گیا ہے کہ اسکی تلوار اسکے انفاس طیبہ ہیں یعنے کلمات حکمیہ سو ان انفاس سے ملل باطلہ ہلاک ہو جائینگی جن جن مقامات تک اسکی نظر پہونچے گی یعنے جن جن مذاہب پر وہ اپنی توجہ مبذول کریگا انہیں مٹا دیگا اور دلوں کو حق کی طرف پھیر دیگا۔ وہ کسی اہل مذہب کو نقصان نہیں پہونچائیگا بلکہ لطف اور نرمی کیساتھ جھوٹ کا جھوٹ ہونا ظاہر کر دیگا۔ تب عموماً دلوں میں روشنی پیدا ہو جائیگی اور وہ سمجھ جائینگے کہ ہمارے یہ عقاید درحقیقت صحیح نہ تھے۔ جب تم دیکھو کہ اس خدا کی بزرگ اور مبارک کو سچا خدا سمجھنے کے لئے دل متحرک ہو گئے ہیں جو قرآن شریف نے پیش کیا ہے یعنے وہی خدا جو تمام خوبیاں اپنی ذات میں رکھتا ہے جس کا ماننے والا کبھی شرمندہ نہیں ہو سکتا

یہ سراسر عیسائیوں [illegible] ہے۔ ایسا ہی کپتان لیمارچنڈ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور [illegible] عقلمندی سے فی الفور [illegible] لیا کہ یہ تمام منصوبہ بے اصل اور جھوٹا ہے۔ اور باوجودیکہ مقدمہ ایک مذہبی رنگ میں تھا مگر انھوں نے نہ چاہا کہ انصاف کو ہاتھ سے دیکر اور مذہبی تعصب سے کام لیکر کسی پر ظلم کریں۔ لیکن افسوس کہ شیخ محمد حسین بٹالوی نے مسلمان کہلا کر اس جھوٹے مقدمہ کی تائید کی اور خود بڑے جوش سے ڈاکٹر کلارک کا گواہ بنکر عدالت میں آیا لیکن عدالت نے اسکے بیان کو ایک ذرہ عزت کی نظر سے نہ دیکھا بلکہ کرسی کی درخواست پر سخت جھڑکیاں دیں اور نہایت ناراضگی ظاہر کی کہ تو نے اپنی حیثیت سے بڑھکر کرسی ملنے کا کیوں سوال کیا۔ پس یہ بھی خدا تعالےٰ کا ایک نشان تھا کہ ایک ایسا شخص جو میری ذلت کی خواہش رکھتا تھا اسکو عین عدالت میں سخت ذلت پیش آئی گویا درد انگیز مار پڑی۔ اسجگہ یہ بات بھی دوبارہ بیان کرنیکے لائق ہے کہ ڈاکٹر کلارک کے یکطرفہ بیان کیوجہ سے عدالت کو یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ گویا ہماریطرف سے عیسائیوں کے مقابل پر سخت الفاظ استعمال ہوتے ہیں اسی وجہ سے عدالت نے آیندہ کے لئے بذریعہ نوٹس یہ ہدایت کی تھی کہ ایسے الفاظ پھر استعمال نہ ہوں مینے اسیوقت صاحب مجسٹریٹ ضلع کو یہ کہا تھا کہ میریطرف سے کوئی سختی ابتدائی طور پر نہیں ہوئی بلکہ پادری صاحبوں کی طرف سے سختی ہوئی ہے اور مینے یہ بھی کہا کہ اسوقت کئی بستے ایسے عیسائی کتابوں کے میرے پاس موجود ہیں جنمیں عیسائی صاحبان نے نہایت زیادتی کی ہے۔ لیکن چونکہ صاحب مجسٹریٹ ضلع اسوقت مقدمہ ختم کر چکے تھے اسلئے میرے جواب کا وقت نہیں رہا تھا۔ اسی لئے مینے مناسب سمجھا کہ محض حکام کی آگاہی کے لئے اور سراسر نیک نیتی سے نمونہ کیطور پر وہ سخت الفاظ جو اسلام کے مقابل پر پادری صاحبان اور آریہ صاحبان استعمال کرتے ہیں اس کتاب میں کسیقدر لکھوں مگر

تب تم سمجھو کہ وہ وقت نزدیک ہے کہ جب یہ سب باتیں پوری ہونگی۔ موسم بہار کی ابتدا میں دیکھتے ہو کہ پہلے درختوں کی خشک اور بدنما لکڑی خوشرنگ اور تروتازہ ہو جاتی ہے اور پھر ذرہ ذرہ پتے نکلتے ہیں اور پھر پھول آتا ہے اور آخر درخت پھلوں سے بھر جاتے ہیں۔ پس یقیناً سمجھو کہ ان دنوں میں بھی **ایسا ہی ہوگا**۔ اور یہ جو الہام الٰہی میں اصحاب الصُفّہ کی تعریف کیگئی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یقین میں محبت میں معرفت میں وہی لوگ زیادہ ترقی کرینگے جو اکثر پاس رہینگے اور خدا اُن سے پیار کریگا اور وہ کبھی ٹھوکر نہیں کھائینگے اور وہ ترقی کرینگے اور انکے دل رقت سے بھر جائیں گے۔ غرض خدا کے نزدیک وہی خاص درجہ کے لوگ ہیں جنکو قرب اور ہمسائگی اور ہمنشینی حاصل ہے۔

میں اسوقت خاتمہ کے طور پر نصیحت اپنی جماعت کو خصوصاً اور تمام مسلمانوں کو عموماً کہتا ہوں کہ وہ اس تحریک ... یونہی سوا اپنے تئیں بچاویں اور غیر قوموں کی باتوں پر جو پہلے حوصلہ کیساتھ صبر کر کے اپنے نیک اخلاق درگذر اور صبر کو گورنمنٹ پر ظاہر کریں اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے مجتنب رہیں۔ ہاں معقول اور نرم الفاظ میں بیجا حملوں کا جواب بھی دیتے رہیں رکھیں کہ گورنمنٹ ہر ایک مظلوم کی تائید کرنیکو طیار ہے اسی مقدمہ کا نمونہ عقلمند کیلئے کافی ہے کہ کیونکر حکام کی عدالت اور انصاف پسندی نے پادریوں کی ایک کثیر جماعت کو انکے مقاصد سے محروم اور ناکام رکھا۔ سو یہی نصیحت ہے کہ اپنے طور پر کوئی اشتعال اور کوئی سختی ظاہر مت کرو اور کسی آزار اٹھانیکے وقت حکام سے استغاثہ کرو۔ اور اگر معاف کرو اور درگذر اور صبر سے کام لو تو یہ تمہارے لئے استغاثہ کی نسبت بہتر طریق ہے کیونکہ مقدمات اٹھانا اور نالشیں کرتے پھرنا اُن لوگوں کی شان کے لائق نہیں ہے جو ایک بڑا حصہ اخلاق کا اپنے اندر رکھتے ہیں۔ فقط یکم رمضان المبارک ۱۳۱۵

راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

بقیہ حاشیہ

اسی طرح نصوص حدیثیہ میں متواتر بتلایا گیا ہے کہ وہ مسیح موعود عیسائیوں کی طاقت اور قوت کے وقت میں پیدا ہوگا۔ اُسکے وقت میں ریل گاڑی ہوگی اور تار ہوگی اور نہریں نکالی جائینگی اور پہاڑ چیرے جائینگے اور بباعث ریل اونٹ بیکار ہو جائینگے ✤۔ اور نصوص الحکم میں شیخ ابن العربی اپنا ایک کشف یہ لکھتے ہیں کہ وہ خاتم الولایت ہے اور توام پیدا ہوگا۔ اور ایک لڑکی اُسکے ساتھ متولد ہوگی اور وہ چینی ہوگا یعنے اُسکے باپ دادے چینی ممالک میں رہے ہونگے سو خدا تعالےٰ کے لڑکے نے ان سب باتوں کو پورا کر دیا۔ میں لکھ چکا ہوں کہ میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی اور ہمارے بزرگ سمرقند سے جو چین سے تعلق رکھتا ہے رہتے تھے۔

بالآخر یہ بھی لکھنے کے لائق ہے کہ ابتک جو کتابیں میں نے تالیف کر کے شایع کیں وہ بہ تفصیل ذیل ہیں۔

براہین احمدیہ۔ سرمہ چشم آریہ۔ شحنۂ حق۔ فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ ازالہ اوہام۔ آسمانی فیصلہ۔ نشان آسمانی۔ آئینہ کمالات اسلام۔ تحفہ بغداد۔ اتمام الحجہ۔ سر الخلافہ۔ انوار الاسلام۔ کرامات الصادقین۔ حمامۃ البشریٰ۔ برکات الدعا۔ نور الحق۔ ضیاء الحق۔ نور القرآن۔ ست بچن۔ آریہ دھرم۔ انجام آتھم۔ شہادۃ القرآن۔ سراج منیر۔ حجۃ اللہ۔ تحفہ قیصریہ۔ جواب سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا۔ رسالہ استفتاء۔ تقریر جلسہ مہوتسو۔ مباحثہ جنگ مقدس۔ دیگر مباحثات کی تقریریں۔ اشتہارات وغیرہ۔ منہ

✤ دیکھو منتخب کنز العمال جلد ششم صفحہ ۶۰ بر حاشیہ مسند امام احمد جس سے بعد اجابت مہدی ہے مسیح موعود وغیرہ۔ اور اگر یہ کتاب میسر نہ ہو تو رسالہ چہل حدیث مولوی ... مرحوم مولوی محمد حسن صاحب کا مطالعہ کرو جو عنقریب طبع ہوگا۔ منہ